بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل

نمبر ۱۸۹

نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فبلغہ غیرہ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۱۳۸۱ھ

بانی جریدہ: حضرت مولینا الحاج الحافظ ابو محمد عبدالوہاب صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر
عبدالجلیل دہلوی

قیمت ۳ روپے

نگران
عبدالغفار دہلوی

(راقم امتیاز علی اخبار منزل میکلوڈ روڈ کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست کتب

- آئینہ محمدی ۳ر
- انعام محمدی
- ارشاد محمدی ۱۲ر
- اذان محمدی ۳ر
- اشعار اخبار محمدی ۲ر
- قربان محمدی
- ... محمدی
- تعلیم محمدی ۳ر
- تائید محمدی مع تقویۃ الایمان ۱۲ر
- تفسیر محمدی زیر طبع
- جماعت محمدی ۶ر
- حج محمدی
- حقوق محمدی ۳ر
- حیات محمدی
- خطبہ محمدی
- خطبات محمدی حصہ
- خطبات محمدی حصہ
- دلائل محمدی حصہ اول
- دلائل محمدی حصہ دوم ۹ر
- ذرۃ محمدی ۴ر
- درود محمدی ۱۱ر
- دین محمدی مکمل سات حصے
- ذمۃ محمدی
- زکوۃ محمدی
- سلام محمدی
- سنت محمدی ۳ر
- شہادت محمدی مع تقویۃ الایمان ۱۲ر
- دعا محمدی ۴ر
- صیام محمدی
- صدائے محمدی ۶ر
- صلوۃ محمدی
- ضرب محمدی ۳ر
- عقائد محمدی ۲ر
- عقیدہ محمدی ۳ر
- غنیۃ محمدی
- قربان محمدی
- لواء محمدی
- مشکوۃ محمدی
- میلاد محمدی
- معراج محمدی
- ملت محمدی
- نور محمدی
- وضوء محمدی
- ہدایت محمدی
- گلشن عقائد
- احکام داڑھی
- میلاد النبی
- گیارہویں
- حج مجلد
- احکام روزہ
- آداب دعا ۲ر
- احکام شب برات
- فتاویٰ آتشبازی
- مسائل قربانی
- بلاغ المبین مجلد
- تعوید
- رفع الیدین ۶ر
- آمین ۶ر
- خواب اور تعبیر
- معراج شریف
- حقوق والدین
- مسائل زکوۃ
- مسئلہ علم غیب
- حرمت زنا
- خطبات التوحید
- سورۂ فاتحہ
- سیرۃ النعمان مجلد
- تقویۃ الایمان
- تذکیر الاخوان زیر طبع
- حکایات صحابہ بے جلد
- حکایات صحابہ مجلد
- بلوغ المرام عربی
- بلوغ المرام اردو
- غنیۃ الطالبین اردو
- سیرت پاک مجلد اردو
- علامات قیامت بے جلد
- علامات قیامت مجلد
- قیامت کی نشانیاں
- مشکوۃ شریف مجلد اردو
- تجرید بخاری
- مسلم شریف اردو کامل مجلد
- انتخاب صحاح ستہ اردو
- قرآنی دعائیں با تشریح
- فرائض ...
- بعض نشانیاں
- ظفر المبین مجلد
- فسانۂ قادیان
- حزب المقبول
- قاعدہ اردو مولوی رحیم بخش
- اسلام کی پہلی کتاب مولوی رحیم بخش
- اسلام کی دوسری
- پارہ الم مترجم ومفسر
- نماز مترجم جیبی سائز
- صحیح بخاری مترجم فی پارہ
- فی پارہ ...
- مسالک ...
- ...
- جوان ...
- مفصل ...
- ایک روپے سے کم کی وی پی ...

محصول ڈاک بذمہ خریدار

مکتبہ شعیب معرفت محمدی مسجد آرٹلری میدان نمبر ... کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرہ روزہ

صحیفہ اہلحدیث کراچی

- بنی آدم میں کتاب و سنت کی روح پھونکنے والا
- مسلمانوں کو صحیح اتفاق و جمعیت کی طرف بلانے والا
- ہر خاص و عام کے باہمی تعلقات کی حفاظت کرنے والا
- اچھے کاموں کی تبلیغ اور برے کاموں سے روکنے والا
- مذہبی، علمی، ادبی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور تاریخی مضامین پیش کرنے والا
- کلمۂ حق کہنے میں کسی سے نہ ڈرنے والا
- قرآن مجید کی معتبر، مستند اور آسان تفسیر شائع کرنے والا
- نایاب اور مفید ترین کتابوں کی اشاعت کرنے والا
- مہینہ میں دو بار ملک کے مشہور علماء کرام کے قیمتی مضامین لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا

قیمت سالانہ:- پانچ روپے

فی کاپی:- چار آنے

منیجر:-

صحیفہ اہلحدیث محمدی مسجد اے۔ ایم نمبر (۱)

کراچی پاکستان

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر سائز کے قرآن مجید اور
ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ:- مکتبہ شعیب آلڑی میدان بنس روڈ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

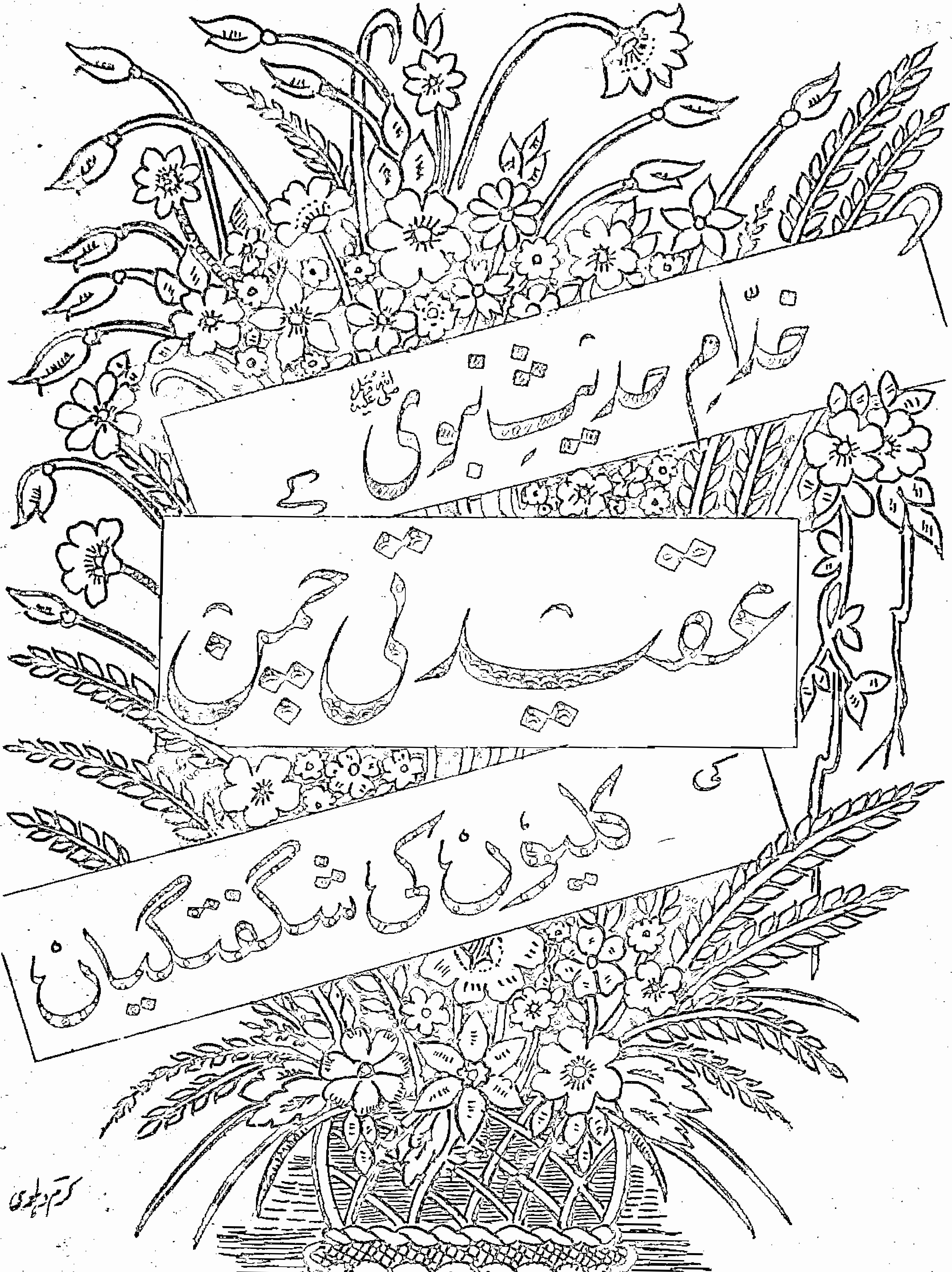

کرم دہلوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

نمبر شمار	مضمون		صاحب مضمون	صفحہ
۱	کلام اول		مدیر	۸
۲	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	(نظم)	جناب ابو البیان حماد	۲۷
۳	پیغمبر اعظم اور آپ کی حدیث اکرم		کرم دہلوی	۲۸
۴	اقوال زریں		کرم دہلوی	۳۲
۵	حدیث نبوی کی عظمت		مولانا محب اللہ عبد الحق صاحب محمدی	۳۵
۶	روایات	(نظم)	جناب صابر کاشمیری	۴۶
۷	حدیث النبی کا مقام		مولانا عبد الغفار صاحب الہ آبادی	۴۷
۸	حدیث شریف	(نظم)	مولانا عبد الکریم صاحب مسلم	۵۱
۹	حدیث نبی کا بلند ترین شرف		مولانا الحافظ الزمن عبد الستار صاحب دہلوی	۵۳
۱۰	فضیلت حدیث	(نظم)	مولانا خرم خفی صاحب	۱۱۹
۱۱	شرع میں سنت کی مستقل حیثیت		مولانا حکیم برق صاحب ہزاروی	۱۲۰
۱۲	منقبت حدیث	(نظم)	مولانا ہیبت اللہ صاحب شیرازی	۱۲۷
۱۳	حجیت حدیث کا مسئلہ نمبر ۲		مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی	۱۲۸
۱۴	اعتصام بالحدیث	نظم	مولانا ابو بکر صاحب سیستانی	۱۳۵
۱۵	حدیث شریف کا مقام حجیت		مولانا اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ	۱۳۶
۱۶	پیغام حیات	(رباعی)	جناب زور ظہور پوری صاحب	۱۴۵
۱۷	حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	(نظم)	مولانا عبد الکریم صاحب مسلم	۱۴۶
۱۸	انکار حدیث کی خشت اول		مولانا حکیم نور الدین صاحب الجیپوری	۱۴۷
۱۹	قرآن و تفسیر	رباعی	جناب نقی آروی صاحب	۱۵۳
۲۰	قال رسول	(نظم)	مولانا ماہر القادری صاحب	۱۵۴
۲۱	قرآن شریف و احادیث رسول		مولانا عبد الجلیل صاحب سامرودی	۱۵۵
۲۲	تو نے جس دن سے رسول عربی کو چھوڑا	(نظم)	جناب محمد حسین صاحب مراد آبادی	۱۵۹
۲۳	حدیث و مراتب حدیث		جناب مولانا عبد القادر صاحب حصاری	۱۶۱

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون		صاحب مضمون	صفحہ
۲۴	حقیقت	نظم	جناب کوثر دہلوی	۱۸۱
۲۵	ایک عجیب سوال		مولانا بدیع الدین شاہ صاحب	۱۸۲
۲۶	علم و عمل	نظم	مولانا عبدالمجید صاحب سالک لاہور	۱۸۳
۲۷	حجیتِ حدیث		مولانا عبدالرحمٰن صاحب عمر آبادی	۱۸۴
۲۸	پیغمبرِ اعظم	نظم	جناب کریم الاحسانی صاحب	۱۸۹
۲۹	حدیث اور اس کی ضرورت		مولانا عبدالسلام صاحب جھنگوی	۱۹۰
۳۰	اسلام کی دیرینہ روایات	نظم	محترم مجید لاہوری صاحب کراچی	۱۹۶
۳۱	امام زہریؒ کا شجرۂ نسب		مولانا عبیداللہ صاحب لائلپوری	۱۹۱
۳۲	تحفۂ عقیدت	نظم	جناب رئیس امروہوی صاحب کراچی	۲۰۳
۳۳	حدیثِ نبویؐ سے اعراض صریح بے ایمانی ہے		مولانا عبداللہ صاحب عقیل۔ لکھنؤ	۲۰۵
۳۴	رسولِ عربیؐ	نظم	جناب کوثر میرٹھی صاحب	۲۰۹
۳۵	حدیثِ نبویؐ اور ثقاہتِ محدثینؒ		مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی	۲۱۱
۳۶	ہم نوجوان	نظم	جناب یوسف ظفر صاحب	۲۱۵
۳۷	انکارِ حدیث دین سے گلوخلاصی کا چور دروازہ ہے		جناب محترم مولانا احتشام الحق صاحب۔ کراچی	۲۱۷
۳۸	منکرینِ وحی سے خطاب	نظم	جناب مولانا ماہر القادری صاحب۔ کراچی	۲۲۰
۳۹	انکارِ حدیث درحقیقت انکارِ قرآن کی منافقانہ صورت ہے		جناب مولانا المحترم محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند	۲۲۲
۴۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم	نظم	جناب عاصی کرنالوی صاحب	۲۲۶
۴۱	احتجاج بالحدیث		جناب حضرت مولانا الحاج عبداللہ صاحب روپڑی	۲۲۷
۴۲	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	نظم	جناب سعادت نظیر صاحب	۲۳۲
۴۳	تدوینِ حدیث کے سوال کا جواب		مولانا عبدالقادر صاحب روپڑی	۲۳۵
۴۴	علماء کرام سے	نظم	محترم مولانا ماہر القادری صاحب	۲۴۰
۴۵	احادیثِ رسول قرآن کی روشنی میں		مولانا عبدالحمید صاحب ارشد	۲۴۳
۴۶	قرآن اور حدیث	رباعی	جناب فخر الاطباء حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر	۲۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	صاحب مضمون		مضمون	نمبر شمار
۲۵۷	فاضل محترم مولانا ثناء اللہ صاحبؒ امرتسری		حدیث بھی حجت شرعی ہے	۴۷
۲۶۶	مولانا حالی صاحبؒ	نظم	محدثینؒ	۴۸
۲۶۸	مولانا الحافظ عبداللہ صاحب روپڑی		وضع حدیث	۴۹
۳۱۴	مولانا حالیؒ صاحب	رباعی	تعلیم خیر الوریٰ	۵۰
۳۱۵	مولانا سید اسمٰعیل شہید صاحبؒ دہلوی		اسلام کا دارومدار حدیث پر ہے	۵۱
۳۱۶	عبدالغفار دہلوی		علم حدیث و اہلحدیث کے فضائل۔	۵۲
۳۲۲	جناب مولانا امام فخر الدین صاحبؒ رازی		حکمت سے مراد سنت رسول اللہؐ ہے	۵۳
۳۲۳	حضرت شیخ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلوی		کتب حدیث	۵۴
۳۲۴	مولانا عبدالقادر صاحب روپڑی		بنت رسولؐ کا اقرار حدیث	۵۵
۳۲۷	جناب حالی صاحبؒ		شعر	۵۶
۳۲۸	"	نظم	طالب علم نبویؐ	۵۷
۳۲۹	مولانا عبداللہ صاحب دہلوی		منکر حدیث اور پنڈت کا مکالمہ	۵۸
۳۳۵	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ دہلوی		سنت نبویؐ شرع کا دوسرا رکن ہے	۵۹
۳۳۶	مولانا عبداللہ صاحب دہلوی		صداقت حدیث۔	۶۰
۳۴۰	مولانا محمد رفیق خاں صاحب کرنالوی		قرآن حدیث کی روشنی میں	۶۱
۳۴۸	" " " "		حدیث مصطفیٰ	۶۲
۳۵۳	حضرت حالی رحمۃ اللہ علیہ		رباعی	۶۳
۳۵۴	حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحبؒ میرٹھی		جس طرح قرآن مجید کی تابعداری فرض ہے اس طرح حدیث کی تابعداری فرض ہے۔	۶۴
۳۵۹	حضرت عبداللہ بن مبارک صاحبؒ		توقیر حدیث نبویؐ	۶۵
۳۶۰	حافظ عبدالقہار صاحب دہلوی		حدیث کی روشنی میں فضائل قرآن	۶۶
۳۶۴	کرم دھلوی		حدیث دین ہے۔	۶۷
۳۶۵	مولانا محمد یوسف صاحب کلکتوی		تدوین حدیث	۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۶۹	محدثینؒ	مولانا وحیدالزماں صاحب لکھنوی	۳۶۹
۷۰	مدح النبی و حدیثہ — نظم	مولانا عبدالغفور صاحب مدرس مدرسہ رحمانیہ	۳۷۵
۷۱	منکرین حدیث کی ایک تنقید کا محققانہ جواب	مولانا عبیداللہ صاحب مبارکپوری	۳۸۰
۷۲	سندِ حدیث	کرم دہلوی	۳۹۳
۷۳	حدیث نبوی کی تدوین	مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	۳۹۵
۷۴	مؤطا امام مالکؒ	مولانا عبداللہ صاحب روپڑی	۳۹۷
۷۵	حدیث نمبر مفت حاصل کرنیکا طریقہ	منیجر	۴۱۲
۷۶	عظمتِ حدیث و عملِ صحابہؓ	مولانا عنایت اللہ صاحب دہلوی	۴۱۸
۷۷	قرآن کریم اور احادیثِ پیغمبرؐ	مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹیؒ	۴۲۲
۷۸	سنت نبوی کا مستند مجموعہ	علامہ رقیہ صاحبہ	۴۱۳
۷۹	منکرِ حدیث کا صحیح بخاری پر اعتراض اور اسکا جواب	مولانا شرف الدین صاحب دہلوی	۴۲۳
۸۰	احادیثِ طیبہ سر اور آنکھوں پر	مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی	۴۲۶
۸۱	قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔	مولانا الحافظ الحاج ابومحمد عبدالوہاب صاحب	۴۳۰
۸۲	حفاظ حدیث	مولانا محب اللہ صاحب	۴۳۱
۸۳	نقشہ حفاظِ حدیث۔		۴۳۲
۸۴	قرآن کریم کے بعد حدیثِ نبویؐ کا درجہ	مولانا عبدالمجید صاحب مدیر اہلحدیث گوجرانوالہ	۴۴۰
۸۵	تاریخ حدیث	مولانا مقبول احمد صاحب	۴۴۲
۸۶	ہندوستان میں حدیثِ نبوی	مولانا اسلم صاحب جیراجپوری	۴۴۴
۸۷	منکرِ حدیث سے خطاب — رباعی	مولانا محمد اسحاق صاحب گورکھپوری	۴۴۵
۸۸	منکرین حدیث	مولانا مودودی صاحب	۴۴۶
۸۹	احکام ماہ رمضان المبارک	کرم دہلوی	۴۴۷
۹۰	ترانہ صحیح بخاری	مولانا ابوالبیان حماد صاحب	۴۴۸

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارض اللہ پر حدیث نبوی ؐ کے پرچم کو لہرانے والا

صحیفہ اہلحدیث

بابت ماہ جمادی الثانی ۔ رجب ۔ شعبان ۔ رمضان سنہ ۱۳۷۱ ہجری ۔

مطابق ماہ مارچ ۔ اپریل ۔ مئی ۔ جون ۔ سنہ ۱۹۵۲ عیسوی

کلام اوّل

مدیر

آخری ملّت اسلامیہ کی تعمیر

معزز قارئین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تخلیقِ کائنات و آفرینش مخلوقات سے پچاس ہزار برس قبل محکمۂ تعمیراتِ شرعیہ نے امانتِ الٰہیہ، دولتِ ابدیہ، ملتِ اسلامیہ، نبوّتِ خاتمیہ، شریعتِ محمدیہ ؐ کے شاندار قصر، عالی قدر ایوان، بلند پایہ حصن، مستحکم محل، سنگین قلعے کے سنگِ بنیاد اور تعمیرِ عمارت کا صحیح خاکہ، مکمل نقشہ،

کرم دہلوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدس مرقع، اور بے نظیر نمونہ تیار کیا تھا۔ اور اس کو اشرف ماہران، رئیس مدبران، شاہ و سیاست، دانش خیز معماران کی مجہلیت سعید و بعثتِ رشید کے انتظار پُراسرار کے لئے دفترِ احصار والتوار میں محفوظ رکھا گیا۔ مشیتِ ایزدی، قانونِ قدرت کے ماتحت جہانِ سنسان عالمِ ویران کی آبادی و آبادانی کے دور کا آغاز ہوا۔

بمصداق "لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ" وقت مقرر پر ہر آنے والی چیز عالمِ وجود میں آئی۔ اور چند روز اپنی ہستی، اپنی زندگی، اپنی اصلیت، اپنی خاصیت کی بہار و کارگزار دکھا کر عالمِ "لَا يُوجَدُونَ" کو رخصت ہوئی۔

حضرت اشرف، کائنات و اکرم مخلوقات بھی نئے عالم آباد میں تشریف فرما ہوئے۔ اپنی عقل و فکر، قابلیت و فاضلیت اور دانش و بینش کے جلوے اور جوہر سے شہرۂ آفاق، ستارۂ افلاک بنے۔ بفضلہ بر و بحر اور ہوا پر حکمران ہوئے۔ درندوں پرندوں اور خشکی و تری کے باشندوں کو اپنی تسخیر، اپنی تحویل اور تصریف میں لائے۔ حیرت انگیز صنعتیں، تعجب خیز حرفتیں اور گوناگوں کی کاریگریاں ایجاد اور اختراع کیں، ہوا پر اُڑے، پہاڑ کی چوٹیوں اور خلا کی بلندیوں پر چڑھے، سمندر اور جنگل کی ہزارہا مسافتوں کو چند منٹوں میں طے کیا۔ ارض و جبال، زمین و پہاڑ سے افلاذ کبد، معادنِ ذہب و فضہ، سونے اور چاندی کی کانیں تلاش کیں۔ بحرِ محیط سے موتی اور مونگے برآمد کئے۔ خور و نوش، پوشش اور زیب و زیبائش، آرام و آرائش کے ساز و سامان بے حسبان اور ان گنت مہیا کئے۔ اور اپنے دل کی بہت سی تمنائیں، آرزوئیں، تجویزیں، منصوبے، حسرتیں اور ارمان، مجبوری و بے بسی کے عالم میں آگے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اپنی یادگار کے لئے اپنی حیات کے بہت سے بھلے کارنامے پیچھے چھوڑ گئے۔

خدائے بزرگ و برتر کے وہ مقبول، منصور و صادق المصدوق بندے بھی وقتاً فوقتاً آتے رہے۔ جنہوں نے ارض اللہ پر قصرِ اسلامی، توحید و سنت کی بنیادیں رکھیں، آداب، اخلاق، مساوات اور رواداریوں، ہمدردیوں کے آثار، امثال، علامات، نشانات اور نظائر قائم کئے۔ یہ سلسلہ ارسالِ انبیاء، ابلاغِ احکام، اور نزولِ وحی حضرت ابوالبشر سے لیکر خاتم انبیاء بنی اسرائیل تک برابر جاری رہا۔ اس کے بعد موسمِ خزاں، تیز و تند ہوا کا دور شروع ہوا۔ انقلاب، اضطراب، گرداب اور فترت، وحشت کا زمانہ آیا۔ رسالت اور نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اسلامی نظام کا نقشہ اور صورت بگڑ گئی۔ دینی قصر کی بنیادوں میں شق وہن اور کمزوری آ گئی۔ توحید، سنن، آداب، اخلاق کی مثالیں اور نظیریں لاپتہ ہو گئیں، بربریت، بہیمیت، جاہلیت اور اوہام و رسوم پرستی کی تاریکیاں اور آندھیاں زور پکڑ گئیں۔

خدا نے کیا، ایک کافی مدت، دراز عرصہ کے بعد زمانے نے کروٹ لی۔ موسمِ خزاں، بادِ سموم، جس کے طوفان خیز جھونکوں نے انبیاءِ سابقین کے قصورِ ملل و شرائع کی بنیادوں، ارکانوں اور در و دیواروں کو متزلزل، مضمحل، اور کمزور کر دیا تھا۔ رخصت ہوئی۔ اور اوّل[۱] موسمِ بہار کے دوسرے[۲] دن آئے۔ آج سے قریباً چودہ سو تینتیس سال پہلے شاہِ رسل نے دعوتِ ماجدی، بشارتِ عیسوی اور رویتِ اُمّی کی پوشاک، صداقت اور خلعتِ شرافت زیب تن

۱ ربیع الاول ۱۲ مسنہ۔ ۲ یوم الاثنین - ۱۲ مسنہ عفی عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کئے ہوئے کنانی اور ہاشمی چٹان کی بلند چوٹیوں سے سرزمین
عرب پر نزولِ اجلال فرمایا۔ اور مبارک فال، نیک شگون کے
پیش نظر اور قدرت و حکمت کے مفید مشوروں و سعید
تقاضوں کی بنا پر رحمتِ دوعالم ایوانِ امن و صلح[1] میں ضیافت
پذیر ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو قوم کے خون میں حرارت و جنبش پیدا ہوئی، خاندانی حمیت
و عصبیت موجزن ہوئی۔ بطونِ قریش نے شاہِ عرب و عجم کو اپنے
لئے سرمایۂ فخر، بایۂ ناز، نورِ ابصار اور روشن چراغ سمجھا۔ ان کے
دور و دیار، بیوت و ابیات، محلوں اور گھروں میں انتہائی مسرت
بے حد فرحت، نہایت شادمانی، اور خوشی کی لہریں دوڑ گئیں۔
آبائی شفقتیں، اعمامی محبتیں، اجدادی عطوفتیں اور حفاظتی تدبیریں
آنحضورِ اکرم پر نثار، فدا اور قربان ہونے لگیں۔

درحقیقت یہ مہمان واجب الاحترام تھے۔ یہی ایسے وحید
زماں، رحمتِ دوجہاں کہ جن کی آج تک تاریخِ عالم نظیر اور
تمثیل پیش کر سکی نہ آئندہ کر سکتی ہے۔ قانونِ قدرت میں یہ اٹل
اور قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ قرآنی شہادت ہے۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (سورۃ الاحزاب)

"یعنی محمد تمہارے باپوں سے زیادہ تم پر شفیق ہیں کیونکہ وہ
وہ خدا کے برگزیدہ پیغمبر ہیں جن پر کل نبیوں کے تمام درجے ختم
کر دیئے گئے ہیں۔"

آں حضور کے قبل انبیاء علیہم السلام کی رسالتوں کی رسائی
ان کی اقوام تک ہوتی تھی۔ ہر پیغمبر اپنی قوم کو انہی کی زبان میں
ہدایت اور تبلیغ کرتا تھا۔ مگر خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، تمام
عرب و عجم، مشرق و مغرب، جنوب و شمال کے کل جن و انس کی
طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہوتا ہے۔

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا" یعنی
تو آپ ہی کو تمام دنیا کے لوگوں کیلئے نذیر اور بشیر منتخب کیا ہے۔ (السبا)

جب روزِ محشر، میدانِ حشر کی تپشوں، تشنگیوں، پریشانیوں
بیقراریوں اور جان گدازیوں کے تلاطم خیز طوفاں و ہیجان برپا ہوں
گے، دہشت، وحشت، ہیبت، خشیت اور ہول کے مارے بنی آدم
کی عقلیں، فکریں حیران و طیران ہونگی۔ آنکھیں پھٹ جائیں گی دل پلٹ
جائیں گے، کس مپرسی کا عالم ہوگا، نفسانفسی کا بازار گرم ہوگا، بہن
بھائی، ماں باپ، اولاد، میاں بیوی اور عزیز و اقارب، یار و
احباب ایک دوسرے سے فرار و جدا ہو جائیں گے۔ تو وہ
بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں عرض، معروض کرنے کی نمائندگی
کیلئے حضرت ابوالبشر سے لیکر حضرت روح اللہ تک کی منت و
سماجت کریں گے۔ لیکن اُس یومِ عسیر، دنِ شدید کو ۔۔۔ کوئی
شخص ان پر شفقت و ہمدردی کا ہاتھ رکھے گا نہ اِس امرِ عظیم و بارِ گراں کے
اُٹھانے کی ہامی بھرے گا۔ بالآخر وہ ان سب سے مایوس ہو کر
رحمتِ دوعالم کی طرف رجوع کریں گے۔ آنحضورِ اکرم کی خدمت
مقدس میں اپنی نمائندگی اور سرپرستی کا سوال پیش کریں گے آں حضور
ان کو اطمینان، ایقان، تسلی، تشفی اور دلاسا دلائیں گے۔ خندہ پیشانی
فراخدلی سے ان کی نمائندگی اور سرپرستی کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔
بارگاہِ الٰہی میں ان کے حساب و کتاب کی دیکھ بھال، ان کے کردار و
اطوار کی جانچ پڑتال کرنے اور ان کے اعتذار و اعتراف کرنے
کی سفارش کے فرائض انجام دیں گے۔ خیر و کرامت کی کنجیاں،
اور حمد و ثنا کا جھنڈا آپ ہی کے مبارک ہاتھوں میں ہوگا حضرت
آدم اور تمام اولادِ آدم آپ کے جھنڈے کے سایہ تلے امن و
امین پذیر ہوگی۔ یہ وہ امتیازی خصوصیات، اعزازی مراتب،

[1] آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ اور دائی حلیمہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند درجات اور گرامی انعامات ہیں ۔ جن سے رب العزت صاحبُ العظمت نے اپنے محبوب کی ذات اعلیٰ صفات کو نوازا ہے ۔ قرآنِ حکیم نے اس کی طرف نہایت نازانداز اور پیار سے الفاظ میں یوں اشارہ کیا ہے ۔ "عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝" (بنی اسرائیل)

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مہمان آئے ، بہت آئے ، بکثرت آئے اور بے شمار آئے ، ادنیٰ آئے ، اعلیٰ آئے ، غریب آئے ، امیر آئے ، سفیر ، وزیر آئے اور بادشاہ آئے ۔ اور بے شک ان کی آمدوں اور دوروں پر مسرتوں کی لہریں دوڑیں ، خوشیاں منائی گئیں ۔ مگر یہ مسرتیں یہ خوشیاں محدود ، محصور اور تنگ تھیں ۔ ان کے گرداگرد خونی ، نسلی ، قومی ، خاندانی ، وطنی ، ملکی ، سیاسی ، خود غرضی اور مصنوعی ، خطوط ، حدود اور نشانات کے حصار کھنچے ہوئے تھے ۔ اور اکرم الاولین والآخرین کی آمد کی مسرتیں اور خوشیاں فطرتی اور قدرتی ، حقیقی اور پُر خلوص تھیں ، تکلّف ، تصنّع ، تمدّح اور مقصد برآری کی رنگینیوں ، طمع سازیوں کی آمیزش سے پاک تھیں ۔ قومی ، وطنی ، اور ملکی تعلق و لگاؤ کی چار دیواریوں کی قید و حد بندیوں سے آزاد اور بہت وسیع تھیں ۔ زمین ، آسمانوں ، جنوں ، انسانوں ، فرشتوں ، جانوروں ، پتھروں ، درختوں اور آسمانی کتب کے اوراق میں آں حضورِ اکرمؐ کی آمد کی شادمانیوں اور خوشیوں کے مظاہرے ، نظارے اور چرچے بلند ہوئے چنانچہ صداقت و ثاقت ، ثقافت اور طمانیتِ قلب کے لئے اس بات کو روایاتِ ثابتہ ، واقعاتِ واثقہ ، اور مشاہداتِ صادقہ کی روشنی میں دیکھئے اور ــــ پرکھئے !

علماءِ مفسرین زیرِ آیت "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ" اور علماءِ محدثینؒ "بابُ الفضائل" میں حضرت عرباض بن ساریہؓ (جو اجلاءِ اہلِ صُفّہ میں سے تھے ، تلمذِ نبوت اور صحابیتِ رسالت کی نسبت سے مشرف تھے) سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ آں حضورِ اکرمؐ نے فرمایا ۔

"اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ"

(ابن جریر ، ابن کثیر ، خازن ، درمنثور ، حاکم ، مشکوٰۃ وغیرہ)

"یقیناً جسمِ آدم کیلئے ابھی گارا ہی تیار ہو رہا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوحِ محفوظ میں اس سے بھی پہلے آخری نبی لکھا جا چکا تھا"

اس روایت ، اس حدیث ، اس فرمانِ نبویؐ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ انسانی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھنے سے قبل "محکمۂ مقادیر" میں ، آپؐ کے تقررِ نبوت و آمد اور دورے کا پروگرام تیار ہو چکا تھا ۔ اور اس پروگرام پر عمل درآمد کرنے کا تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آخری وقت رکھا گیا تھا ۔ یہ آمدِ حضورؐ کی پہلی خبر تھی ۔ جس کا مسرت آمیز اور فرحت لبریز اعلان ، دیوانِ خاص دربارِ شاہی سے ہوا ــــ تعمیرِ بیت اللہ کے وقت خلیلِ خدا نے جہاں اپنے ، اپنی ذریت اور اہلِ مکہ کے لئے مخصوص اوقات اور مقبول اماکن میں دین و دنیا کی دعائیں مانگیں وہاں آپ نے ان کی آئندہ تعلیم و تربیت اور اصلاح کے پیشِ نظر ، انہیں میں سے ایک مبلغ ، مصلح اور رسول کی بعثت و آمد کی بارگاہِ خداوندی میں درخواست گزاری ۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۝" اے ہمارے رب ! اور قرآن کے پاس انہیں میں سے ایک ایسا رسول بھیج ۔ جو ان پر تیری آیتیں پڑھیں اور ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی تعلیم دے۔ اور ان کو شرک، بدعت، رسوم قبیحہ سے دور رکھے بیشک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔"

صحابہ کرامؓ نے آں حضور علیہ السلام سے آپکی آمد کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: "اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ" (تفسیر و حدیث) ——"میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور ہوں۔"

خالقِ موجودات، پروردگارِ کائنات نے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء علیہم السلام کو ختم رسل کی بعثت و آمد کی پُر مسرت و شمیم فرحت بشارت و خبر دی۔ ان کی اور ان کی امتوں سے آپ کے ظہور پر سرور پر آپ کی مدد و نصرت تصدیق و توثیق اور آپ پر ایمان و ایقان لانے کا عہد و پیمان لیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (قرآن مجید - آل عمران)

"اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اس بات کا عہد لیا کہ میں تمہیں کتاب و سنت دوں سے جو کچھ دوں۔ پھر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو اس چیز کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تمہارے پر اسکی مدد کرنا اور اس پر ایمان لانا لازم ہوگا۔"

حضرت علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن عباسؓ جو اعلیٰ خاندان قریش میں سے ہیں اور آنحضور اکرمؐ کے چچازاد بھائی ہوتے ہیں خداوند کریم نے ان کو قرآن حکیم کے تفہم و تفہیم اور معانی و مقاصد کے سمجھنے و سمجھانے میں خاص درک اور ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ آپ آیت مذکورہ کی تشریحات میں فرماتے ہیں۔

"مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْهِ الْمِیْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَّھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَیَنْصُرَنَّهٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی اُمَّتِهٖ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ وَّھُمْ اَحْیَآءٌ لَیُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَیَنْصُرُنَّهٗ۔" —تفاسیر

"اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں ان سب سے یہ وعدہ لیا کہ اگر ان کی موجودگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو وہ ان کی ضرور بالضرور تصدیق اور مدد کریں۔ اور اپنی اپنی امتوں سے عہد لیں کہ انمیں سے اگر کسی کی موجودگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوجائیں تو یقیناً اس پر آپؐ کی مدد کرنا اور ایمان لانا واجب ہوگا۔"

بنی اسرائیل، یہود و نصاریٰ کو زیر اصول "شَدَّدُوْا فَشَدَّدَ عَلَیْھِمْ" آصارِ احکام، اثقالِ شرائع کی پابندیوں کے طوق اور زنجیروں میں سخت جکڑا گیا تھا۔ نمازیں پچاس اور زکوٰۃ اموال کا ۱/۴ حصہ فرض تھی۔ بول و براز بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو اسکی طہارت مقراض و قینچی تھی۔ خطاؤں اور گناہوں کے پردے صبح کی سفیدی کے ساتھ دروازوں پر چپاک کیے جاتے تھے۔ توبۂ خطایا، مغفرتِ ذنوب قتلِ نفس تھا۔ لحوم و شحوم، گوشت و چربی، طیبات اور لذیذ چیزیں گناہوں کی پاداش میں ان پر حرام کردی گئی تھیں، لحم خنزیر، دم مسفوح، سحت و رشوت، سود اور مردار جیسی خبیث و پلید، نجس اور ناپاک چیزوں کی لعنت و ذلت، پھٹکار و عذاب میں گرفتار ہوگئے تھے۔

توریت و انجیل میں خاتم النبیین کے اوصاف، اخلاق اور ہمدردیوں کا ذکر کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو یہ مسرت آمیز خبر دی گئی تھی کہ آں حضورؐ کی آمد پر آں حضورؐ کی جو بنی اسرائیل نصرت، عزت اور اتباع کریں گے۔ آپکی لائی ہوئی ملتِ بیضا کی روشنی پر چلیں گے وہ فلاح یاب اور فائز مراد ہوں گے۔ آں حضور اکرمؐ سختیوں اور تنگیوں کے سلاسل و اغلال، طوق اور بوجھوں سے انکی گلو خلاصی کرا دیں گے۔

۱۔ یہ تفسیر .... کئے ہیں .... "کتاب و سنت" کا .... حضرت حسن بصریؒ و قتادہؒ جیسے جلیل القدر تابعین اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے .... ۱۲ منہ عفی عنہ

www.KitaboSunnat.com

حلالات، طیبات اور لذیذ چیزیں جو اُن پر حرام کی گئی تھیں از سرِ نو اُن کے حق میں حلال فرمائیں گے۔ گندی اور ناپاک چیزوں سے قطعی طور پر مجتنب رہنے کی ہدایت فرمائیں گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔" (قرآن کریم۔ سورت الاعراف)

"جو لوگ اس رسولؐ، نبی، اُمّی کی پیروی کریں گے جس کو وہ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔ وہ انکو اچھی باتوں کی ہدایت اور بُری باتوں سے منع کریں گے۔ اور ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے اور ان کے گلوں میں جو طوق اور بوجھ ڈالے گئے ہیں۔ ان کو دور فرمائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ جو لوگ اس نبی پر ایمان لائیں گے اور اس کی حمایت و مدد کریں گے، اس دینِ روشن کی پیروی کریں گے جو اُس پر اُتارا جائیگا تو وہی فلاح پائیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ جو خاندانِ قریش میں سے تھے، جید عالم، عابد، حافظ اور کاتبِ حدیثِ نبوی تھے۔ کتابوں کے کیڑے تھے، کتب بینی کا نہایت شغف و شوق تھا علمی خزانے سے سرشار تھے۔ آپ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔"

"خدا کی قسم! توریت میں نبی علیہ السلام کے بعض اوصاف بعینہٖ ایسے بیان کئے گئے ہیں جیسے قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اے نبی علیہ السلام ہم نے آپ کو امت کیلئے شاہد، ایمانداروں کیلئے بشیر، نافرمانوں کیلئے نذیر اور غریبوں کا خیال رکھنے والے بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ہمارے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں میں نے تمہیں "متوکل" کا خطاب دیا ہے۔ آپ بد خُلق، سنگدل، اور بازاروں میں شور و غل مچانے والے نہیں۔ آپ بُرائی کا بدلہ عفو اور درگذر کے ساتھ اُتارتے ہیں۔ آپ جب تک شریعت کی تکمیل۔ کلمہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا مقصد لوگوں کے ذہن نشین نہ کرا دیں گے، شریعت سے جو دل، کان اور آنکھیں بے بہرہ ہیں ان کو متنبہ، خبردار اور چوکنا نہ کر دیں گے اللہ تعالیٰ آپ کو دُنیا سے نہیں اُٹھائیگا۔"

خاتم انبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کی تصدیق و توثیق کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے آمدِ حضورؐ کی بشارت دیتے ہیں۔

"يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔" (الصف)

"اے بنی اسرائیل! یقیناً میں منجانب اللہ تمہاری طرف تمہاری ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں میں توریت کو سچی کتاب جانتا ہوں۔ اور میرے بعد جو رسول آئیگا جس کا نام احمد ہو اسکی بشارت دیتا ہوں۔"

حضورِ اکرمؐ اپنی بعثت و رسالت کی حقانیت و صداقت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلائل و شواہد اور براہین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبُشْرٰی عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَأَتْ اُمِّیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ" (ابن کثیر۔ مشکوٰۃ شریف وغیرہ)

"میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اُس دعا کا ظہور ہوں جو انہوں نے تعمیر خانہ کعبہ کے وقت امت مسلمہ، اپنی ذریت اور اہل مکہ کی رشد و ہدایت کے پیش نظر بعثت رسول کیلئے مانگی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت کا مصداق ہوں جو انہوں نے بنی اسرائیل کو سنائی تھی۔ اور اپنی والدہ کے اُس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے قرب ولادت کے وقت دیکھا تھا۔ کہ ان کے بطن سے ایک ایسے نور کا ظہور ہوا ہے جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے ہیں۔"

شہنشاہِ کائنات، پروردگارِ مخلوقات نے اپنے محبوب و مقبول اور برگزیدہ بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالمِ بالا" ملکوتی جہان، آسمانی دنیا کی آبادی و آبادانی، نظم و نسق اور اسکی سیر و تفریح کے لئے دربارِ شاہی میں یاد فرمایا، شاہی سواری لینے کے لئے آئی۔ محبوب رب العالمین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی تیاریاں ہوئیں۔ روح الامین نے آں حضورِ اکرم کے توشہ دان کو مانجھا۔ آپ شفا کے ساتھ خطوطِ شیطانی و حصص نفسانی کے دھبے چھڑائے۔ نور ایمان اور حکمتِ ایقان سے بھرا ہوا سنہری طشت توشہ دان میں ڈالا۔ رکاب دار نے شہسوار کو ادب کے ساتھ پابرکاب کیا۔

سواری برق رفتار اور بجلی چال تھی۔ لمحہ بھر، آنکھ جھپکنے کی دیر میں پہلی منزل جو سفرِ "عالمِ بالا" کا دیباچہ یا مقدمہ، تمہید یا توطیہ تھی طے کی۔ ارضِ مقدس جو معدنِ رسل و مرکزِ انبیاء اور مہبطِ وحی ہے میں پہنچے حضور علیہ السلام نے سواری سے اُتر کر "بیت المقدس" میں دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ خادم نے ناشتے کے لئے دودھ اور شراب پیش خدمت کی۔ آں حضورِ اکرم نے دودھ جو فطرتی و پیدائشی غذا تھی کو اختیار کیا، نوشِ جاں فرمایا۔ شراب جو اُمّ الخبائث اور کل جرائم کا سرچشمہ ہے آنحضور کی فطرت و مبلغِ حکمت کے امتحان کے لئے پیش کی گئی تھی آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اس پر روح الامین نے "مبارک باد" دیتے ہوئے آپ سے کہا۔ "اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ"۔

یہاں سے اب حضور علیہ السلام "عالمِ بالا" کو رکوب سفر ہوئے۔ جب ملکوتی جہاں، آسمانِ دنیا پر آنحضور کی سواری پہنچی اور آمدِ حضور کی آسمانی دنیا کو خبر ہوئی تو حسبِ روایت "یَسْتَبْشِرُ بِهٖ اَهْلُ السَّمَاءِ" آسمان والے بے حد مسرور ہوئے۔ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کا سرگرم استقبال و پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ حفظِ مراتب کے پیش نظر مندرجہ ذیل الفاظ میں خوش آمدید کہا۔

"مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ"

"مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ"

"مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ"

"برخوردار، برادر، پیغمبرِ صالح کی زہے آمد"

قدرتِ الٰہی کے عجیب کارخانے، ان کی نظم و نسق، ان کے نقش و نگار اور ان کی چہل پہل دیکھتے ہوئے دربارِ شاہی جو "سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی" کے پاس منعقد کیا گیا تھا۔ میں پہنچے۔ آدابِ "وَرَاءُ الْحِجَابِ" کو ملحوظ رکھتے ہوئے لقاء کے مراسم و سُنن ملاقات ادا کئے گئے۔ حضورِ اکرم نے خدائے غنی و حمید کی جنابِ اقدس و خدمت مبارک میں تحفے "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ" پیش کئے۔ اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" یہ تَحِیَّةً مِّنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عِنْدِ اللّٰہِ مُبَارَکَۃً" جناب باری عزاسمہٗ کی طرف سے آنحضور کو عنایت ہوا۔ آں حضورؐ نے "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" کہکر ملائکہ اور کل صالحین عباد اللہ کو اس شاہی لاانتہائی اور بابرکت تحفہ میں شریک کر کر اپنی فیاضی اور دریادلی کا ثبوت دیا۔ حسب الحکم "وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا" ہر ایک فرشتہ نے تحیہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" آں حضورؐ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا۔ حبیب اور محبوب کے درمیان کچھ خاص واہم اور رازکی باتیں بھی ہوئیں۔ چنانچہ فرمایا۔ "فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ٥"

رب العزت نے امتِ مرحومہ کے اغتسالِ ذنوب اور اُس کی دُنیوی و اُخروی کھیت کی سیلابی کے لئے مغفرت، رحمت، برکت اور فیض سے لبریز پانچ[1] نہریں جو پچاس نہروں کا مقابلہ کرتی ہیں آنحضورِ اکرمؐ کو دیکر رخصت فرمایا۔ یہ سفرنامہ تفصیل وار احادیثِ نبویہ میں قلمبند ہے۔ سورت بنی اسرائیل اور سورت النجم وغیرہ میں بھی اس کا اجمالی طور پر ذکر ہے۔

---

[1] معراج والی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ امتِ محمد علیہ السلام پر پچاس۵۰ نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے حضور اکرمؐ نے کئی مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں لوٹ کر تخفیف کی درخواست گزاری۔ آں حضور علیہ السلام کی درخواست منظور ہوئی۔ قادرِ مطلق نے پچاس۵۰ سے گھٹا کر پانچ۵ نمازیں کر دیں اور اپنی فیاضی سے پیشِ نظر ثواب پچاس ہی کا قائم رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرمؐ سے فرمایا آپ کی امت پانچ نمازیں بھی ادا نہیں کرسکے گی۔ لہٰذا آپ ایک دفعہ پھر بارگاہِ خداوندی میں جاکر اور نماز کم کرائیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ اب مجھے حیا آتی ہے۔ پانچ نمازوں میں سو بھی کیا کم کرائوں! پانچ نمازوں کا پڑھنا کون سا مشکل کام ہے؟

حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ اپنی امت پر حسنِ ظن کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ تجربہ کی بناپر فرمایا تھا۔ چنانچہ وہ موسوی تجربہ ہمارے تجربہ میں بھی صحیح ثابت ہوا۔ بعض لوگ بیچارے پانچ نمازیں پڑھتے پڑھتے تنگ آگئے۔ اور ایسے تنگ آگئے کہ اب ان کو اختلاجِ قلب کے دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ سر چکرانے لگے۔ چہروں پر زردیاں کھلنے لگیں۔ حضور علیہ السلام تو ذرا سی بات میں حیا کر کے امت پر پانچ نمازوں کی سخت مصیبت ڈال گئے۔ اور اللہ میاں بھی پہلے تو کم کرتے رہے اخیر میں آکر اپنی کبریائی پر اُتر آئے۔ اور کہدیا کہ جاؤ۔ پچاس نمازوں کا ثواب ملیگا۔ اور اب پانچ نمازوں میں سے ایک نماز بھی کم نہیں ہوگی۔ دنیا میں مشہور ہے۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے ایک خاتون جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ سے فرمایا تھا۔ اگر اللہ میاں تمہیں ایک بیٹا بھی نہیں دیتے۔ تو جاؤ! ہم نے تمہیں سات بیٹے دیئے۔ کیونکہ وہ قادر ہے۔ تو ہم بھی عبدالقادر ہیں۔ خیر یہ تو یونہی بنائی ہوئی بات ہے "لَا اَصْلَ لَہٗ" ——— مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ساڑھے تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد ادارہ پرویزیت کو امت پر ترس آیا۔ زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے کہ اگر آں حضور نے حیا کی تو کیا کریں۔ اگر اللہ میاں پانچ نمازوں سے کم نہیں کرتے تو نہ کریں۔ ہم خود ہی کم کئے دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر وہ معبود ہے تو ہم بھی عابد ہیں۔ چنانچہ آپ نے بڑی قابلِ داد مہربانی فرمائی۔ پانچ نمازوں میں سے تین نمازیں گھٹا کر صرف دو۲ نمازیں باقی رکھیں۔ اور وہ بھی حسبِ منشا نہایت سہل ــ خاص کسی ہیئت۔ یا طریقہ کے ماتحت نہیں۔ جیسے جی چاہے ویسے ہی قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، دعائیں اور تلاوت کرو۔ ہاتھ آگے یا پیچھے یا سر پر۔ باندھو یا نہ باندھو دین میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب آفتابِ نبوت طلوع ہوا۔ اور اُس کی کرنیں ظلماتی طاغوتی، فرعونی اور باطل حکومتوں اور قوتوں کی من مانی منشاؤں، دل چاہی خواہشوں اور آزادانہ مرادوں سے رسم ٹکرانے لگیں۔ تو وہ یکدم دولتِ رسالت پر حملہ آور ہوئے، ظلم و زیادتی کی توپیں چھوڑنا شروع کیں۔ اور خزانۂ نبوت پر ڈاکہ ڈالنا چاہا، شاہِ رُسل نے خزانۂ نبوت و دولتِ رسالت کو آغوشِ ہجرت و قصرِ نصرت میں محفوظ کیا۔ ان کی طاقتوں کے باطل حملوں اور لغو اثرات کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے فقیری، مسکینی، غریب الوطنی، استغنائی اور لاپرواہی کی تختہ نشینی اختیار کی۔ خدائے تعالیٰ کی محبوبیت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵: کوئی تنگی اور پابندی کی ضرورت نہیں۔ افسوس! یہ پرویزیت اور یہ ایسی نمائشی سہولتیں اول صدیوں میں جلوہ گر ہوتیں تو پہلے صدیقین، شہداء، صالحین، محدثین، ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز اور دیگر طاعات کی بجاآوری میں خدا و رسول کے منصوص طریقوں اور ہدایتوں کی پابندیوں کی قید و بند میں نہ پھنسے رہتے۔ خیر اب بھی ان کی جلوہ نمائیاں اور مہربانیاں غنیمت ہیں اور آئندہ امید رکھنی چاہیئے کہ ان دو نمازوں کی مصیبت سے بھی مسلمانوں کی گلو خلاصی فرمائیں گے ——— پرویزیت کو یہ اعتراض سوجھا ہے کہ اللہ میاں نے پہلے تو پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ پھر گھٹاتے گھٹاتے پانچ نمازیں مقرر کیں۔ اللہ میاں نے ابتداء ہی کیوں نہ پانچ نمازیں مقرر فرمائیں؟ کیا وہ جانتا نہیں تھا کہ امتِ محمد علیہ السلام پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکیگی۔؟ اس اعتراض کی بناپر — پرویزیت نے حدیثِ مذکور کو موضوع قرار دیا ہے اور اس کے واضع کی بھی خبر دی ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کی تعریف پائی جاتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اپنے پیغمبر کی تعریف کے لئے اس حدیث کو گھڑا ہے۔

فدایانِ رسالت کی نگاہوں میں جتنی رسولِ کریم کی عظمت ہے اتنی ہی آنحضور اکرم کی حدیث شریف کی عزت انکے دلوں میں اور دماغوں میں بسی ہوئی ہے۔ حدیث مذکور کے خلاف آج تک اسلامیات میں کسی شقی کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ پرویزیت کے اشتباہ ڈالنے پر فدایانِ رسالت نے اطمینانِ قلب کیلئے اللہ میاں سے ڈرتے ڈرتے عرض کیا۔ یا اللہ! تو نے پچاس نمازیں فرض کرکے پھر پانچ کردیں، شروع ہی سے کیوں نہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔ تو اللہ میاں نے اپنی قادریت اور شہنشاہیت کی پیش نظر یہ جواب دیا۔ "مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا" (پ۱) یعنی ہم بااختیار بادشاہ ہیں کسی حکم کو موقوف کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس کے برابر یا اس سے بہتر دوسرا حکم بھیجتے ہیں۔" فدایانِ رسالت نے دوبارہ کچھ عرض کرنا چاہا تو اللہ میاں نے "یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ" (الرعد) فرماکر بالکل ہی خاموش کر دیا۔ عاشقانِ رسالت نے پھر یہود سے پوچھا کہ تم نے اپنے پیغمبر کی تعریف میں حدیث مذکور بنائی ہے؟ تو وہ یک لخت اپنے جامے سے باہر ہوگئے اور نہایت برافروختہ ہوکر انہوں نے الٹا یہ جواب دیا۔ کہ جب ہم نے اپنے پیغمبر کی تعریف میں (نعوذ باللہ من ذالک) آیت "كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" بنائی۔ تو اللہ میاں نے تو ہم سے پوچھا ہی نہیں تم ہم سے پوچھنے والے کون ہو؟ آخر کار وہ بیچارے اپنا سا منہ لیکر پھر پرویزیت کی طرف لوٹے۔ اسے تلاش کیا تو وہ "...... اَلْخَرَّاصُوْنَ" کی صف میں پائی گئی۔

اس سے اس کی اپنی نماز کا حال پوچھا۔ تو اس نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھتی ہوں۔ فدایانِ نبوت نے متعجب ہوکر پوچھا۔ کیا قرآن مجید میں آپکو فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے؟ جواباً فرمایا۔ کہ دیگر مذہبوں پر بھی پڑھ لیتی ہوں۔ فدایانِ رسالت نے پھر پوچھا کیا قرآن مجید میں ہے کہ تمام مذہبوں کے مطابق نماز پڑھا کرو؟ کہنے لگی چھوڑو ان باتوں کو۔ نماز میں کیا رکھا ہے۔ یہ تو ایک بے جان سی رسم ہے۔ فدایانِ رسالت سمجھ گئے کہ یہ۔ "این خانہ ہمہ آفتاب است" اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں، حدیثِ نبوی کی گستاخی کرنے پر یہ خود ہی "مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ" کی آفت میں گرفتار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حدیثِ نبوی کی تابعداری پر قائم رکھے آمین۔ روایت مذکورہ بالمعنیٰ تھی اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ "میں بھی اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح جمہور مسلمان فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ اگر کہیں فقہ حنفی کے علاوہ دیگر طریق پر بھی نماز ہو رہی ہو تو ان کے ساتھ شامل ہو جانے میں بھی تو تعصب نہیں کرتا۔ یہاں آپکے دل میں سوال پیدا ہوگا کہ ایک طرف یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

شہر مکہ مکرمہ کو خدا کے سپرد کرکے مدینہ طیبہ کا رُخ کیا۔ خدا کی وحدانیت اور کمالِ قدرت کے دلائل وشواہد، آثار اور نشانات کو دیکھتے ہوئے منزلِ مقصود یعنی مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ آمدِ حضور کی بشاشتوں اور خوشیوں کے قمقموں سے مدینہ طیبہ کی گلیاں جگمگا گئیں۔ انصارِ مدینہ کے گھروں میں مسرتوں و فرحتوں کی بجلیاں جل گئیں۔ یہودیت اور منافقت کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور انصار مومنین کی نگاہیں آمدِ حضورؐ کی مسرت کی ٹھنڈک سے کھل گئیں۔ دنیا اور آخرت کی سعادتوں اور بھلائیوں سے ان کے ہاتھ رنگے گئے۔ وہ خوشیوں کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ ان کے بچے بچے کی زبان پر تھا۔ "جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ"

نبی علیہ السلام ایک دفعہ وادیٔ نخلہ میں کلام اللہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ کہ جنوںؔ نے بڑی دلچسپی سے قرآن مجید سنا اور اپنی قوم سے جا کر کہنے لگے "یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ" (قرآن مجید۔ سورۃ الاحقاف) اے ہماری قوم! خدا کے داعی (محمدؐ) پر ایمان لاؤ اور اس کی دعوت جو خدا کی طرف دیتا ہے قبول کرو۔ خدا تمہاری خطاؤں کو بخش دیگا۔ اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم کبھی حضورؐ کے سنگ حوالی مدینہ، شہر کے گرد و نواح جاتے تھے تو راستے میں پتھر اور درخت آں حضور اکرم کا استقبال کرتے ہوئے کہتے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" اے رسولِ خدا! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے! (مشکوٰۃ باب فی المعجزات)

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی جو حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک جیسے بڑے بڑے معرکوں میں آں حضور اکرمؐ کے ہمراہ رہے ہیں فرماتے ہیں۔

بَیْنَمَا نَحْنُ نَسِیْرُ مَعَہٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِیْرٍ یُسْنٰی عَلَیْہِ فَلَمَّا رَاٰہُ الْبَعِیْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَہٗ الخ

"ہم صحابہ آں حضور اکرمؐ کے ہمراہ ایک سفر میں چلے جا رہے تھے کہ ناگہاں ایک پانی کھینچنے والے اونٹ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ آپ کو دیکھکر وہ اونٹ جرجرایا، آواز نکالی۔ اور آپؐ کے سامنے گردن جھکا دی۔ آں حضورؐ نے اونٹ کے مالک کو بلوا کر فرمایا۔ اسے میرے ہاتھ بیچدو۔ اس نے عرض کیا حضورؐ! میں بیچتا نہیں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ ہاں یہ عرض ہے کہ میرے اہل وعیال کا ذریعہ معاش صرف یہی اونٹ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے تو خدائے تعالیٰ تمہیں یہ اونٹ نصیب کرے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھو! اس نے کثرتِ کام اور قلتِ چارہ کی شکایت کی ہے۔" (مشکوٰۃ [illegible])

حضور اکرمؐ کی بعثت کی صداقت، رسالت کی ثقاہت، تشریف آوری کی بشارت، آمد کی مسرت اور آں حضورؐ کے اخلاق و کردار کی عظمت وعزت کے بارے میں یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات ومشاہدات ہیں جن کی تفصیل کے لئے یہاں گنجائش نہیں ہے۔ وہ اپنے ابواب، اپنے مواقع اور اپنے محلوں میں کتابوں کے اوراق، واعظین کے وعظوں، معلمین کے درسوں، مقررین کی تقریروں، اور محررین کی تحریروں کی زینت اور سجاوٹ کو دوبالا کئے ہوئے ہیں۔

یہ تصدیقیں، توثیقیں، بشارتیں، مسرتیں اور خوشیاں رسمی، خودغرضی، اور خوشامدانہ طور پر نہیں تھیں۔ بلکہ حقیقتوں

www.KitaboSunnat.com

واصلیتوں کی مُظہر اور مشتہر تھیں۔ اور یقینی طور پر آں حضورِ
اکرمؐ کے شخصی مقبولیت، انسانی فوقیت، اخلاقی خصوصیت
کرداری جاذبیت اور عوامی افادیت کے پیشِ نظر قابلِ
احترام، لائقِ عزت اور سزاوارِ مسرت تھے۔ اور ایسی ہی
صداقتوں، مودتوں اور مسرتوں کو دوام و قیام اور قرار
ہوا کرتا ہے۔ جو حقیقت اور اصلیت پر مبنی اور استوار ہوں
اور جو رسمی، رواجی، اور روایتی طور پر ہوں وہ عارضی اور
کاغذی ہوا کرتی ہیں۔ ان کی جڑیں بیلِ اندرائن کی طرح
زمین پر رکھی ہوتی ہیں۔ جو بادِ مخالف کے ذرا سے جھونکے سے
اُکھڑ جایا کرتی ہیں ان کو دوام و قرار حاصل نہیں ہوا کرتا۔

چنانچہ بعض خاندانِ قریش جو آں حضور اکرمؐ کی عزت و
عظمت، مسرت و مودت کا دم بھرتے تھے اور ان کی شفقتیں
عطوفتیں اور حمایتیں جو آپ پر نثار ہوتی تھیں وہ محض خون،
نسل، قوم اور وطن کی حمیت و عصبیت اور کچھ امید بر آریوں
پر مبنی تھیں۔ جو بمشکل چالیس سال تک قائم رہ سکیں چالیسویں
برس جب روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دفترِ
احصا "لوحِ محفوظ" سے قصرِ ملتِ اسلامیہ کا مقدس نقشہ
افضلِ معماران، رحمتِ دو جہان جناب محمد بن عبداللہ
علیہ السلام والرضوان کی خدمتِ عالیہ میں لا پیش کیا۔ اور
آں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانِ قریش اور دیگر
لوگوں سے بغیر کسی لگی لپٹی کے واضح اور کھلے لفظوں میں
ارشاد فرمایا کہ "آبائی ملت کو ختم کر دو، لات، عزیٰ وغیرہ
کی پرستش سے دست بردار ہو جاؤ! اور اکیلے خدا تعالیٰ
کی طرف جھک جاؤ۔" یہ ارشادِ نبوی خاندانِ قریش پر
سخت گراں اور ناگوار گزرا۔ اس سے ان کے دل مجروح
اور کمریں ٹوٹ گئیں۔ کیونکہ وہ قبل ازیں ان امیدوں اور
خیالوں پر پھولے ہوئے تھے۔ کہ حضور اکرمؐ ان کی فرسودہ
اور پرانی آبائی ملت کی عمارت پر ان کے حسبِ منشا دنیاوی
عزت و جاہ کا پلاستر چڑھا کر چار چاند لگا دیں گے۔ خاندان
قریش کے نام و نمود کو دنیا میں بلند اور روشن کریں گے
ان کے ساتھ شکر و شیر ہو کر ان کی رسم و رواج کو عروج و ترقی
دیں گے۔ اور اس قسم کی ہزاروں امیدیں اور آرزوئیں
آں حضور کی ذات عالی صفات کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے
تھے۔ جن پر ناگہانی مایوسی و محرومی، نا امیدی و ناراسی کا
پانی پھر گیا۔ جس کے باعث ان کی عطوفتیں و مسرتیں، غیظ و
غضب کے طوفان اور بہتانوں میں تبدیل ہو گئیں وہ آں حضورؐ
کی ایذا رسانی پر تُل گئے۔ آپ کی قید و بند، قتل و اخراج کے
لئے ان کے منصوبے اور سازشیں ہونے لگیں۔ لیکن ان کی
ایذا رسانیوں اور ظلم و زیادتیوں کے یہ تیر و تفنگ آپ پر کچھ
اثر انداز ثابت نہ ہوئے۔ یہ غیظ و غضب، سازشوں و بہتانوں
کے طوفان خیز بم ذرہ برابر بھی آپ کو مرعوب و مغلوب
نہ کر سکے۔ آپ نے حلم و سلم، جرأت و ہمت، صبر و استقلال
بردباری اور اولوالعزمی کے اسلحہ اور اوزاروں جن کا آج
تک دنیا کے بڑے بڑے حکماء و عقلاء، فلاسفر و سائنسدان
جواب تلاش نہیں کر سکے کے ساتھ ان کے تمام حملوں اور
دھاواؤں کو پسپا کرتے ہوئے ان کی کج اور ٹیڑھی آبائی
ملت کی عمارتوں کو مسمار کیا۔ اوہام اور مخلوق پرستی کے
کھوکھلے ستونوں کو گرا دیا۔ ارضِ اللہ سے ظلم و ستم، قتل و غارت
لوٹ و کھسوٹ، بے رحمی و بد خلقی، بخل و حسد اور شر و فساد
کے کانٹوں اور پھانسوں کو نکال دیا۔ بدکاری، رشوت خوری،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

شراب نوشی، قمار بازی اور اتہام پردازی کی نجاستوں اور پلیدیوں سے پاک وصاف کیا۔ قوم، نسل، رنگ، وطن، امیری، غریبی اور کبر وصغر کے نشیب وفراز اور پیچ وخم کو ہموار کیا۔ حمیت، عصبیت، ضلالت اور جہالت کی تاریکیوں کو دور کیا۔ نمرودی وفرعونی حکمرانیوں کے تاج وتخت کو اُلٹ دیا۔ طاغوتی اور باطل کی فرماں روائیوں کے جھنڈوں کو اُکھیڑ پھینکا۔ اور ارض اللہ پہ آخری ملتِ اسلامیہ کے قصر وایوان کا ایمان وایقان پہ سنگِ بنیاد رکھا۔ کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"، توحید ورسالت صوم، صلاۃ وحج، زکوٰۃ کے ستون، دیواریں اور چھت تعمیر واستوار کی۔ سنن ونوافل اور تطوعات سے درز بندی، سوراخ ودراڑ انسدادی فرمائی۔ احسان، اخلاص، اعتماد، خشیت، محبت اور اتباعِ رسالت کی سعیدی کی ہمدردیوں، رواداریوں، مساواتیوں، مواساتیوں اور اعلیٰ اخلاق وارفع آداب کی نقش ونگاریاں، گل کاریاں اور مینا کاریاں فرمائیں۔ تزکیہ نفوس، تطہیرِ قلوب، اور پاکیزگی عقائد کے مہکتے اور لپٹیں مارتے ہوئے گلاب وکیوڑوں کا چھڑکاؤ کیا۔ رأفت ورحمت، شفقت ومحبت کے فرش اور سخاوت وضیافت، خاطر وتواضع کے دسترخوان بچھائے۔ خدائے عزوجل کی تقدیس، تسبیح، تحمید اور تہلیل کے رنگا رنگ پھولدار پودے لگائے۔ علم وعرفان اور کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس، تبلیغ وتشہیر کی نہریں، چشمے اور فوارے جاری کئے۔ عدل وانصاف، حق وصداقت، عہد وپیمان اور امانت ودیانت کے برقی قمقمیں لگائے۔ نظام اوقات کی درستگی کے لئے تاذیبی گھنٹے لٹکائے۔ معبودِ حقیقی شہنشاہِ دوعالم کی حکومت وسلطنت کا تختِ عظیم بچھایا۔ اعلاءِ کلمۃ اللہ وجہاد فی سبیل اللہ کے پرچم لہرائے۔ پنجوقتہ، ہفت روزہ اور سالانہ اسلامی اجتماعوں کے لئے مسلم ہال یا کھلے میدان کا انتخاب کیا۔ شر وفساد، غضب وشہوت اور شیطانی حملوں ونفسانی واروں کی روک تھام کے لئے صیام کو ڈھال بنایا۔ انسانی نسل کی افزائش، تربیت، اصلاح، بقا اور خانگی پیچیدگیوں کے سلجھانے کے جو فطری طور پہ نسوانی حقوق تھے ان کو ایوانِ ملتِ اسلامیہ میں خواتین کے حق میں محفوظ فرمایا۔ اموال کی سالانہ آمدنی کے چالیسویں حصے میں غریب وغرباء، رانڈ وبیوہ، یتیم ومسکین اور وقتی ضروریات کے حقوق رکھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس تمام دینی ضروریات کے زخار بحار اور دولت وثروت کے انباروں کے انبار لگا دیئے تاکہ امتِ محمدیہ کو آپ کے بعد دینی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کسی دوسرے کے دروازہ پہ دستک دینے کی حاجت درپیش نہ ہو، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہ آئے۔ سب سے مستغنی، بے احتیاج اور لاپرواہ ہو کر اطمینان، فراخدلی اور فارغ البالی کے ساتھ دینِ الٰہی، قانونِ آسمانی، کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو۔

شہنشاہِ دوعالم کے حکم سے حسبِ شہادتِ قرآنی "عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی" حضرت روح الامین کی سرپرستی میں جنابِ اشرفِ معماران نے اپنی مسلسل شب وروزانہ جدوجہد، محنت ومشقت، سعی وکوشش اور خون وپسینہ ایک کر کے ۲۳ برس میں اس قصر وایوانِ ملتِ اسلامیہ کی عمارت کو شرفِ تکمیل بخشا۔ تیئیسویں سال گ

www.KitaboSunnat.com

قریب رب العزت نے ملاحظہ و معائنہ فرما کر اس ایوانِ ملت کو پسند اور پاس فرمایا چنانچہ ارشادِ باری ہوتا ہے۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (المائدہ)

"آج کے روز میں نے تمہاری بھلائیوں کے پیشِ نظر تمہارے دین کی تکمیل کرا دی ہے اور تمہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ اور تمہاری ہدایت کے لئے اسلام کو پسندیدہ دین مقرر کیا ہے۔"

حضورِ اکرم کے تعمیر شدہ اور جناب باری تعالیٰ کے پاس کردہ قصرِ ملت کو قرآنِ حکیم میں رہتی دنیا تک اُسوۂ حسنہ بہترین نمونہ اور مکمل نقشہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ہر اُس شخص جو ملاقاتِ خدا کی شرف یابیوں اور اس کے ذکر کی سرشاریوں قیامت کی تنگی، تاریک و کٹھن گھاٹیوں سے خلاصیوں اور اس کی سعادتوں سے سرفرازیوں کا متمنی، خواہشمند اور متوالا ہو۔ خدائے تعالیٰ نے اس نمونہ کی اقتدا لازم کی ہے۔ یعنی اس کے مطابق اسے اپنے دینی قصر کی تعمیر کا حکم فرمایا ہے۔

"لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا" (الاحزاب)

"یقینی طور پر رسولِ خدا کا بہترین نمونہ اُس شخص کیلئے واجب الاقتداء ہے جو خدائے تعالیٰ سے شرف یابیوں کی اُمید رکھتا ہو اس کو قیامت کا کھٹکا ہو اور وہ خدائے تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرتا ہو۔"

نظامِ قدرت کے ماتحت آغازِ عالم سے ہی روزانہ نزول و ارتحال، آمد و رفت کا سلسلہ برابر جاری و ساری ہے۔ آنے والا آتا ہے۔ اور خالی ہاتھ آتا ہے، جانیوالا جاتا ہے اور دنیا کے مال و متاع سے خالی ہاتھ۔ البتہ اپنے دورانِ قیام کے اچھے یا بُرے کرداروں اور کارناموں کا توشہ اور زادِ راہ اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔ اور ان کے آثار و نشانات اور نقوش اپنے پیچھے باقی چھوڑ جاتا ہے۔ جن کی اس کے معتقدین اور پیروی کرنیوالے باہمی اعتقاد و اعتماد، ارتباط و تعلق کی قوت یا ضعف کے مطابق حفاظت و نگرانی کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنی عملی زندگی کے لئے مثالیں اور نمونے گردانتے ہیں۔

شاہِ مہمانان کی نوبت و باری بھی آئی۔ آں حضورِ اکرم بھی دنیا میں جلوہ نما ہوئے، خوب اور ایسے بےنظیر جلوہ نما ہوئے کہ نبوت کی تیئیس سالہ قلیل مدت میں صرف جزیرۂ عرب نہیں، ملکِ عجم ہی نہیں، بلکہ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال تک دنیا کی کایا پلٹ دی۔ عالم کا نقشہ بدل دیا۔ کچھ ایسے مؤثر انداز اور مقناطیسی لہجہ میں خدا کی جلالت و عظمت، وحدانیت اور کبریائی کا نعرہ بلند کیا۔ جس سے پروردگارانِ باطلہ کے جعلی طلسم ٹوٹ گئے۔ پتھر اور مٹی کے بنائے ہوئے خداؤں کے پجاری ان سے دست بردار ہو کر معبودِ حقیقی کے آگے سر بسجود ہو گئے۔ ملائکہ نے خدا کی بیٹیاں ہونے سے خلاصی، ابنِ مریم نے خدا۔ یا خدا کا بیٹا ہونے سے رستگاری اور محبوبانِ خدا نے اپنے پرستاروں سے چھٹکارا پایا۔ اور باطل و طاغوت پرستی کے بادل آسمانِ دنیا سے چھٹ گئے۔ حسبِ ارشاد "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ خدا تعالیٰ کے نورِ وحدانیت کی کرنوں سے ارضُ اللہ جگمگا گئی۔

رحمتِ دوعالم نے اپنی مقدس زندگی کے وہ زندہ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شاندار کارنامے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ جس سے صحرائے جاہلیت کے درندوں کی بربریت و بہیمیت رحم و کرم میں تبدیل ہو گئی۔ اور وہ آپ پر ایسے دیوانہ وار فریفتہ و شیفتہ ہوئے کہ انہوں نے مال، جان، وطن اور اپنا سب کچھ آنحضورؐ پر قربان کیا۔ اور وہ آں حضور علیہ السلام کے لب مبارک کو زمین پر گرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ چہ جائیکہ آپ کے ارشادِ عالی کو۔ کوئی حیل و حجت چھو جائے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ آپ کے ہر فرمان ذالاشان کو اپنے ہاتھوں میں اچھالتے ہوئے عاملین کی اول صف میں دیکھے جاتے تھے۔ جہاں حضورِ اکرمؐ کا پسینہ مبارک ٹپکتا وہاں وہ اپنے خون کی ندیاں بہادیا کرتے تھے۔ جس شقی و بدبخت نے آں حضورؐ کے کسی فرمان یا فیصلہ کو نظرِ حقارت سے دیکھا انہوں نے اسے اگلا گھر دکھا کر چھوڑا۔

"جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ"

قانونِ قدرت کی کارفرمائیوں سے کوئی ہستی بالاتر نہیں۔ نصف صدی کے بعد آخری شاہِ مہمانان کے کوچ کی گھنٹی بھی بج گئی۔ آں حضور اکرمؐ دنیا کو شرفِ میزبانی سے سرفراز فرما اور اپنی امت کی سہولتوں کے پیشِ نظر سلف، فرط، اور میر سامانی کے فرائض کی انجام دہی کیلئے رفیقِ اعلیٰ کو روانہ ہو گئے۔ اور اپنی مقدس زندگی کے کارنامے اسوۂ حسنہ، ایوانِ ملتِ اسلامیہ کی تعلیم و تدریس، تبلیغ و تشہیر، استقرار و بقاء اور حفاظتی تدابیر و احتیاطی انتظامات ان مقدس ہستیوں کو سونپ گئے، جن کا خالقِ کائنات و مدبرِ امورات نے رحمتِ دو عالم کی صحبت اور دینِ متین کی حفاظت کے لئے انتخاب کیا تھا۔ جن کی چشموں کو دیدارِ حبیب کا شرف بخشا تھا۔ جن کے کانوں کو کلامِ نبوت کے سرچشمے کے لئے حیاض بنایا تھا۔ جن کے قلوب، صدور اور دماغوں کو رسالت کے علمی انوار سے روشن فرمایا تھا۔ اور جنہوں نے نبوت کو اپنے گھروں میں جگہ دینا باعثِ فخر جانا۔ اور رسالت کا ساتھ دینا اپنے لئے سببِ نجات سمجھا تھا۔

نیز جنہوں نے حضورؐ کو دیکھا۔ حضورؐ کے کاموں کو دیکھا، حضورؐ کی ایک ایک حرکت و سکون اور ادا کو دیکھا۔ حضر و سفر، پڑاؤ و پڑاؤ اور ہر منزل و میدان میں آپ کے ساتھ رہکر ارکانِ ملت، احکامِ شریعت اور اسلامی زندگی کے تمام شعبوں کے نظم و نسق کا پورا پورا جائزہ و جانچ لیا۔ رضی اللہ عنا وعنھم۔

نبوت کے ہم جلیسوں، رسالت کے ہم نشینوں کے بعد اس امانتِ نبویؐ، اسوۂ حسنہ، دیوانِ ملتِ اسلامیہ کی نگرانی و حفاظت ان مبارک ہستیوں کو تفویض ہوئی جن کو آسمانِ نبوت کے ستاروں سے سچی عقیدت، اور ان کی روشنی پر چلنے کی سعادت حاصل تھی۔ جن کو رضوانِ الٰہی، جنتِ ابدی، اور فوزِ عظیم کی سندیں، ڈگریاں اور پروانے شہنشاہِ دو عالم کی طرف سے مل چکے تھے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ"

(التوبۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہاجر و انصار جو قبولِ اسلام، پابندیٔ احکام میں اول نمبر ہیں اور جنہوں نے سچی عقیدت کے ساتھ ان کی پیروی کی ان سب سے اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے ہر وقت نہریں جاری ہیں۔ اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

آیت مذکورہ کے جامع اور متحقق الوقوع جملہ "وَاتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ" سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح و لائح ہے کہ حضرات تابعینِ عظام نے آں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی، اُسوۂ حسنہ، تعمیرِ ملتِ اسلامیہ کی تعلیم و تعلّم، تفہیم و تفہّم اور نگہبانی و محافظت کرنے میں شمعِ رسالت کے دیوانہ وار پروانوں کی سچی عقیدت اور خلوصِ دل کے ساتھ پوری پوری اقتدار و پیروی کی۔ جس کے صلے و ثواب اور انعام میں، وہ مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ ربّ العزت کی خوشنودگیوں، باغ و بہار کی بشارتوں اور بڑی بڑی کامیابیوں کے ساتھ نوازے گئے۔

نیز جملہ مذکورہ اس امر کو بھی نہایت پختگی اور ذمہ داری کے ساتھ آشکارا کر رہا ہے کہ خدائے عزوجل کی خوشنودگیوں، جنتِ ابدی کی بشارتوں و فوزِ عظیم کے مستحق اور رشد، ہدایت و فلاح پر صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں —— جو رسولِ کریم کے اسوۂ حسنہ، و ایوانِ ملتِ محمدیہ کی نگرانی اور اقتدار اس طرح کرتے ہیں جس طرح مہاجرین و انصار نے کی تھی۔

تابعینِ عظامؒ بھی حسبِ طریقِ صحابہ کرامؓ بوقتِ ترحّل مذکورہ بالا "امانت" کے بارِ گراں کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کر گئے۔ یعنی دنیا سے رخصت ہوتے وقت امانتِ ودیعہ کے تحفّظ و تعہّد، تحفّظ و تقیّد اور احیار و ابقاء کی جملہ کفالتیں، کل ضمانتیں اور تمام حصانے اُن رفیعِ درجات و بلند پایہ اشخاص کے سپرد فرما گئے۔ جن کی خصوصی شان و امتیازی نشان شہنشاہِ کون و مکان نے آیت کریمہ "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" (سورۃ الفاطر) میں "خشیتِ الٰہی" فرمایا تھا۔ اور رحمتِ دو عالم نے اپنی نیابت کی عالی مرتبت کے خطاب اور دلی دعائے رحمت سے سرفراز فرماتے ہوئے حدیث شریف "اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ خُلَفَاءُكَ قَالَ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ (ترغیب) میں ان کا امتیازی طُغرا۔ اور اعزازی تمغہ روایتِ احادیث بتایا تھا۔

علمائے موصوفین جن کی مکمل حیاتیں اور پوری زندگیاں دیانت و متانت، صداقت و ثقافت اور خلوص کے ساتھ کتاب و سنت کی احسنِ تقویم و مقدس ترین قالب اور شاندار سانچے میں ڈھل چکی تھیں، جن کے نفوس خود غرضیوں، مفاد پرستیوں اور مکر سازیوں کے مطمحِ نظر و سطحِ فکر کی غلاظتوں و نجاستوں سے پاک و بالاتر تھے۔ اور جن کی شجاعت و جرأت اور حوصلے اتنے بلند و عالی تھے کہ ان کو دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی طاقت مرعوب و مغلوب نہ کر سکتی تھی۔ وہ رحمتِ دو عالم کی قدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعاؤں کی برکت ورحمت سے سیراب وسرشار اور خشیتِ الٰہی کی چادر اوڑھکر "امانتِ مفوضہ" کی چوکسی وخبرداری کے لئے انبیائی وراثت پر مسند آرا ہوئے۔

آں حضور اکرمؐ کی مقدس عملی زندگی، اسوۂ حسنہ، ایوانِ ملتِ اسلامیہ کو عمل وتعمیل سے، درس وتدریس سے، تحریر وتقریر سے، کتابت وطباعت سے اور افتا وانشاء سے دنیا کے گوشے گوشے، کتابوں کے ورق ورق اور لوگوں کے رگ وریشے میں وہ کچھ ایسے پیرائے وسلیقے اور انداز سے پھیلاتے وجماتے، بساتے وسجاتے اور انضباط کرتے آئے جو کئی قرن اور صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی وہ اہلِ بصیرت وصاحبِ عدالت کو کھلتی ہوئی کلیوں کی مانند تازہ اور خوشبودار پھولوں کی طرح مہکتا ہوا نظر آتا ہے۔

جل شانہ وعز برہانہ

یہ ایک صحیح اور مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ بعض حکایات وروایات واقعات وحالات، عملیات ونسخہ جات اس قسم کے اہم ومہتم بالشان ہوتے ہیں جو انتہائی قدیم ہونے پر بھی تازہ رہتے ہیں لوگ ان کو سینے بہ سینے نقل اور یاد کرکے تازہ رکھتے ہیں۔ بعض تحریریں ودستاویزیں بھی ایسی مفید اور قیمتی ہوتی ہیں جن کو نہایت احتیاط اور حفاظت کے ساتھ شاہی خزانوں وعجائب گھروں اور ریکارڈ آفسوں میں رکھا جاتا ہے۔ اور کئی صدیوں گزرنے کے بعد بھی ان کی سیاہی ہلکی اور پھیکی نہیں پڑتی۔ وہ واضح اور صاف طور پر پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن حضور اکرمؐ کی عملی زندگی، اسوۂ حسنۂ قصرِ ملتِ اسلامیہ یا دیگر لفظوں میں **حدیث شریف، سنتِ مطہرہ** کی شان وعظمت اس سے بھی کہیں بہت بلند اور بالاتر ہے، یہ ذت

خارجیت، چکڑالویت، نیچریت اور الحادیت کی نکتہ چینیاں، دریدہ دہنیوں اور موشگافیوں کی کتنی ہی باد خزاں اور جھپ آندھیاں کیوں نہ چلا کریں **حدیثِ نبوی**، اسوۂ حسنہ، اور ایوانِ ملتِ اسلامیہ کا یہ کھلا ہوا معجزہ ہے کہ اس کی تروتازگی، بہار وانوار، چمک ودمک اور حضر میں تا قیامت بفضلہٖ تعالیٰ ذرہ برابر بھی فرق نہیں آسکتا۔ نبی علیہ السلام کا حلفیہ ارشادِ عالیہ ہے۔

"اَیْمُ اللہِ لَقَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلَی الْبَیْضَاءِ لَیْلُھَا وَنَھَارُھَا سَوَاءٌ" (ابن ماجہ)

یہ بات قابلِ تسلیم ہے کہ دنیا میں باطل وجھوٹ، دغا وفریب، دجل ومکر، ظلم وستم اور طوفان انگیزیوں، بہتان پردازیوں، ودجل سازیوں کے ابھرنے والے گندے زخم وخبیث ناسور برابر رستے اور رستے رہتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی ذی شعور وباہوش انسان انکار نہیں کرسکتا کہ حق وصداقتوں، ہمدردیوں وخیر خواہیوں، عدل وانصاف، تقدس اور پاکدامنیوں کے حسن وجمال کے عروس وناموس سے بھی جہاں خالی نہیں ہے۔ بے شک بعض مرکانوں کارخانوں، فیکٹریوں، کمپنیوں اور اداروں میں مصنوعی اور نقلی مال تیار ہوتا اور بکتا ہے۔ لیکن اصلی اور خالص مال سے بھی کئی گاؤں، شہر، منڈیاں اور بازار شہرۂ آفاق ہیں۔ چنانچہ جو تمام دنیا میں برتا جاتا ہے۔ وہ اصلی ونقلی دونوں طرح کا پایا جاتا ہے۔ شہد جو شفاخانوں، دواخانوں، ہسپتالوں اور گھروں میں استعمال ہوتا ہے اس کو دھوکے باز اور جھوٹے، بدمعاش گڑ، شکر، چینی کا بنا کر بیچتے ہیں۔ مگر خدا کے دیانتدار وایماندار بندوں کے پاس سے اصلی شہد بھی بکثرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دستیاب ہو جاتا ہے۔ زعفران رنگ دیا ہوا، بناوٹی بعض دوکانوں سے چار آنے تولہ سستا مِل جاتا ہوگا۔ خالص اور عمدہ کشمیری یا ایرانی زعفران بھی جتنا چاہیئے، سات آٹھ روپے تولہ مل سکتا ہے۔

دودھ جس میں قدرت نے غذائیت و سیرابیت دونوں تاثیریں رکھی ہیں، جس کو ایک ننھے منے بچے سے لیکر بڑھے بوڑھے، مرد اور عورت تک مختلف طریقوں کے ساتھ جانِ نوش فرماتے ہیں۔

دنیا کو علم ہے کہ اس میں بعض دودھ فروش پانی ملا دیتے ہیں۔ لیکن خالص دودھ اس کے پرکھنے اور پینے والے بھی دنیا سے مِٹ نہیں گئے۔

نقلی سونا، چاندی، روپے، پیسے اور جعلی سکّے بنانے والے مخفی طور پر بناتے اور چلاتے ہیں۔ مگر اصلی سونا، چاندی، روپے، پیسے، سکّے اور اس کے صرّاف و پرکھنے اور گرفت کرنے والے بھی دنیا سے نیست و نابود نہیں ہو گئے۔

علیٰ ہذا القیاس اگر دنیا میں دھوکے باز، مکّار، ظالم اور چیزیں مصنوعی، بناوٹی، کھوٹی موجود اور رائج ہیں۔ تو تو عدل و انصاف پسندوں، حق و صداقت کے دلدادوں اور اشیائے اصلی، خالص اور بہترین کی بھی کوئی کمی و نایابی نہیں ہے۔

جب دنیا کی تمام مستعمل اشیاء و متاع میں نقلی، بناوٹی کھوٹی اور اس کے مقابلے میں اصلی، خالص اور عمدہ ترین چیزوں کی اور ان کے صانع، مُروّج اور استعمال کرنے والے نیک اور بد دونوں کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ تو کیا سبب ہے؟ کہ

اُسوۂ حسنہ، حدیثِ نبویؐ

کو اتنی حیثیت بھی نہ دی جائے۔ حالانکہ اُسوۂ حسنہ، **حدیثِ نبوی** اور اس کے حاملین و محافظین کا دنیا وی چیزوں اور اہلِ دنیا کے مقابلے میں بہت ہی بلند اور اشرف مرتبہ ہے۔

حضورِ اکرم کی عملی زندگی، اسوۂ حسنہ، سنتِ مطہرہ مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت کی شرافتوں، سعادتوں، فلاحوں، عروج اور ترقیوں کا گراں مایہ، سرمایہ و ذخیرہ ہے۔ خدائے تعالیٰ کی عنایت سے مسلمانوں نے اس کی نگہداشت کو اپنی جان، مال، اولاد، وطن اور ہر عزیز و محبوب چیز سے ہر زمانہ میں مقدم سمجھا ہے۔

غضبِ خدا! خارجیت، نیچریت، الحادیت، لامذہبیت اور بے دینی کو دیکھئے! اس کے پریشان خوابوں، پراگندہ خیالوں، اور مراقی دماغوں میں محض وضعی، صرف بناوٹی اور فقط من گھڑت ہی چیزیں دُوار و سدرا و ر چکر بن کر رہ گئی ہیں۔ اصلی، خالص، عمدہ ترین چیزوں کی دید و شنید، لذت و حظ سے بالکل محروم اور قطعی طور پر بے نصیب ہو چکی ہے۔ اس کے نزدیک گویا تمام کا تمام کارخانۂ نبوت، اس کا کُل کا کُل عملہ اور اس سے نکلا ہوا سارے کا سارا مال باطل، جھوٹا، نکما، ناکارہ، مصنوعی، بناوٹی، اور مخلوطی ہے۔

لعنۃ اللہ علیٰ شرّھا

بے شک کارخانۂ نبوت کے مقابلے میں چیونٹیوں کے پر نکلے، کچھ متعصّب عناصر و مفسد مزاجوں کی تخریبی فیکٹریاں، دجّالی کمپنیاں، مقامِ سُمعت، بازارِ شہرت میں مُمّابئیں، نقلی اور کھوٹا مال کچھ تیار کیا جس پر رسۂ ملت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرطۂ رسالت اور قصرِ نبوت کی پولیس نے چھاپا مار کر سب کے سب مال کو ضبط کر کے "دفترِ موضوعات" میں داخل کر دیا۔ فیکٹریوں اور کمپنیوں کے کل عملے اور تمام اہل کاروں کو گرفتار کر کے کلکِ آہنی کی حوالات میں پا بہ زنجیر فرمایا۔

لیکن مشکاتِ نبوت و سرچشمۂ رسالت سے جو کچھ صادر اور ظاہر ہوا ہے وہ بفضلہٖ تعالیٰ بلا کسی کتر و بیونت، کمی بیشی اور بغیر کسی اختلاط و آمیزش اور ملاوٹ کے خصوصی طور پر کتبِ "صحاح ستہ" جس کو اصول و مثالی حیثیت کا درجہ و شرف حاصل ہے۔ میں مضبوط و محفوظ ہے۔

اس کا ایک ایک حرف، قصرِ نبوت کے دربانوں و پاسبانوں کی نگاہوں میں آئینہ کی مثل روشن ہے — اور ایک ایک نقطے و مرکز پر ان کا پہرہ لگا ہوا ہے۔

"عیاں را چہ بیاں"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا"

اگر خارجیت اور اس کی شیعیت کی جان میں کچھ دم ہے۔ تو وہ نفاقِ اسلام کے پردہ سے باہر نکلے، مردِ میدان بنے۔ طبع آزمائی کرے۔ کتبِ مذکورہ میں بذاتِ خود ایک آدھ حدیث یا جملۂ حدیث، حرف یا نقطے کا ازدیاد یا انتقاص کر کے مشاہدہ کرے۔

اگر واقعی طور پر ممتاز علماء کفالتِ حدیث، حفاظتِ روایت کے فرائض کی انجام دہی میں پورے پورے پاس نکلیں اور اس کی چوری پکڑ کر اُسے حوالات کا منہ دکھا دیں تو پھر اس کو ہوش آنی چاہیئے۔

وہ یقینی طور پر سمجھ لے کہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں۔ اگر دنیا میں سیاہ کار، بدبخت واضعینِ حدیث گزرے ہیں۔ تو قدرت نے مقتدر علماء — جو ورثۃ الانبیاء ہیں کو صرف حدیثِ نبویؐ کی خدمت، حفاظت، اقامت اور اشاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور کتبِ مشہورہ مقررہ فی الاسلام "صحاح ستہ" وَمَا وَافَقَ بِهَا میں آں حضورِ اکرم کی عملی زندگی، اسوۂ حسنہ، ملتِ اسلامیہ کا ذخیرہ و سرمایہ محفوظ ہے۔ اور رہتی دنیا تک انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا

"وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ"

تاریخی اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ اسوۂ حسنہ، حدیثِ نبوی کے دشمنوں نے کئی بار قصرِ ملت اسلامیہ کو ضعف و نقصان پہنچانے کے لئے سر اُٹھایا۔ جن کا خدائے تعالیٰ کی مدد و توفیق سے ورثۂ انبیاء قلع قمع کرتے آئے ہیں۔

موجودہ دور میں خونی انقلاب، ملک کی تقسیم، صوبوں کے بٹوارے اور تبادلۂ آبادی کے باعث جہاں دنیاوی زندگی کے نظم و نسق میں فرق آیا۔ وہاں اسلامی حیات کے نظام پر بھی اس کا نمایاں اثر پڑا۔ اپنے بھارت میں دینی مدارس، مذہبی درسگاہیں اور قلمی کتب خانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غارت ہو گئے۔ علماءِ دین طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اسلام کی نشر و اشاعت کا سلسلہ سست پڑ گیا۔ خارجیت، الحادیت، نفاقیت نے اس موقعہ کو اپنی غنڈہ گری، فتنہ پردازی کے لئے نہایت غنیمت سمجھا۔ اس نے تنقیص و تنکیر، عیب جوئی اور نکتہ چینی کی خاک و دھول اڑا کر اسوۂ حسنہ، قصرِ ملتِ اسلامیہ اور اس کے حُرّاس کی بھونڈی، بھیانک، اور ڈراونی شکل بنانی چاہی۔ تاکہ سادہ لوح، بھولے بھالے مسلمان آسانی سے ان کے دامِ فریب میں آسکیں۔ اور اپنی اسلامی زندگی کی تعمیر کے لئے آں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی، قصرِ ملتِ اسلامیہ کو نمونہ سمجھنے کی بجائے ہوّا جان کر اس سے کوسوں دور بھاگ جائیں۔

اس خطرناک فتنے، ناپاک سازش سے مسلمان بھائیوں کو بچانے، آں حضور اکرم کی عملی زندگی، اسوۂ حسنہ، قصرِ ملتِ اسلامیہ اور اس کے حفظۂ کرام کی رفعتِ شان و عظمتِ نشان کو برقرار رکھنے کے لئے ادارے نے ایک خاص اشاعت بعنوان "حدیث نمبر" شائع کرنیکا قصد کیا۔ اور اس تجویز کو اہلِ قلم، اربابِ علم و فضل کے سامنے رکھا۔

بحمد اللہ کہ انہوں نے اس کو قبولیت کا شرف بخشا۔ اس کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ اس کو عملی جامہ پہنانے پر لبیک کہا۔ اور ادارے سے قلمی تعاون فرما کر تعمیلِ حکمِ خداوندی

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى"

کی عظیم الشان سعادت حاصل کی۔

آں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی، اسوۂ حسنہ، قصرِ ملتِ اسلامیہ کے متعلق اپنے اور اپنے اسلافِ عظام کے "عقیدتی چمن" سے رنگ برنگ کے خوشبودار پھول کتاب و سنت کی روشنی میں چُن چُن کر ادارے کو بھیجے۔ جن کو ادارہ "حدیث نمبر" کے اوراق و صفحات پر سجا بسا کر قارئینِ کرام کی خدماتِ عالیہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ پیش کردہ پھولوں کی اصلیت اور جاذبیت کی بنا پر کامل توقع رکھتا ہے کہ ان سے محترم قارئین، معزز سامعین کے دل و دماغ ترو تازہ و معطر ہوں گے اور
ہے

زہے لطف و کرم الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول ہم نے کچھ چُنے ہیں ان کی تواضع کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جناب مولانا صاحب
ابو البیان حماد

محمد حامیٔ دین ماحیٔ کفر و ضلالت ہے
محمد شمعِ ایماں مشعلِ راہِ ہدایت ہے

محمد مصطفیٰ کے واسطے کیا کیا سعادت ہے
نبوت ہے، رسالت ہے، قیادت ہے، امامت ہے

محمد خود شناس و محرمِ رازِ حقیقت ہے
قسیمِ حوضِ کوثر ہے وسیمِ مہر و شفقت ہے

محمد کے سرِ پُرنور پر تاجِ شفاعت ہے
نہیں ملتی ہے جو ہر آدمی کو یہ وہ نعمت ہے

محمد ہی کے دم سے افتخارِ آدمیت ہے
محمد جانِ ملت، آنِ ملت، شانِ ملت ہے

فرازِ عرش سے بھی ماورا پرواز ہے[1] اُن کی
خرد اُن کی جلالت پر ابھی تک غرقِ حیرت ہے

اِک اُمی نے سب ادیان و ملل منسوخ کروا لے
محمد تاجدارِ منصبِ ختمِ رسالت ہے

محمد مصطفیٰ کی رفعتیں اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہ
کہ جن کی اِک کنیز خانہ زاد خاصِ رفعت ہے

عدو سے جاں کو کر دیتا ہے رام حسنِ سلوک اس کا
سراپا مہر و شفقت ہے، مجسم عفو و رحمت ہے

انہیں ہیں کیوں نہ اپنے جان و دل سے بھی سوا چاہوں
کہ ان کی خاکِ پا تک سُرمۂ چشمِ بصیرت ہے

خدا کے چاہنے والو! محمد کا کہا مانو
محمد کی اطاعت بھی خدا ہی کی اطاعت ہے

جہاں میں ہر جگہ ان کے کروڑوں نام لیوا ہیں
محمد کی غلامی باعثِ صد فخر و عزت ہے

شمار اپنا بھی ہوتا ہے غلامانِ محمد میں
یہی اپنے لئے سرمایۂ فضل و سعادت ہے

کیا امن و اماں سے آشنا جس نے زمانے کو
اُسی کو چھوڑ دیں اہلِ زمانہ کیا قیامت ہے

جو سچ پوچھو تو اے حماد گوشِ ہوش سے سُن لو
نشانِ تکمیلِ ایماں کا محمد کی محبت ہے

[1] مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ ۱۲ ح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کی

حدیثِ اکرم

(کرم دہلوی سلمہ ربہٗ)

محترم قارئین! ہر ایک شخص جو انصاف پسند ہے اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ اس عالمِ کون و مکان کا مالک وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہمارا بھی خالق ہے۔ جس کو ہر چیز کی بقا و فنا کا اختیار ہے۔

لیکن اس حقیقت اور مشاہدہ پر اگر اُس کے بندے ذاتِ باری سے منکر ہوں، یا اس کے ساتھ کسی واہمہ کو شامل کرتے ہوئے شرک و بدعت کے مرتکب ہوں تو لامحالہ خالق کو اپنی مخلوق، مالک کو اپنے مملوک کی ہدایت و رہبری، تہدید و توبیخ، نیز دنیاوی تمدن، معاشرت، اخلاق و سیرت، صدق و متانت کے احکام دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنے جس مقرب اور پاکیزہ خصائل، صدق و راستی کے پروردہ، دیانت و امانت کے مجسمہ، علم و حکمت

کرم دہلوی

www.KitaboSunnat.com

سے لبریز کو مامور کرتا ہے۔ اس کو نبی، مرسل اور پیغمبر کہا جاتا ہے۔

جب کہ دنیا والے اپنے مربی سے بیخبر تھے، بندے اپنے آقا سے غافل تھے، ہر ایک انسان کا ضمیر بادِ صرصر کے ستم رسیدہ درخت کی طرح مرجھا چکا تھا۔ فطرت کا حسنِ حقیقی طغیان وعصیانِ عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ تمرّد وسرکشی کے سیلاب برّ وبحر، خشکی وتری میں امنڈے ہوئے تھے جن میں خدا کے سابقہ رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں خس وخاشاک طرح بہ رہی تھیں — استدادِ زمانہ اور بعض دوسرے وجوہ سے ان عالمگیر صداقتوں پر — پردے پڑے ہوئے تھے۔

اس وقت حجاز کے ریگستانوں، کعبہ کے مرغزاروں فاران کی چوٹیوں کے افق پر علم وعرفان کا سورج طلوع ہوا۔ ایک مقدس ہستی نے مبعوث ہو کر صدائے توحید بلند کی، جو عرب کی گھاٹیوں میں سنائی دی۔ ریگستانِ حجاز سے اٹھی اور صحرائے دنیا میں بلند ہوئی۔

اس ہستی کی صدائے دلنواز وبینوا کی گرج سے سوتے ہوئے انسانوں کے قلوب میں بیداری کی لہر پیدا کر دی۔ اس نسیمِ سحر نے مرجھائے ہوئے ضمیر کو سبزہ زار بنا دیا۔ شرک وکفر کے بادل پھٹ گئے، معصیت وسرکشی کی گھٹائیں چھٹ گئیں، عصیان وتمرّد کی ظلمت کافور ہو گئی، کوہستانِ عرب میں اس روح پرور آواز نے کچھ ایسی گونج پیدا کی کہ ریگستان کے ذرّے، پہاڑ کے سنگریزے توحید کے نغمے گانے میں محو ہو گئے۔ شجر وحجر صانعِ ازل کی تمجید میں مشغول ہو گئے۔ ارضِ حجاز پر رحمتِ الٰہی کی بارش ہونے لگی۔ فردوسِ بریں کی گل شگاف ہوائیں نخلستانِ عرب کو سدا بہار بنانے میں مصروف ہو گئیں۔ اور آفتابِ اسلام نے جلوہ ریز ہو کر اپنی ضیا پاش نورانی شعاعوں سے دنیا کے گوشہ گوشہ کو منوّر اور روشن کر دیا۔ اور محبوبِ ربّ الکونین سید الثقلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسلام لیکر آئے۔

اسلام ان قواعد واصول، ان قوانین ودستور کے مجموعہ کا نام ہے جن سے انسان کو صدق وراستی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دیانت وامانت کی روح پھونکی جاتی ہے۔ اخلاق وسیرت، عادت واطوار کی اصلاح کی جاتی ہے۔ علم وحکمت اور تزکیہ نفس کے احکامات نشر کئے جاتے ہیں، انسانی افعال واعمال کا احتساب اور جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور جن پر عمل پیرا ہو کر انسان صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔

اسلام سے بہتر احتسابیہ وجائزہ، نقد ونظر کسی مذہب اور کسی دین میں نہیں پائی جاتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سرتاپا احتساب کی مجسّمہ تھی، صحیح اور غلط افعال کی پرکھ کے لئے ایک بہترین کسوٹی تھی، بے لاگ منقد تھی۔ قدرت نے اعمالِ صالحہ وافعالِ حسنہ کا وہ بیش بہا اور انمول خزانہ جو کسی کامل ترین ہستی میں جمع ہو سکتا تھا۔ اس مقدس بشری وجود کو عطا فرمایا تھا۔ اس لئے ذاتِ باری نے فدایانِ ملتِ اسلامیہ کے لئے صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کو فرض کر دیا کہ ان کو اپنی اصلاح اور اعمال کے لئے کسی دوسری ہستی کی تابعداری کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضرورت محسوس نہ ہو۔

اخلاقی نوعیت اور عملِ صالح، تصفائی قلب، صداقت، قناعت، صبر، شکر، اخلاص، عدل، رحم، امانت، استقامت، تعلقات، ہمدردی و بے غرضی الحاصل ہر قسم کی تعلیم ہمیں حضورؐ نے دی۔ آپ کی مقدس زندگی ہمارے لئے نمونۂ عمل تھی، آپ کا وجودِ اطہر گرچہ ہم میں موجود نہیں مگر آپ کا طرزِ زندگی طریقۂ عمل، آپ کی تعلیم و ہدایت، آپ کا کردار و اطوار، آپ کا اسوۂ حسنہ آج بھی ہم میں "حدیث" کی شکل میں موجود ہے۔ اور زوالِ دنیا تک موجود رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو شمعِ ہدایت اور چراغِ راہ ہے، ہمارے لئے نجات کا باعث، کامرانیٔ زندگی کا راستہ ہے۔ زندگی کو منزلِ مقصود و سعادت پر پہنچانے کا قرآن اور حدیث سے زیادہ بہتر اور سہل راستہ دوسرا کوئی بھی نہیں۔

مگر اہلِ قرآن، چکڑالوی حضرات نے منشائے خداوندی و حکمِ ایزدی "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احزاب) اور "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (حشر) اور "أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ" (محمد) وغیرہ کے خلاف موشگافی کرتے ہوئے آپ کی ذات پر اور آپ کے فرامین پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے اس مرسلِ یزدانی و مجسمۂ حکمتِ ربانی رحمتِ صمدانی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیغامبر، ایلچی، چٹھی رساں، ڈاکیہ کی حیثیت دی ان کا کہنا ہے کہ جس طرح ڈاکیہ کا کام چٹھی، خط پہنچا دینا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کام ہم تک خدا کا خط، خدا کا پیغام، خدا کا کلام، قرآن مجید پہنچا دینا ہے بس۔ اس کے علاوہ حضور کی تشریف آوری کی کوئی غرض وغایت نہیں۔

آپ کے قول و فعل اور عمل میں آپ کی اقتدا ضروری نہیں۔

آپ کی سیرت، آپ کی سنت، آپ کا اسوۂ حسنہ، آپ کا طریقہ، آپ کا احتساب و جائزہ، آپ کی حدیث شریف ہمارے لئے قابلِ حجت و لائقِ عمل نہیں ہے۔

ہماری اصلاح، اخلاق، اعمال، کردار، اطوار، معاملات اور سلوک و تعلقات کے لئے قرآن مجید کے علاوہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حدیثِ نبویؐ کی کوئی ضرورت نہیں۔"

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآنِ حکیم اس قسم کی آسان کتاب نہیں ہے جیسے کہ عوام بادی النظر میں سطحی پہلو سے اسے سمجھتے ہیں۔

ہرکس و ناکس اسے اپنے تفہم، تدبر، اپنی رائے قیاس، اپنی تظنین و تخمین کا آلہ کار بنا کر اسی کو صحیح اور زندگی کے لئے مشعلِ راہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گمان کر بیٹھا ہے۔

اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ لوگوں کو حقائق ومضامینِ قرآن کی طرف متوجہ نہ کیا جائے۔ اور نہ تفسیر وترجمہ پڑھایا جائے۔ یا یہ کہ لوگوں کو ڈرایا جائے کہ قرآن مجید کے ظاہری مطالب ومقاصد کو بجائز امکان جاننا بشری قوت سے بالکل باہر ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

۴ بھلا جب ایک دوست کے مکتوب کو پوری نگاہ سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یا دوسرے لوگوں سے اس کی پوری منشا وحقیقت سمجھی جاتی ہے تو کیا معبودِ حقیقی، ربّ العزت، اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کے کلام معجز التبیان کو جو صرف ہماری دینی و دنیوی ہدایت کے لئے آیا اس کو بغیر پڑھے اور سمجھے بغیر تعلیم وتعلّم، بغیر استاد وشیخ، بغیر اصول وقواعد وشرائط کے جاننے کے اس کے اُلٹے سیدھے معنی کئے جائیں۔ اور خلاف منشاء خداوندی اس کو سمجھا جائے؟ ۔ نہیں۔

بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تفسیر، "حدیث شریف" کو اصل اصول مان کر اس کے مطابق فرامینِ باری تعالیٰ کو سمجھا جائے۔ اور عمل کیا جائے۔ جس طرح سے کہ ہمارے اسلاف اور بڑوں نے اس اصول پر عمل کیا ہے۔

اب میں حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر وعظمت اور اس کی قطعی حجیت اور واجب الاتباع ہونے کے بارے میں شہنشاہِ دوجہاں، خالقِ زمین وآسمان۔ اور سیدِ کونین، شافع ثقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء اربعہ، صحابہ کرام، محدثینِ عظام اور امامانِ دین کے قیمتی جواہرات، انمول ارشادات، گرانقدر بیانات "اقوالِ زریں" درج کرتا ہوں۔

اگر آپ حضرات بنظرِ غائر ان کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوجائے گا۔ کہ اسلاف کے دلوں میں حدیث کی کس قدر وقعت اور عظمت تھی۔

اور قرآن کی تفہیم کیلئے تفہیمِ رسولؐ۔ تعلیم نبویؐ کو مقدم سمجھتے تھے۔

اور حدیث شریف کی موجودگی میں وہ ہر ایک بڑے سے بڑے شخص کے قول وکردار کو رد کردیا کرتے تھے۔

اپنے قضایا، فیصلہ جات، معاملات میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو چراغ راہ ومشعلِ ہدایت سمجھا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اقوالِ زرّین

مفسرِ قرآن "وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ"

"ہم نے یہ ذکر (قرآن مجید) آپ پر اس لئے نازل کیا ہے۔ کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے بیان کر دیں۔"
(رب العالمین ۔ قرآن مجید)

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کتاب اللہ کی تبیین یعنی وضاحت کے ساتھ اس کے الفاظ کی مکمل تشریح آپ نے فرمائی۔ اور "تبیین" کا مقصد بھی یہی ۔ کہ معاملہ کی اچھی طرح تصریح کی جائے۔ کہ کہیں اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ نہ کہ صرف الفاظ کا پڑھ دینا اور پہنچا دینا۔

قضایائے نبویؐ! "قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ یہ اپنے اختلافات میں آپ کو (آپ کی حدیث کو) حکم نہ مانیں۔ پھر آپ کے اس فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں۔"
(قرآن مجید۔ س نساء)

لیجئے! یہاں بھی وہی مضمون کہ اگر مختلف فیہ امور میں حضورؐ کو حکم یعنی جج نہیں بنائیں، ظاہری اور باطنی طور پر آپؐ کے فیصلہ کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کریں گے تو وہ دائرۂ اسلام و ایمان ہی سے خارج ہیں۔

انبیاءؑ کے حواری "مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِیَدِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِلِسَانِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِقَلْبِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ۔"

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں ان کے خاص خاص آدمی اور ساتھی ہوتے تھے۔ جو اس کی سنت کے طور و طریق پر چلتے اور اس کی ہر کام میں اقتدا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہو گئے اور وہ ان باتوں کی بجا آوری کے متعلق حکم کرتے ہیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے جن کے متعلق ان کو مکلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا تھا۔ اسی طریق پر میری امت میں بھی پیدا ہوں گے (
جو کوئی ایسے لوگوں سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کریگا وہ مومن
ہے۔ اور جو کوئی ان کو زبان سے منع کریگا وہ بھی ایماندار
ہے اور جو کوئی انکو دل میں برا جانیگا وہ (کمزور) ایمان والا ہے الخ
(رحمت دو عالم ﷺ - مسلم شریف)

گمراہی کا باعث "تعمل هذه الامة برهة بكتاب الله وبرهة بسنة رسول الله ثم يعملون بالرأي فإذا فعلوا ذلك فقد ضلوا"۔
میری امت کے لوگ ایک مدت تک قرآن و حدیث پر
عمل کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد وہ رائے قیاس پر چلنے
لگیں گے جب کہ وہ قرآن حدیث کو چھوڑ کر رائے قیاس
پر چلیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے۔
(محبوب رب العزت ﷺ - ابن عبد البر)

فیصلہ رسول ﷺ کی تلاش! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی کوئی مقدمہ آتا
تو اس کے متعلق قرآنی فیصلہ دیکھتے۔ اگر قرآن مجید میں وہ فیصلہ
نہ پاتے اور آپ کو کوئی حدیث نبوی یاد ہوتی تو اس کے مطابق
فیصلہ صادر فرماتے۔ اگر آپ کو حدیث یاد نہ ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم
سے اس کے بارے میں فیصلہ نبوی دریافت فرماتے، جب آپکو
کسی صحابی سے حدیث مل جاتی تو آپ فرماتے کہ "الحمد لله
الذي جعل فينا من يحفظ عن نبينا" تمام تعریفیں
اس ذات کیلئے ہیں جس نے ہم میں ایسے ذہین لوگ پیدا
کردیئے ہیں جو حدیث نبوی ﷺ کو
یاد رکھتے ہیں۔
(خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ - اعلام الموقعین، تاریخ الخلفاء)

اعتصام بہ کتاب و سنت [سلہ] "لا نترك كتاب الله وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم"
ہم اللہ تعالی کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت کو نہیں چھوڑیں گے۔
(عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم - صحیح مسلم شریف)

عبادت الہی میں اقتدار رسول ﷺ! حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف
کرتے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ
غربی رکن کا استلام کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کیا
رسول خدا نے غربی رکنوں کو چھوا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔
اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "أفليس لك فيه أسوة
حسنة؟ قلت بلى"۔ کیا تمہارے لئے اس کے بارے
میں آں حضور علیہ السلام کا "اسوۂ حسنہ"، اقتدا کافی نہیں؟
میں نے عرض کیا کافی ہے۔
(خلیفۂ سوم - مسند احمد ج۱)

تمسک بہ کتاب و سنت! "لا ندع كتاب ربنا وسنة نبينا الخ" ہم
اللہ تعالی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت کو نہیں چھوڑیں گے۔
(حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم - الاحکام)

منکرین حدیث سے اجتناب! تمہارا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا ہوگا کہ جن میں
حدیث نبوی پر نکتہ چینی ہوگی۔ جب تم انکو دیکھو کہ وہ حدیث
کے احترام سے بالکل ہی غافل ہوگئے ہیں تو اس وقت اپنے پروردگار کی
طرف متوجہ ہوجانا۔ (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ - صفوہ)

سلہ "حسبنا كتاب الله" کی رٹ لگانے والے حضرات غور سے پڑھیں۔ ۱۲ منہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادبِ حدیث! جب میں تمہیں حدیث رسول اللہ صلعم سناؤں تو اس کے مقابلہ میں مثالیں پیش کیا کرو۔ (ابوہریرہؓ۔ ابن ماجہ شریف)

حدیث دین ہے! یہ علم حدیث دین ہے اس کو حاصل کرتے وقت اپنے استاد کو دیکھ لیا کرو۔ (ابن سیرین علیہ الرحمۃ۔ ترمذی شریف)

عظمتِ حدیث! امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہمیشہ پُرتکلف فرش اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ رہتی تھی جس پر امام صاحب صرف املائے حدیث کے موقعہ پر رونق افروز ہوتے تھے جا بجا شرکائے مجلس کیلئے پنکھے پڑے رہتے تھے جب حدیث شریف کا درس ہوتا مجمر میں عود و لوبان جلایا جاتا صفائی و نزاہت کا یہ عالم تھا کہ ایک تنکا بھی بارِ خاطر ہوتا تھا جب املاءِ حدیث کا وقت آتا تو پہلے وضو یا غسل فرما کر عمدہ اور بیش قیمت پوشاک زیب تن فرماتے بالوں میں کنگھی کرتے خوشبو لگاتے اور اس اہتمام کے بعد مجلسِ علمی کی صدارت کیلئے باہر تشریف لاتے۔ لوگوں نے امام صاحب سے کہا کہ آپ اس قدر زبردست اہتمام درسِ حدیث کیلئے کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اُحِبُّ اَنْ اُعَظِّمَ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ حدیثِ نبویؐ کی عزت و عظمت بجا لاؤں۔ (حیاتِ مالکؒ۔ تاریخ الخلفاء)

ترکِ غیرِ حدیث! اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضورؐ کی حدیث کے مقابلہ میں میرے قول کو چھوڑ دو! (امام ابوحنیفہؒ۔ مقدمہ نور الہدایہ)

لزومِ حدیث! جس وقت تم میری کتاب میں میرا کوئی قول حدیثِ رسول اللہ کے خلاف دیکھو تو اس کو چھوڑ کر حدیثِ رسول اللہ کو لازم پکڑو! (امام شافعیؒ۔ ایقاظ)

حدیث کو لو! تم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یا آپ کے صحابہ کی جو بھی حدیث ملے اس کو لپک کر لے لو۔ (امام احمد بن حنبلؒ۔ ایقاظ)

کتابِ حدیث کی عظمت! "مَاتَ الغزالیُّ وَالبُخَارِیُّ عَلٰی صَدْرِہٖ" جس وقت امام غزالیؒ کا انتقال ہوا ہے تو ان کے سینے پر بخاری شریف رکھی ہوئی تھی۔ (ملا علی قاریؒ۔ اشاعۃ السنہ)

دو سچے گواہ! "خدا تعالیٰ کے دین میں بدعت نہ کر دو سچے گواہوں یعنی قرآن و حدیث کا اتباع کر۔ یہ دونوں تجھے خدائے تعالیٰ سے ملا دیں گے۔ اور اگر تو بدعتی ہے تو عقل و ہوا تیرے گواہ ہیں۔ یہ دونوں تجھکو جہنم میں پہنچائیں۔"
محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانیؒ۔ ترجمہ فتح الربانی

انکارِ حدیث پر نزولِ آفات! "وز آنوقت باز کہ ایشان روایت کردن حدیث منع کردند من ترسانم کہ شومتِ اینچنیں بد اعتقادے کہ برعلماء شہر معائنہ شد از آسمان بلا و جلا و قحط و وبا بر سر شہر خواہد بارید۔" (حضرت شاہ نظام الدینؒ۔ سیر الاولیاء)

ان لوگوں نے حدیثِ نبوی کے روایت کرنے سے روک دیا تو مجھے کھٹکا ہے کہ کہیں شہر پہ آسمان سے کوئی آفت نازل ہو، پردیس نکالی ہو، قحط سالی پڑے۔ یا اور کوئی وبا پھیلے۔ (اعاذنا اللہ)
سبحان اللہ! یہ تھیں مقدس ہستیاں حدیثِ رسول اللہ کی عظمت کرنے والیاں۔ علامہ اقبال بھی دست بدعا ہیں۔

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لایحزنون کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلاف کی نگاہوں میں

حدیثِ نبوی کی عظمت!

(از جناب مولینا المحترم محمد السید عبدالحق صاحب معلم دینیات بہاولپوری)

مولانا موصوف نے تعلیم الٰہی "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" "وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے پیشِ نظر حضرات مفسرین، محدثین اور صوفیائے کرام کے قول، فعل اور عقیدے سے قرآن و حدیث دونوں کو واجب التسلیم اور لازم الاتباع ثابت فرمایا ہے۔ اور منکرینِ حدیث کے لغو و باطل شبہات کے جوابات بطریقِ احسن دیئے ہیں۔ كَمَا سَتَقْرَأُوْنَ۔ (مدیر)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مدعیانِ اسلام سے خطرہ!

ایک زمانہ تھا۔ کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول کیلئے گردن کٹا دینا اعلیٰ ترین سعادت اور کامیابی سمجھی جاتی تھی۔ قرآن اور حدیث کے خلاف لب کشائی کی کسی کو جرأت تو کجا سخت معصیت اور بے ایمانی خیال کی جاتی تھی۔ ناموسِ اسلام پر جان و مال زبانی ہی نہیں بلکہ عملاً نثار اور قربان کئے جاتے تھے۔

لیکن افسوس! آج یہ جذبہ بہت کم سینوں میں موجزن ہے۔ ہماری پستی اور کمزوری ہے۔ کہ غیر تو غیر خود مدعیانِ اسلام ملتِ بیضا یعنی حقیقی اسلام کی بیخ کنی اور بربادی کی سعی کر رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ غیر مسلموں اور عیسائیوں آریوں سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا کہ ان مدعیانِ اسلام سے پہنچنے کا خطرہ اور اندیشہ ہے۔ اس لئے ہمارے اکثر عوام ان غیر مسلموں کی باتوں کو اوّلاً سنیں گے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت کم ۔ اور سنیں گے توان کا اعتبار نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے دینی اور مذہبی دشمن ہیں۔ اور اسلام و دین کے معاملہ میں صحیح اور سچ بات کبھی بیان نہیں کرسکتے۔ یہ لوگ جب خدا پر جھوٹ باندھنے سے نہیں رُکے اور عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھیرادیا (تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرًا ہ) تو ہمارے ساتھ جھوٹ بولنے سے کس طرح اور کب باز رہ سکتے ہیں۔؟

لیکن یہ نام کے مسلمان منکرینِ حدیث چونکہ اپنے کو پکا مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ اس لئے عوام کا ان کے مغالطہ اور دھوکہ میں آجانا بہت ممکن اور قرینِ قیاس ہے۔ آہ سچ ہے سے

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

پس مسلمانوں کی خیرخواہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اگر آخرت کی نجات و فلاح اور جہنم کی آگ سے پناہ اور حفاظت چاہتے ہیں توان کو چاہیئے کہ حقیقی اور اصلی اسلام کو سچے طور پر سمجھکر اس کا دامن مضبوط پکڑ لیں۔ اور ایسا مضبوط و مستحکم پکڑیں کہ

"وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ"

کے صحیح صحیح مصداق ہوں۔ یعنی تمہاری موت (اور اس دنیا سے رحلت) اسلام ہی پر ہونا چاہیئے۔

ارشاداتِ اسلاف!

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے پیشتر اسلام میں جتنے برحق اور ہدایت یافتہ طبقے۔ یا گروہ گزرے ہیں وہ قرآن و حدیث دونوں پر ایمان رکھنے والے اور دونوں پر عامل تھے۔ اپنے اپنے معتقدین اور تابعین کو بھی انہوں نے کتاب و سنت کی ہی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور عمر بھر کتاب و سنت سے مسئلے بتاتے اور اسی کی تعلیم دیتے رہے۔ میرا یہ محض دعویٰ نہیں ہے۔ آپ مسلمانوں کے معتبر اور مقدس گروہوں کو تلاش کیجئے۔ اور ان کے اصلی اور صحیح صحیح حالات معلوم کیجئے۔ آپ پر ثابت ہو جائیگا کہ درحقیقت تمام مقدس اور برگزیدہ لوگ قرآن و سنت دونوں کے قائل و عامل تھے۔ میں آپ کو تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ سنئے! اور یاد رکھیئے۔ کہ

فقہاء اور صوفیائے کرام اور ائمہ محدثین و مفسرین و متکلمین فقراء و مشائخ سب کے سب کتاب و سنت کے متبع تھے۔ اور قرآن و حدیث دونوں کو لازم و ملزوم اسلام اور خدا کا دین سمجھتے تھے۔ اور یہی حق و صحیح ہے میں اس وقت محدثین و فقہاء مفسرین و متکلمین کی تصریحات کو نظرانداز کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بہت معروف و مشہور ہیں۔ صرف صوفیائے کرام اور اولیاء خدا کی تصریحات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پس سنیئے!

علامہ شیخ ابوسلیمان دارانی مشائخ صوفیہ میں بڑے بلندپایہ جلیل القدر صوفی گزرے ہیں۔ آپ شریعت اسلام کے بڑے پابند تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اِنَّہٗ لَیَمُرُّ بِقَلْبِیْ النُّکْتَۃُ مِنْ نُکَتِ الْقَوْمِ فَلَا اَقْبَلُہَا اِلَّا بِشَاہِدَیْنِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ"

(فتاویٰ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ ج ۱ صفحہ ۲۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"میرے قلب (دل) میں اس قوم (صوفیائے کرام) کے نکات میں سے نکتہ گزرتا ہے۔ مگر بلا شہادت کتاب و سنت کے اس کو قبول و تسلیم نہیں کرتا۔"

نیز آپ نے فرمایا ہے۔

"لَيْسَ لِمَنْ أُلْهِمَ شَيْئًا مِنَ الْخَيْرِ أَنْ يَفْعَلَهُ حَتّٰى يَسْمَعَ فِيْهِ بِأَثَرٍ فَإِذَا سَمِعَ فِيْهِ بِأَثَرٍ كَانَ نُوْرًا عَلٰى نُوْرٍ۔"

(فتاوی مذکور ج ۱ ص ۲۱۶)

"کسی شخص کے دل میں کوئی اچھی بات ڈالی جائے تو اس کو جائز نہیں کہ اس پر عمل کرے تاوقتیکہ اس کے بارے میں کوئی حدیث نہ سن لے۔ کیونکہ جب حدیث نبوی سن لیگا۔ تو اس کو نور پر نور حاصل ہوگا۔"

اسی طرح سید الطائفہ حضرت شیخ جنید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"عِلْمُنَا مُقَيَّدٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَمَنْ لَمْ يَقْرَأِ الْقُرْاٰنَ وَيَكْتُبِ الْحَدِيْثَ لَا يَصِحُّ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ عِلْمِنَا۔"

(فتاوی مذکورہ ج ۱ ص ۲۱۸)

"یعنی ہمارا علم کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے، پس جس نے نہ قرآن پڑھا ہو اور نہ حدیث لکھی ہو اُسے ہمارے علم میں گفتگو کرنا درست نہیں۔"

معلوم ہوا کہ علم تصوف کی جان قرآن و حدیث ہے قرآن و حدیث کا علم حاصل کئے بغیر اس علم میں گفتگو کرنا جرم ہے۔

پس جو حکم اور جو کام کتاب و سنت کے خلاف ہو وہ تصوف کے مخالف اور اس سے خارج ہے۔ اس کا ترک کر دینا ضروری ہے۔ اور بہرحال قرآن و حدیث کی پیروی لازم ہے۔

شیخ علامہ عبداللہ بن سہل تُستَری مشہور و معروف صوفی فرماتے ہیں۔

"كُلُّ وَجْدٍ لَا يَشْهَدُ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فَهُوَ بَاطِلٌ۔"

(حوالہ مذکورہ)

"ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نہ ہو وہ باطل ہے۔"

نیز شیخ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"أُصُوْلُ مَذْهَبِنَا ثَلَاثَةٌ الْاِقْتِدَاءُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَخْلَاقِ وَالْأَفْعَالِ وَالْأَكْلُ مِنَ الْحَلَالِ وَإِخْلَاصُ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيْعِ الْأَعْمَالِ۔"

(الشفاء للقاضی عیاضؒ ج ۲ ص ۱۳)

"یعنی ہمارے مذہب کے تین اصول ہیں
۱۔ تمام عادات و افعال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔
۲۔ حلال روزی سے کھانا (۳) تمام اعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نیت کا خالص کرنا (یعنی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے)"

اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ

میں ایک دن ایک جماعت کے ہمراہ تھا۔ وہ لوگ برہنہ پانی میں اُترے۔ اور غسل کیا۔ اور میں نے اس حدیث پر عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ "جو شخص اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں اِزار باندھکر داخل ہو"۔ اور میں برہنہ نہیں ہوا۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے۔ اے احمد! خوش ہو جاؤ کہ سنت پر عمل کرنے کے سبب سے اللہ نے آپ کے گناہ بخش دیئے۔ اور تم کو امام بنا دیا۔

امام عبداللہ بن مصعبؒ نے بعض ان اہلِ کلام وغیرہ کے رَدّ میں جو کتاب و سنت سے دور جا پڑے ہیں۔ کہا ہے۔ ؎

وَلَا تَصْحَبَنَّ اَخَا بِدْعَةٍ
وَلَا تَسْمَعَنَّ لَهُ الدَّهْرَ قِيلًا
فَاِنَّ مَقَالَتَهُمْ كَالظِّلَالِ
يُوشِكُ اَفْيَاؤُهَا اَنْ تَزُولَا

"یعنی کسی بدعتی کی دوستی اور صحبت ہرگز ہرگز نہ کرنا۔ اور نہ کبھی ان کی کوئی بات سننا کیونکہ ان کی باتیں سایہ کی طرح (بے ثبوت ونا پائدار) ہوتی ہیں۔ جو بہت جلد ڈھل (زائل) ہو جاتی ہیں۔

آگے فرماتے ہیں

وَقَدْ اَحْكَمَ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ
وَكَانَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ دَلِيلًا
وَاَوْضَحَ لِلْمُسْلِمِينَ السَّبِيلَ
فَلَا تَتَّبِعَنَّ سِوَاهَا سَبِيلًا

(تاویل مختلف الحدیث ص۵۵)

"اللہ تعالیٰ نے اپنی آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں اور رسول علیہ السلام اس پر دلیل ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کے واسطے راستہ کو واضح فرما دیا ہے۔ پس اس کے سوا — اوروں کی پیروی ہرگز ہرگز نہ کر۔"

حضرت شیخ فضیل بن عیاض، ابو عبدالرحمٰن سلمی، ابوالقاسم قشیری، ابو عثمان حیری، جنید، شبلی، سمنون، شیخ عبدالقادر جیلانی، ابراہیم ادہم، شیخ محی الدین ابن عربیؒ، حضرت حسن بصری، اور اویس قرنی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ تمام بڑے بڑے صوفیائے کرام کا مذہب ومسلک قرآن وحدیث تھا۔ اور سب کتاب وسنت کے متبع تھے۔ اور تمام لوگوں کے سر کتاب وسنت (قرآن وحدیث) کے آگے بے چون وچرا خم ہوتے تھے۔ حدیث صحیح ملنے کے بعد سرمو اس سے تجاوز روا نہیں جانتے تھے۔ اسی کو کسی عارف نے نظم میں کہا ہے ؎

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
دُرِّ دانۂ دُرجِ مصطفیٰ ہے
صوفی وعالم و حکیم دینی
کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بابا کے ہاں سے کون لایا
جس نے پایا یہیں سے پایا
اس در کا اک گدا ہے
گو غوث و قطب و امام مقتدا ہے

شیخ شہاب الدین بن داؤد منزلادی ایک بزرگ صوفی تھے۔ جو کتاب و سنت کے عاشق اور عامل تھے یہ فرمایا کرتے تھے۔

جو کوئی حدیثوں کو یاد کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ عامل بالحدیث ہو جائے۔ کیونکہ وہ سنت اس کے پاس مقید ہو جائیگی۔ اور یہ اس کو کبھی فراموش نہیں کریگا۔

شیخ عبداللہ صوریؒ صوفیہ عظام سے ہیں۔ فرماتے تھے۔ "مَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ ابْتُلِيَ بِالْبِدَعِ" "یعنی جو شخص سنتوں (حدیثوں) پر عمل کرنے میں سستی کرتا ہے۔ وہ بدعتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

حسن بن علی جورجانیؒ اکابر مشائخ سے تھے آپ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تک پہنچنے کا صحیح راستہ اتباعِ سنت ہے۔ قولاً و فعلاً و عزماً و قصداً و نیتاً اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا"

(پ ۱۸ - س نور)

کسی نے پوچھا اتباعِ سنت کا راستہ کیا ہے۔ فرمایا۔ بدعات سے دور رہنا اور ان سب امور کا اتباع کرنا جس پر صدرِ اول کے علماء اسلام تھے۔

شیخ عدی بن مسافر اموی طریقہ تصوف کے ایک رکن اور بڑے جید و بلند رتبہ عالم تھے فرماتے تھے۔

جس کسی میں ادنیٰ بدعت ہو اس کے پاس نہ بیٹھو۔ کہیں اس کی نحوست تم میں نہ اثر کر جائے۔ اگرچہ ایک زمانہ کے بعد ہو۔

نیز فرماتے تھے۔

کسی سے کرامات اور خرق عادات امور صادر ہوتے دیکھو تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ (اس کے ولی اللہ ہونے کے معتقد نہ ہو جاؤ) جب تک تم اس کو امر و نہی کا پابند نہ دیکھ لو۔"

ان عبارات و اقوال کے نقل کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ اہلِ اسلام کے تمام طبقات اور جمیع طوائف میں حدیثِ نبوی مقبول و معمول بہ ہے۔ کسی معتبر اور معتدبہ طبقہ نے حدیث کا انکار نہیں کیا ہے۔ اہلحدیث، فقہاء، اہلِ تفسیر، اہلِ تصوف، قراء اور مشائخ اور اہل کلام غرض تمام طائفہ نے حدیث کی پیروی اور اتباعِ سنت کو دین و ایمان اور رشد و ہدایت یقین کیا ہے۔ اور ترکِ حدیث و انکار و مخالفتِ سنت کو بے دینی اور کفر و ضلالت ٹھیرایا ہے۔

ان اقوال سے حدیث کی اہمیت و رفعتِ شان ترشح و عیاں ہے۔ اور یہ اقوال شہادت علی المدعا (قبولیت و حجیت حدیث) کے لئے کافی اور وافی ہیں۔ ورنہ اس قسم کے اقوال اس قدر کثرت سے موجود ہیں کہ ان کے لئے ایک دفترِ عظیم بھی ناکافی ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تو ایک طالبِ حق اور سالکِ راہِ فلاح و نجات اور حقیقی پیروی اسلام کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لازم وواجب ہے۔ کہ اسلام کی حقیقی راہ و طریق کی معرفت حاصل کرکے منزلِ مقصود کی جانب گامزن ہو۔ کہ راہ اسلام تو باقی ہے۔ مگر اس راہ کے آثار و علامات اور نشانات وارکان پر حجاب ڈالدیئے گئے ہیں اور ان کے محو ونا پید کرنے کے لئے پیہم کوشش وسعی جاری ہے۔

پس بلا شک وشبہ راستی اور سلامتی کا بے خطر راستہ اور وصول الی المقصود کا پُرامن طریق وہی ہے ور ہو سکتا ہے۔ جس پر کہ ہمارے اکابر اسلاف اورجملہ ارباب علم وہدایت، واصحاب نقل وروایت علماء وفقہاء، مشائخ وفقراء، صوفیہ اور متکلمین اور دیگر تمام طوائفِ اسلامیہ سلوک پذیر تھے۔ اس سے اعراض وانحراف کرنا یقیناً ناکامی اور گمراہی کے گڑھے میں گرنا اور ہلاک وبرباد ہونا ہے۔

انکارِ حدیث کے اسباب

ان امور پر تنبیہ کے بعد مجھے یہ بتانا ہے۔ کہ فنِ حدیث پر اس زمانہ میں جو حملہ کیا جاتا ہے۔ محض ناسمجھی، لاعلمی، بے عملی، کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ جو کسی حقیقت واصلیت پر مبنی نہیں ہے۔ حدیث صحیح کی مخالفت کرنے والی جماعت (یعنی منکرینِ حدیث) نے اسفارِ حدیث اور کتب اسماءِ رجال واصولِ حدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ علمِ جرح وتعدیل کا سرسری طور پر بھی مطالعہ نہیں کیا۔ رواۃِ حدیث اور حاملانِ علمِ نبویؐ اور خادمانِ حدیث وقرآن وعلماءِ محدثین کے کارناموں اور ان کے حالات کو صحیح طور پر معلوم نہیں کیا۔ جو علومِ اسلامیہ صرف ونحو اور لغت کو فہمِ قرآن کے لئے غیر ضروری سمجھتی ہے۔ اس جہلِ مرکب کے باوجود یہ جماعت حدیث اور محدثینِ کرام بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ متبعین نبی علیہ السلام اور محافظینِ اسلام رحمھم اللہ علیھم اجمعین پر تنقید کرنے چلے ہیں۔

عقلمند اور سلیم الطبع انسان غور کرسکتا ہے۔ کہ ایک ایسی بے بضاعت اور علومِ اسلام سے بے بہرہ وتہیدست جماعت جس کے دامن میں سوائے چند قیاسی وظنی سفسطوں[1] اور رٹے ہوئے چند غیر مقبول تاریخی حوالوں کے علم وبرہان کا کوئی گنجینہ واندوختہ نہ ہو وہ اس مقدس وبرگزیدہ طائفہ عظیم کا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہے۔ جس کے پلے ہیں بفضلہ تعالیٰ علومِ حقہ اور حجت وبرہان علم ومعرفت کے بے شمار اسفار ودفاتر محفوظ ومتداول ہیں۔ اور جنہوں نے ان ہی علوم وبراہین کے نور سے اسلام کو عالم کے گوشہ گوشہ میں چمکادیا۔

اور دنیا کی کوئی علمی محفل اور کوئی مذہبی جماعت ایسی نہیں جس نے اسلام کے ان اصول کے آگے سر خم نہ کیا ہو۔ اور ان اصول وقوانین کی صداقت وحقانیت کی شہادت دیتے ہوئے ان کی عمدگی استواری اور جامعیت کا اعتراف نہ کیا ہو — ہم بلاخوفِ تردید کہتے ہیں کہ

[1] استدلال ۱۲ص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احادیث کے متعلق جتنے اعتراض کئے جاتے ہیں اور حدیث کی تردید میں جس قدر باتیں کہی جاتی ہیں۔ فنِ حدیث میں بصیرت رکھنے والے اصحاب کے نزدیک ان کا کچھ بھی وزن اور ان کی نگاہ میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ بلکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ یہ بھی اس قسم کی باتیں ہیں جو مخالفین و معاندینِ اسلام یہود، نصاریٰ، ہنود اور آریوں وغیرہ کی طرف سے کہی جاتی ہیں۔

اور در حقیقت سچ پوچھئے تو اس فرقہ نے انہیں مذکورہ بالا فرقوں سے ہی یہ باتیں سیکھی ہیں۔

یہ زمانہ آزادروی اور خودرائی کا زمانہ ہے — اکثر لوگوں پر شریعت کے احکام مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ صلہ رحمی، اور مواساۃ و ہمدردی و ایثار وغیرہ پر عمل و کاربند ہونا اور ان کا بجالانا شاق و دشوار ہوتا ہے اور ناچ، گانا، فلم اور تماشا۔ سودخواری، شراب خوری، تھیٹر، سینما، زناکاری وغیرہ سے بچنا نفس پر بھاری ہوتا ہے۔ کیونکہ عیش اور مزے سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

اور اکثر امور کی تاکید و ترغیب یا ترہیب قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ اس لئے حدیث سے انکار کیا جاتا ہے۔ تاکہ آزادی کے ساتھ ان امور سے فائدہ اور حظ حاصل کیا جائے۔ اور لوگوں کی نظروں میں سرخرو اور معزز بنے رہیں۔

لیکن یاد رہے۔ کہ امورِ شنیعہ اور ممنوعہ کے ارتکاب کے بعد کوئی شخص اہلِ دنیا کی نظروں میں سرخرو ہو تو ہولے۔ مگر اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہرگز ہرگز عزت اور رضامندی حاصل نہیں ہوسکتی صاف ارشاد ہے۔

"فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝"

(پ۱۱ ۔ س توبہ)

"پس اگر تم ان سے خوش ہو تو ہو جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔"

اور فرمایا۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝

(پ۲۶ ۔ س محمد)

"یہ (تباہی مجرموں اور مرتدوں کے لئے) اس سبب سے ہوگی کہ انہوں نے اللہ کو غصہ دلانے والی باتوں کی پیروی کی اور اس کی رضامندی کو ناپسند کیا۔ پس اس نے ان کے عملوں کو اکارت کر دیا۔"

ہمارے بیانِ سابق سے اچھی طرح واضح اور لائح ہوچکا ہے۔ کہ تمام گروہِ اسلامی کا ماخذ قرآن و حدیث دونوں ہیں۔ جمیع طوائف نے حدیث کو قرآن کے ساتھ ساتھ لیا ہے۔ اور اس کا سلسلۂ روایت قرآن مجید کی طرح صحابہ کرام اور رسول علیہ السلام تک واصل و متصل و منتہی ہوتا ہے۔ پس حدیث کا انکار و ابطال کرنا یا اس کو تاریخی حیثیت دینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت میں اسلامی تعلیمات وروایات کو پس پشت ڈالدینا اور قرآن وحدیث دونوں سے انکار وگریز کرنا اور بیزار ہونا ہے۔ پھر قرآن کو چھوڑ دینے کے بعد انسان کے پاس دولتِ اسلام کا باقی رہنا ایسا ہے۔ جیساکہ سر کے کٹ جانے کے بعد زندگی اور جان کا باقی رہنا۔

پس آدمی کو اختیار ہے کہ حدیث کا انکار کر کے قرآن سے۔ اسلام سے۔ رسول علیہ السلام سے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ تابعین و تبع تابعین سے۔ ائمہ دین واولیاء اللہ اور تمام عباد اللہ الصالحین سے عداوت ودشمنی کرے۔ اوران سے علیحدہ ہوکر ان کا معاند ومخالف بنے۔ یا حدیثِ پاک کو مضبوط تھام کر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب، صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا عزیز۔ اولیاء اللہ اور نیکو کاروں کا پیارا اور زمرۂ مسلمین میں شامل وداخل ہوکر "وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا" کا مصداق بنے۔

مخالفتِ حدیث کا پہلا عذر!

مخالفتِ حدیث پر جس قدر تقریریں کی جاتی ہیں سب کے جواب محقق ومدلل علماء اہلحدیث، علماء اہل سنت وجماعت کثر اللہ تعالیٰ سوادھم الیٰ یوم القیامۃ متعدد دفعہ اور مختلف پیرائے میں دے چکے ہیں۔ لیکن منکرین حدیث اپنے انہیں پرانے عذرات واعتراضات کو بار بار دُہراتے رہتے ہیں۔ اور حق بات کو سُن کر بھی خاموش نہیں ہوتے۔

بزعم خود سب سے قوی عذر ترکِ حدیث کے لئے جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حدیثیں تمام کی تمام ظنی ہیں۔ جس کے ثبوت میں آیاتِ ذیل پیش کرتے ہیں۔

۱۔ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔

(پ۱۱۔ س یونس)

۲۔ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝

(پ۲۷۔ س نجم)

۳۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔

(پ۱۵۔ س اسراء)

۴۔ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

(پ۱۱۔ س یونس)

۵۔ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ۔

(پ۸۔ س انعام)

۶۔ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝

(پ۸۔ س انعام)

جوابِ عذر

مگران آیات سے اس مدعا پر استدلال کرنا سخت دھوکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور غلطی میں واقع ہوتا ہے۔

ان آیتوں میں لفظِ "ظن" "حق" کے مقابلہ میں بولا گیا ہے۔ اور یہ بمعنی "باطل" ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ ان آیتوں میں شرک و مشرکین کفر اور کفار (بت پرستوں) کی مذمت کی گئی ہے۔ اور "توحید" کو "حق" اور کفر و شرک کو "ظن" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو بمعنی "باطل" ہے اب تفصیل کے ساتھ سنیئے! آیت پوری اس طرح ہے۔

۱۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا الآیہ۔

(پ۱۱ ۔ س یونس)

"یعنی اے پیغمبر ان سے کہدے کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہو۔ کہدے! اللہ ہی ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ کیا جو حق کی طرف ہدایت کرے۔ وہ پیروی کے لائق ہے۔ یا وہ جو بغیر ہدایت کرنے کے خود راہ نہیں پاتا بس تمہیں کیا ہوا ہے۔ کیسا فیصلہ کرتے ہو"

اس آیت میں شرک کا بیان ہے۔ اور "حق" کے مقابلہ میں "ظن" کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شرک پر کوئی برہان و حجت مشرکین کے پاس نہیں ہے۔ محض اٹکل سے اس کی پیروی کرتے ہیں ——

اسی طرح آیت ۲ کے قبل بھی شرک و مشرکین کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس کا اول یوں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ ۝ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۔ (الآیہ)

"یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ انہیں اس کا بالکل علم نہیں ہے"۔

آیت ۳ میں اس کی اوپر کی آیت میں اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کیا گیا ہے۔ اور ان کو ہدایت کے بعد بے ثبوت اور بے دلیل باتوں کی پیروی سے روکا گیا ہے۔ اور کان، آنکھ، قلب کو اشارۃً کام میں لانے کا امر فرمایا گیا ہے۔ کہ قابلِ تصدیق و اتباع امر کو مان کر اس کی اتباع کرنی چاہیئے۔ اور ناقابلِ تصدیق اور غلط و بے ثبوت باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۔ (پ۲۳ ۔ س زمر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر(۴) اس طرح پر ہے۔

"اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ الخ"

اس آیت میں توحید کا ثبوت اور شرک کا رد کیا گیا ہے۔ اور توحید کے مقابلہ میں شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ پس یہاں بھی لفظِ "ظن" مقابلہ توحید و حق بولا گیا ہے۔

اور آیت ۵ و ۶ میں بھی اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ "ظن" کا استعمال یہاں حق کے مقابلہ میں ہوا ہے۔ حق بمعنیٰ توحید و عدمِ اشراک ہے۔ اور ظن[1] بمعنیٰ کفر و شرک

پس ان آیات کو حدیثوں کے ظنی ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا علم و انصاف کا خون کرنا اور قرآن کریم کے ساتھ ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے؟

جب قرآن مجید کی ان آیات سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوا۔ تو یہ دعویٰ بے دلیل ہوا۔ جو قابلِ التفات نہیں۔ اب انہیں اپنے دعویٰ پر کوئی اور دلیل پیش کرنی چاہیئے۔

دوسرا عذر!

اب ان کا دوسرا عذر سنیئے! دوسرا عذر یہ ہے۔ کہ اصلی اور صحیح حدیثوں کے جانچنے کے لئے کوئی آلہ محدثینؒ کے پاس نہیں ہے۔ اس عذرِ ثانی کا جواب بھی ملاحظہ فرمایئے۔

جواب عذر نمبر (۲)

ان منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ محدثین کے پاس حدیثِ صحیح کو غیر صحیح سے امتیاز کرنے کا کوئی آلہ نہیں ہے۔ غلط ہے۔ محدثین کے پاس اس کے اصول و قواعد ضرور موجود ہیں۔ لیکن آپ انہیں تسلیم و قبول نہیں کرتے۔ یا آپ اس سے ناواقف ہیں۔ آپ کے معلوم نہ ہونے یا آپ کے تسلیم نہ کرنے سے اس کا عدم لازم نہیں آتا۔ ہاں اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ

آپ ان اصول و ضوابط کو رد کرتے ہیں۔ تو کس دلیل و اصول سے رد کرتے ہیں؟ کوئی بھی دلیل اور وجہ صحیح ان کے رد کرنے کی آپ کے پاس نہیں ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ

الہامی کلام اور وحی ربانی کے پہچاننے اور معلوم کرنے کیلئے کوئی میزان و معیار اور کوئی اصول آپ کے پاس موجود ہے۔ یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟ اس کو بیان کیجئے۔ اور اگر کوئی اصول آپ کے پاس

---

[1] بعض "ظن" بمعنیٰ "یقین" بھی آتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ (پ ۱ س بقرہ) ۱۲ ص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ تو یہ بڑی سخت مصیبت ہے۔ بتائیے! قرآن مجید کو "کلام ربانی" وحی الٰہی کس دلیل سے مانتے ہیں۔ اور اگر کہیں کہ کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر اپنے ایمان بالقرآن کی خیر منائیے! آپ کا قرآن پر ایمان ہی صحیح نہیں ہوا۔

اور اگر کہیں کہ قرآن کریم کے وحی اور کلام ربانی ہونے پر دلیل ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ وہ دلیل کونسی ہے؟ بیان کریں۔

جب آپ ہمارے اس مختصر سوال کا جواب دیں گے۔ اس وقت ہم اس پر مزید کلام کریں گے۔ اور آپ کے ہی مقررکردہ اصول سے احادیث کا حجت دین اور وحی ہونا ثابت کریں گے۔ فی الحال ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ۔

دنیا میں کئی جماعتیں موجود ہیں۔ مثلاً عیسائی، آریہ، یہودی، یہ الہامی کلام اپنے پاس ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن بمقابلہ اہل اسلام یہ قومیں اپنی اپنی کتابوں کو الہامی کلام ہرگز نہیں ثابت کرسکتیں، کیونکہ اہل اسلام کے پاس وحی اور الہام کے تمیز کا جو معیار ہے۔ وہ نہایت صحیح اور قوی اور برتر و جامع ہے۔ اس کے مقابلہ میں ان اہل مذاہب کو بارہا ندامت و ہزیمت فاش حاصل ہو چکی ہے۔

بہر حال یہاں ہمیں یہ بتانا ہے۔ کہ اہل ادیان باطلہ جو کلام یا کتاب الہامی کے مدعی ہیں۔ انہوں نے اپنے نزدیک اس کے امتیاز کا معیار مقرر کر رکھا ہے۔ ان کی الہامی کتابوں میں جو مضامین ہیں وہ بھی کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان کی تعلیم بھی روشن ہے۔ لیکن کسی قوم و ملت کی تعلیم اسلام کی پاکیزہ تعلیم کا مقابلہ کر سکتی ہے؟

اس کا فیصلہ ہر سچا مسلمان بلکہ ہر منصف مزاج، صحیح الفہم غیر جانبدار کر سکتا ہے۔ اور وہ بالکل کھلا ہوا ہے۔ کہ اسلامی احکام وہدایات جن کا ماخذ سوائے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔ تمام مذاہب وادیان کے احکام وہدایات سے ہزارہا درجہ افضل و بہتر اور جامع و اعلیٰ ہیں۔

پس ثابت ہوا۔ کہ قرآن مجید کے بعد احادیث صحیحہ دنیا کے تمام مذاہب کے احکام وتعلیمات سے برتر و اشرف اور قابل اقتدار و اتباع ہیں۔

یہی سبب ہے۔ کہ ان احادیث کو تمام اسلامی جماعتوں نے صحیح اور اصل دین تسلیم کیا ہے۔ اور ادلہ شرعیہ میں درجہ ثانیہ پر رکھا ہے۔ اور بالاتفاق جمیع اسلامی طبقوں میں حجت شرعی اور جزو دین قرار دی گئی ہیں۔

قرآن اور حدیث میں اس مدعا پر جو دلائل و ارشادات ہیں وہ اپنے اپنے مواقع پر مذکور ہیں۔ فقط

والسلام

مع العز والاحترام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از جناب صابر صاحب کاشمیری

روایات

اخبار کا انکار کرتے ہو و لیکن سوچ لو
بات چھوٹی سی نہیں انکار ہے قرآن کا

بس نہیں یہ سلسلہ کھینچتا طول اور بھی
انکار ہو جاتا ہے نادان عربی سلطان کا

بس محمد کی نبوّت کا ہوا — انکار جب
انسان بن جاتا ہے پورا خادم شیطان کا

پس سمجھتے ہو اگر ابلیس کو غم خوار تم
پھر نہیں کچھ بھی ہے تم سے واسطہ رحمان کا

مغربی تہذیب کا یہ قاعدہ ملعون ہے
عقل ہے ہر معاملہ میں پیشوا انسان کا

گر روایت کا یقین سے کچھ تعلق ہی نہیں
خود ساختہ ہے پھر فسانہ نوح کے طوفان کا

نمرود کا وہ باہمی توحید میں اِک اختلاف
اور موسیٰؑ سے وہ لڑنا کافر ہامان کا

درحقیقت گر روایت قابلِ مردود ہے
دہریے بن جاؤ تم پھر کیا یقین یزدان کا

اجتماع اضداد کا عقلاً بھی صابر ہے محال
منکر اخبار اور پھر مقتضی ایمان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث النبی ﷺ کا مقام

(از جناب مولانا الحاج عبد الغفار صاحب الخیری دہلوی)

حاجی صاحب نے اپنے مضمون میں آیاتِ قرآنی سے نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کو ثابت فرمایا ہے کہ "حدیثِ نبوی" کلامُ اللہ کا بیان، قرآنِ مجید کی تفسیر اور فیصلہ جات کے لئے حکم ہے۔ (مدیر)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلمانوں میں چار قسم کے لوگ ہیں۔

ایک تو وہ جو حدیث کو — کوئی مقام نہیں دیتے اور اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے ہیں۔

دوسرے وہ جو حدیث کو تاریخ کا درجہ دیتے ہیں۔ حجتِ شرعی قرار نہیں دیتے۔

تیسرے وہ ہیں جو صرف ان احادیث کو مانتے ہیں جن سے ان کے علماء یا مشائخ نے تمسک کیا ہو۔ خواہ وہ احادیث موضوع ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے متعلق مسدس میں جناب حالی مرحوم نے فرمایا کہ ؎

حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبیؐ سے نہیں کام باقی

چوتھے وہ ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ

"کسی کا ہو رہے کوئی نبیؐ کے ہو رہے ہیں ہم"

یہ لوگ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ مگر دیکھنے میں یہ آتا ہے اور آرہا ہے کہ

اوّل :۔ احادیث میں سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ آمین بالجہر۔ رفع الیدین اور سورہ فاتحہ خلف امام کو کم سے کم زبان سے ماننا د عمل ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ تارکِ نمازی ہو۔

دوّم :۔ قرآن واحادیث، کی جگہ احادیث کی شرحوں اور تفاسیرِ قرآن پر حصر۔ اہلحدیث ہونے کیلئے کافی ہے۔ الاّ ماشاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اہلحدیث بھائی ہم سے ناراض تو ضرور ہو گئے ہوں گے۔ مگر ہم اپنے بیان کی صداقت میں "مشتے نمونہ از خروارے" ایک شہادت پیش کرتے ہیں۔

آئینہ ہر گھر میں ہوتا ہے۔ اس میں اپنی شکل ملاحظہ کریں اور خود فیصلہ کریں کہ اہلحدیث ہونے کا یہی ثبوت ہے۔ اور اگر اور شہادت مطلوب ہو۔ تو اپنے اخلاق، معاملات، تعلقات سے دریافت کر لیں۔

مختصر یہ کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے۔

خیر آدم بر سر موضوع۔ ہم نے مسلمانوں کا یہ اندھیرا پہلو اس وجہ سے پیش کرنا مناسب سمجھا۔ کہ اندھیرے میں جب روشنی آجاتی ہے۔ تو آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ "احادیث النبیؐ کا مقام" اور اس کی روشنی ہماری بصیرت کا باعث ہو۔

اگر انسان کی عقل و شعور اور سمجھ ایک سی ہوتی۔ تو پھر کسی قسم کا اختلاف نہ ہوتا۔ اور نہ فرقہ بندیاں ہوتیں۔ باہمی اختلاف اور فرقہ بندیوں کا انسداد اگر نہ ہو۔ تو پھر فساد ہے۔

"اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ"

اور یہ فساد ہی تو قوموں کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر امت کو اس ہلاکت سے بچانے کے لئے اپنے احکام و ہدایات کے علم و حکمت سے آراستہ اور ان پر عمل سے پیراستہ کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ سمجھ لیجئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ احکام و ہدایات کے علم مکمل اور طریق عمل کے ساتھ اور اسی طرح منکرات شرعی کے علم اور ان سے بچنے کی ترکیبوں اور تدبیروں کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا اپنی اطاعت کا اور ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا۔

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ......"

اور ہم کو بتایا کہ رسولؐ کی اطاعت و اتباع کا تم کو حکم اس وجہ سے دیا گیا ہے۔ کہ رسولؐ کی پوری زندگی ہماری بنائی ہوئی ہے۔ "وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى" ایسی گمراہ قوم میں پیدا ہو کر ایسا علم و عمل بغیر اللہ کی ہدایت کے ناممکن ہے ـــــ

اب جس کو خود اللہ تعالیٰ نے علم سکھایا اور سمجھایا "اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ" اور عمل کرنا سکھایا ہو۔ اس سے بہتر علم، اس سے اعلیٰ نمونہ عمل اور کس کا ہو سکتا ہے۔ فرما دیا۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔" (پ ۲۱۔ س احزاب)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں جہاں "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" رکھا ہے وہاں "يُزَكِّيْهِمْ" بھی ہے۔ اور اسی تزکیہ پر علم کتاب و حکمت سے استفادہ یعنی اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کا دارومدار ہے۔

پس جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصوم کی تشریح قولاً وعملاً امت کو بتائی وہاں زکوٰۃ کا نصاب اور حج کے مناسک بھی سمجھائے۔ اخلاق، معاملات، اور تعلقات کے نمونے بھی دکھائے۔ تو تزکیۂ نفس کو خراب و برباد کرنے والی اور خواہشاتِ نفسانی کو بڑھا کر خود غرضی پیدا کرنے والی جو چیزیں ہیں ان کو بتا کر ان کی موافقت سے ہم کو منع فرمایا۔

اس حکمت، اس تشریح، اس عملی اسوہ، اور نفسانی شر اور اس سے بچانے والی ترکیبوں اور تدبیروں ہی کا نام تو "احادیث النبی" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور احادیث کا مقام کیا ہے۔ "اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ" کے تحت کتاب (قرآن مجید) کا بیان اور وہ من جانب اللہ۔ نہ کہ انسانی علم وشعور اور ذہن کی کاوشوں کا نتیجہ جو ماحول کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

حَکَم! ہماری اصلاح اخلاق، اعمال، معاملات، سلوک اور تعلقات کے لئے کتاب ہدایت (قرآن مجید) اور سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (احادیثِ صحیحہ) دونوں کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں احکام و ہدایات، اوامر ونواہی ہیں اور ان پر عمل کرنے کا طریق اور نواہی سے بچنے کی تدابیر اور پرہیز حدیث میں ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن کا اعلان ہے۔

"اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ .... الخ"

"اگر تم اللہ سے (واقعی) محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگیگا۔"

محبوبِ اللہ کی شناخت یہ معلوم ہوئی کہ وہ در و بست متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا ہے۔

ساتھ ہی قرآنِ حکیم نے ہمارے اختلافات اور تنازعات کے فیصلہ کے لئے دو حَکَم کا اعلان کیا۔

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ"

"اگر کسی معاملہ میں باہمی نزاع واقع ہو جائے۔ تو (اس کے فیصلہ کے لئے) اللہ اور اس کے رسول (قرآن اور احادیث صحیحہ) کی طرف رجوع کرو۔"

اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا) آیاتِ قرآنی یا احادیث النبی صلعم میں باہمی اختلاف یا اضطراب ہو تو فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ" سے کیا فائدہ ہو گا؟

قرآن نے جب ان دونوں کو حَکَم قرار دیا تو یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ جو اختلاف بھی ہے۔ یا ہوگا۔ وہ نتیجہ "بَغْیًا بَیْنَہُمْ" آپس کی ضد کا ہی ہوگا۔ یعنی ماحول اور اپنی مصلحتوں سے متاثر علم اور سمجھ کا، اور حقیقت میں قرآنی اور احادیثی احکام و ہدایت میں اختلاف نہیں۔ کیونکہ

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ..... الخ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں اپنی طرف سے نہیں فرماتے۔ وہ دانا، بینا، علیم و خبیر، خالق کل کی طرف سے "وحی" ہی ہوتا ہے۔"

اور وحی میں اختلاف نکالنا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمِ مکمل میں نقص نکالنے اور اس کی تکذیب ہی ہو سکتا ہے۔ یا پھر "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ...... الخ کی تکذیب ہے۔ کہ یہ اختلاف غیر اللہ کے کلام میں ہو سکتا ہے۔ اللہ کے کلام میں نہیں۔

"لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ہ"

(پ۵ ۔ س نساء)

معلوم ہوا۔ کہ احادیث کا مقام "حَکَم" کا بھی ہے جو لوگ احادیث کو نہیں مانتے یا اُن کو صرف "تاریخ" کا درجہ دیتے ہیں وہ دین مکمل (اسلام) کو غیر مکمل اور ناقص قرار دیتے ہیں۔

ہم "فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ" کی تعمیل میں کتابِ ہدایت (قرآن مجید) کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ لیکن اس آیت کے دوسرے حصہ "وَالرَّسُوْلِ" کی طرف کس طرح رجوع کریں۔

اگر احادیث النبی صلعم سے اعراض کریں تو اس حَکَم کو کہاں ڈھونڈیں۔ اور قرآن کے اس حُکم کی تعمیل کس طرح کریں۔ ارکانِ نماز۔ نصابِ زکوٰۃ۔ تزکیہ صوم و حج کیا اپنی اپنی سمجھ، ماحول، مصلحت اور علم کی بنا پر قرار دیکر وحدتِ قومی، وحدتِ خیال اور وحدت عمل کو پاش پاش کر کے انتشار کو انفرادیت تک پہنچا دیں اور اس طرح لاتعداد فرقے اور گروہ بنا کر "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کے بھی منکر بن جائیں۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار اور ان کو حجتِ شرعی نہ ماننے کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اسلام کو فکری مذہب قرار دینے کی آوازیں اُٹھنے لگی ہیں۔ اور اس فکر کی بدولت اختلاف نہیں اختلافات کی خلیج نہایت گہری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ کہ ہر متنفس مفکر بنا ہوا ہے۔ اور بن رہا ہے۔ اور وہ دین مکمل جس کو اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) فکر سے نہیں۔ اپنے علم مکمّل سے نازل فرمایا۔

"اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ ...... الخ"

جس کی بنیاد فکر پر نہیں۔ بلکہ علم پر ہے۔ اور علم بھی اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کا۔ اس کو فکری مذہب کہا جانے لگا ہے۔

اور اگر بنظرِ تحقیق دیکھا جائے تو جس مذہب کی بنیاد و تشریح احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہو، انسانی علمِ نامکمل اور شعور ناقص متاثرِ ماحول پر ہو وہ، فکری مذہب ہی ہو سکتا ہے۔ اس کو اس دین سے کیا واسطہ؟ اور کیا تعلق؟ جو بعلم اللہ نازل ہوا۔ اور جس کی تشریح قولاً و عملاً وحی اللہ عزوجل کے تحت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ "اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ"۔

لہٰذا یہ موجودہ مذہب جس کو عام طور سے اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جس کی اشاعت و تبلیغ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و عملاً فرما کر صحابہ کرام کو احسنِ تقویم پر پہنچا کر خلافت کا مستحق بنایا تھا۔ وہ اسلام اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اندر ماحول وقت کے نقائص کے بدلنے اور اصلاح کی پوری قوت رکھتا تھا۔ اور یہ فکری مذہب جس کو اسلام سمجھا جارہا ہے وقت کے ماحول کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ حقیقی اسلام زمانہ کو بدلتا تھا۔ اور بدل کر رکھا گیا۔ اور یہ نام نہاد اسلام جو اسوۂ حسنہ وسنتِ نبوی اور تشریح وتدابیر تزکیہ بہ تلقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عاری ہوکر، انسانی دماغ کی کاوشوں اور زمانہ کے موافق کرنے کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کیا اصلاح کریگا۔ جو خود بدلتا رہتا ہے۔

عزیزو! آپ نے دیکھا کہ اپنے علم وشعور اور فکر پر ناز کرنے والے، احادیث النبی ؐ کو ترک کرکے مادیت، بہیمیت اور فتنہ وفساد کی ایسی دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ کہ جتنی اس سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور گہرے دھنستے ہی چلے جاتے ہیں۔

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت ہی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج دنیا میں ہر جگہ پریشانیاں، خوف وہراس، بے چینیاں کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی چلی جارہی ہیں۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اطاعت اور اتباع رسول ؐ کا ہم کو حکم دے رہا ہے۔ اور ہم اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے صرف قرآن پر حصر کا دعویٰ کرنے والے، قرآن مبین کے خلاف اطاعت واتباع رسول سے نکل چکے ہیں

افق قوم پر لیڈر ورہنما بن کر چمکتے ہیں مگر اصلاح نہیں کرسکتے۔ احکام قرآنی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اپیل پر اپیل کرتے ہیں۔ لیکن احادیث النبی ؐ کو ترک کرکے اپنی علمی کوششیں کرتے ہیں۔ اور کامیابی دکھائی نہیں دیتی۔

سمجھ لیجئے۔ اور جان لیجئے کہ احادیث النبی ؐ کو پس پشت ڈال کر قرآن کریم کی کسی ہدایت اور کسی حکم پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ایمان قوی ومضبوط ہوسکتا ہے۔ اللہ کے نزدیک آپ کی تصانیف وتالیفات، قوتِ گویائی اور علمیت کی قطعی کوئی قدر ومنزلت نہیں وہاں تو آپ کے ایمان اور عمل صالح کی قدر ہے۔ اور یہی اسلام (بہ معنیٰ گردن نہادن، سر تسلیم خم کردن اللہ ورسول ؐ کے احکام وہدایات کی تعمیل پر کمربستہ ہونا) ہے۔

آپنے مقام حدیث النبی ملاحظہ فرمایا۔ جس کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں ہوسکتی، اطاعت نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ بنایا جاسکتا۔ اور ان کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ فقط

والسلام

صحیفہ اہلحدیث کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر مسلمان کا فرض ملی ومذہبی ہے۔

کرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث شریف

(از جناب مولانا حافظ عبد الکریم صاحب مسلم رحمۃ اللہ علیہ)

جب سے لائی ہے صبا مژدہ بستان حدیث ... خطۂ ارض کو کہتے ہیں گلستانِ حدیث

جائیے سیر کو گلشن میں تو آتی ہے چلی ... سنبل و سوسن و صد برگ سو ریحانِ حدیث

بلبل و فاختہ و طوطی قمری ہر سو ... ہیں بصد نغمہ سرائی کے ثنا خوانِ حدیث

شکر کی جا ہے کہ بعد ایک زمانہ کے اب ... ہوئے کچھ لوگ اس آوان میں خواہانِ حدیث

زندہ رہتا نہ کبھی بعد نبیؐ کے اسلام ... جسدِ دین میں پڑتی نہ اگر جانِ حدیث

اہلِ انکار کو ٹکڑے ہیں گدائی کے نصیب ... طالبِ سنتِ نبویؐ کو ملا خوانِ حدیث

کیسے مانیں گے وہاں نامۂ دستور و قیاس ... جس جگہ خاص ہو پروانہ سلطانِ حدیث

کیسی امت ہے کہ ارشادِ نبیؐ سن کے کہے ... میں تو منکر ہوں نہ مانوں گا یہ فرمانِ حدیث

بالیقیں جلد شفا پائیں گے بیمارِ شکوک ... لائیں گے دل سے اگر خواہش درمانِ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوچۂ مذہبِ شخصی کی سہوں کیوں تشنگی
چھوڑ کر ایسے لق و دق کا میدانِ حدیث

پردۂ ضد و تعصب اٹھا دو دل سے
ہو اگر منتظر جلوۂ جانانِ حدیث

قولِ نبویؐ کے خلاف آئے جہاں قولِ امام
بے ادب ہو نہ وہاں درپے بطلانِ حدیث

ہو گا عالم نہ کبھی گو کہ ہو کیسا ہی فقیہ
تا بوقتیکہ نہ ہو عالمِ تبیانِ حدیث

اتنی شیخی نہ کرو پڑھ کے زبانِ فرنگی
ابھی جا کر کے کہیں سیکھیے گردانِ حدیث

دل کے اندھوں کو مرے پاس تو لاؤ یارو
ڈالوں ان پر بھی ذرا پرتوِ لمعانِ حدیث

گھیر لیتی شبِ بدعت کی اندھیری ہم کو
ہوتا طالع نہ اگر نیّرِ تابانِ حدیث

کیا دکھاتا ہے عدو تیری نقاہت آ کر
کیا مرے پاس نہیں خنجرِ برّانِ حدیث

کہتے ہیں صرف قرآن کو جو احمق واجب
لائیں سچے ہیں تو اُس پر کوئی برہانِ حدیث

پائے سرسبز وہی مزرعِ ایمان اپنا
جس کو سیراب کرے قطرۂ بارانِ حدیث

حبِّ نبوی کا نہ ہو ذوق میسّر اس کو
جس نگوں بخت کے دل کو نہیں میلانِ حدیث

قربِ نبویؐ کی تمنا ہے اگر اے مسلم
تا دمِ مرگ نہ دو ہاتھ سے دامانِ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبی علیہ السلام کا بلند ترین شرف
قیل غبی کا سخت ترین تلف

(از جناب مولانا الحافظ الحاج ابو محمد عبد الستار صاحب دہلوی)

الحمد للہ علی ما اسبغ علینا نعمہ فی القدیم والحدیث۔ وارسل الینا رسولہ النبی الامی باحسن الحدیث۔ الذی بیّن لنا ما اُحلّ لنا فیہ من الطیب وحرّم علینا من الخبیث۔ فسرنا بہ السیر الحثیث۔ واوصی الی اصحابہ واتباعہم ان یبلغوا عنہ ما سمعوا من الحدیث۔ فبذلوا جہدہم فی اشاعۃ علمہ واذاعۃ امرہ بالطلب الحثیث۔ فصلی اللہ علیہ و علیہم وعلی من جلس مجالس العلم للحدیث۔

اما بعد۔

افقر العباد واحوج المخلوقات الی ربہ واللہ **ابو محمد عبد الستار** غفرلہ ولوالدیہ الغفار دہلوی حال وارد کراچی بخدمت جمیع ارباب علم وبصائر گذارش کرتا ہے۔ کہ جملہ اہلِ علم، ذوی الانصاف، دُور از اعتساف، پر یہ امر پوشیدہ ومخفی نہیں۔ کہ تمام علوم شرعیہ و دلائلِ سمعیہ کی پیشوا ومقتدی حدیث امام الانبیاء و سیدّ الرُسُل، رسول الثقلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور کل روایات فرعیہ واحکامِ فقہیہ بمنزلہ محکوم وماتحت۔ اور حدیث رسول بمنزلہ حاکم کے ہے۔ تفریعات فقہیہ وفرامین قیاسیہ وہی معتبر ومختار ہوں گی جو اصول حدیث سے مُشیّد ومختوم ہوں۔

عبادات میں بھی حدیث اصل الاصول اور معاملات میں بھی سنتِ نبویہ ہی سند ومقبول۔ اگر اسرار و مکاشفات صوفیہ کرام ہوں تو ان کا مستند بھی احادیث خیر الانام ہیں کسی طرح کے حالات ہوں یا کیسے ہی مکاشفات جو مخالف سنتِ سَنیّہ ہیں وہ محض خیالات وآفات ہیں۔ حتیٰ کہ وجوہ تفاسیر ومعانی قرآن مجید خلافِ حدیث غیر مقبول وساقط عن الاحتجاج ہیں۔ ان کے قائل حدیث "مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ" کے مستحق ومصداق ہیں۔

عقائدِ اسلام بھی وہی کامل الاعتبار ہیں جو بموجب احادیث نبویہ بے رد وانکار ہیں۔ ورنہ محض مردود و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مطرود از دربار پروردگار ہیں۔

بس حدیث نبی علیہ السلام ہی اصل الاصول جملہ عقائد و احکام ہے۔ اور بعد از کلامِ الٰہی سنتِ سنیہ ہی مرکز دائرہ حلال و حرام ہے۔

پس جب حدیث کے لئے اتنی شرافت و مقبولیت عام ہے تو ضرور معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ حدیث کس چیز کا نام ہے۔ اور کس کا کلام ہے۔ بس یہی ہمارا مقصد اور حصولِ مرام ہے۔

علمِ حدیث کی تعریف

علمِ حدیث اشرف العلوم ہے۔ کیونکہ اشرف الناس من حیث الرسول کا کلام ہے۔ مثل مشہور ہے۔

"كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ"

اور باقی سب علوم اس کے محتاج ہیں۔ علمِ تفسیر بھی بدونِ حدیث معتبر نہیں۔ علمِ عقائد۔ علمِ فقہ۔ علمِ سلوک۔ اور علمِ تاریخ بغیر اس کے کچھ سند نہیں۔ مقدمہ مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ کہ

"حدیثِ مرفوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر کو کہتے ہیں۔"

ولنعم ما قیل فیہ

أَمَّا الْحَدِيْثُ فَلَا يَخْفٰى جَلَالَتُهٗ
فَإِنَّهٗ مِنْ عُلُوْمِ الدِّيْنِ عُمَّانُ
عُمَّانُ فَيْضٍ طَوِيْلُ الْبَاعِ مَكْرُمَةً
فِيْهِ جُمَانٌ وَّيَاقُوْتٌ وَّمَرْجَانٌ
كُلُّ الْعُلُوْمِ سُمُوٌّ لٰكِنْ يَا ثِقَتِيْ
أَهْلُ الْحَدِيْثِ لِدِيْنِ اللّٰهِ أَعْوَانٌ

"یعنی علمِ حدیث کی جلالت و عظمت پوشیدہ و مخفی نہیں ہے۔ بیشک وہ علومِ دین کا دریا ہے۔ یہ دریائے فیض بزرگی میں دراز بازو ہے۔ اس میں بڑے قیمتی موتی اور یاقوت و مونگے ہیں۔ جملہ علومِ دینی بلند پایہ و بلند رتبہ ہیں۔ لیکن اہلحدیث اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہیں۔"

سچ ہے

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
دُر دانۂ دُرجِ[1] مصطفیٰ ہے

نیز علامہ ابو محمد ازدی مصری کی کتاب "المؤتلف والمختلف فی اسماء نقلۃ الحدیث" کے ص ۱۳۶ میں مرقوم ہے

عِلْمُ الْحَدِيْثِ لَهٗ فَضْلٌ وَّمَنْقَبَةٌ
نَالَ الْعَلَاءَ بِهٖ مَنْ كَانَ مُحْيِيْنَا
مَا حَازَهٗ نَاقِصٌ إِلَّا وَكَمَّلَهٗ
أَوْ حَازَهٗ عَاطِلٌ إِلَّا بِهٖ حُلِّيَا

"یعنی علمِ حدیث کی بڑی فضیلت و منقبت ہے اس کی مدد کرنے والا شخص رفعت و بلندی کے زینہ پر چڑھکر فائز المرام ہو جاتا ہے۔ اس کو پڑھکر ناقص کامل ہو جاتا ہے۔ اور بدصورت خوبصورت و مزین بن جاتا ہے

---

[1] دُرج۔ وہ صندوقچہ یا ڈبہ جس میں زیور اور جواہر وغیرہ رکھتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ (لغاتِ کشوری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمِ حدیث کا موضوع

علامہ سیوطی "اتمام الدرایہ" میں رقمطراز ہیں۔

"مَوْضُوْعُ عِلْمِ الْحَدِیْثِ هُوَ ذَاتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنَ الْاَحْوَالِ الشَّرْعِیَّۃِ"

"یعنی موضوع علمِ حدیث کا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ مبارک ہے۔ اس حیثیت سے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں باعتبار احوالِ شرعیہ کے"

اور علمِ حدیث ان قوانین کا نام بھی ہے جن سے احوالِ سند اور متن کے باعتبار صحت وحسن اور ضعف وعلو ونزول اور کیفیت تحمل وادا یعنی پڑھنے پڑھانے اور رجال یعنی رُواۃِ حدیث کے حالات وغیرہ معلوم ہوں اور سند حدیث طریقِ متن سے خبر دینے کا نام ہے۔ اور متن وہ ہے جس پر کلام ختم ہو۔ یعنی الفاظِ حدیث۔

عِلْمُ الْحَدِیْثِ عِلْمٌ بِقَوَانِیْنَ یُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ السَّنَدِ مِنْ صِحَّۃٍ وَحَسَنٍ وَضُعْفٍ وَعُلُوٍّ وَنُزُوْلٍ وَکَیْفِیَّۃِ التَّحَمُّلِ وَالْاَدَاءِ وَصِفَاتِ الرِّجَالِ وَغَیْرِ ذَالِکَ وَالسَّنَدُ الْاِخْبَارُ عَنْ طَرِیْقِ الْمَتَنِ وَالْمَتَنُ مَا یَنْتَهٰی اِلَیْہِ غَایَۃُ الْکَلَامِ۔

(انتهی ملخصا من اتمام الدرایۃ)

علمِ حدیث کی غرض وغایت

وَاَمَّا غَایَتُہٗ وَفَائِدَتُہٗ فَهِیَ الْفَوْزُ بِسَعَادَۃِ الدَّارَیْنِ۔ یعنی حدیث کی غرض و غایت اور فائدہ سعادتِ دارین وکامیابی کونین ہے۔ انسان اس کو پڑھ کے اور اس پر عمل کر کے دین و دنیا میں نجات کا مستحق ہو جاتا ہے۔

علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ والیٔ بھوپال اپنی کتاب "نضب الذریعہ الی تحدید علوم الشریعہ" کے حصہ میں بعنوان علم الحدیث رقمطراز ہیں کہ

"اس کو علم الروایت والاخبار بھی کہتے ہیں۔ اور علم الآثار بھی بولتے ہیں۔ لیکن خبر واثر میں یہ فرق ہے کہ اطلاق خبر کا قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ اور اثر کا قول صحابہ وسلف پر...... اس علم سے معرفت اقوال وافعال واحوال حضرتؐ کی حاصل ہوتی ہے۔ موضوع اس کا ظاہر ہے۔ رہی غایت سو وہ فوز بسعادت دارین ہے۔ پھر یہ علم دو طرح پر ہے۔ ایک علم بروایت حدیث۔ اس میں بحث کیفیت اتصال احادیث کی ساتھ حضرت کے بحیثیت احوالِ رُواۃ ضبطاً وعدالۃً وبحیثیت کیفیت سند اتصالاً وانقطاعاً کی جاتی ہے۔ اس کا نام اصول الحدیث ہے۔ اس فن میں رسالہ "منہج الوصول الی اصطلاح حدیث الرسول" بعبارت فارسی بغایت جامع ہے۔ دوسرے علم بدرایۃ الحدیث۔ اس علم میں بحث معنی مفہوم الفاظ حدیث سے ہوتی ہے۔ کہ مراد ان الفاظ سے قواعد عربیت وضوابط شریعت پر کیا چیز ہے اور وہ مراد مطابق احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ یا نہیں موضوع اس کا احادیث رسول ہیں۔ بحیثیت دلالت علی المعنیٰ خواہ وہ معنی مفہوم ہوں یا مراد۔ اور غایت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی تحلی بآدابِ نبویہ و تخلی مکروہات و منہیات شرعیہ
سے ہے۔ منفعت اس کی اعظم منافع ہے۔ مبادی
اس کے سارے علومِ عربیہ و معرفت قصص و اخبار
متعلق بہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم .... ہیں۔
ہم نے "ابجد العلوم" میں تفصیل اس اجمال کی کئی ورق
تک لکھی ہے۔ اور ذکر کیا ہے۔ کہ علومِ حدیث بہت
کثیر الانواع ہیں۔ اور ہر نوع میں تالیف جداگانہ عمل میں
آئی ہے۔ یہ علم مثل علمِ تفسیر کے دامن دراز رکھتا ہے۔
اور فضل و شرف میں ہم پہلو علمِ کتاب اللہ ہے۔ الیٰ قولہ
وحی ہونے میں دونوں بنصِ قرآن برابر ہیں۔ "مَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ اصول دین
اسلام یہی دو علم ہیں۔ پس بس"

(اِنْتَهٰى بِلَفْظِہٖ)

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی کتاب
"بستان المحدثین" و رسالہ "اصولِ حدیث" کے ص ۱۲
میں بعنوان "تعریف علمِ حدیث" مرقوم ہے کہ
"کرمانی در کواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری
میفرماید کہ علمِ حدیث علمے است کہ شناختہ میشود بآں
قول و فعل و حال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضوعِ
ایں علم ذات کامل الصفات آں حضرت است ـــــ و
واضع آں صحابہ اند رضوان اللہ علیہم کہ متصدی
شدہ اند ضبط قول و فعل و تقریر آں حضرت را صلی اللہ
علیہ وسلم۔ وغایت آں فائز گردیدن بسعادت دارین
است۔"

ترجمہ عبارت ہذا کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

قارئین کرام! اس مختصر تمہید بالا سے
آں جناب کو یہ بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ علمِ حدیث کیا
چیز ہے۔ اور اس کی کس قدر شرافت و عظمت ہے۔
مگر آج وہ زمانہ ہے۔ کہ ہر طرف شرک و بدعت
کی گھنگھور گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ مخالفین اسلام کی
ناپاک صدائیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ آئے
دن نت نئے فتنے برپا ہو رہے ہیں۔ خدا اور رسولؐ کے
دشمن، منکرینِ حدیث اپنی اُس پرانی کاسہ لیسی پر قائم رہ کر
اسلام کے کھلتے ہوئے شگوفے کو مرجھانے، پامال
کرنے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ اپنے
اخبار و رسائل میں آئے دن حدیثِ رسول اللہ پر
پھبتیاں اُڑا رہے ہیں۔ حدیثِ رسول اللہ کی
عظمت، و صداقت کا مسئلہ جو مسلمانوں میں صدیوں
سے مسلَّم و متفق علیہ چلا آتا ہے۔ آج یہ مطلق العنان
لوگ اس کا معارضہ کر کے شانِ نبوت و منصبِ
رسالت کے خداداد وقار کو ٹھیس لگانا چاہتے ہیں۔
ان چکڑالویوں کا گروہ سنانِ قلم سے خون کے فوارے
اُڑا رہا ہے۔ اور نوایجاد ستم و جفا کی چھریوں سے
جماعتِ حقہ اہلحدیث، اہل سنت و جماعت کَثَّرَ اللّٰہُ
سَوَادَهُمْ کا حلقومِ جگر کاٹنے کی ناجائز کوشش
میں ہمہ تن مصروف ہے۔ گویا حق پرست ہستیاں
آج اُن کی تعصب زدہ نگاہوں میں راہِ زیست کی
ٹھوکر یا گذرگاہِ عام کے پامال و پاشکن پتھر ہیں۔
جس کو ہر مسافر کا پاؤں ٹھکرا ٹھکرا کر مرہونِ منت کرتا ہے
وہ جماعت اہلحدیث، وہ محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو علمی درایت و حدیثی فقاہت میں مرجع عالم تھے۔ اسلامی دنیا میں علمِ حدیث کے نج مانے گئے تھے۔ وہ ستم زدہ غریب آج مکروہ اور نفرتی باتوں کے مخاطب ہیں۔ اُن کی مایۂ ناز کتابوں پر بدزبانی کی چھُریاں، دریدہ دہنی کے چاقو، اور قلم کے بھالے چلائے جا رہے ہیں۔ جماعت اہلحدیث کے ناکردہ کان۔ منکرینِ حدیث کی ناگوار آوازوں کے سوہنِ جگر دوز سے ریتے جا رہے ہیں۔

ہائے افسوس! ہر چہار سُو نیچریت و دہریت کے فتنے بلند ہیں۔ پہاڑ ٹکرا رہے ہیں۔ انسانوں پر بہیمیت چھائی ہوئی ہے۔ نارِ فلسفیت و دہریت کے شعلے بھڑک بھڑک کر سقفِ آسمانی کو جلد سے جلد پھونکنا اور جلانا چاہتے ہیں۔ دلوں کا سمندر آزادی و دنیاوی ترقی کی موجیں مار رہا ہے۔ منکرینِ حدیث کی طرف سے کیسے کیسے خون ریز اور زہر اُگلنے والے پرچے و اخبارات مذہبِ اہلحدیث کے حصنِ حصین اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ صحیح بخاری شریف پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ جن کی بدزبانی، اور حیا سوز بے باکی سے اہلِ حق کا جگر زخمی ہو گیا۔ سینہ چھلنی ہو گیا۔ قلبِ سلیم پر ہجومِ طپش اور آنکھوں میں ہجومِ اشک نے قبضہ پا لیا ہے۔ جذباتِ ایمانی موج مارنے لگے۔ طوفانِ تخیل زور و شور سے حمایتِ حق میں اُٹھا۔ اور سمندر کے اُٹھے ہوئے امواج و آبخرات کے مانند فضاءِ دماغ پر چھا گیا۔ یکایک دل میں یہ بات ٹھان لی کہ ایسے موقعہ پر خاموش رہنا کتمانِ حق کے بدترین جرم کا مرتکب ہونا ہے زبان سے بے ساختہ نکلا ہے

گر بینی کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینی گناہ است

متلاشیانِ حق کی تمنا و اصرار نے خیالِ جازم پیدا کر دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کے متعلق مختصر مضمون مدلل سپردِ قلم کروں۔ جس میں صحیح بخاری وغیرہ کتبِ حدیث کے مطلع حقیقت سے الزاماتِ مخالفین و اعتراضاتِ منکرینِ حدیث و شبہاتِ معاندین کے گرد و غبار کو دور کر کے علمِ حدیث کے چہرے کا نکھرا ہوا رنگ اہلِ بصیرت کو نظر آ جائے۔ اور گرم جوش و منچلے حریفوں کو طنطنۂ کوس و جلال سے آشنا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ سادہ لوح مسلمان ان کے دامِ تزویر میں پھنس کر حدیثِ رسولؐ سے منحرف و ناآشنا ہو جائیں۔

خدا جانتا ہے ہمیں لوگوں سے بلا وجہ اُلجھنے اور اُن کو مکدر کرنے کا ہرگز شوق نہیں۔ ہم تو اتحاد و اتفاق کے حامی ہیں۔ ہم "فصل" کے مقابلہ میں "وصل" کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور ہمیں خود کو ترجیح دینے کا حق بھی کیا ہے۔ خود انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام یہی سبق دیتے چلے آئے ہیں۔ اور ربوبیت کا بھی یہی منشا ہے۔

واللہ! ہر وقت ہمارا یہی خیال رہتا ہے۔ کہ حتی الامکان "صحیفہ اہلحدیث" میں وہ باتیں لکھی جائیں، وہ مضامین سپردِ قلم کئے جائیں جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عامۃ مسلمین کو نفع بخش ہوں۔ بلاوجہ کسی کا رد و کد نہ ہو۔ نشانہ زنی و دل خراشی نہ ہو۔

مگر کیا کریں جب خواہ مخواہ کوئی سنگ راہ یا خار پا بنے۔ تو لامحالہ اس کا ازالہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر حق گوئی سے کسی کی دل شکنی ہوتی ہو تو ستو دفعہ ہو۔ بفضلہ تعالیٰ صحیفہ اہلحدیث کتمانِ حق کا عادی نہیں۔ بیجا دلخراش نہیں۔ حق گو ہے جگر سوز نہیں۔ سچائی کی بات اور حق کی آواز سنکر کسی کی پیشانی پر شکنیں پڑ جائیں تو ہم کسی کے خلاف شرع جذبات کی رعایت اور مروّت کی خاطر اپنی صحیح اور صداقت بھری آواز کو بند نہیں کر سکتے۔ کلمۂ حق اگر کسی کی طبع نازک پر گراں گزرتا ہے تو یہ دل شکنی نہیں ہے۔ اگر سچی بات کا کہنا اور اعلاء کلمۃ الحق کی آواز نکالنا دل شکنی ہو تو پھر کسی جور و ظلم، تعدی و طغیانی، عدوان و سرکشی، نااتفاقی اور بے اعتدالی کے خلاف کوئی آواز ہی کسی زبان سے نہ نکلتی اور کسی مجرم کو سزا نہ دی جاتی بلکہ غلط کاروں و باطل پرستوں کو یونہی آزاد چھوڑ دیا جاتا۔ حالانکہ ہر باطل کے خلاف بلا خوف لومۃ لائم صدائے احتجاج بلند کرنا انبیائی شیوہ ہے۔

ارباب اقتدار بھی سُن لیں اور خواص و عوام بھی سمجھ لیں کہ ہمارے دل میں صرف خدائے واحد کا ڈر ہے اس لئے سچائی کے اظہار میں ہمیں اپنی شہرت و عزت کے مجروح ہو جانے کا ذرا بھی غم نہیں۔ ہم یہ سوچ کر قلم نہیں اُٹھاتے کہ ہماری تحریر کو پڑھکر لوگ کیا کہیں گے۔ ہمیں عوام کی ستائش و تحسین، دنیاداروں کی خوشنودی کی پرواہ نہیں۔ ہم بولتے و لکھتے وقت صرف یہ سوچتے ہیں کہ سچائی کا تقاضہ اور حق کا مطالبہ کیا ہے۔ اور خدا اور رسول کی خوشنودی کس میں ہے۔

اعلانِ حق کی زد اگر ارباب اقتدار بھی پڑے۔ تو ہم بعونہ تعالیٰ گھبراتے نہیں۔ ہم نے حق اس لئے نہیں قبول کیا۔ کہ جب تک پھولوں کی سیجوں کی نرمیاں اور راحت آفرینیاں ملتی رہیں گی ہم اُس کا ساتھ دیئے جائیں گے۔ اور کانٹوں کی نوکیں تلواروں کی دھاریں اور مصائب کے انبار نمودار ہوں گے تو ہم حق سے کترا جائیں گے۔ ہرگز نہیں ہم تو انشاء اللہ الستار آسودہ حالی اور تنگی و ترشی دونوں حالتوں میں حق کا ساتھ دیں گے ہم خود مٹ جائیں گے مگر حتی الوسعت حق کو نہ مٹنے دیں گے۔ ہم اپنی رسوائی و بدنامی کو گوارا کر لیں گے لیکن حق کی رُسوائی کسی صورت برداشت نہ کریں گے۔

خدا وہ دن نہ لائے کہ اُس کے خوف پر دُوسروں کا ڈر غالب آجائے۔ گو ہم کچھ نہیں مگر یہ ہمارا عقیدہ ضرور ہے۔ کہ باطل کی ہزارہا شعلہ بیانیوں پر صداقت کی ایک تتلاتی ہوئی زبان اور سچائی کی میٹھی ہوئی آواز بھی بھاری ہوتی ہے۔ اسی جذبۂ حق نے ہمیں اعلانِ حق کے لئے اُبھارا ہے۔ اور ہم نے اس طوفانِ دہریت و اعتزال میں "بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا" پڑھکر کشتی ڈال دی ہے۔ گو طوفان بوجہ سرمایہ داری و اقتدار دنیاوی کے بہت تند و تیز و ہولناک ہے۔ مگر ہمارا دل گواہی دے رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہمارا ساتھ دیگی۔ اور ہماری کشتی کو طوفان کے تھپیڑوں سے مقابلہ کرنے کے بعد انشاء اللہ العزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ جودی" ہی بن جائیگا۔

یوں تو فرقہ اہلِ قرآن کی

آمدم بر سرِ مطلب طرف سے آئے دن رسالہ جات و اخبارات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں کھلے بازاروں حدیثِ رسول اللہ کی توہین کی جاتی ہے۔ قلوبِ عوام سے حدیثِ نبوی کی وقعت و عظمت گھٹانے اور کھونے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا جارہا ہے۔ مگر آج ہمارے سامنے اس وقت ایک رسالہ بنام نہاد "طلوعِ اسلام" رکھا ہوا ہے۔ جس کا نامہ نگار بغضِ حدیث کا پورا فوٹو ہے۔

احادیثِ نبویؐ کی مخالفت کی تحریک ہندوستان میں سب سے پہلے عبد اللہ چکڑالوی نے کی تھی چکڑالوی صاحب علیہ ما علیہ کے بعد مولوی محمد اسلم جیراجپوری (جو غالباً علیگڑھ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں) نے اس کا بیڑا اُٹھایا۔

اب ان کی مشن کے زہریلے پودوں کو پرویز صاحب مصنف "معارف القرآن" اپنے عقیدے کے آبِ باطل سے سینچ رہے ہیں۔ دشمنیٔ حدیث کا جذبہ رفتہ رفتہ بیدار ہو رہا ہے۔ پہلے انہوں نے اپنی بدعقیدگی کا اجمالاً اظہار کیا۔ پھر اجمال نے تفصیل کی صورت اختیار کرلی۔ اور اب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس احادیث کو مجروح، مشتبہ، ناقابلِ اعتبار بلکہ دین کے لئے مضرت رساں اور مضحکہ خیز ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ دن بدن یہ نشہ تیز ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ[1] بڑھتی جارہی ہے۔

پرویز صاحب کسی زمانہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کے کسی دفتر میں کلرک تھے۔ اب چونکہ رسالہ کے ایڈیٹر و مصنف ہیں مخالفتِ حدیث میں جتنی خامہ فرسائی کریں اتنی ہی کم ہے۔ آپ کو تو کلرک ہونے کے بعد صرف عہدۂ ایڈیٹری ہی ملا ہے۔ اس دنیا میں تو جھوٹے اور شعبدے بازوں کو نبوت کا منصب بھی دے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حدیث "لا نبی بعدی" وغیرہ قابلِ تصدیق و لائقِ حجت ہی نہیں، ایسے لوگوں کے معتقدات اور نظریئے تو ہمیشہ تبدیلِ ذائقہ کے انتظار میں رہتے ہیں۔

دہلی کے قیام کے زمانے میں مولوی اسلم صاحب جیراجپوری کے ساتھ پرویز صاحب کا ملنا جلنا اکثر رہا ہے۔ اسی دوران میں وہ اسلم صاحب کے افکارِ فاسدہ و خیالاتِ کاسدہ سے بہت کچھ متاثر ہوگئے۔

جیراجپوری صاحب اہلِ قرآن میں سے ہیں۔ احادیثِ نبویہ کو وہ تاریخ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ یعنی ان کی کوتاہ نگاہ میں مؤطا امام مالک۔ و صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ جامع ترمذی وغیرہ کتب حدیث صرف افسانوں اور تاریخی واقعات کی حامل ہیں۔

وہ اپنے مضامین کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرتے رہے۔ اور ہمیشہ ان کا یہی مشن رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جو عقیدت و محبت ہے وہ کسی طرح مجروح و معدوم ہو جائے۔ اسی واسطے احادیث کی صحت

[1] ملاحظہ ہو طلوعِ اسلام جلد ۳ نمبر ۷ بابت جولائی سنہ ۴۰ء صفحہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روشن پہلو اور دین میں ان کی اہمیت و ضرورت کے علمی رُخ کو نظر انداز کر کے ہمیشہ کمزور باتوں اور شبہے میں ڈالنے والی چیزوں کو بار بار دُہرایا جاتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ صدور الناس میں جو جن وانسان وسواس وشبہات ڈالتے رہتے ہیں۔ اس میں آپ کو کافی ملکہ ودسترس حاصل ہے۔ آہ سچ ہے۔

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ o
مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ o

چنانچہ رسالہ ماہواری "طلوع اسلام" جو کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ مارچ ۱۹۵۰ء جلد ۳۔ نمبر ۳ کے صفحہ ۲۳ بعنوان "باب المراسلات" میں لکھا ہے۔ کہ

"ایک مولوی صاحب سے ذکر آیا کہ وحی صرف قرآن شریف ہے۔ اور کوئی وحی نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم وحی خفی (یعنی وحی غیر متلو) کے منکر ہو تو بتاؤ! پانچ وقت کی نمازوں کا ذکر قرآن کریم میں کہاں ہے؟ الخ"

اس کے جواب میں "طلوع اسلام" کے ایڈیٹر منہ شگافی کرتے ہیں۔

"بخاری شریف" کتاب الصلوٰۃ" کی جس روایت میں یہ ذکر آیا ہے۔ کہ پہلے پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تھی پھر پانچ وقت کر دیئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس روایت سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ کسی یہودی نے گھڑی ہے

پھر دریدہ دہنی کرتے ہیں۔

"اگر مسلمانوں نے انہیں (یعنی ان احادیث اور روایات) کو اس طرح اپنے ساتھ چمٹائے رکھا۔ تو یہ چکی کے پاٹ کی طرح انہیں بھی ساتھ لے ڈوبیں گی۔ اور اس کے بعد وہ قوم آئیگی جو قرآن کی مشعلِ ہدایت کی روشنی میں تمام انسانیت کو صراطِ مستقیم پہ لیجائے گی"

مقامِ تعجب و حیرت

ہے۔ کہ سوال گندم جواب چینا۔ اس بل بوتے پر اپنے رسالہ کا نام "طلوعِ اسلام" رکھا ہے۔ تاکہ سادہ لوح مسلمان دامِ تزویر میں جلد پھنس جائیں۔ آہ! سچ ہے ۔

" برعکس نہند نامِ زنگی کافور "

درحقیقت اس رسالہ کا نام "طلوعِ دہریت ونیچریت" ہونا چاہیئے۔

افسوس! "طلوع اسلام" میں روایاتِ اسلام اور بانیٔ اسلام کے فرامین پر مضحکہ اڑایا جارہا ہے۔ کسی بوتل میں گدھے کا پیشاب بھر کر عرقِ گلاب سہ آتشہ کا لیبل لگا دینے سے ہرگز وہ عرقِ گلاب نہیں بن سکتا۔

سوال تو صرف اتنا تھا۔ کہ اگر تم احادیثِ رسول نہیں مانتے تو قرآن مجید سے اوقاتِ صلوٰۃ کی تفصیل و تعدادِ رکعات کی تشریح دکھاؤ۔ جس کا جواب اہلِ انصاف کے نزدیک صرف اتنا ہی تھا۔ کہ دیکھو فلاں سورت فلاں پارے کی فلاں آیت میں تعداد نماز و اوقاتِ صلوٰۃ کی تشریح موجود ہے۔

دعویٰ تو کریں قرآن دانی کا اور جواب میں جہالت کا اظہار باوجود اتمامِ حجت کے تنبہ مفقود اور دعویٰ انانیت موجود۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر آج ان اہلِ قرآن، منکرینِ حدیث سے دریافت کیا جائے۔ کہ بتاؤ! ___؟

"حمارِ اہلی یعنی گدھے کی حرمت قرآنِ مجید میں کہاں منصوص ہے۔؟ اگر نہیں تو کھاؤ۔ اور نہیں کھاتے تو دکھاؤ؟

اس کے جواب میں پرویز صاحب یا چیرا جپوری صاحب کیا یہ فرما کر سبکدوش ہو جائیں گے۔ کہ جس حدیث میں گدھے کی حرمت منصوص ہے وہ چونکہ یہودی کی منگھڑت ہے۔ یا ہمارے نزدیک قابلِ اعتبار و لائقِ حجت نہیں اس واسطے ہم گدھا نہیں کھاتے۔

واہ! کیا خوب جواب ہے۔ نہیں صاحب ہرگز نہیں یوں پیچھا نہیں چھوٹے گا۔ یا تو قرآن مجید سے بنصِ صریح گدھے، کتے، بلے وغیرہ ذی ناب کی حرمت ثابت کرو ورنہ ان کو حلال سمجھ کر کھاؤ اور کھانے کا فتویٰ دو۔

مسلمانوں کی مسلمہ کتاب اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللہ صحیح بخاری جس کی صحت پر اہلِ شرق۔ و اہلِ غرب کا اتفاق ہے اس پر طعنہ زنی کرنا، احادیثِ رسولؐ کی تکذیب و انکار کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ جرمِ عظیم و ذنب لا یغفر ہے۔ یاد رکھو کتب حدیث میں سے

در دینِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے، آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
نہیں کیا استغنیا۔ کو گر بخاری سے عداوت ہے
احادیث نبیؐ سے فیض اٹھائے جس کا جی چاہے
بخاری اپنی رہبر بعد تنزیل سماوی ہے
قیاس و رائے کو رہبر بنائے جس کا جی چاہے
بخار آتا ہے بے دینوں کو بس نامِ بخاری سے
گلِ باغِ نبیؐ سے خار کھائے جس کا جی چاہے

اصل بات یہ ہے کہ منکرینِ حدیث کو علمِ حدیث کی اصلیت سے واقفیت نہیں اور جو شخص کسی شے کی اصلیت سے واقف نہ ہو عموماً اس کے متعلق وہ صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ صرف قرآن مجید ہی کو منزل من اللہ سمجھتے ہیں۔ اور حدیث رسولؐ کو رائے قیاس کا درجہ دیتے ہیں۔ قرآن کو قطعی اور حدیث کو ظنی قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ قرآن کے وحی منزل من السماء ہونے کے منکر تھے وہ ہمیشہ قرآن مجید کی صحت پر اعتراضات باردہ و شبہاتِ رکیکہ وارد کرتے رہتے تھے۔ اور تا ہنوز کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ جس طرح قرآن مجید منزل من السماء ہے ویسے ہی حدیث منزل من السماء ہے۔ صرف فرق اتنا ہے، کہ وہ وحی جلی ہے یہ وحی خفی ہے۔ یا وہ وحی متلو ہے یہ غیر متلو۔ واجب الایمان و واجب التعمیل ہونے میں دونوں متساوی ہیں جیسے قرآن کا منکر کافر ہے۔ ویسے ہی حدیث کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے۔ جیسے خدا کا منکر کافر ہے ویسے ہی رسولؐ کا منکر بھی کافر۔

شہادتِ قرآنی و فیصلۂ آسمانی منکرینِ حدیث کے کفر پر

خود قرآن مجید شاہد و ناطق ہے۔ آیت قرآنی[1] "فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا

---

[1] پارہ ۵۔ سورت نساء۔ رکوع ۹۔ ۱۲ ص

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ میں زبیرؓ بن عوام کے ساتھ انصاری کو صرف پانی کے متعلق ایک حدیث نہ ماننے پر خداوند تعالیٰ نے خارج الاسلام قرار دیا ہے جملہ "مِمَّا قَضَیْتَ" کی تائے خطاب صاف بتا رہی ہے کہ قضایا ر نبویؐ ۔ احادیثِ رسول کا نہ ماننے والا کافر ہے۔ جس کا ترجمہ و مقصد یہی ہے۔ کہ

اے میرے نبیؐ! جو شخص تیرے فیصلہ، تیری حدیث کو تسلیم نہ کرے مجھ کو اپنی ربوبیت کی قسم وہ مسلمان نہیں۔

سبحان اللہ! کیا عمدہ آیت ہے جو ہر ایک اختلاف و جھگڑے میں ہماری رہنما اور ایماندار و بے ایمان کی کسوٹی ہے۔ یہ کسوٹی قیامت تک ہم کو مؤمن و کافر کی تمیز کے لئے کافی ہے۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی علیہ السلام کی حدیث کو ہر جھگڑے کا فیصلہ بنائے اور آپ کی حدیث سن کر خوش و باغ باغ ہو جائے بس وہی مؤمن ہے۔ ورنہ مؤمن نہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ نے کہا ہے۔ کہ اس آیت سے صاف ثابت ہے۔ کہ قرآن و حدیث قیاس پر مقدم ہے۔ اور حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس کی طرف جانا جائز نہیں۔

پس حدیث کا انکار قرآن کے انکار کو مستلزم ہے جس نے حدیثِ رسولؐ کو نہیں مانا اس نے قرآن کریم کو بھی نہیں مانا۔ ارشادِ باری ہے۔

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ" (پ۵۔ س نساء)

یعنی اگر تم مسلمان ہو تو اپنے تمام تنازعات و مقدمات اللہ و رسولؐ کی طرف لوٹاؤ۔

غور طلب امر یہاں یہ ہے۔ کہ آیت ہذا میں اللہ عزوجل نے بروقت تنازع صرف اپنی طرف رجوع کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اپنے نبیؐ کی طرف فیصلہ لانے کا حکم دیا ہے۔ اور اس آیت کا حکم تا قیامت باقی ہے۔ اور حکم بھی مشروط بالایمان ہے۔ یعنی اگر اس حکم کو مانو گے تو ایماندار ہو ورنہ بے ایمان "اِنْ" حرفِ شرط ہے۔ عربیت کا قاعدہ ہے۔

"اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ"

"یعنی شرط کے فوت ہو جانے سے مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے"

پس جیسے رجوع اِلی اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ اس کی کتاب (قرآن مجید) ہے ایسے ہی رجوع الی الرسول سے مراد آپؐ کے بعد حدیثِ رسولؐ ہے۔ چنانچہ کتاب "موائد العوائد من عیون الاخبار والفوائد" کے صـ ۱۶۹ میں مرقوم ہے۔

"قَالَ مَیْمُوْنُ بْنُ مِھْرَانَ اِنَّ الرَّدَّ اِلَی اللّٰہِ اِلٰی کِتَابِہٖ وَالرَّدَّ اِلَی الرَّسُوْلِ اِذَا قُبِضَ اِلٰی سُنَّتِہٖ۔"

نیز علامہ محمد بن علی حکیم ترمذی صوفی نے تحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیۃ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ" کے لکھا ہے۔
"الاسوۃ فی الرسول الاقتداء بہ و
الاتباع لسنتہ وترک مخالفتہ فی قولہ
او فعلہ وقال غیر واحد من المفسرین
بمعناہ۔"
"یعنی اسوہ حسنہ سے مراد آپؐ کی سنت وحدیث
کی اتباع واقتدار کرنا اور آپ کے قول وفعل کی مخالفت
نہ کرنا ہے۔یہی معنیٰ اکثر مفسرین نے بیان کئے ہیں
(حوالہ مذکورہ)

اسی واسطے فرمایا "من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ" یعنی رسول ہی کا تابعدار خدا کا
تابعدار ہو سکتا ہے۔"

بغیر رسولؐ کی تابعداری کے خدا کی تابعداری کا
دعویٰ کرنا بغیر حدیث رسول اللہ کے مانے قرآن مجید
کے ماننے کا دعویٰ کرنا بالکل لغو اور خبط ہے۔ حدیث
چونکہ قرآن مجید کی تفسیر وتبیین ہے

آج جتنے فرقے قعر ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں
کیا چکڑالوی، کیا مرزائی، کیا رافضی، کیا معتزلی، کیا جہمیہ،
کیا معطلہ ومجسمہ ان کی ضلالت وگمراہی کا سب سے
بڑا باعث یہ ہے۔کہ انہوں نے قرآن مجید کے سمجھنے
اور عمل کرنے میں مفسر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
تفسیر وتبیین کو نظر انداز کر کے اپنی ناقص رائے قیاس
کو دخل دیا۔اور حدیث کو منزل من السماء نہ سمجھا۔حالانکہ
حدیث ما انزل اللہ میں شامل ودا خل ہے۔جس کے
دلائل علیٰ سبیل الاختصار ناظرین کے ازدیاد بصیرت
کے لئے درج ذیل ہیں۔ملاحظہ ہوں۔

حدیث منزل من اللہ ہے

اللہ عزوجل نے سورۂ نحل
پ۱۴ میں ارشاد فرمایا ہے۔
وانزلنا الیک الذکر لتبین
للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون۔
"یعنی اے ہمارے پیارے حبیبؐ! ہم نے تمہاری
طرف یہ نصیحت نامہ اتارا ہے تاکہ تم کھول کھول کر
بیان کردو لوگوں کے لئے اس چیز کو جو اتاری گئی ہے
ان کی طرف تاکہ وہ فکر کریں۔"

آیت ہذا سے صاف عیاں ہے کہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ دو
چیزیں دی گئی ہیں۔

۱۔ قرآن
۲۔ بیانِ قرآن

جملہ "ما نزل الیہم" "لتبین" کا مفعول
ہے۔اور وہ بیان وتفصیل آپؐ کے وہ الفاظ وفیصلہ
جات مبارکہ ہیں جو احادیث النبیؐ کے نام
سے موسوم ہیں قرآن مجید فرقان حمید میں خود
ارشاد باری ہے۔
"ثم ان علینا بیانہ"
"یعنی جس طرح نزول قرآن ہماری طرف سے
ہے۔اسی طرح بیان قرآن بھی
ہمارے ذمہ ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے۔ کہ نبی علیہ السلام جیسے الفاظِ قرآن کی تعلیم پر مامور تھے ویسے ہی قرآن مجید کے معانی ومقاصد کی تعلیم پر بھی مامور من اللہ تھے۔ جیسے کہ اللہ عزوجل نے آیتِ ہذا میں ارشاد فرمایا ہے۔

"لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ"

پس اس آیتِ مطہرہ میں جیسے الفاظ کے بیان کرنیکا حکم ہے ویسا ہی معنیٰ بیان کرنے کا بھی حکم ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید وفرقان حمید کی توضیح وبیان کے لئے اپنے پیارے نبی کو مبعوث فرمایا تھا۔ حدیثِ نبوی کے بغیر قرآن کی تفسیر ووضاحت ہمارے لئے غیر ممکن اور ہماری سمجھ سے بالاتر تھی۔ وہ تفسیر وتوضیح بھی نبی علیہ السلام کا کوئی نفسی کلام نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ خود خدا نبیؐ کے ذریعہ متکلم تھا۔ بفحوائے کلامِ ربانی "إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" اور "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ" امورِ دینیہ میں نبیؐ اپنی طرف سے کسی چیز کا ناطق نہیں۔ سچ ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

امام احمد بن حنبل امام اہل السنہ نے بروایت عبدالرحمٰن نقل کیا ہے۔ کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ مثل عثمانؓ وعبداللہ بن مسعودؓ وغیرہما نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام سے ہم جب دس آیتیں کلام مجید کی پڑھ لیتے تو آگے نہ بڑھتے جب تک ان کا معنیٰ ومفہوم وطریق عمل نہ سیکھ لیتے۔ (تفسیر اتقان)

ابن کثیر میں ہے۔ "كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزْهُنَّ حَتَّى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ وَالْعَمَلَ بِهِنَّ"۔

پس قرآن اور اس کے فہم وبصیرت کا درمیانی واسطہ حدیث رسول یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ نے یہ واسطہ خود مقرر فرمایا ہے۔ جو شخص اس واسطہ اور سلسلہ سے قطعاً بے نیاز ہو، اسوۂ رسولؐ وحدیثِ نبویؐ کو ایک افسانہ اور تاریخی واقعہ سے زیادہ وقعت نہ دیکر قرآن کو محض اپنی رائے ومنشا کے مطابق سمجھنا چاہتا ہو۔ وہ درحقیقت قرآنی اغراض ومقاصد، اس کی حکمت وسعادت سے قطعاً محروم ہے۔ قرآن مجید کے اکثر احکام مجمل ہیں۔ مثلاً نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو، حج کرو۔ اب اگر حدیثِ نبویؐ نہ ہو جو ان حکموں کی تفسیر وتبیین وتفصیل ہے۔ تو کوئی شخص ان احکامِ قرآنی پر عمل نہیں کرسکتا۔ نماز کیونکر پڑھے گا۔ اور کتنی رکعات پڑھیگا؟ زکوٰۃ کتنی دیگا۔ سونے چاندی، گائے بھینس بکری اونٹ وغیرہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کریگا۔ حج کیونکر کرے گا۔ ان سب باتوں کی تشریح وتفصیل احادیثِ رسولؐ سے معلوم کر کے احکامِ مذکورہ کی تعمیل کریگا تو عند اللہ مقبول ہیں ورنہ مردود۔ اسی واسطے سنن ابی داؤد میں مرفوعاً موجود ہے۔

"أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ"

یعنی میں قرآن اور حدیث دونوں من جانب اللہ دیا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا وحید الزماں صاحب المخاطب بنواب وقار جنگ ساکن حیدر آباد دکن اپنی تفسیر وحیدی میں تحت حدیث ہذا رقمطراز ہیں۔ کہ

"آں حضرت صلعم نے فرمایا سُن رکھو مجھ کو قرآن ملا اور اس کے ساتھ ایک اور قرآن کی طرح یعنی حدیث۔ اور جو کوئی حدیث کو قابلِ اعتبار نہ سمجھے وہ درحقیقت قرآن کا بھی منکر ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اُس کا حکم وہی ہے جو کافروں کا"۔

(انتھی بلفظہ)

"وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ اِنَّمَا حَدِیْثُ النَّبِیِّ مِثْلُ الْقُرْاٰنِ الخ"

"حدیث نبویؐ مثل قرآن کے ہے"

یعنی قرآن وحدیث دونوں منزل من السماء ہیں اور واجب الایمان والعمل ہیں۔ ملاحظہ ہو

(ناسخ ومنسوخ حازمی ص۲۲)

نیز فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۲۳ میں تحت حدیث "فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ" مرقوم ہے۔

"قَالَ الْقُرْطُبِیُّ اَلْمُرَادُ بِالْمُنَزَّلِ الْکِتَابُ وَالسُّنَّۃُ" یعنی قرآن اور حدیث دونوں منزل من السماء ہیں"۔

قرآنی فیصلہ سورت نجم پ ۲۷ میں ہے "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی o یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے (بلکہ اسلامی (تعلیمی رنگ میں) جو کچھ بولتے ہیں سب وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کیجاتی ہے"۔

آیتِ ہذا میں "ھُوَ" کی ضمیر نطق کی طرف راجع ہے۔ جس کا "یَنْطِقُ" کے ضمن میں ذکر موجود ہے، اور کلام کا مخزن دل ہے۔ اُس کے ادا کرنے کا آلہ زبان ہے۔ چونکہ زبان کی پاکیزگی محض ناکافی ہے۔ بلکہ قلب کا سلیم اور پاکیزہ ہونا اصل ہے۔ اس لئے "بِالْھَوٰی" نہیں فرمایا۔ "عَنِ الْھَوٰی" فرمایا ہے۔

جب کہ دل کا خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہونا ثابت ہوگیا۔ تو زبان کا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے نطق کو خواہش نفسانی سے پاک اور اُس نطق کو وحی فرمایا۔ جو قرآن وحدیث دونوں کو شامل وحاوی ہے۔ اسی کو علامہ سید محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی لکھتے ہیں۔

عِلْمُ الْحَدِیْثِ عِلْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم اَلَّذِیْ خَرَجَ مِنْ شَفَتَیْہِ "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی o"

"یعنی علمِ حدیث وہ علم ہے جو آپ صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اور آپ خواہش نفسانی سے نہیں بولتے ہیں۔ جو کچھ بولتے ہیں وہ سب وحی ہوتی ہے"۔

نیز مجمع البحار جلد اول کے مقدمہ میں مرقوم ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ عِلْمَ الْحَدِیْثِ اَعْلٰی وَاَوْلٰی کَیْفَ وَھُوَ مِنْ کَلَامِ مَنْ لَّا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا وحیدالزماں صاحب تحت آیت ہذا تفسیر
وحیدی میں فرماتے ہیں کہ
"اہلحدیث کے نزدیک حدیث شریف
بھی وحی ہے۔ مگر اس میں اور قرآن میں یہ
فرق ہے۔ کہ قرآن کی تلاوت نماز میں کی جاتی
ہے۔ اور حدیث شریف کی تلاوت اسطرح نہیں کی
جاتی۔ اور باقی واجب الاتباع ہونے
میں دونوں برابر ہیں"

قرآنی تائید

مذکورہ بالا مضمون کی تائید خود قرآن مجید
سے ثابت ہے۔ چنانچہ سورۂ آل عمران
پ ۴ میں اللہ عزوجل کا ارشاد امتنانی ہے۔
"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" الآیۃ
"یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا۔
کہ انہی کی جنس میں سے ایک رسول بھیجا جو اُس کی آیات
پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور شرک و بدعت کی گندگی و
غلاظت سے ان کو پاک کرتا ہے۔ اور قرآن و حدیث اُن
کو سکھاتا ہے"۔
اسی طرح سورۂ جمعہ پ ۲۸ میں خدا نے اپنے نبی علیہ السلام
کی صفت بیان فرمائی۔ کہ
"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"
تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں منقول ہے۔ کہ کتاب
سے مراد قرآن ہے۔ اور حکمت سے مراد
حدیث ہے۔

پس جب قرآن مجید نے ہی فیصلہ کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کو دو چیزیں دیکر بھیجا۔ اور دو ہی چیزوں
کی تعلیم کا حکم دیا۔ وہ دو چیزیں کیا ہیں؟

۱۔ کتاب یعنی قرآن مجید
۲۔ حکمت یعنی حدیث شریف

پھر ان میں سے ایک چیز کو ماننا اور دوسری کا انکار
کرنا گویا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آدھی رسالت
پر ایمان لانا اور آدھی کے ساتھ کفر کرنا ہے۔
تفسیر ابن کثیر جلد اول میں ہے۔
وَعَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهَا شَارِحَةٌ
لِلْقُرْآنِ وَمُوَضِّحَةٌ لَهُ
یعنی لازم پکڑ حدیث کو کیونکہ حدیث قرآن کی
شرح و تفسیر ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
كُلُّ مَا حَكَمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مِمَّا فَهِمَهُ مِنَ الْقُرْآنِ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ
بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ۔
یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیثوں میں
جو فیصلہ جات و حکم احکام بیان کئے ہیں وہ سب
قرآن مجید ہی سے ماخوذ و مفہوم ہیں۔ ان میں قرآن کی
تفسیر و تبیین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔
کہ اے نبی! ہم نے تم پر یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری
ہے۔ تاکہ تم لوگوں میں خدا کے سمجھائے ہوئے احکام
کے ساتھ فیصلہ کرسکو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

"وَالسُّنَّةُ أَيْضًا تُنْزَلُ عَلَيْهِ بِالْوَحْيِ كَمَا يُنْزَلُ بِالْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّهَا لَا تُتْلَى كَمَا يُتْلَى الْقُرْآنُ"

یعنی جس طرح قرآن مجید بذریعہ وحی نازل ہوا ہے۔ اسی طرح حدیثِ رسولؐ بھی وحی خداوندی ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو۔

حکمت کی مزید وضاحت

آیتِ ربانی "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" سے مراد کتاب وسنت (قرآن وحدیث) ہی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ سَمِعْتُ مَنْ أَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ يَقُولُ" اَلْحِكْمَةُ" سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْرَجَ بِأَسَانِيدِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ وَيَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّهُمْ قَالُوا اَلْحِكْمَةُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ اَلسُّنَّةُ ثُمَّ أَوْرَدَ بِسَنَدِهِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ" أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلُقَطَةُ مَالِ مُعَاهِدٍ الحديث

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے بڑے پسندیدہ ماہرینِ قرآن سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ حکمت سے مراد حدیثِ رسول اللہ ہے۔ حضرت حسنؒ۔ قتادہؒ۔ یحیٰ بن ابو کثیر وغیرہ علماء سلف سے یہی معنیٰ منقول ہیں۔ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ خبردار! ہوشیار ہو کر سُن لو۔ مجھے منجانب اللہ دو چیزیں ملی ہیں ایک قرآن دوسری اُس کے مثل یعنی حدیث۔ خبردار! ان پیٹ بھروں کے پیچھے نہ لگنا جو حدیث کے منکر ہوں اور کہیں کہ قرآن ہی کو مانو حدیث کا ماننا ضروری نہیں۔ حلال وحرام سب قرآن ہی سے لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خبردار! شہری گدھا تم پر حرام ہے۔ درندے چیر پھاڑ کرنے والے مثل شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ گیدڑ وغیرہ سب حرام ہیں۔ معاہد یعنی ذمی کی ساقط شدہ چیز بھی حرام ہے۔

علامہ نواب صاحب مرحوم نے کتاب "موائد العوائد" کے ص۱۷ میں مندرجہ ذیل مرفوع حدیث جو اس باب میں خطیب فی المحراب وفیصلہ کن ہے نقل کی ہے۔

وَأَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ وَأَبُو الشَّيْخِ مُسْنَدًا مَرْفُوعًا اَلْقُرْآنُ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ وَهُوَ الْحَكَمُ فَمَنِ اسْتَمْسَكَ بِحَدِيثِي وَفَهِمَهُ وَحَفِظَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَاءَ مَعَ الْقُرْآنِ ۔ وَفِيهِ إِنَّ الْحَدِيثَ لَا يُفَارِقُ الْقُرْآنَ وَإِنَّهُمَا كَشَيْءٍ وَاحِدٍ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْقُرْآنِ وَحَدِيثِي خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ أُمِرَتْ أُمَّتِي بِأَنْ يَأْخُذُوا بِقَوْلِي وَيُطِيعُوا أَمْرِي وَيَتَّبِعُوا سُنَّتِي فَمَنْ رَضِيَ بِقَوْلِي فَقَدْ رَضِيَ بِالْقُرْآنِ قَالَ تَعَالَى وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ الآيَةَ مَنِ اقْتَدَى بِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سند وار مرفوعاً مروی ہے کہ (بدون حدیث) قرآن کا سمجھنا مشکل ہے۔ وہ حکم ہے۔ پس جس شخص نے میری حدیث کو دستاویز بنایا اور اس کو سمجھا اور یاد کیا وہ قرآن کے ماننے والوں میں شمار ہو کر آئے گا۔ اسی حدیث میں یہ لفظ بھی ہے۔ کہ حدیث قرآن سے جدا نہیں ہو سکتی۔ یہ دونوں تو آپس میں ایک چیز کی طرح لازم و ملزوم ہیں۔ جس شخص نے قرآن حدیث کے ساتھ لاپرواہی برتی اُس کی دین و دنیا برباد ہوئی۔ میری امت کو خدا کا حکم ہے۔ کہ میرے قول، میری حدیث کو لیں، میرا حکم مانیں۔ میری سنت کی تابعداری کریں۔ پس جو شخص میری حدیث سے راضی ہو۔ وہ قرآن سے راضی ہوا۔ یعنی جس نے حدیث کو مانا اُس نے قرآن کو بھی مانا ورنہ اُس کا قرآن کا ماننا بھی کالعدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "کہ جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو"۔ پس جس شخص نے میری یعنی میرا حدیثوں کی اقتدار کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت میری حدیث سے اعراض کیا منہ پھیرا۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ یعنی نہ میں اس کا نبی۔ نہ وہ میرا اُمتی۔

اہل اسلام کا متفقہ اصول

کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ مذکور میں ہے۔

قال السيد العلامة في جمع التشتيت

ان الله تعالى انزل على رسوله وحيين واوجب على عباده الايمان بهما والعمل بما فيهما وهما الكتاب والحكمة قال تعالى وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وقال يعلمهم الكتاب والحكمة وقال "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ" والحكمة هي السنة باتفاق سلف الامة وما اخبر به على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم فانه واجب تصديقه والايمان به كما اخبر الرب تعالى على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم وهذا اصل متفق عليه بين اهل الاسلام لا ينكره الا من ليس منهم وقد قال صلعم أَلَا وَإِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ الحديث۔

یعنی علامہ سید فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دو وحی اُتاری ہیں۔ اور ان دونوں پر ایمان لانا اور عمل کرنا اپنے بندوں پر واجب کر دیا ہے۔ وہ دو وحی کیا ہیں۔؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قرآن ہے۔ دوسری حدیث ہے۔ قرآن مجید خود بتا رہا ہے کہ آسمان سے دو چیزیں نازل ہوئی ہیں چنانچہ فرمایا۔ کہ نازل کی اُس نے اوپر تیرے کتاب و سنت یعنی قرآن اور حدیث۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ کہ ہمارا نبی تم کو قرآن و حدیث سکھاتا ہے۔ تیسرے مقام میں مستورات و خواتینِ اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تمہارے گھروں میں جو قرآن حدیث پڑھا جاتا ہے۔ اُسے یاد کرو۔ الغرض قرآن مجید کے متعدد مقامات میں کتاب کے ساتھ لفظِ حکمت وارد ہوا ہے۔ جملہ علماء سلف صالحین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حکمت سے مراد حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی جو خبر دی ہے۔ اُس کی تصدیق کرنا اور ایمان لانا سب پر واجب و فرض ہے۔ یہ جملہ اہلِ اسلام کا متفقہ اصول ہے اس کا منکر اسلام سے خارج ہے۔ جب خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا۔ کہ میں منجانب اللہ دو چیزیں دیا گیا ہوں۔ ایک قرآن۔ دوسری حدیث۔ جو واجب الاتباع والعمل ہونے میں اُسی کی مثل ہے۔ پھر انکار کی گنجائش کہاں رہی ؟

اسی کتاب کے ص۱ میں ہے۔

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ جَبْرًا اَبَا عَلیٰ سُؤَالٍ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنَّ اللهَ بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ"۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز قصر کے لئے قرآن مجید میں خوف کی شرط ہے۔ تم بلا خوف سفر میں قصر کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف صرف قرآن نازل نہیں کیا۔ بلکہ ساتھ ساتھ محمد صلعم کو بھیجا ہے کہ آپ جس طرح قرآن پر عمل کریں وسی طرح ہم کریں ہم تو اسی طرح عمل کریں گے جس طرح ہم نے اللہ کے نبیؐ کو عمل کرتے دیکھا ہے۔ آپؐ نے سفر میں بغیر خوف کے نماز قصر کی ہے۔

لہٰذا قرآن کی تفسیر آپ کا قول و فعل و عمل ہے جو حدیثوں میں درج ہے۔ یعنی حدیثِ رسول اللہ کے خلاف قرآن دانی کا دعویٰ غلط اور گمراہی ہے

وقال ابن شهاب الزهري بلغنا عن رجال من اهل العلم انهم قالوا الاعتصام بالسنة اي التمسك بها نجاة اي مما ينجا المرء في الدنيا والآخرة۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں، کہ اہلِ علم کا فتویٰ ہے حدیثِ رسول اللہ پر عمل کرنا اس کو اپنا دستاویز بنانا انسان کے لئے دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔

"وكتب عمر بن الخطاب رضي الله عنه الى عماله ونوابه وامرهم بتعليم السنة اي ما روي عنه صلى الله عليه وسلم من اقواله وافعاله في اسفاره واقامته الخ"

یعنی خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت امیروں اور نائبوں کو حکماً لکھا کہ اپنے اپنے پر تعلیم حدیث کا سلسلہ قائم کرو۔ یعنی نبی علیہ السلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے اقوال و افعال سفری و حضری کے متعلق جو روایات و احادیث ہیں ان کو سیکھو سکھاؤ۔

(موائد العوائد ص۱۴۲)

مسند دارمی میں ہے۔ ان ناسًا یجادلونکم یعنی بالقرآن ای یخاصمونکم وینازعونکم فی بعض الاحکام التی تلتزمونها فیقول القرآن فیه ما یخالفکم نظر الظاهرة مما بینته او خصصته او نسخته السنة فخذوهم بالسنن الواردة عنه صلی اللہ علیه وسلم فان اصحاب السنن ای علماء الحدیث ونقادہ اعلم بکتاب اللہ ای بمعانی القرآن ممن یتمسک بظاهر القرآن لمعرفتهم بناسخه ومنسوخه ومخصصه وماؤله فان تفسیر القرآن انما یعلم من السنة وفی خبرہ الذی روی عنه مسلم حین صلی عمرؓ بذی الحلیفة رکعتین قال اصنع کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصنع ای فاقتدی بآثارہ وکل ما صنعه

یعنی یقینًا ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں گے جو تم سے اے مسلمانو! قرآن کا نام لے کر جھگڑیں گے اور اُن مسائل و احکام میں مخاصمت کریں گے جو بظاہر تو قرآن کے خلاف نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں قرآن کے مخصص و مبین ہوں گے۔ پس ایسے لوگوں کی حدیث کے ساتھ گرفت کرو۔ بیشک حدیثوں کے جاننے اور پرکھنے والے علماء اہلحدیث ہی قرآن کے معانی و مقاصد خوب سمجھ سکتے ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو حدیث کے منکر ہیں۔ اور بظاہر قرآن کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں یقینًا قرآن کی صحیح تفسیر اور اس کے اغراض و مقاصد حدیث رسول اللہ ہی کے ذریعے معلوم ہو سکتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت عمرؓ نے ذی الحلیفہ میں نماز قصر کی یعنی دو رکعت پڑھیں اور فرمایا میں نے جس طرح اللہ کے رسولؐ کو کرتے دیکھا ہے اسی طرح میں بھی کرتا ہوں۔ یعنی میں تو آپؐ کی احادیث و آثار کا تابعدار ہوں۔

اسی کتاب کے ص۱۴۳ میں ہے۔

وقال ابن عمرؓ فیما رواہ ابن حمید فی مسندہ بسند صحیح صَلٰوۃُ السَّفَرِ رَکْعَتَانِ مَنْ خَالَفَ السُّنَّۃَ کَفَرَ ای صار کافرًا ان قصد مخالفة فعله صلی اللہ علیه وسلم عنادًا او انکر جواز فعله۔

یعنی سندِ صحیح کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت حدیث سے ثابت ہے جو شخص اس کے جواز کا منکر ہو۔ یا عناد و ضد کے طور پر آپؐ کی اس فعلی حدیث کا مخالف ہو وہ کافر ہے۔

منکرین حدیث کا حجیت حدیث پر اعتراض اور اس کا معقول جواب

اہل قرآن، چکڑالوی، منکرین حدیث — حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم حجیت پر سب

www.KitaboSunnat.com

سے بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی کتابت سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ رسالہ نام نہاد "طلوعِ اسلام" نے یہی اعتراض پیش کیا ہے۔

حالانکہ یہ اعتراض بالکل لچر۔ پوچ اور عذر بارد ہے۔

اولاً تو منکرینِ حدیث کو حدیث سے کیا واسطہ اپنے دعوی کے ثبوت میں کوئی قرآنی آیت پیش کرنی چاہئیے تھی۔ افسوس جس چیز کے منکر ہیں اُسی سے چپکے سے دلیل پکڑ رہے ہیں۔ آخر "لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ" بھی تو اُسی نبیؐ کی حدیث ہے۔ جس کی دیگر احکام میں احادیث مروی ہیں۔ اور اس حدیث کے پہچاننے والے، نقل و روایت کرنے والے وہی راوی و محدثین تھیں جنہوں نے دیگر روایات و احادیث جمع کی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ دیگر روایات تو غیر معتبر و ناقابلِ تسلیم ہوں اور صرف یہ ایک حدیث قابلِ حجت و قابلِ اعتبار ہو۔ "ایں چہ بوالعجبی است"۔ آہ پیچ ہے۔

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ثانیاً یہ اعتراض علمِ حدیث و تاریخ سے ناواقفیت و لاعلمی کی بنا پر کیا گیا ہے۔ اگرچہ نبی علیہ السلام نے کتابتِ حدیث سے منع کیا تھا۔ مگر یہ ممانعت علی الاطلاق نہ تھی۔ بلکہ مقصد نہی سے یہ تھا۔ کہ قرآن و حدیث کی کتابت یک جا نہ کی جائے۔ تاکہ متن کا التباس و تخلیط لازم نہ آئے۔ کیونکہ قرآن مجید متن اور حدیث اُس کی شرح و تفسیر ہے۔ کتابُ اللہ ہے۔ اور حدیث بیانِ قرآن۔ بدلیل آیت

"وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمْ" (پ۱۴۔ س نحل)

"یعنی اے نبیؐ! تجھ پر کتاب اُتارنے کی ہماری غرض یہ ہے۔ کہ تو اس کو بیان کر دے۔"

بس جن الفاظ میں نبی علیہ السلام نے قرآن کو بیان کیا ہے۔ انہی الفاظ کا نام تو حدیث رسول اللہ ہے۔ نیز فرمایا۔

"وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ" الآیہ۔

پس آپ صلعم نے قرآن اور بیانِ قرآن میں فرق نمایاں رکھنے کے لئے کتابتِ حدیث سے منع کیا تھا۔

قرآن ایک اصولی کتاب ہے

چونکہ اس میں قوانینِ کلیہ مذکور ہیں بعض مسائل کو اجمالی طور بیان کیا گیا ہے تمام جزئیات و جملہ تشریحات کی اس میں ضرورت نہیں تھی اس لئے قرآنی آیات کی تشریح کا دار و مدار حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ بقول شخصے ؏

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند

اللہ تعالیٰ کے کلام کی تبیین و تشریح اللہ کے رسول ہی کر سکتے تھے۔ آپؐ کی تعلیم و حدیث کے بغیر یقیناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طور پر کوئی بھی اس کی صحیح تفسیر و تاویل نہیں کر سکتا۔ قرآنی اجمال کی تفصیل اور اس کے اصول کی فروع اسوۂ نبویہ مجسم کتاب ہے۔ جس کا ہر قول و فعل متنِ قرآن کی تفسیر و شرح ہے جس کا دوسرا نام حدیثِ رسول اللہ ہے۔ اس لئے آپ نے بعد میں کتابتِ حدیث کی اجازت و رخصت مرحمت فرما دی تھی۔ چنانچہ بہت سے صحابہ کرام نے حدیثوں کو قلمبند کر لیا تھا۔ جیسا کہ کتبِ حدیث و تواریخ میں صدہا واقعات مذکور و موجود ہیں۔ حضرت علیؓ کے صحیفہ میں کئی احادیث لکھی ہوئی تھیں۔

(صحیح بخاری پ۱)

ثالثاً کسی چیز کی کتابت کی ممانعت اُس کے نفاذ کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔ اور قلمبند نہ کرنے سے اُس کا غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ کتابت اور چیز ہے۔ دلیل ہونا اور چیز ہے۔ بس یہ ممانعت وقتی تھی نہ کہ دائمی۔ جیسا کہ فتح الباری پ۱ ص۱۰۶ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ شروع اسلام میں چونکہ کتابت کا چرچا نہ تھا۔ اُس وقت اگر احادیث و قرآن دونوں کو یکجا لکھنے کی اجازت دیدی جاتی۔ تو اغلب تھا کہ دونوں کی عبارتیں خلط ملط ہو جاتیں۔ اور قرآن علیحدہ طور پر محفوظ نہ رہتا۔

پھر جب کتابت کا رواج ہو گیا اور دونوں میں اختلاط کا احتمال باقی نہ رہا اور آپؐ نے سمجھ لیا کہ لکھنے والے قرآن و حدیث کی عبارات میں پوری طرح امتیاز کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تو کتابتِ حدیث کی آپؐ نے اجازت دیدی۔

بخاری و مسلم کی روایات سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ کی کتابتِ حدیث پر کسی نے اعتراض کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض دفعہ بمقتضائے بشریت غیظ و غضب میں بھی کلام سرزد ہوتا ہے۔ اور تم اُسے بھی لکھ لیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعتراض سن کر ابن عمروؓ کو کتابت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ

"اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا الْحَقُّ"۔

"یعنی میری زبان سے ہر وقت حق ہی نکلتا ہے" ہزل و افترا میرے لئے محال ہے۔

نیز فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ نے فرمایا کہ "اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ" یعنی ابو شاہ یمنی کی خواہش و درخواست کے مطابق یہ حدیث اس کو لکھ دو۔

یہ حدیث امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح کے "باب کتابۃ العلم" میں درج فرمائی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حکم دیکر حدیثوں کو لکھوایا۔

اسی باب کے تحت امام بخاریؒ بروایت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی بابت حدیث لائے ہیں

"فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ"

یعنی ابن عمروؓ آنحضرت سے حدیث سنکر لکھ لیا کرتے تھے۔

انہیں حضرت ابن عمروؓ کی بابت مسند احمد میں منقول ہے۔ "اِسْتَاذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابِ عَنْهُ فَاَذِنَ لَهُ۔ یعنی عبداللہ بن عمروؓ نے آپ صلعم کو آپ کی احادیث لکھنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فوراً اجازت دیدی۔

سنن ابوداؤد میں خود انہیں ابن عمروؓ کا فرمان منقول ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی میں نبی علیہ السلام سے جس قدر حدیثیں سنتا تھا سب لکھ لیا کرتا تھا۔

اور یہ عبداللہ بن عمروؓ ۶۳ھ میں شہید ہوئے ملاحظہ ہو (تاریخ صغیر للبخاریؒ)

پس کتابتِ حدیث پہلی صدی کے انقضاء کے قبل ہی بلکہ خود عہدِ نبویؐ میں ثابت ہوئی۔ اور سنئے! فتح الباریؒ ص۱۵۱ میں ہے۔

اخرج ابن وهب من طريق الحسن بن عمرو بن امية قال تحدث عند ابي هريرة بحديث فاخذ بيدى الى بيته فارانا كتابًا من حديث النبي صلى الله عليه وسلم وقال هذا هو مكتوب عندى۔

یعنی حسن بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ صحابی رسولؐ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی تو آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ اور مجھکو چند کتابیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی دکھائیں اور فرمانے لگے۔ دیکھو جو حدیث تم نے سُنی تھی وہ بعینہٖ میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

یہاں سے منکرینِ حدیث کے اُس شبہ کا بھی ازالہ ہوگیا۔ جو بوجہ تلبیس ابلیس کے وہ اکثر کہکر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ کہ

میاں حدیثوں کا کیا اعتبار حدیثیں تو صدیوں بعد لکھی گئی ہیں اتنے عرصہ کے بعد کس کو یاد رہ سکتی ہیں جیساکہ مولوی اسلم جیراجپوری نے رسالہ طلوع اسلام بابت جولائی ۱۹۳۸ء میں محدثینؒ کی وفات کا سنہ لکھکر یہی شبہ پیش کر کے عام مسلمانوں کو حدیثِ رسول اللہ سے بدظن کرنیکی ناپاک کوشش کی ہے۔

حالانکہ پہلی صدی عہدِ نبویؐ و عہدِ صحابہؓ میں کئی کتابیں حدیث کی لکھی ہوئی موجود تھیں۔ جیساکہ مندرجہ بالا واقعہ سے صاف ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۷ یا ۵۸ھ میں وفات پائی۔ دیکھو۔ (تاریخ صغیر للبخاریؒ)

پس معلوم ہوا۔ کہ نصف صدی ہی میں حدیث کی کتابت ہو چکی تھی۔ احادیث کا جو ذخیرہ و مجموعہ صحابہ کرام کے پاس بذریعہ حفظ یا کتابت محفوظ تھا۔ وہی بوساطت رُواۃ ثقات محدثینؒ تک پہنچا۔ اور محدثین نے کتابوں میں قلمبند کر دیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک محفوظ و مامون ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہیگا۔

بحمد اللہ ان واقعات صحیحہ کی بنا پر منکرینِ حدیث کا شبہ و مغالطہ مذکورہ بفضلہ تعالیٰ پاش پاش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوکر رہ گیا۔ آہ سچ ہے ؎

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ اپنا ہی گھر نہ ہو

یہ تو چند حوالجات پیش کئے گئے ہیں ورنہ اسی طرح متعدد واقعات و شواہد موجود ہیں۔ کما لا یخفی علی ماھر الکتاب والسنۃ۔

حجیتِ حدیث پر قرآنی شہادت

خود قرآن مجید ڈنکے کی چوٹ حجیتِ حدیث پر ناطق ہے۔ پ۲۲ میں احزاب میں ارشاد باری ہے۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

"یعنی اللہ اور نبی کے فیصلہ سے کسی مومن مرد و عورت کو سرتابی کی گنجائش نہیں۔"

سورہ حشر میں فرمایا۔ "مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔"

"یعنی جو کچھ تم کو رسول دے اُسے لے لو۔ اور جس چیز سے منع کردے اُس سے رُک جاؤ۔"

ان آیات سے صاف واضح ہوگیا کہ نبی علیہ السلام کے کل فیصلہ جات و احکامات خواہ وہ قولی حدیث سے ثابت ہوں۔ یا فعلی و تقریری سے سب مسلمانوں کے لئے حجت و دلیل ہیں۔ اس مطلق حکم کو مقید کرنا اور آیاتِ مذکورہ بالا کو صرف قرآن کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں "امرًا" نکرہ ہے۔ اور دوسری آیت میں "ما" حروفِ عامہ میں سے ہے۔ جو قرآن حدیث دونوں کو شامل ہے۔ تخصیص بلا مخصص جائز نہیں۔ علمِ اصول کا مسلمہ قاعدہ ہے۔

"اَلْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ"

پس حدیث کا منکر در حقیقت قرآن کا منکر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ نبی کے حکم کے آگے سرتابی کرنیوالا مسلمان نہیں۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ نبی کے حکم کو مانو اب جو آپ کی حدیث آپ کے حکم کو مانے وہ قرآنی فیصلہ کی رو سے مسلمان ہے۔ اور جو نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔

"وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ يَرْفَعُهٗ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّعَلِّمَ النَّاسَ السُّنَنَ"

یعنی حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکماً فرمایا۔ کہ ہم لوگوں کو حدیثیں سکھائیں۔

(بیہقی۔ موائد العوائد ص۱۲)

مقامِ غور ہے!

کہ بقول اہل قرآن جب حدیثِ رسول اللہ حجتِ شرعیہ نہیں تھی۔ تو نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم و تعلم کا کیوں حکم دیا۔؟ اور قرآن نے آپ کا حکم نہ ماننا مسلمان کی شان سے بعید کیوں فرمایا؟

سنیئے! چونکہ قرآن مجید میں بہت سے احکام کی تفصیل نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اشیاء کی حلت و حرمت بھی منصوص نہیں۔ اگر انسان احادیث نبویہ کو حجت نہ گردانے تو بہت سے مفاسد میں پڑ جائے۔ حلال و حرام میں بھی تمیز باقی نہ رہے۔ مثلاً حمار اہلی "گدھے" کی حرمت قرآن مجید میں منصوص

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ احادیث میں موجود ہے۔ تب ہی تمام مسلمان گدھا نہیں کھاتے۔

پس اے منکرینِ حدیث تم جب حدیثِ نبویؐ کو حجتِ شرعیہ نہیں مانتے۔ تو گدھا کھاؤ۔ ورنہ اس کی حرمت قرآن مجید کی نصِ صریح سے دکھاؤ۔

اسی طرح نانی۔ دادی۔ پوتی۔ نواسی۔ اور اپنی منکوحہ کی خالہ پھوپھی سے اُس کی موجودگی میں نکاح کرو۔ ورنہ قرآن مجید میں ان سے نکاح کرنے کی حرمت منصوص دکھاؤ۔ قرآن تو کہتا ہے۔ "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ" اے مسلمانو! تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ۔ یعنی ان کی مائیں وہی ہو سکتی ہیں۔ جنہوں نے ان کو جنا ہے۔

پھر نانی۔ دادی وغیرہ کی حرمت کہاں سے لیتے ہو۔ حدیثوں کو مانو گے تب ہی ان محرمات سے بچ سکتے ہو۔ ورنہ نہیں

بس اصل بات یہ ہے کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ جس طرح منوائیں۔ اُس طرح مانو۔ اللہ کے رسولؐ کے خلاف قرآن کو ماننا بھی گمراہی ہے۔ حدیثِ رسول اللہ کا انکار کر کے خود قرآن کے منکر ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنے پیر پر کلہاڑی مار لی۔ آہ سچ ہے۔

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

خطبہ حجۃ الوداع میں وصیتِ نبویؐ

حجۃ الوداع

کے خطبہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب و سنت، قرآن و حدیث کے تمسک و اعتصام کی امت کو وصیتی رنگ میں بڑی پُر جوش تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

إِنِّي قَدْ خَلَّفْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا أَبَدًا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (حاکم، بیہقی)

امتیو! میں تم کو ایسی دو چیزیں دیئے جا رہا ہوں جن پر عمل کرنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے ایک تو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) دوسری میری سنت (یعنی حدیث شریف) اور ان دونوں میں افتراق روا نہیں حتیٰ کہ اُن کا وُرود حوضِ کوثر پر ہو۔

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ أَخْرَجَهُ أَبُودَاوُدَ فِي سُنَنِهِ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي۔"

(زوائد الفوائد

عروہؓ کی روایت میں ہے۔ أَمْرَيْنِ اثْنَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مَا أَقُولُ لَكُمْ تَعِيشُوا بِهِ

یعنی نبی علیہ السلام نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اے لوگو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے تمہارے عمل کے لئے دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم ان کو مضبوط پکڑ لو اپنا دستور العمل بنالو تو کبھی بھی گمراہی کی شکل نہ دیکھو۔ وہ دو ہیں دو

۱۔ کتاب اللہ ۔ اور

۲۔ سنت رسول اللہ

لوگو! میری بات اچھی طرح کان دھر کر سنو! (مستدرک حاکم)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

"اِلْزَمْ مَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ ۔ اَمْرَانِ تَرَکْتُھُمَا فِیْکُمْ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ نَبِیِّہٖ"۔

یعنی نبی علیہ السلام نے جو آخری حج میں تمسک بالکتاب والسنہ کی وصیت ونصیحت کی تھی اس کو لازم پکڑو۔ (بیہقی ۔ حاکم)

قرآن حدیث کیلئے مترادف ومتساوی الفاظ کا استعمال

کتاب وسنت میں اکثر مقامات پر دونوں کے لئے ایک ہی لفظ مستعمل ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ یونس پ۱۱ میں ارشاد باری ہے۔

فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکَ لَقَدْ جَآءَکَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝

آیت ہذا میں قرآن مجید کو "حق" فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث کو بھی "حق" فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مسند دارمی ص۶۷ میں ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔

"اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا خَرَجَ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ"۔

"یعنی قسم ہے مجھ کو اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میرے منہ سے حق ہی نکلتا ہے۔ اس کو لکھ لیا کرو"۔

پس قرآن وحدیث دونوں حق ہوئے اور دونوں من حیث الاتباع مساوی ثابت ہوئے۔ سورہ توبہ پ۱۱ میں ارشاد ہے۔

"لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ"

"تاکہ یہ لوگ "دین" یعنی قرآن وحدیث کی سمجھ حاصل کریں"۔

تفسیر خازن میں ہے۔ "اَیْ لِیَتَعَلَّمُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ" یعنی دین سے مراد ما انزل اللہ ہے۔ اور حدیث یقیناً ما انزل اللہ میں داخل ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے۔

"اَلْقُرْاٰنُ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ وَدِیْنُہُ الْقَوِیْمُ"۔ (مشکوٰۃ)

پس جیسے آیت اور حدیث مندرجہ بالا میں قرآن مجید کو لفظ "دین" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث پر بھی "دین" کا اطلاق صراحۃً ثابت ہے۔ چنانچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستدرک حاکم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ

"اُنْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاِنَّهٗ دِيْنُكُمْ۔"

"یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ علم حدیث تمہارا "دین" ہے۔ پس دیکھ لو کس سے دین حاصل کرتے ہو؟ (آیا کسی عالم باللہ، عملاً وعقیدۃً اہلحدیث سے۔ یا کسی ایسے ویسے مذہبی متعصب، نااہل، بے اُستادے، مقلد، بدعتی سے۔)

پس قرآن وحدیث دونوں "دین" ہوئے اور دونوں ذریعہ نجات ثابت ہوئے۔

نزولِ حدیث بذریعہ جبرائیلؑ

حدیث کا نزول جبرائیل علیہ السلام کی معرفت اسی طرح ہوا تھا۔ جس طرح کہ قرآن مجید کا۔ امام حازمی اپنی کتاب "ناسخ ومنسوخ" میں لکھتے ہیں۔ کہ

اَلسُّنَّةُ كَانَ يَنْزِلُ بِهَا جِبْرَائِيْلُ وَيُعَلِّمُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الیٰ قولہ) فَمَعْنَى التَّنْزِيْلِ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا كَانَ ذَالِكَ بِاِسْنَادٍ ثَبَتَ عَنْهُ۔ انتہی ص۲۴۔

یعنی جبرائیل علیہ السلام حدیث کو لے کر آسمان سے اُترتے تھے۔ اور آں حضرت صلعم کو سکھاتے تھے۔ پس رسول اللہ کا ہر وہ فرمان، ہر وہ حدیث جو باسند ومعتبر ہو وہ بھی تنزیل ہے۔

مسند دارمی میں ہے۔

"عَنْ حَسَّانَ قَالَ كَانَ جِبْرَائِيْلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْاٰنِ۔"

حضرت حسانؒ بن عطیہ جو کبار تابعین اور ثقات شامیین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آں حضرت صلعم پر قرآن لیکر جس طرح اُترتے تھے۔ اسی طرح حدیث بھی لیکر اُترتے تھے۔

(ملاحظہ ہو ص۸۵)

وَاَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ اَيْضًا بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ

ملاحظہ ہو (فتح الباری پ۱۳ ص۲۶۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "کتاب الاُم" میں فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ لَمْ يَسُنَّ شَيْئًا اِلَّا بِاَمْرٍ وَهُوَ عَلٰى وَجْهَيْنِ اِمَّا بِوَحْيٍ يُتْلٰى عَلَى النَّاسِ وَاِمَّا بِرِسَالَةٍ عَنِ اللّٰهِ اَنِ افْعَلْ كَذَا قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى "وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" الاٰیۃ فَالْكِتَابُ مَا يُتْلٰى وَالْحِكْمَةُ اَلسُّنَّةُ وَهُوَ مَا جَاءَ عَنِ اللّٰهِ بِغَيْرِ تِلَاوَةٍ وَيُؤَيِّدُهٗ ذَالِكَ فِيْ قِصَّةِ الْعَسِيْفِ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَيْ بِوَحْيِهٖ۔

(کذا فی الفتح)

"یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی شرعی فیصلہ نہیں صادر فرمایا مگر ساتھ امر اللہ کے۔ اور وہ امر دو طریق پر آپؐ کو دیا گیا۔ یا تو بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو۔ اللہ تعالیٰ نے (سورہ نساء۔ پ۵ میں) اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیارے نبیؐ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر
کتاب و حکمت نازل کی ہے۔ کتاب سے مراد وحی متلو
(قرآن مجید) ہے اور حکمت سے مراد وحی غیر متلو
(حدیث شریف) ہے اس کا مؤید اُس مزدور کا واقعہ
ہے۔ جو اپنے آقا کی عورت سے زنا کا مرتکب ہوا تھا۔
اور عدالتِ نبویہؐ میں اس کا مقدمہ پیش ہونے پر آپ
صلعم نے فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ
کروں گا۔

پھر جو آپؐ نے فیصلہ کیا۔ یعنی تغریب عام وہ
قرآن میں نہیں ہے۔ حدیث میں ہے۔ جس سے صاف
معلوم ہوا۔ کہ کتابُ اللہ سے آپ کی مراد وحی غیر متلو
یعنی حدیث تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام الدنیا فی الحدیث
نے تو اپنی صحیح بخاری میں باین الفاظ باب منعقد کر کے
"باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یُسئل مما لم یُنزل علیہ الوحی فیقول لا
ادری او لم یجب حتی ینزل علیہ الوحی
ولم یقل برأی وقیاس لقولہ بما
اراک اللہ الخ"۔

ان نام نہاد اہلِ قرآن چکڑالویوں کی خوب ہی
تردید کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جس دینی امر
کے متعلق دریافت کیا جاتا تا وقتیکہ آپ پر اُس کے
متعلق کوئی وحی نہ نازل ہو لیتی آپؐ قطعًا اپنے رائے
قیاس سے اُس کا جواب نہ دیتے۔ بلکہ خاموش ہو جاتے
یا فرما دیتے مجھے معلوم نہیں۔

فتح الباری پ ۲۹ ص ۹۶۹ میں ہے۔
وَالْمُرَادُ بِالْوَحْيِ اَعَمُّ مِنَ الْمُتَعَبَّدِ بِتِلَاوَتِهٖ
وَمِنْ غَيْرِهٖ۔
یعنی لفظ وحی کا متلو و غیر متلو دونوں کو شامل ہے
علاوہ ازیں بہت سے واقعات و قضایا اس امر
کے مؤید ہیں۔ کما لا یخفی علی ماھر الکتاب
والسنۃ۔

مشتے نمونہ از خروارے و یکے از ہزارے ملاحظہ ہو
مسند احمد میں ہے۔
عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْبُلْدَانِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ
وَاَبْغَضُ اِلَيْهِ قَالَ لَا اَدْرِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ جِبْرَائِيْلَ
فَاَتَاهُ جِبْرَائِيْلُ وَعِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ
فَعَرَجَ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ اَتَاهُ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ اَحَبَّ
الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ الْمَسَاجِدُ وَاَبْغَضَ الْبِقَاعِ
اِلَى اللّٰهِ الْاَسْوَاقُ۔

(مسند احمد و طبرانی)

یعنی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے۔ کہ
ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ
کونسی جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین اور خوب ہے۔ اور کونسی
مبغوض و ناپسندیدہ۔ آپ نے فرمایا میں تو نہیں جانتا۔ جب تک
جبرائیلؑ سے نہ پوچھ لوں۔ پس جبرائیل علیہ السلام
آئے آپ نے ان سے پوچھا۔ تو وہ اللہ تعالےٰ
سے دریافت کرنے کے لئے آسمان پر چڑھ گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر واپس آئے اور بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کو مسجد پسند ہے اور بازار ناپسند۔

اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ حدیث وحی اور منزل من اللہ ہے۔ نبی علیہ السلام کا خود ارشادِ گرامی ہے۔

حَدَّثَنِیْ جِبْرَائِیْلُ عَنِ اللّٰہِ

یعنی جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدیث لاکر دی ہے۔

(ملاحظہ ہو مفتاح القرآن)

! سچ ہے ع

مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیلؑ
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

مُنکرِ حدیث کی امامت سے معزولی

اہل قرآن، چکڑالوی، منکرین حدیث کو امام بنانا جائز نہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں علامہ عبدالبرؒ فرماتے ہیں۔

"لیس احد من علماء الامة یثبت عندہ حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیئ ثم یردہ الی قول و لو فعل ذالك .... لسقطت عدالته فضلا عن ان یتخذ اماما۔"

یعنی علماء امت میں سے جس عالم کے نزدیک حدیث رسول اللہ ثابت ہوجائے پھر وہ اس کا انکار ورد کرے۔ تعطیلِ سنن کا مرتکب ہو وہ ساقطُ الاعتبار والعدالت ہے۔ چہ جائے کہ کہیں اُس کو امام مقرر کیا جائے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سُنن میں معارضینِ حدیث کی تردید میں بابِ الفاظ مستقل باب باندھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"بَابُ تَعْظِیْمِ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّغْلِیْظِ عَلٰی مَنْ عَارَضَہٗ"

"یعنی یہ باب ہے۔ حدیثِ رسول اللہ کی عظمت ورفعت کے متعلق۔ اور حدیث کا معارضہ ومقابلہ کرنے والوں پر سختی کرنے کے بیان میں۔"

عنوانِ ہذا کے تحت حدیث مندرجہ ذیل نقل کی ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِكُ الرَّجُلُ مُتَّکِاً عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یُحَدَّثُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ حَدِیْثِیْ فَیَقُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ اِسْتَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاہُ اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور پیشین گوئی کے فرماتے ہیں۔ کہ عنقریب دنیا میں ایسے پیٹ بھرے نالائق لوگ پیدا ہوجائیں گے کہ اُن کو میری حدیثوں میں سے کوئی حدیث پہنچے گی۔ تو یوں بکواس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ کہ ہم تو صرف کتاب اللہ (قرآن مجید) کے ماننے والے ہیں۔ اسی سے حلال و حرام کو لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان کی اس بکواس کی طرف قطعاً خیال نہ کرنا۔ اچھی طرح کان کھول کر سن لو! اللہ کے رسول یعنی میں نے اپنی حدیثوں میں خدا ہی کے حکم کے مطابق اشیاء کی حرمت بیان کی ہے۔

(ابو داؤد۔ بیہقی۔ حاکم)

وَمِنْ حَدِيْثِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ اَشْيَاءَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنْهَا الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَغَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّقْعُدَ الرَّجُلُ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يُحَدَّثُ بِحَدِيْثِيْ۔ الحدیث

یعنی نبی علیہ السلام نے فتح خیبر کے موقعہ پر چند اشیاء مثل حمارِ شہری وغیرہ کی حرمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ عنقریب بدعتی لوگ (مثل روافض و اہلِ قرآن وغیرہ) پیدا ہو جائیں گے اور میری حدیثوں کا انکار کریں گے۔ تم ان کی بکواس نہ سننا۔

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَهٰذَا اَخْبَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا يَكُوْنُ بَعْدَهٗ مِنْ رَدِّ الْمُبْتَدِعَةِ حَدِيْثَهٗ فَوُجِدَ تَصْدِيْقُهٗ فِيْمَا بَعْدَهٗ۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جو پیشین گوئی دی تھی۔ کہ میرے بعد مبتدعین میری حدیثوں کا انکار و رد کریں گے سو واقعی آپؐ کی پیشین گوئی بالکل صادق ہوئی۔ آج کل ایسے بدبخت لوگ موجود ہیں جو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔

تاویلاتِ فاسدہ و معارضاتِ رکیکہ پیش کر کے عظمتِ حدیث کو زائل کرنے کی بدکوشش میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ آج کل ایڈیٹر "طلوعِ اسلام" وغیرہ کا شیوہ ہے۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدخلِ کبیر" میں احادیثِ رسولؐ کی اتباع کو فرض بتایا ہے اور بایں الفاظ باب منعقد کر کے

باب تعلیم سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرض اتباعها

بڑی بسیط اور مدلل بحث کی ہے۔ من شاءَ البسط فلیرجع الیہ۔

تکفیر منکرینِ حدیث

یہ امر ہر مسلم شخص کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ جیسے خدا کا منکر کافر ہے۔ ویسے ہی خدا کے فرستادہ برگزیدہ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر بھی کافر ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے قرآن مجید کا منکر کافر ہے۔ ویسے ہی حدیثِ نبویؐ کا منکر بھی کافر ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف خدا کی عبادت اور اس کا ماننا کالعدم ہے ویسے ہی تفسیر نبویؐ یعنی حدیثِ رسول اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلاف قرآن دانی کا دعویٰ کرنا عبث ولایعنی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے اپنے نبیؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ فافہم

علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز کتاب "مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ" مطبوعہ مصر کے صـ۲ میں رقمطراز ہیں۔

فاعلموا رحمکم اللہ ان من انکر کون حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولاً کان او فعلاً بشرطہ المعروف فی الاصول حجۃً کفر وخرج عن دائرۃ الاسلام وحشر مع الیہود والنصاریٰ او مع من شاء اللہ من فرق الکفرۃ

یعنی اچھی طرح دل سے جان لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی ثابت شدہ حدیث کی حجیت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہود و نصاریٰ یا دیگر فرقِ ضالہ و کافرہ کے ساتھ اُس کا حشر نشر ہو گا۔

ایک عبرت خیز و سبق آموز واقعہ

مندرجہ ذیل واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف وائمہ دین کے دلوں میں حدیثِ رسول اللہ کی کتنی بڑی عظمت و وقعت تھی۔ وہ اس کا کس قدر ادب و احترام کرتے تھے۔

ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ایک صحیح حدیث بیان کی۔ تو اہلِ مجلس میں سے ایک شخص بولا کہ کیا آپ بھی اسی کے مطابق فتوے دیتے ہیں؟

یہ سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کانپ گئے اور فرمانے لگے

کیا تو مجھے نصرانی سمجھتا ہے۔ یا میں مسلمان نہیں ہوں۔ کسی گرجے میں سے نکل کر آیا ہوں؟ یا میں ہندو ہوں جنیو پہنتا ہوں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو۔ اور پھر میں نہ مانوں؟ اُس کے مطابق فتویٰ نہ دوں۔ حاشا و کلا۔ یعنی حدیثِ رسولؐ کو نہ ماننا مسلمان کا کام نہیں۔ ایسا شخص تو یہودی یا نصرانی وغیرہ ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو۔

روی الامام الشافعی رضی اللہ عنہ یوماً حدیثاً وقال انہ صحیح فقال قائل اتقول بہ یا ابا عبد اللہ فاضطرب وقال یا ھذا ارأیتنی نصرانیاً ارأیتنی خارجاً من کنیسۃ ارأیت فی وسطی زُنّاراً اروی حدیثاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اقول بہ۔

(مفتاح الجنۃ۔ فی الاحتجاج بالسنۃ صـ [illegible])

منکرین حدیث کی اصلیت وابتدا

علامہ شیخ جلال الدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مفتاح الجنۃ" میں لکھتے ہیں۔

واصل ھذا الرأی الفاسد ان الزنادقۃ وطائفۃ من غلاۃ الرافضۃ ذھبوا الی انکار الاحتجاج بالسنۃ والاقتصار علی القرآن وھو فی ذالک مختلفو المقاصد فمنھم من کان یعتقد ان النبوۃ لعلیؓ وان جبرائیل علیہ السلام اخطأ فی نزولہ الی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ومنھم من اقر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنبوۃ ولکن قال ان الخلافۃ کانت حقا لعلیؓ فلما عدل بھا الصحابۃ عنہ الی ابی بکر رضی اللہ عنھم اجمعین قال ھؤلاء المخذولون لعنھم اللہ کفروا حیث جاروا وعدلوا بالحق عن مستحقہ وکفروا لعنھم اللہ علیا رضی اللہ عنہ ایضا لعدم طلبہ حقہ فبنوا علی ذالک رد الاحادیث کلھا لانھا عندھم بزعمھم من روایۃ قوم کفار فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ وھذا آراء ماکنت استحل حکایتھا لولا مادعت الیہ الضرورۃ من بیان اصل ھذا المذھب الفاسد الذی کان الناس فی راحۃ منہ من اعصار۔ وقد کان اصل ھذا الرأی موجودین بکثرۃ فی زمن الائمۃ الاربعۃ ومن بعدھم وتصدی الائمۃ الاربعۃ واصحابھم فی دروسھم ومناظراتھم وتصانیفھم للرد علیھم

(انتھی ص۳)

یعنی ان منکرینِ حدیث کے گندے اور فاسد مذہب کی اصلیت و بنیاد یہ ہے کہ شروع شروع زندیقوں اور کچھ غالی رافضیوں نے حدیثوں کا انکار کیا۔ اور قرآن ہی پر اکتفا و اقتصار کرنے لگے۔ اعتقادی حیثیت سے یہ لوگ مختلف الخیال تھے۔ بعض تو کہتے تھے کہ نبوت دراصل حضرت علی کے لئے مخصوص ہے۔ محمد مصطفیٰ سید المرسلین کو جبرائیلؑ غلطی سے وحی دے گئے۔ ان ظالموں کی بکواس سے خدا بہت بلند ہے۔

اور بعض روافض کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نبوت کا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حق تھا۔ لیکن خلافت کے مستحق صرف حضرت علیؓ تھے۔ یہ حق صحابہ کرامؓ نے غصب کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے کر حضرت علیؓ پر ظلم کیا۔ جس کی وجہ سے یہ ذلیل ملعون سارے صحابہؓ کو کافر کہتے ہیں۔ (آئے سال اُن پر تبرا بازی کرتے ہیں۔)

پھر انہوں نے حضرت علیؓ کو بھی نہیں چھوڑا۔ اُن پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ کہنے لگے یہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا۔

پس اس بدعقیدگی و شقاوتِ ازلی کی بنا پر یہ لوگ حدیثوں کے منکر ہو گئے۔ کیونکہ ان کے خیال فاسد وزعمِ باطل ہیں نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حدیثوں کے راوی سب صحابہؓ کافر ہیں انا للہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وانا الیہ راجعون۔

یہ ایسی بکواسات ہیں جن کا ذکر کرنا بھی حلال نہیں مگر ان کی بدعقیدگی سے عوام الناس کو آگاہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس قسم کے رافضی، شیعہ، زندیق، لیگ، منکرین حدیث، چکڑالوی ائمہ اربعہ۔ (امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے زمانہ میں بھی بکثرت موجود تھے۔ آئمہ اربعہ وغیرہ نے ان کے مٹانے میں بڑی جدوجہد کی۔ ان سے مناظرے ومباحثے کئے۔ اور ان کی تردید میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ فشکر اللہ سعیہم (انتہی ترجمۃ کلام السیوطیؒ)

حدیث نبویؐ اور نیچری وعیسائی

ان روافض وزنادیق کے علاوہ نیچری وعیسائی بھی احادیث نبویہ کے مخالف ومنکر ہیں۔ چنانچہ "اشاعت السنہ" ج۵ ص۲۷ میں مرقوم ہے۔ کہ

اہل اسلام کے اتفاقی اصول دو ہیں۔ قرآن۔ اور حدیث۔ قرآن تو اصل اصول ہے۔ حدیث بھی ان کے نزدیک وجوب عمل میں قرآن کی مانند اور اسی کے حکم میں ہے۔ وہ جیسے قرآن کو وحی والہام جانتے ہیں ویسے ہی حدیث کو وحی والہام مانتے ہیں۔ فرق اتنا ہے۔ کہ قرآن کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو سمجھتے ہیں۔

اصل دوم:۔ یعنی حدیث نبویؐ کو عیسائی تو مطلقاً تسلیم نہیں کرتے۔ ہاں نیچری وچکڑالوی حضرات بعض کو مانکر اور بعض کا انکار کرکے آیت "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ" کے مصداق ومستحق ہونے کا پورا ثبوت دیتے ہیں اور آئے دن حدیث رسول اللہ پر نت نئے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات تو ہم سے پہلے علماء نے بسط وتفصیل سے دیئے ہیں۔ متعدد تصانیف بھی اس باب میں موجود ہیں۔ مگر نیچریوں وچکڑالویوں کے اعتراضات کے جوابات ہنوز تفصیل طلب ہیں۔

یہ جملہ فرق ضالہ بعض اعتراضات میں متفق ہیں۔ اور بعض میں مختلف۔ ذیل میں ہم چند اعتراضات اور ان کے جواب باصواب درج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیک سمجھ دے۔ آمین۔ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

اعتراض اول: حدیث کے راوی وناقل آں حضرت کے ازواج واقرباء ہیں اس لئے ان کی روایت وبیان کا چنداں اعتبار نہیں۔

جواب ۱: اولاً معترض کے اس اعتراض سے معلوم ہوا۔ کہ جو احادیث آپ کے اقرباء وازواج سے مروی نہیں بلکہ ان کے ناقل دیگر صحابہ ہیں وہ معترض کے نزدیک قابل قبول ولائق تسلیم ہیں۔

ثانیاً دنیا میں جو ملت ومذہب ہے اور جو ہوچکا ہے اس کے ناقل ومحافظ ہمیشہ اس کے محب اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بانی کے دوست وصحبتی (قرابتی ہوں خواہ اجنبی) ہوئے ہیں۔ وہ کونسا مذہب یا ملت ہے۔ جس کے رواج دینے یا بیان کرنے والے محض دشمن ومخالف ہی ہوتے ہوں۔ کیا عیسائی مذہب کی کتاب انجیل اور اس کے بانی حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات ومقالات کے ناقل و راوی ان کے حواری اور صحبتی وقرابتی نہیں ہیں؟ دراصل نقل وروایت ہر مذہب وملت کے باب میں عقل و انصاف کی رو سے دار ومدار اعتبار وقبولیت ناقلین کا چال وچلن۔ عادت واطوار یعنی ضبط وعدالت وغیرہ ہے۔ اس میں مجرد قرابت واجنبیت وصحبت وناآشنائی کو کچھ دخل نہیں۔ اور جب ضبط وعدالت کے ساتھ قرابت وصحبت بھی لاحق ہو جائے تو وہ اصل مذہب کے حالات ومعلومات کے لئے بہترین وعمدہ ذریعہ ہے۔ مقولہ مشہور ہے

"صَاحِبُ الْبَيْتِ أَدْرَىٰ بِمَا فِيهِ"

یعنی گھر والا گھر کے حالات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

لہٰذا منکرینِ حدیث کا یہ اعتراض بالکل لغو و باطل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نبی علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات واہلِ بیت کی عدالت وثقاہت پر خود ناطق وشاہد ہے۔ کما لا یخفی علیٰ ماھر القرآن۔

اعتراض دوم مؤلفینِ کتبِ حدیث نے آں حضرت کے حالات ومقالات کو بچشمِ خود نہیں دیکھا۔ نہ اپنے کان سے سنا۔ بلکہ آں حضرت کی وفات کے بعد لوگوں کی سُنی سُنائی باتوں کو قلمبند کر دیا ہے۔

جواب ۲ جب نقل وبیان میں مدار قبولیت و اعتبار ناقل کا ضبط وعدالت ہے تو اس کی رؤیت وسماعت کے سچ اور جھوٹ ہونے میں دونوں صورتیں یکساں ہیں۔

ایک شخص کا کہنا ہے۔ کہ میں نے فلاں امر کو بچشم خود دیکھا۔ اور یہ کہنا کہ میں نے وہ امر ایسے شخص سے سنا ہے جس نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ سچ اور جھوٹ ہونے میں ایک حکم رکھتا ہے۔ اگر ناقل سچا ضابط وعادل ہے تو اس کے وہ دونوں قول سچ اور مفید علم واطمینان ہیں۔ اگر جھوٹا ہے تو دونوں جھوٹ اور موجبِ شک ہو سکتے ہیں۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ سچا آدمی رویت کے بیان میں تو سچا ہو۔ اور سماع کے بیان میں جو ایک سچے مشاہدہ کرنے والے سے اس کو حاصل ہے جھوٹا ٹھیرے۔

بِنَاءً عَلَيْهِ مثلاً امام مالکؒ کا یہ کہنا کہ میں نے فلاں حدیث نافع مولیٰ ابن عمرؓ سے سُنی۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے۔ ابن عمرؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور امام بخاریؒ کا یہ کہنا کہ میں نے فلاں حدیث مکی بن ابراہیم سے سنی۔ اُس نے یزید بن ابی عبید مولیٰ سلمہ سے اُس نے سلمہؓ بن اکوع سے۔ اور سلمہؓ بن اکوع نے آں حضرت صلعم سے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی آں حضرت کا صحبتی کہے کہ میں نے یہ بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آن حضرت سے سُنی ہے۔

کیونکہ ان راویوں کی عدالت و صداقت بخوبی ثابت ہے۔ محدثینؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ثابت کر دکھائی ہے۔ اور ہر ایک راوی کے تولد و وفات و موضع سکونت و مواضع سفر و تعداد تلامذہ و مشائخ وضبط و عدالت پر جستجو پڑی ڈال رکھی ہے۔ جس کی نظیر اسلام کے سوا کسی مذہب و ملت کے راویوں میں نہیں پائی جاتی۔

بس ان کا کہنا سچ اور موجبِ طمانیت ہے اور خبر صادق مفید علم و ایمان ہے۔

معترض کا یہ کہنا۔ کہ حدیث اہلِ مشاہدہ و اہلِ رؤیت نے جمع نہیں کی اس لئے قابلِ اعتبار نہیں۔ صرف ایک بہانہ اور مغالطہ ہے۔ صحیح بخاری یا صحیح مسلم وغیرہ جس کتاب ملتزم بالصحت کو کھول کر دیکھا جاتا ہے۔ ان میں آپ صلعم کا ہر قول و فعل اگرچہ ابتدا اور وسط اسناد کی نظر سے سماعی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اُس کا اخیر سلسلہ رؤیت و مشاہدہ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ یعنی گو مصنف سے لیکر تابعی تک ایک دوسرے سے صرف سماع ہوتا ہے۔ مگر آخر حدیث صحابی تک پہنچتی ہے۔ جس کو نبی علیہ السلام کی رؤیت و مشاہدہ حاصل ہے۔ اور درمیانی راویوں میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر والے کی رؤیت و سماع و لقاء حاصل ہے۔ یہی لوگ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کے مصداق و مستحق ہیں جو عبد اللہ بن مسعودؓ سے جامع ترمذی و ابوداؤد وغیرہ میں مرفوعاً مروی ہے۔

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ۔

یعنی خدا اُس کو خوش رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد رکھا۔ اور دوسرے کو پہنچا دیا۔ کیونکہ بہت سے لوگ سمجھ کی بات سننے والے خود سمجھدار نہیں ہوتے۔ اور بہت سے لوگ وہ حدیث ایسے لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔

(کذا فی دراسات اللبیب)

بس ان جملہ راوی و مروی عنہ یعنی اُستاد و شاگرد کی عدالت و صداقت کی محدثینؒ نے خوب چھان بین کر لی ہے۔ نقدِ رجال میں جو ملکہ ان کو حاصل تھا وہ دوسرے کو نہیں۔

پس یہ جملہ امور ایسے ثابت و معلوم ہیں جیسے کہ اُس صحابی کی رؤیت جس نے اصل حدیث کو آں حضرتؐ سے سنا۔ یا آپ کے فعل و تقریر کا خود مشاہدہ کیا۔ اس نظریہ کے ماتحت یقیناً کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس نے ایک حدیث کو صحیح بخاری۔ یا صحیح مسلم میں دیکھ لیا۔ تو گویا اُس نے اس حدیث کو آنحضرت صلعم سے بگوشِ خود سُن لیا۔ اور بچشم خود دیکھ لیا۔ چنانچہ علامہ ولی الدین تبریزیؒ نے مقدمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے۔

إِنِّي إِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيثَ إِلَيْهِمْ كَأَنِّي

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَسْنَدْتُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُمْ قَدْ عَرَفُوْا مِنْهُ وَاَغْنَوْنَا عَنْهُ۔

یعنی میں جب کسی حدیث کو امام بخاریؒ۔ امام مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب کروں تو بس سمجھ لو کہ میں نے اس کو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا یعنی اس کی تعمیل وتسلیم میں کوئی توقف وشبہ باقی نہیں رہا۔ کیونکہ ان جملہ محدثین وعلماء راسخین نے حدیث کی پوری تحقیق ومکمل جانچ پڑتال کرکے ہمکو مستغنی کر دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ کہ

"جَمِيْعُ مَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ هُوَ مَعْمُوْلٌ بِهٖ"

یعنی اس کتاب (ترمذی) کی تمام حدیثیں قابل عمل ہیں۔ صرف دو حدیثوں کو علماء نے مستثنیٰ کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

"عَرَضْتُ هٰذَا الْكِتَابَ يَعْنِيْ سُنَنَهٗ عَلٰى عُلَمَاءِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَخُرَاسَانَ فَرَضُوْا بِهٖ وَمَنْ كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ فَكَاَنَّمَا فِيْ بَيْتِهٖ نَبِيٌّ يَتَكَلَّمُ"

یعنی میں نے اپنی کتاب ترمذی کو علماء حجاز وعراق وخراسان پر پیش کیا۔ سب نے بالاتفاق اسے پسند کیا۔ اور جس کے گھر میں یہ ترمذی ہو گویا اس کے گھر میں اللہ کے نبیؐ کلام کر رہے ہیں۔

اعتراض سوم بہت سی احادیث قرآن کے مخالف ہیں اس لئے قابل تسلیم نہیں ہم قرآن کے خلاف کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

جواب ۳ ناظرین یقیناً آج کل بھی چکڑالوی، اہل قرآن انہی رافضیوں وزندیقوں، نیچریوں اور عیسائیوں کے مقلد ہیں۔ "تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ" جو اعتراضات حدیث رسول اللہ پر وہ کرتے آئے ہیں وہی ہزلیات یہ بھی کرتے ہیں۔ یہ اعتراض آج کوئی نیا اعتراض نہیں۔ علماء روافض میں سے ابوجعفر قمی معروف بشیخ صدوق اور صاحب کافی نے یہی کہا ہے کہ جو حدیث موافق کتاب اللہ نہو۔ وہ باطل وزخرف ومدلّس ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(کشف الالتباس ص۴۶)

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ غلط اور گمراہ کن اصول علماء مقلدین حنفیہ کا بھی ہے۔ جہاں کوئی حدیث ان کے منگھڑت مذہب کے خلاف بیان ہوئی فوراً انہوں نے اس کے بالمقابل یہی ہتھیار استعمال کیا۔ اور اسی حیلے وبہانے سے اُسے رد کر دیا۔ کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم نہیں مانتے۔ بلکہ انہوں نے اس کے متعلق ایک جھوٹی حدیث بھی بنا رکھی ہے۔ چنانچہ "توضیح تلویح" جو اصول فقہ حنفیہ کی چوٹی کی کتاب ہے۔ اُس میں یہ موضوع حدیث صحیح بخاری کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"يَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ مِنْ بَعْدِيْ فَاِذَا رُوِيَ لَكُمْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ الحديث۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کو کوئی حدیث ملے تو تم اُس کو قرآن پر پیش کرنا۔ اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے مطابق ہو تو لینا ورنہ نہیں۔
(توضیح تلویح ص۲۲۹ مطبوعہ نولکشور تقطیع خورد)

حالانکہ یہ حدیث صحیح بخاری میں تو کیا۔ ساری صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ اگر کسی حنفی بھائی میں ہمت ہے۔ تو نکال کر دکھائے۔ ورنہ ایسی کتابوں سے توبہ کرے۔ بھلا جس مذہب کے اصول کی کتابوں کا یہ حال ہو۔ اُس کی دیگر کتب و رسائل کا کیا کہنا۔ نبی علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

یعنی کوئی شخص عمداً جھوٹی حدیث بیان کرے میں نے جو بات نہیں کہی وہ میرے ذمہ لگائے۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

علامہ یحییٰ بن معین جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں۔ حنفیہ کی حدیث مذکورہ بالا کے متعلق فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ حَدِيثٌ وَضَعَتْهُ الزَّنَادِقَةُ

"یعنی یہ حدیث زندیق لوگوں کی منگھڑت اور بناوٹی ہے"

باوجود اس وضاحت کے صاحب توضیح فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں درج کی ہے۔ لہذا اس کا انقطاع اور یحییٰ بن معین کی جرح وغیرہ اس کی ثقاہت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

اس کی مزید تصدیق و تائید فصول الحواشی شرح اصول شاشی والے نے بایں الفاظ کی ہے۔

ان الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری اورد هذا الحديث في كتابه وهو امام هذه الصنعة فكفى به دليلاً على صحته و لم يلتفت الى طعن غيره بعده

(فصول الحواشی شرح اصول شاشی ص۲۸۵ مطبوعہ مجتبائی)

یعنی جب امام بخاریؒ جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں نے اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں درج کر لیا۔ تو اس حدیث کی صحت خود بخود ثابت ہو گئی۔ امام بخاری کا اپنی کتاب میں لانا ہی صحت کی دلیل ہے اب جس قدر طعن و جرح اس حدیث پر کی گئی ہے۔ وہ سب غلط اور غیر قابلِ التفات ہے۔

اللہ اکبر! کس قدر سینہ زوری ہے۔ ا سراسر بناوٹی اور من گھڑت حدیث کو صحیح بخاری میں لکھا ہوا ثابت کیا جا رہا ہے۔ یہ کس قدر ظلم و ستم اور جور و جفا ہے۔ کہ صحیح بخاری جیسی اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں خطرناک و موضوع روایت کو صرف اپنے غلط اصول کی بنا پر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ صحیح بخاری کی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ آہ سچ ہے۔

"کلمۃ حق ولکن ارید بہ الباطل"

بات تو سچی ہے۔ کہ امام بخاری کا کسی حدیث کو اپنی صحیح میں لانا ہی اس کی صحت و صداقت کی گارنٹی ہے۔ مگر اس کا یہ مقصد تو نہیں کہ ہم امام بخاری کے نام نامی اسم گرامی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ جس حدیث کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری تو کیا سارے اصحاب صحاح میں سے کوئی محدث بھی اپنی کتاب میں نہ لایا ہو۔ بلکہ وہ فی نفسہ موضوع و مکذوب ہو اُس کو بھی ہم امام بخاریؒ کے نام سے ثابت کرنے کی ناجائز کوشش کریں اور صحیح مان لیں۔ حاشا وکلا۔ یہ تو

"یک از ہزارے مشتے نمونہ از خروارے"

ہے۔ ورنہ اسی قبیل کی بیسیوں روایات کتب فقہ مروجہ میں موجود ہیں۔

عام طور پر یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مدارس کے نصاب میں داخل ہیں۔ "کس نے پرسد کہ بھیا کون ہو"

افسوس تو یہ ہے۔ کہ آگاہ کرنے پر بھی باز نہیں آتے۔ ان مکذوبات و موضوعات کی محبت ان کے قلوب قاسیہ میں ایسی ہی سرایت کر گئی ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کے دلوں میں بچھڑے کی محبت۔ سچ ہے ؎

فسونہائے کج در دلہائے کج
میرود چوں کفش کج در پائے کج

کہنے میں تو یہ بات بالکل آسان و سہل ہے کہ اکثر احادیث رسولؐ چونکہ قرآن کے خلاف ہیں اس لئے قابل تسلیم نہیں۔ یہ کہدیا کچھ ٹکے خرچ نہیں ہوتے۔ مگر حقیقت میں یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک پر حملہ آور ہو کر قرآن مجید کی تکذیب کرنا ہے۔ قرآن مجید نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

"یعنی یہ نبیؐ احکام شرعیہ میں اپنی خواہش سے نہیں بولتا جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہوتی ہے۔"

بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ ہو حدیث رسولؐ اور پھر وہ قرآن کے خلاف ہو؟ نعوذ باللہ۔ خدا و رسولؐ میں کوئی مورچہ بندی تھی، آپس میں ضد بحث تھی۔؟ کہ خدا تو قرآن میں ایک بات یوں فرمائے اور نبی علیہ السلام حدیث میں (جو قرآن ہی کی تفسیر و تبیین ہے) اُس کے خلاف فرمائیں۔ حاشا وکلا۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

اے نیچریو! چکڑالویو! حدیث کے منکرو! اس قسم کے رکیک اعتراض کرنے والو! یہ تو بتاؤ نعوذ باللہ جن احادیث میں نبی علیہ السلام نے قرآن کی مخالفت کی ہے۔ یہ قصداً و عمداً کی ہے۔ یا سہواً و نسیاناً۔ بہر دو صورت قرآن کی مخالفت کی وجہ سے نبی علیہ السلام کون ہوئے؟ اور نتیجہ کیا ہوگا! اور تم نبی علیہ السلام پر یہ حملہ کر کے کون ہوئے! تم خود ہی بتاؤ ورنہ ؎

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

صرف ظاہری تخالف کی بنا پر تم نے کہدیا۔ کہ یہ حدیث قرآن کی مخالف ہے۔ اور یہ کہکر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں حدیثوں پر ہاتھ صاف کر دیا۔

یاد رکھو! قرآن و حدیث میں کوئی تعارض و تخالف نہیں۔ صرف تمہاری سمجھوں کا قصور ہے۔ اگر کسی محدث و کامل اُستاد سے تعلیم و تعلّم حاصل کرو تو حقیقت معلوم ہو۔ کتب حدیث کا خود بخود مطالعہ کرنے یا کسی بے اُستادے مُلّا مولوی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقلد، و مؤل سے پڑھنے کی وجہ سے تمہارے
ذہن کی رسائی وہاں تک نہ ہو۔ تو اس میں حدیث
رسول اللہ کا کیا قصور؟ سچ ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل قرآن نے یہ اعتراض
توضیح تلویح کی اسی موضوع روایت کی بناء پر کیا ہے۔
آہ سچ ہے کہ ــ بنا فاسد کی فاسد پر ہوتی ہے۔ اس
معاملہ میں حنفی اور چکڑالوی دونوں برابر ہیں۔ اور چکڑالوی
حضرات صاحبِ "توضیح تلویح" کو زبانِ حال سے
یوں مخاطب کر رہے ہیں ؎

آہ حدیثِ پیمبر سے رُخ موڑ کر
ہیں خوش تیرے در پہ ہی سر جوڑ کر

اِن کے سر جوڑے ہوئے دیکھ کر ہمیں
یوں کہنا پڑا ؎

کند ہمجنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر۔ باز ــ با باز

بس خدا ان کو ہدایت کرے۔ ورنہ عام مسلمین کو
ان کے فتنے و دامِ تزویر سے بچائے۔ آمین
جو شبہات آج یہ منکرینِ حدیث پیش کر کے
عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ابلیس
نے ان سے ما قبل کے لوگوں کو بھی تلقین کئے تھے۔
چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن
میں نقل کیا ہے۔ کہ
صحابی رسول عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے
ایک دفعہ شفاعت والی حدیث بیان کی۔ لوگوں میں
سے ایک شخص بولا۔ کہ آپ ایسی حدیثیں بیان کرتے
ہیں۔ کہ جن کی اصل قرآن میں نہیں۔ پس حضرت عمران
نے غصہ ہو کر فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ کہا۔ جی
ہاں۔ فرمایا۔ کہ
قرآن میں کہیں عشاء کی چار اور مغرب کی تین۔
اور صبح کی دو۔ اور ظہر کی چار۔ اور عصر کی چار رکعتیں
لکھی ہوئی ہیں۔؟
کہا جی نہیں۔ فرمایا یہ نماز کا طریقہ پھر تم نے کہاں
سے سیکھا ہے؟ آخر ہم سے ہی تو سیکھا ہے۔ اور
ہم نے نبی علیہ السلام سے سیکھا ہے۔ کیا قرآن میں یہ
ہے؟ کہ چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے؟ اور
اتنے اونٹوں میں اتنے اونٹ دینے آتے ہیں؟ اور
اتنے درہموں میں اتنی زکوٰۃ ہے؟ کہا جی نہیں۔
فرمایا پھر یہ آخر سب مسئلے کہاں سے تم نے
لئے؟ ہم سے ہی تو لئے ہیں۔ اور ہم نے نبی علیہ
السلام سے لئے۔ (جو حدیثوں میں موجود ہیں)
قرآن مجید میں یہ تو ہے۔ کہ
"وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝"
یعنی بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیئے۔
لیکن کیا یہ بھی ہے۔ کہ طواف کے سات پھیرے
پورے کر کے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھیں؟
کیا قرآن میں یہ ہے؟ کہ جلب اور جنب اور شغار
اسلام میں نہیں ہے۔ کیا تم نے اللہ کا فرمان نہیں
سُنا کہ جو کچھ تم کو رسولؐ دے وہ لے لو۔ اور جس سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منع کر دے اُس سے رُک جاؤ۔

(مفتاح الجنہ ص۶)

اسی واسطے امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح میں بایں الفاظ باب منعقد کر کے (باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروایتہ عن ربہ) مسئلہ ہذا پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ فتح الباری پ۳۰ ص۴۳۲ میں تحت باب ہذا مرقوم ہے۔

معنیٰ ھذا الباب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم روی عن ربہ السنۃ کما روی عنہ القرآن۔ "یعنی انعقاد باب ہذا سے اس امر کی توضیح مقصود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے جس طرح قرآن مجید روایت کیا اور لیا ہے۔ اسی طرح حدیث بھی اپنے رب سے ہی لی ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "خلق افعال العباد" میں اس سے بھی واضح الفاظ میں باب منعقد کیا ہے۔ جس سے اہلِ قرآن، چکڑالویوں کے عقائدِ باطلہ کی کافی تردید و تذلیل ہوتی ہے۔

نیز فتح الباری پ۳۰ ص۴۲۱ میں مسطور ہے۔ "اخرج ابن ابی حاتم فی کتاب الرد علی الجھمیۃ بسند صحیح عن سلام بن مطیع وھو شیخ شیوخ البخاری انہ ذکر المبتدعۃ فقال ویلھم ماذا ینکرون من ھذہ الاحادیث واللہ ما فی الحدیث شیئ الا وفی القرآن مثلہ۔"

"یعنی ابن ابی حاتم میں امام بخاریؒ کے استاذ الاستاذ علامہ سلام بن مطیعؒ سے بسندِ صحیح مروی ہے۔ کہ انہوں نے مبتدعین پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ لوگ ان حدیثوں کا کس طرح انکار کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جو چیز حدیث میں ہے وہی قرآن میں ہے۔

مقصد یہ کہ قرآن وحدیث آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ ان میں کوئی تعارض وتناقض نہیں ہے۔ قرآن مجید گویا متن ہے اور حدیث اس کی تفسیر و شرح ہے۔ اجمال وتفصیل کا فرق ہے۔ ایک کا انکار دوسرے کے انکار کو مستلزم ہے۔

اَعدائے سُنن جو لوگ بنا بریں خیالِ فاسد ورائے کاسد احادیثِ رسول کا انکار ومقابلہ کرتے ہیں۔ یہی لوگ حدیثوں کے دشمن اور نبی علیہ السلام کے مخالف ہیں۔ ان سے بچنے اور پرہیز کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ چنانچہ سنن بیہقی میں بطریق شعبیؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

"قَالَ اِیَّاکُمْ وَاَصْحَابَ الرَّأْیِ فَاِنَّھُمْ اَعْدَاءُ السُّنَنِ اَعْیَتْھُمُ الْاَحَادِیْثُ اَنْ یَّحْفَظُوْھَا فَقَالُوْا بِالرَّأْیِ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا"

یعنی رائے قیاس پر چلنے والوں سے بچتے رہنا۔ یہی لوگ حدیثوں کے دشمن ہیں۔ چونکہ احادیث کی حفاظت ان سے نہ ہو سکی اپنے رائے قیاس سے فتوے دیکر خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دین میں قیاس آرائیاں کرکے یہ لوگ احادیثِ صفات وشفاعت کے منکر ہو گئے۔

امام بیہقیؒ نے اپنی "مدخل" میں مختصراً اور علامہ طبری اور طبرانی نے مطولاً انہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کہ "اِتَّقُوا الرَّأْیَ فِیْ دِیْنِکُمْ" دین میں رائے قیاس سے بچو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری پ ۲۹ صفحہ ۶۶۹ میں رقمطراز ہیں کہ

"مخالفینِ سنن ومنکرینِ احادیث نے محض اپنے رائے قیاس کو استعمال کرتے ہوئے بہت سی حدیثوں کو رد کر دیا۔ حتیٰ کہ متواتر ومشہور احادیث مثلاً احادیثِ شفاعت وحوضِ کوثر ومیزان وعذابِ قبر میں بھی طعنہ زنی سے باز نہ آئے۔

فقالت طائفۃ ھو القول فی الاعتقاد بمخالفۃ السنن لانھم استعملوا آرائھم واقیستھم فی رد الاحادیث حتی طعنوا فی المشھور منھا الذی بلغ التواتر کاحادیث الشفاعۃ وانکروا ان یخرج احد من النار بعد ان یدخلھا وانکروا الحوض والمیزان وعذاب القبر۔

اعتراضِ چہارم بہت سی احادیث باہم متخالف ہیں ایک حدیث میں کچھ بیان ہے۔ دوسری میں اس کے برخلاف کچھ اور۔ اس لئے ذخیرہ احادیث قابلِ قبول نہیں۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

جوابِ ۴ اس اعتراض کا مختصر جواب عبارت مذکورۂ بالا میں گذر چکا ہے۔ بعض احادیث میں صرف ظاہری تخالف وتباین کی بناپر احادیث کے سارے ذخیرہ ومجموعہ کو ناقابلِ قبول کہدینا بعید از انصاف نہیں تو اور کیا ہے۔ آہ سچ ہے ؎

اِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ
وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

؎ بریں عقل ودانش بباید گریست

اس ظاہری اختلاف کو ظاہر بین اور حقیقت سے ناواقف شخص ہی حقیقی تخالف سمجھتا ہے۔ ورنہ حقیقت شناس اور دانشمند لوگ ایسے ظاہری ولفظی اختلاف کو حقیقی اختلاف نہیں سمجھتے۔ معترضین نے صرف تخالف وتعارض کا ایک لفظ سیکھ لیا ہے۔ اور اس کے قیود وشرائط سے ہنوز ناآشنا ہیں۔

سنیئے علماء اصول کے نزدیک تعارض وتناقض کے لئے اتحادِ زمانی ومکانی شرط ہے۔ بلکہ اقوالِ متعارضہ ومتخالفہ کا آٹھ امور مشہورہ میں حقیقی تخالف کے لئے اتحاد شرط قرار دیتے ہیں۔ وہ آٹھ امور مندرجہ ذیل اشعار میں مذکور ہیں۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدتِ موضوع ومحمول ومکاں
وحدت وشرط واضافت جزو کل
قوت وفعل است در آخر زماں

بس یہ حقیقی تعارض وتناقض جس میں ان امورِ ثمانیہ کا اتحاد متحقق ہو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ کے نزدیک اس ظاہری و غیر حقیقی تخالف کی بناپر حدیثیں ناقابلِ قبول ہیں۔ تو عجب نہیں آپ کے نزدیک قرآن مجید بھی ناقابلِ قبول ہو۔ کیونکہ ایسا تعارض تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ پ۲۳ س والصافات میں ارشادِ باری ہے کہ

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝

"یعنی ان ظالموں کو ٹھیراؤ یہ پوچھے جائیں گے"

نیز پ۱۴ س حجر میں فرمایا "فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝" تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے"۔

اور پ ۲۷ س رحمٰن میں فرمایا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ ۔ یعنی اس دن کوئی انسان کوئی جن اپنے گناہوں کے متعلق پوچھا نہ جائیگا۔

دیکھئے آیاتِ مندرجہ بالا بظاہر باہم متخالف و متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ ایک آیت میں بیان ہے۔ کہ قیامت کے دن سب پوچھے جائیں گے۔ دوسری میں ہے کہ کوئی انسان نہیں پوچھا جائیگا۔ حالانکہ درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

یہ ظاہری تخالف باعتبار اوقات و مقامات کے ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ "تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً" یعنی نبی علیہ السلام نے اعضاءِ وضوء کو ایک ایک دفعہ دھویا۔

دوسری حدیث میں ہے دو دو دفعہ دھویا۔

تیسری حدیث میں ہے۔ "تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا" یعنی تین تین دفعہ دھویا۔

احادیث مذکورہ میں گو ظاہری اختلاف ہے۔ مگر حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ صرف باعتبار اوقات کے کہا گیا ہے۔ یعنی بعض وقت آپؐ نے ایک ایک دفعہ وضوء کیا۔ اور بعض وقت دو دو دفعہ اور بعض وقت تین تین دفعہ۔ پس تینوں حدیثیں اپنے اپنے محل پر ٹھیک اور درست و قابلِ قبول و تسلیم ہیں۔ جس طرح آیاتِ قرآنیہ کا بوجہ ظاہری تخالف کے انکار کرنے والا کافر ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ کا منکر بھی کافر و زندیق ہے۔

علامہ ابن الصلاح نے محدث ابن خزیمہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ۔

"لَا اَعْرِفُ اَنَّهُ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَانِ صَحِيْحَيْنِ مُتَضَادَّيْنِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَلْيَأْتِنِيْ بِهٖ لِاُؤَلِّفَ بَيْنَهُمَا" (علوم الحدیث لابن الصلاح)

یعنی زیادہ کا تو کیا ذکر نبی علیہ السلام کی ایسی دو حدیثیں بھی نہیں مل سکتیں جن کے آپس میں حقیقی تناقض ہو۔ جس کسی کے پاس ایسی حدیثیں ہوں۔ وہ میرے پاس لائے میں ان میں تطبیق و توفیق دیکر ان کو ملادوں گا۔

محدثین پر طعنہ زنی کرنیوالا قاصر الفہم ہے!

انکارِ حدیث کا اصل سبب جماعتِ محدثینؒ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے اعتمادی اور بے جا نکتہ چینی ہے۔ منکرینِ حدیث کو محدثین ومفسرین کے اخلاق وبصیرت اور علم ودیانت پر حملہ کرتے ہوئے کوئی عار۔ کوئی خوف اور ذرہ برابر بھی شرم نہیں ہوتی۔ ان کا غرور وگھمنڈ ہمہ دانی کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

چنانچہ پاکستان کے دارالحکومت کراچی سے جناب پرویز صاحب اپنے ماہواری نام نہاد "طلوع اسلام" کے ذریعہ حدیثِ رسول اللہ کی تنقیص وتردید اور جماعت محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین وتنفیر کرتے رہتے ہیں۔

ماہِ جنوری وفروری سنہ ۵۰ء کے پرچہ میں آپ نے "اسبابِ زوالِ امت" کے عنوان پر ایک طول وطویل مقالہ لکھا مارا ہے۔ اور بڑی عرق ریزی اور لاطائل نویسی کے بعد اپنی تحقیق وتدقیق کی تان مذہب پر توڑی ہے۔ آپ کے مضمون کی ایک ایک سطر اور ایک ایک جملہ سے حدیثِ رسول اللہ کے انکار کا جنون ومراق ٹپک رہا ہے۔ رسالہ مذکور کے ص ۹۵ پر لکھتے ہیں۔

"وہ ضابطہ جو آخرت سے متعلق ہو۔ مذہب کہلاتا ہے۔"

پھر آگے ص ۹۷ پر لکھتے ہیں

"مذہب نے اپنا جال بچھانے کے لئے یہ تمام حربے استعمال کئے۔ لیکن اس کے باوجود اسے اپنی کامیابی کا کلی اطمینان نہیں تھا۔ اس لئے کہ لوگ ان تمام باتوں کی سند مانگتے تھے۔ اور قرآن سے ان کی سند ملتی نہیں تھی۔ اس کے لئے مذہب کو ایک بڑی مقدس پناہ ڈھونڈنی پڑی۔ اور یہ تھی روایات پرستی کی پناہ۔ اس میں اسناد سازی بڑی آسان تھی۔ جس کسی کے جی میں آیا ایک عربی کا فقرہ گھڑا اس سے پہلے حدثنا زید عن عمرو عن بکر قال قال رسول کے الفاظ بڑھا دیئے۔ لیجئے! وہ عربی کا فقرہ مذہب کی سند بن گیا۔"

چند سطور کے آگے لکھا ہے کہ

"اب ان تمام اباطیل وخرافات کے لئے جن سے ملوکیت اور مذہب کو تقویت ملتی تھی مقدس اسناد موجود تھیں۔"

ناظرین! دانشمند لوگ بغیر دلیل کے گفتگو نہیں کیا کرتے۔ آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ چاند کو منہ چڑھانا شریفوں کا کام نہیں۔ نامہ نگار نے کس تحقیر کے ساتھ کہا ہے کہ عربی کا فقرہ جوڑا اور حدثنا فلاں عن فلاں کا لفظ بڑھا دیا۔

یعنی محدثین واصحاب خیر القرون صحابہ کرام و تابعین عظام نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات واحادیث کو محفوظ نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ ان کے جی میں آیا عربی کے جملے گھڑ کے ان کی نسبت آں حضورؐ کی طرف کر دی۔

آہ! کتنی بڑی جرأت وناپاک جسارت ہے یہ کس قدر صریح ظلم، افتراء وبہتان ہے۔ اُن پاک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طینت ہستیوں، اور پاک باز شخصیتوں پر جن کی زندگی ہی صداقت و راستی کی تبلیغ میں کھپ گئی۔ جن کا مقصدِ حیات ہی حق و صداقت کا قیام و نفاذ تھا۔ جن کا مقصدِ زیست ہی اصلاح، اخلاق اور تزکیۂ نفوس تھا جن کے تقوے و طہارت پر آسمانی ملائک کو بھی رشک تھا۔ وہ انصار و مہاجرین جن کے متعلق قرآن مجید "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" کے نعرے لگا رہا ہے۔ وہ مومنین جن کو سالِ حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے آنحضرت کی بیعت کرنے پر قرآن نے رضائے الٰہی کا تمغہ پہنایا ہے۔

اور وہ محدثین جو سراپا کذب و باطل کے دشمن اور دجل و فریب کے حریف تھے۔ جنہوں نے عدل و راستی کے قیام کے لئے تمام اثاثۂ حیات لٹا دیا۔ جنہوں نے حق گوئی و حق پرستی کی خاطر بڑی صعوبتوں اور اذیتوں کو برداشت کیا۔

افسوس! آج اہل قرآن، اُن کی دیانت پر حملہ آور ہیں۔ حالانکہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ شبہ نہیں کر سکتا۔ کہ وہ عربی فقرے جوڑ کر کسی ادنیٰ مسلمان پر بھی افترا باندھیں چہ جائیکہ محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب و الزام کا طومار کھڑا کرنے کی جرأت کریں۔ حاشا و کلا، ہرگز نہیں۔

چونکہ احادیث کے حفظ و ضبط کا انتظام خود آنحضورؐ کے زمانے ہی میں قائم ہو گیا جس کے استحکام و تحفظ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا تھا۔

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (صحیح بخاری)

تو پھر کیا ایسے خدا ترس اور دیانت دار، اُسوۂ رسولؐ کے سچے اطاعت گذار اس وعیدِ شدید کو سنکر اور اپنی کتابوں میں نقل کر کے کبھی ایسا کھلا جرم کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ایک الزامی جواب

اگر بقول تمہارے اتنی بڑی بلند اخلاق ہستیاں بھی نعوذ باللہ اس جرم و ضلالت کی مرتکب تھیں تو پھر قرآن کی صحت کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ جو قرآن آپ کے پاس اس وقت موجود ہے۔ بعینہٖ یہ وہی قرآن ہے جو آں حضرت پر نازل ہوا تھا۔ کیونکہ یہ بھی تو انہی عربی فقرے جوڑنے والوں کے توسط ہی سے پہنچا ہے۔

جو لوگ فن حدیث سازی میں ماہر ہوں ان سے کیا بعید ہے کہ وہ آیات کی تراش و خراش اور سورتوں کی ترمیم و اضافہ، قرآن کی لفظی و معنوی تحریف نہ کر سکیں؟ احادیث کا مجموعہ قبول کرتے وقت تو تمہیں ان کی دیانت و امانت پر شبہ ہونے لگتا ہے اور قرآن کو صحیح تسلیم کرتے وقت ان کی دیانت و امانت سب قبول ہے۔

ایں چہ بوالعجبی است۔

اگر کہو کہ دنیا میں موضوع حدیثیں بھی موجود ہیں۔ یہ کہاں سے آئیں؟ تو بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ دنیا میں برے بھلے سب ہی قسم کے لوگ موجود ہیں۔ وضاعینِ حدیث بھی۔ اور وضاعینِ آیات بھی۔ چنانچہ اہلِ بدعت، قبر پرستوں، پیر پرستوں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت بنا رکھی ہے۔

"اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ○"

حالانکہ یہ آیت قرآن مجید میں نہیں ہے۔ یا رافضیوں و شیعوں نے سورت الم نشرح میں ایک آیت کا اضافہ کیا ہوا ہے۔

"وَعَلِیًّا صِھْرًا لَّکَ ○"

حالانکہ یہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ بس جیسے ان موضوع آیات سے اصل قرآن پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ ایسے ہی موضوع احادیث سے کتب احادیث صحاح ستہ پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔

اس دینِ محمدی کتاب و سنت کا چونکہ خداوند محافظ ہے۔ اس کی حفاظت کا اُس نے وعدہ اور ذمہ لیا ہے۔ اسی واسطے اُس نے جماعت محدثین رح کو پیدا کرکے صحیح و سقیم، حق و باطل میں تمیز کرادی۔ جیسے اصل قرآن میں کوئی آیت موضوع نہیں ایسے ہی کتب صحاح ستہ میں کوئی حدیث مکذوب و منگھڑت نہیں۔

بس اب منکرینِ حدیث پرویز صاحب یا اُن کا کوئی اور ہمنوا و مقلد جماعت محدثین پر طعنہ زنی کرے سمجھلو یہ سب شیطانی وسوسے اور ایمان شکن باتیں ہیں۔ ائمہ حدیث تو درکنار جن لوگوں نے انبیاء معصومین کا انکار کیا۔ ان کو بھی ابلیس لعین نے بوجہ اوہامِ کاسدہ وظنونِ فاسدہ اسی بے اعتباری و بے اعتمادی کا شکار بنا دیا تھا۔ اسی بنا پر انہوں نے اولوالعزم ہستیوں کو

"وَ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ ○"

کہکر اپنے کفرو الحاد کا اقرار و اعتراف کیا۔ "اِنْ اَنْتُ
اِلَّا تَکْذِبُوْنَ ○" اور "لَسْتَ مُرْسَلًا"
اپنی سفاہت و حماقت کا پورا ثبوت دیا۔

پس محدثین دینِ انبیاء کے سچے خادم ہیں
کس گنتی شمار میں ہیں۔ حالانکہ دنیا کی پوری تاریخ میں
اصحاب صحاح ستہ وغیرہ ہی ایک ایسا گروہ ہے جس
نے تاریخ وغیرہ کو تنقید کی چھلنی میں چھاننے کے ا
وضع کئے۔ اور خود بھی اسلامی روایات کو انہی تنقیدی
اصولوں کی روشنی میں بڑی تحقیق و تدقیق سے جمع کیا
اور اس معاملہ میں کسی شخص کا لحاظ روا نہ رکھا۔ ائمہ ار
جیسی بڑی سے بڑی شخصیت بھی ان کی تنقید سے
بچ نہ سکی۔

صحیح بخاری مصری کے سرورق (ٹائیٹل)
صاف مرقوم ہے۔ "وَقَدْ نَازَعَ الْاَئِمَّۃَ الْاَرْبَعَۃَ"
یعنی فقہاء محدثین رح کے سرخیل حضرت امام الدنیا فی ال
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں مذاہب
اربعہ مروجہ کی تردید و منازعت کی ہے۔ آہ! پ
ہے ؎

مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا
ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

بعد میں آنے والے علماء حدیث نے اپنے
ماقبل ائمہ حدیث کی خدمات کا جائزہ لیا۔ تو ان کے کار
و مساعی جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے فیصلو
اور فتاوے و مسالک کی متابعت و موافقت کی خصو
امام بخاری رح و امام مسلم رح کی خدمات حدیث کے سات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو جملہ محدثین متاخرین کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر صدیوں سے محدثین و علماء محققین کا اجماع رہا ہے۔ ان احادیث کے قطعی الثبوت ہونے میں کلیۃً کوئی شبہ نہیں۔ جیسا کہ علماء محققین و متبحرین کا کلام شاہد ہے۔ مثلاً علامہ ابن الصلاحؒ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، علامہ حافظ ابن کثیرؒ شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ وغیرہ

اسلامی دنیا میں صحیحین کا مرتبہ و قبولیت

بغرض اختصار صرف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فیصلہ و ارشاد بابت صحیحین مندرجہ ذیل ہے۔ معترضین و منکرین حدیث بغور لاحظہ فرمائیں۔

أَمَّا الصَّحِيحَانِ فَقَدِ اتَّفَقَ الْمُحَدِّثُونَ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا فِيهِمَا مِنَ الْمُتَّصِلِ وَالْمَرْفُوعِ صَحِيحٌ بِالْقَطْعِ وَإِنَّهُمَا مُتَوَاتِرَانِ إِلَى مُصَنِّفِيهِمَا وَأَنَّهُ مَنْ يُهَوِّنُ أَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ۔

(حجۃ اللہ جلد ۱ ص ۱۳۴)

یعنی صحیحین (بخاری و مسلم) کی جملہ احادیث اور مرویات متصلہ مرفوعہ پر محدثین کا اتفاق و اجماع ہے۔ کہ وہ سب کی سب قطعی طور پر صحیح ہیں جو شخص ان کی اس اہمیت کو گرانا چاہتا ہے، ان کی توہین کا لاگو ہو، وہ بدعتی اور ایمان والوں کے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔

اب مولوی پرویز و مولوی تمنا وغیرہ صاحبان چکڑالوی اہل قرآن و مصنف رسالہ تفہیمات کو چاہیئے کہ کہ اپنا انجام سوچیں۔ محدثینؒ پر بے جا اعتراضات و نکتہ چینی چھوڑ دیں۔ احادیثِ رسول پر ایمان لا کر زمرۂ مومنین میں داخل ہو جائیں۔

نیز حاشیہ "الباعث الحثیث" ص۲۲ میں علامہ احمد محمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

الحق الذی لا مریۃ فیہ عند اہل العلم بالحدیث من المحققین ومن اہتدی بہدیہم وتبعہم علی بصیرۃ من الامر ان احادیث الصحیحین صحیحۃ کلہا لیس فی واحد منہا مطعن ولا ضعف وانما انتقد الدارقطنی وغیرہ من الحفاظ بعض الاحادیث علی معنی ان ما انتقدوہ لم یبلغ فی الصحۃ الدرجۃ العلیا التی التزمہا کل واحد منہما فی کتابہ واما صحۃ الحدیث فی نفسہ فلم یخالف احد فیہا فلا یہولنک ارجاف المرجفین وزعم الزاعمین ان فی الصحیحین احادیث غیر صحیحۃ وتتبع الاحادیث التی تکلموا فیہا وانتقدہا علی القواعد الدقیقۃ التی سار علیہا ائمۃ اہل العلم واحکم عن بینۃ۔

خلاصہ یہ کہ محققین اہل حدیث اور صاحبانِ بصیرت اہل علم کے نزدیک بخاری و مسلم کی سب حدیثیں صحیح اور واجب الاتباع والعمل ہیں۔ ان میں کوئی بھی حدیث ضعیف غیر قابل عمل نہیں۔

دورِ جدید کے بہت بڑے مصری محقق علامہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احمد محمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

وَالْحَقُّ اَنَّ الْحَدِیْثَ الصَّحِیْحَ یُفِیْدُ الْعِلْمَ الْقَطْعِیَّ سَوَاءٌ کَانَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اَمْ فِیْ غَیْرِھِمَا۔ انتھٰی ملخصًا۔

(حاشیہ اختصار علوم الحدیث ص۳۵)

یعنی جو حدیث بھی محدثین رحمھم اللہ علیہم اجمعین کے مقرر کردہ معیار کے مطابق صحیح و ثابت ہو وہ قطعی الثبوت ہے۔ اور اس پر عمل ضروری ہے۔ عام اس سے کہ وہ روایت صحیحین (بخاری و مسلم) کی ہو یا غیر صحیحین کی مثل سُنَنِ اربعہ وغیرہ کے۔ علامہ ابن حزمؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

ازالہ اوہام و دفعیہ اتہام جرح از راویانِ صحیحین وغیرہ

جو لوگ کہ رُواۃِ صحیحین پر ناجائز جرح کر کے اُن کو مجروح لکھتے ہیں اُن کی آگاہی و انتباہ کے لئے علامہ حافظ ابن حجرؒ "ہُدیٰ السّاری" مقدمہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ

اس طعنِ رُواۃ میں گفتگو کرنے سے پہلے ہر منصف مزاج کو یہ جاننا چاہیئے کہ صاحبِ صحیح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کسی راوی سے تخریج کرنا اس امر کا مقتضی ہے کہ اُن کے نزدیک وہ راوی عدالت اور صحتِ حافظہ اور عدمِ غفلت کے ساتھ متصف ہے۔ خصوصًا جبکہ دونوں کتابوں کا صحیحین نام رکھنے میں جمہور ائمہ کا اتفاق ہے۔ ہاں یہ بات اُس راوی کے لئے ضروری نہیں۔ جس سے اپنی صحیح میں تخریج نہیں کی۔ پس جو راوی صحیحین میں ذکر کیئے گئے ہیں اُن کی تعدیل پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اور جن سے متابعات و شواہد و تعلیقات میں تخریج کی ہے گو ان کے درجات ضبط وغیرہ میں مختلف ہیں مگر صدق کا نام ان پر بھی صادق ہے۔ اب کسی طاعن کا طعن ان کے متعلق اس امام کی تعدیل کے مقابلہ میں مقبول نہ ہوگا۔ اِلّا اس وقت جب کہ یہ تشریح کی جاوے کہ جارح اسی راوی کی عدالت اور ضبط میں مطلقًا جرح کرتا ہے۔ یا اُس کی کسی اور خبر کے ضبط میں جرح کرتا ہے کیونکہ اماموں کے لئے اسبابِ جرح مختلف ہیں۔ علامہ شیخ ابوالحسن مقدسی اُس راوی کے متعلق جس سے صحیح بخاری میں تخریج کی گئی ہے۔ کہا کرتے تھے۔ کہ یہ شخص پل کے پار ہو گیا۔ یعنی اس کے بارے میں جو جرح کی جاوے اُس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

شیخ ابوالفتح قشیریؒ نے اپنی مختصر میں کہا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ اور ہم یہی کہتے ہیں اور اس اعتقاد سے کبھی علیحدہ نہ ہوں گے مگر ساتھ حجت ظاہرہ اور بیان شافی کے کہ شیخین کے بعد تمام علماء کا ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہنے اور نام رکھنے پر اتفاق ہے۔ اور دونوں کے راویوں کی تعدیل اس کے لوازم میں سے ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی کے بارے میں طعن قبول نہ کیا جائے مگر ساتھ جرح واضح کے۔ کیونکہ اسبابِ جرح مختلف ہیں۔

ناظرین و قارئین کرام! ان منکرین

حدیث، اہلِ قرآن کی طرح ایک اور مخالف حدیث مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی نے اپنے رسالہ "الکلام المحکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں محدثین پر لے دے کی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ

"صرف صحیح بخاری میں قریب دو سو کے مجروح راوی ہیں"

بات یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو صحیح بخاری کے نام سے بخار چڑھ جاتا ہے۔ پھر وہ ہر ممکن طریق سے اس کی تضعیف و توہین کرتے رہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں صاف لکھا ہے کہ

"جو شخص بخاری و مسلم کی توہین کرے وہ بدعتی اور مسلمانوں کے طریقے سے خارج ہے"

آہ سچ ہے ؎

وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلاً صَحِيحًا
وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

جرح و مجروح کی مختصر تحقیق

دراصل ان مخالفین حدیث نے صرف جرح کا نام سیکھ لیا ہے۔ اتنی خبر نہیں۔ کہ کونسی جرح معتبر و مقبول ہے۔ اور کونسی مردود و نامقبول۔

سنیئے! جرح وہ مقبول ہوتی ہے جس میں اس کے تمام اسباب و علل مُبَیَّن طور سے مذکور ہوں۔ مقدمہ ابن صلاح میں ہے۔

"إِنَّ الْجَرْحَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا إِذَا فُسِّرَ سَبَبُهُ"

"یعنی کوئی جرح ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے کل اسباب نہ بیان کئے جائیں۔"

لہٰذا مخالفین حدیث کا رواۃ صحیح بخاری کو مجروح کہنا محض غلط و لایعنی ہے۔ مولانا عبد الحی حنفی لکھنویؒ رسالہ "الرفع والتکمیل" کے ص۵ میں لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا الْجَرْحُ فَإِنَّهُ لَا يُقْبَلُ إِلَّا مُفَسَّرًا مُبَيَّنًا بِسَبَبِ الْجَرْحِ إِلَى قَوْلِهِ لِأَنَّ النَّاسَ يَخْتَلِفُونَ فِي أَسْبَابِ الْجَرْحِ فَيُطْلِقُ أَحَدُهُمُ الْجَرْحَ بِنَاءً عَلَى مَا اعْتَقَدَهُ جَرْحًا وَلَيْسَ بِجَرْحٍ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَلَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ سَبَبِهِ لِيُظْهِرَ أَهُوَ قَادِحٌ أَمْ لَا۔ انتہیٰ۔

یعنی ہر جارح کی جرح و قدح مقبول نہیں ہوتی کہ جس کے جی میں آیا محدثین پر جرح کرنے لگا۔ صرف وہ جرح حیز قبول میں آسکتی ہے جس میں جرح کے کل اسباب مبین و مفسر ہوں۔ کیونکہ لوگ اسباب جرح میں مختلف الخیال ہیں۔ بعض دفعہ وہ اپنے خیال و اعتقاد کی بنا پر کسی کو مجروح کہدیتے ہیں۔ حالانکہ وہ نفس الامر میں مجروح نہیں ہوتا (جیسا کہ رُواۃ صحیحین) پس کل اسباب کا بیان کرنا ضروری و لابدی ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ حقیقت میں یہ راوی مجروح ہے یا نہیں۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح صحیح بخاری شرح "نخبہ" میں رقمطراز ہیں۔

"وَإِنْ صَدَرَ مِنْ غَيْرِ عَارِفٍ بِالْأَسْبَابِ لَمْ يُعْتَبَرْ" "یعنی اس جرح کا اعتبار نہیں جو ناواقف اسباب جرح سے صادر ہو۔"

اس بارے میں تو محدثین کا زیادہ اعتبار ہے۔ کیونکہ وہ اس میں واقف کار ہوتے ہیں۔ رُواۃ کی موالید و وفیات، حفظ و ضبط، عدالت و صداقت، ضعف و ثقاہت، فرط غفلت، عدم صیانت،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راوی و مروی عنہ کی معاصرت و عدم معاصرت، لقاء و عدم لقاء وغیرہ مراتبِ رُواۃ و احوال اسانید و متون اور ان کے عِلَلِ غامضہ و اسبابِ قادِحہ کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذیؒ کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تصریح موجود ہے کہ

لَمْ اَرَ بِالْعِرَاقِ وَلَا بِخُرَاسَانَ فِیْ مَعْنَی الْعِلَلِ وَالتَّارِیْخِ وَمَعْرِفَۃِ الْاَسَانِیْدِ اَعْلَمَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ۔

یعنی علل اور تاریخ اور اسانید کی معرفت میں امام بخاریؒ سے بڑھکر کوئی ماہر و واقف نہیں تھا۔

پس محدثینؒ حذّاق و نقّاد ماہرینِ فن کی جرح و قدح تو ان کے غیر کے حق میں جائز و قبول ہو سکتی ہے۔ اُن کے غیر متاخرین مقلدین شارحین وغیرہ کی جرح ان کے برخلاف ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ متاخرین شارحین نہ تو محدثین کے ہمعصر ہیں نہ اُن راویوں کے جنسے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور پرکھ پرکھا کر، چھان بین کر کے اپنی کتابوں میں لائے ہیں۔ ان کی جرح محدثین کے خلاف جو ہوگی وہ رجمًا بالغیب و تقلیدًا ہوگی۔ اور شرعًا جو بات تقلیدًا و جہالتًا کہی جائے وہ قابل قبول ہی نہیں۔ جب تک کہ وہ محقق و مدلل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ۔"

مولانا عبدالحی حنفی لکھنویؒ الرفع والتکمیل ص۹ میں لکھتے ہیں۔ ولا تبادر تقلیدًا بمن لا یفہم الحدیث واصولہ ولا یعرف فروعہ الی تضعیف الحدیث وتوہینہ بمجرد الاقوال المبہمۃ والجروح الغیر المفسرۃ الصادرۃ من نقاد الائمۃ فی شان راویہا۔ انتہی۔

یعنی جو لوگ محدث نہیں۔ حدیث کے اصول و فروع کے ماہر و عارف نہیں۔ ان کے محض اقوالِ مبہمہ و جروح غیر مفسرہ کی تقلید کر کے حدیث کی تضعیف و توہین نہ کرے۔

پس معلوم ہوا کہ محدثینؒ اربابِ صحاح ستہ خصوصًا شیخین اپنی صحیحین میں جو احادیث استدلالاً و استشہادًا لائے ہیں، مسائل و احکام ان سے ثابت کئے ہیں۔ باب باندھکر فتویٰ دیا ہے۔ اور خود صاحبِ کتاب نے ان کو ضعیف نہیں کہا تو متاخرین منکرین حدیث یا مقلدین شارحین کا بوجہ حمیتِ مذہبی کے بنا بریں اقوالِ مبہمہ و جروح غیر مفسرہ ان کو ضعیف ا ساقط عن الاحتجاج کہنا ہرگز قابلِ سماعت و لائق قبول نہیں۔ اہل زیغ ہمیشہ حدیث رسول اللہ کو ضعیف کہکر عام مسلمانوں کے قلوب سے اُس کی عظمت و وقعت گرانیکی ناپاک کوشش کیا کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ع

راہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے سیدھا کہے
کج روی بہتر نہیں اے شوخ یہ رفتار چھوڑ

واضح باد

ایک مشہور قاعدہ اور علماء کو مغالطہ کہ علماء

مخالفینِ حدیث کو ایک قاعدہ مشہورہ " اَلْجَرْحُ مُقَدَّمٌ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

علی التعدیل سے دھوکہ ہوا ہے۔ جب اُن سے کہو کہ بھائی گو بعض اسماء الرجال والوں یا شرح شروح والوں نے اِس حدیث پر جرح کی ہے۔ اس کو ضعیف کہکر ٹالا ہے۔ مگر خود صاحبِ کتاب نے یا دیگر کسی محدث ماہر فن نے اس کی توثیق کی ہے۔ اس کو حسن یا صحیح کہا ہے۔ تو فورًا جواب دیتے ہیں۔ کہ

اصول کا قاعدہ ہے "جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر"۔ یعنی جس نے حدیث کی تصحیح وتحسین وتعدیل کی ہے۔ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ کہا ہے۔ اُس کا اعتبار نہیں اور جس نے اُس پر جرح قادح کر کے اُس کی تضعیف وتوہین کی ہے اُس کا اعتبار ہے۔

واہ! کیا خوب۔ گویا انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ مجروح راوی کسی طرح قابلِ اعتبار ہی نہیں۔ حالانکہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ ہر جرح تعدیل پر مقدم نہیں ہوتی۔ دنیا میں وہ کونسی ہستی[1] ہے جس پر جرح وقدح نہ کیگئی ہو۔ بڑی بڑی اولوالعزم ہستیوں پر جارحین جاہلین ومعاندین نے جرح وقدح کی ہے۔ کیا وہ قابلِ قبول ہے۔؟ حاشا وکلاّ۔ صرف وہ جرح اس قاعدہ سے مراد ہو سکتی ہے جو مفسر، مبین، واضح اور مثبت بالدلیل ہو۔ ورنہ غیر مبین وغیر مفسر اور مبہم جرحیں تعدیل پر ہرگز مقدم نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن سندھی ثم المدنی شرح الشرح نخبۃ الفکر کے ص۳۵ میں علامہ خطیب کا قول نقل کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ

ما احتج بہ البخاری ومسلم من جماعۃ علم الطعن فیہم من غیرہما محمول علی انہ لم یثبت الطعن المفسر عندہما وغیر المفسر لیس بمقدم علی التعدیل۔ انتہٰی۔

یعنی امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے جن رُواۃ سے تخریج کی ہے۔ ان کی احادیث وروایات سے احتجاج کیا ہے اور غیروں نے اُن راویوں پر جرح کی ہے۔ تو شیخین کا اپنی صحیحین میں لانا اور تخریج کرنا ہی محمول ہے اس بات پر کہ وہ جرح ثابت نہیں۔ بلکہ غیر مفسر ہے۔ اور غیر مفسر جرح کبھی تعدیل پر مقدم نہیں ہوتی۔

کما مر بیانہ انفًا۔

پس جو لوگ اس قسم کی غیر ثابت جرح وقدح کی وجہ سے اُلجھتے پھرتے ہیں اور صحاح ستہ کی سینکڑوں احادیثِ رسولؐ کو ضعیف کہکر متروک العمل قرار دیتے ہیں۔ وہ جاہل ونا واقف ہیں۔ یاد رہے ؎

یہ اُلجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں
بے محابا گفتگو اچھی نہیں

ایک ڈبل اعتراض اور اُس کا صحیح جواب!

اکثر مخالفینِ حدیث احادیثِ نبویہؐ پر یہ اعتراض کر کے عوام کو حدیثِ رسول اللہؐ سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ جس طرح ہم شریعت سے آزاد اور بے عمل ہیں، ضابطہ شرعیہ وقانونِ محمدیہ، احادیثِ نبویہ کے پابند نہیں۔ اسی طرح اور لوگ بھی ہو جائیں۔ یعنی احادیثِ صحیحہ کو موضوع ومکذوب کہکر ٹال دیتے ہیں۔ اور محدثین کی

---

[1] حتی کہ خدا ورسولؐ پر بھی جارحین نے جرح کر کے اپنی حماقت وبیوقوفی کا ثبوت دیا ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎
مَا نَجَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَعًا فَکَیْفَ اَنَا اِذْ قَدْ قِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ ذُوْ وَلَدٍ وَاِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَہِنَا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتفتیش پر اعتماد نہیں رکھتے۔

چنانچہ مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی نے اپنے رسالہ "الکلام المحکم" میں لکھا ہے۔ کہ

"یہ موجودہ دفتر احادیث کا موضوعات سے پاک وخالی نہیں۔ ابن جوزی وغیرہ محدثین نے کثرت سے موضوعات احادیث کا صحاح ستہ وغیرہ میں نشان دیا ہے"۔

آہ سچ ہے۔ "اَلْمُقَلِّدُ کَالْاَعْمٰی" مقلد شخص اندھے کے مانند ہوتا ہے۔

تقلیدی رنگ میں جو جی میں آیا کہہ دیا۔ ایسے ہی لوگوں کی تحریرات سے منکرینِ حدیث، اہلِ قرآن کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ حدیثِ رسول اللہ کا انکار کرکے اپنا ایمان کھو بیٹھے ہیں۔

سنیئے! اہلِ علم نے تصریح کی ہے کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بجز صحیح لذاتہ کے صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہ تک بھی کوئی حدیث نہیں۔ چہ جائیکہ ضعیف یا موضوع ہو؟

مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۸ میں ہے۔ اِنَّہٗ لَمْ یَضَعْ فِیْ کِتَابِہٖ اِلَّا الْاَحَادِیْثَ الَّتِیْ وَجَدَ عِنْدَہٗ فِیْهَا شَرَائِطَ الصَّحِیْحِ الْمُجْمَعَ عَلَیْهِ

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح میں ان احادیث کو رکھا ہے جن میں صحیح کے وہ شرائط پائے گئے ہیں۔ جن پر سب کا اجماع واتفاق ہے۔

سید المحدثین امام بخاریؒ کا خود فرمان ہے کہ

مَا اَدْخَلْتُ فِیْ کِتَابِ الْجَا[مِعِ] اِلَّا مَا صَحَّ وَتَرَکْتُ کَثِیْرًا مِّ[نَ] الصِّحَاحِ لِحَالِ الطُّوْلِ (مقدمہ صفحہ ۷)

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے [ہیں] کہ میں نے اپنی کتاب جامع (بخاری) میں سوا صحیح حدیث کے اور کوئی داخل نہ[یں] کی۔ اور بہت سی صحیح حدیثیں میں نے اس وجہ [سے] نہیں لکھیں کہ کتاب لمبی نہ ہو جائے۔

اسی صفحہ میں ہے۔ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی صِحَّۃِ هٰذَیْنِ الْکِتَابَیْنِ وَوُجُوْبِ الْعَمَلِ بِاَحَادِیْثِهِمَا۔ یعنی کل امت کا اجماع ہے بخاری[و مسلم] کی صحت پر اور ان دونوں کی احادیث کے وجوب العمل ہونے پر۔

شرح "نخبہ" میں ہے۔ فَالْاِجْمَاعُ حَاصِلٌ عَلٰی تَسْلِیْمِ صِحَّتِہٖ۔ یعنی صحیح بخاری کی صحت [پر] اجماع ہو چکا ہے۔

نیز صحیح مسلم کی بابت مقدمہ ابن الصلاح میں مرقوم ہے۔ وَرُوِّیْنَا عَنْ مُسْلِمٍ اَنَّہٗ قَا[لَ] اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَ[عُوْا] عَلَیْهِ۔ یعنی میں نے اپنی کتاب صحیح [مسلم] میں وہ احادیث جمع کی ہیں جن کی صحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علماء و محدثین کا اجماع ہو چکا ہے۔

شرح نخبہ میں ہے "والاجماع حاصل علیٰ ان لھما مزیۃ فیما یرجع الی نفس الصحۃ"

یعنی صحیحین کی حدیثوں کی صحت و ثقاہت کی وجہ سے ان کی مزیت و فضیلت پر اجماع حاصل ہے۔

حدیث کی چھ ۶ کتابیں نہایت معتبر و مشہور ہیں

کتاب تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار کے ص۳ میں مرقوم ہے کہ

"علم حدیث میں بہت کتابیں ہیں۔ لیکن چھ ۶ کتابیں نہایت مشہور ہیں۔ جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔ اوّل صحیح بخاری۔ دوسری صحیح مسلم۔ تیسری ابوداؤد۔ چوتھی ترمذی۔ پانچویں نسائی۔ چھٹی ابن ماجہ۔ سوائے بخاری و مسلم کے باقی چار کتابوں میں ہر قسم کی حدیث ہے۔ (یعنی) صحیح بھی اور حسن بھی اور ضعیف بھی چنانچہ ان کے مصنفوں نے بیان کر دیا ہے۔ صحیح، حسن — ضعیف کا دریافت کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ خدا نے محدثین کو عقل اور شعور ایسا دیا ہے۔ کہ وہی ان کو خوب پہچان جاتے ہیں۔ جیسے صراف کھوٹا یا کھرا روپیہ، اشرفی پرکھ لیتے ہیں۔ بدوں ان کے بتلائے ہر شخص نہیں جان سکتا۔ ہر چند اصطلاحات حدیث کی تفصیل بہت ہے۔ لیکن عوام کے فہم میں نہیں آسکتی (الی قولہ) صحیح بخاری اور صحیح مسلم ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں۔ علم حدیث کی سب کتابوں سے صحیحین منتخب ہیں ان کی صحت پر اتفاق ہے امت کا۔ خصوصاً صحیح بخاری کہ بعد قرآن کے اصح الکتب ہے۔ ان دونوں کتابوں میں سوا صحیح حدیث کے حسن حدیث بھی نہیں ضعیف کا تو کیا ذکر ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم ایسے اُستاد کامل ہوئے علم حدیث میں کہ یہ رُتبہ کسی کو حاصل نہیں۔ فی الحقیقت یہ دونوں بزرگ آسمانِ تحقیق کے آفتاب اور مہتاب ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان کے فضائل اور کمالات کو اور اُن کی کتابوں کو ایسی شہرت دی کہ کچھ بیان کی حاجت نہیں۔ انتہیٰ۔

باقی رہیں کتب سننِ اربعہ یعنی ابوداؤد۔ نسائی ترمذی۔ ابن ماجہ سو ان کی بابت کہیں بھی کسی معتبر اصول کی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ ان میں موضوع حدیثیں ہیں۔ ہاں مقدمہ ابن صلاح ص۱۸ میں اتنا تو ضرور ہے۔ کہ

"ان کتبِ سنن میں حدیثیں اوصافِ ضعیفہ سے البتہ ہیں"

دیکھئے یہاں بھی ضعیف کا لفظ ہے۔ نہ موضوع کا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ضعیف اور موضوع میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ "بینھما بون بعید"۔ کیونکہ موضوع حدیث تو کسی حالت میں قابلِ عمل کیا قابلِ روایت بھی نہیں۔ بخلاف ضعیف حدیث کے کہ عند البعض علی الاطلاق اور عند البعض فضائل اور ترغیب و ترہیب میں اس کی روایت و عمل جائز ہے۔ مقدمہ ابن صلاح ص۴۶ میں مرقوم ہے۔

ولا تحل روایتہ لاحد علم حالہ فی ای معنی کان بخلاف غیرہ من الاحادیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الضعیفہ التی یحتمل صدقھا فی الباطن حیث جاز روایتھا فی الترغیب والترہیب"۔

یعنی کسی شخص کو موضوع روایت کا حال معلوم ہو جانے کے بعد اُس کا روایت کرنا کسی طرح بھی حلال نہیں۔ بخلاف احادیثِ ضعیفہ کے جن میں باطناً صدق کا احتمال ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ موجودہ دفتر صحاح کا موضوعات و مکذوبات سے بفضلہٖ تعالیٰ بالکل پاک صاف مبرّا و مجلّٰی و خالی ہے۔ افسوس یہ مخالفینِ حدیث ایک نہیں بلکہ تمام محدثینؒ پر اتہام وافترا باندھتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کتابیں بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہی ہیں سے

قَدْ اَصْبَحَتْ اُمُّ الْکَرِیْمِ تَدَّعِیْ
عَلَیَّ ذَنْبًا کُلُّہٗ لَمْ اَصْنَعِ

آہ سچ ہے سے

فتنہ پردازی تمہاری شان ہے
جو تمہاری بات ہے بہتان ہے

تعاقب سیوطیؒ بر ابنِ جوزیؒ منکرینِ حدیث کی عوام کو حدیثِ نبویہ سے بدظن کرنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ ابن جوزیؒ صفار نے (جو چھٹی صدی کے ایک عالم تھے) بعض حدیثوں کو موضوع کہا ہے۔

سنیئے! مطلق کسی کے کہدینے سے کوئی حدیث موضوع نہیں ہوا کرتی۔ مقدمہ ابن صلاح ص۴۴ میں ہے۔ انما یعرف کون الحدیث موضوعًا باقرار واضعہ او ما یتنزل منزلۃ اقرارہ الیٰ قولہ یشھد بوضعھا رکاکۃ الفاظھا ومعانیھا۔ یعنی موضوع حدیث کی معرفت کے کئی طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُس کا واضع خود اُس کی وضع کا اقرار کرے۔ یا اُس سے ایسے الفاظ ثابت ہوں جو بمنزلہ اُس کے اقرار کے ہوں۔ یا اس حدیث کے الفاظ و معانی کی رکاکت و بے ربطی و بے تکی اُس کے موضوع ہونیکی شہادت دے۔

خدا کے فضل سے صحاح میں اس قسم کی ایک بھی حدیث نہیں۔ تعجب ہے کہ ان منکرینِ حدیث نے ابن جوزیؒ کا نشان تو دیکھ لیا۔ اور امام جلال الدین سیوطیؒ کا اتنا بڑا تعاقب نہ دیکھا۔ جو انہوں نے ابنِ جوزی کی موضوعات پر کیا ہے۔ اور پُرزور الفاظ میں تردید کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

وبعد فان کتاب الموضوعات جمع الامام ابی الفرج ابن الجوزی قد نبّہ الحفاظ قدیمًا وحدیثًا علی ان فیہ تساھلاً کثیرًا واحادیث لیست بموضوعۃ بل ھی من وادی الضعیف وفیہ احادیث حسان واخریٰ صحاح بل وفیہ حدیث من صحیح مسلم نبّہ علیہ الحافظ ابن حجر ووجدت حدیثا من صحیح البخاری من روایۃ حماد بن شاکر الخ۔

یعنی موضوعات ابن جوزی کے متعلق محدثینؒ سلف و خلف نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اس میں

www.KitaboSunnat.com

اُن سے بہت تساہل ہوا ہے۔ جن احادیث کو انہوں نے موضوع لکھ دیا ہے۔ در حقیقت وہ موضوع نہیں ہیں۔ بلکہ راوی ضعیف سے ہیں۔ اور اس میں حسن حدیثیں بھی ہیں۔ بلکہ صحیح تک موجود ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم کی اور ایک صحیح بخاری کی بروایت حماد بن شاکر موجود ہے جن کو انہوں نے غلطی سے موضوعات میں داخل کر دیا ہے۔

فلہذا ناقد پر جانچ واجب ہے۔ نہ کہ آنکھیں بند کر کے ابن جوزی وغیرہ کی تقلید کر لینا۔

امام سیوطیؒ اپنے رسالہ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

هذا آخر ما اوردته فی هذا الکتاب من الاحادیث المتعقبة التی لا سبیل الی ادراجها فی سلك الموضوعات وعدتها نحو ثلثمائة حدیث منها فی صحیح مسلم حدیث وفی صحیح البخاری من روایة حماد بن شاکر حدیث۔ انتهی۔

یعنی موضوعات، ابن جوزی میں سے میں نے اس رسالہ میں ایسی تین سو حدیثیں نکالدی ہیں جن کو موضوعات کی زنجیر میں پرونے کی کوئی بھی صحیح وجہ نہیں۔ انہی میں سے صحیحین کی حدیثیں بھی ہیں۔

خلاصۃ المرام یہ کہ کتب صحاح میں موضوعات کا نام و نشان تک نہیں۔ اور علامہ ابن جوزیؒ نے جو نشان دیا ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ ابن جوزیؒ نقد رُواۃ میں بڑے متشدد تھے انہوں نے اُن رواۃ کو جو پہلے ثقہ تھے اور بعد میں مختلط ہو گئے تھے۔ داخل کتاب کر لیا ہے۔ اور اُن کی سب روایات کو موضوع کہتے چلے گئے۔

کتب تواریخ طبقات ابن رجبؒ وغیرہ میں مرقوم ہے کہ علامہ ابوالفرج ابن جوزی دیگر علوم و فنون میں تو ماہر تھے۔ مگر علم حدیث میں امام بیہقیؒ ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ افسوس ہے ان منکرین و مخالفین حدیث پر کہ احادیث نبویہ سے اس قدر عداوت و نفرت کے باوجود مسلمانی کا دعویٰ کئے جاتے ہیں۔ آہ سچ ہے ؎

وَكُلٌّ يَدَّعِي وَصْلاً لِلَيْلَى
وَلَيْلَى لَا تُقِرُّ لَهُمْ بِذَاكَا

ارباب صحاح ستہ امام بخاری وغیرہ کا تو ان کو اعتبار نہیں۔ جنہوں نے اپنی کتابوں میں صحت کا التزام و اہتمام کیا۔ اور نہایت تحقیق و تفتیش کے ساتھ احادیث جمع کیں۔ علماء اہل شرق و غرب نے بالاتفاق ان کتابوں کو مقبول و واجب العمل قرار دیا۔ کسی کو ان میں موضوع و مکذوب روایت نظر نہ آئی۔ اب تین چار سو برس گذر جانے کے بعد ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بس اس کا کہنا ان کے نزدیک یقینی اور وحی آسمانی ہو گیا ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا امام سیوطیؒ کے مندرجہ بالا جامع مانع اور سچے و حق تعاقب کے باوجود بھی یہی کہے جاؤ گے۔ کہ (نعوذ باللہ) صحاح ستہ میں موضوع حدیثیں ہیں۔ کیا ایسا کہنا انصاف کا خون کرنا نہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن جوزیؒ اور علامہ ذہبیؒ

اور سنیئے! موضوعات ابن جوزی پر نہ صرف امام سیوطیؒ نے بلکہ علامہ ذہبیؒ نے بھی اعتراض کیا ہے۔ چنانچہ میزان الاعتدال میں ابان بن یزید العطار کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا مِنْ عُيُوْبِ كِتَابِهٖ يَسْرُدُ الْجَرْحَ وَيَسْكُتُ عَنِ التَّوْثِيْقِ۔ انتہی

یعنی یہی تو ان کی کتاب کا بڑا عیب ہے۔ کہ راوی کی توثیق بیان ہی نہیں کرتے صرف جرح کے درپے رہتے ہیں۔ یعنی جرح کرتے کرتے احادیثِ صحاح کو موضوع کہکر ہاتھ صاف کر دیتے ہیں۔

پس منکرینِ حدیث کا امام ابن جوزی کے اُس کلام سے جس کی تردید بڑے بڑے علماء کر چکے ہیں۔ دلیل پکڑنا اہلِ انصاف کے نزدیک تارِ عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آہ سچ ہے ؎

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

چاہیئے کہ اپنی کم فہمی پر نادم ہو جائیں۔ اور جس جھوٹ پر کمر باندھی ہے اُس سے باز آجائیں۔ ورنہ یاد رکھیں ؎

باندھی ہے تم نے زیرِ فلک جھوٹ پر کمر
شاید بگڑ گیا ہے کہیں ہاٹ نیل کا

نہ معلوم ان نام نہاد اہلِ قرآن اور مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی کو احادیثِ نبویہ اور محدثین خصوصاً اصحابِ صحاح ستہ سے اس قدر عداوت کیوں ہے۔

آیئے! ہم آپ ہی کے ایک بزرگ کی زبانی ایسے لوگوں کے انجام بتائے دیتے ہیں۔

سنیئے! مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی فرماتے ہیں۔

"صحاح ستہ کتب میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان کے جمع کرنیوالے صحابہ اور بعد کو علماء و عاملین مقبولین رہے اور باتفاق جمیع اہلِ اسلام مقبول اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ **جو شخص اِن کتابوں کو بُرا کہتا ہے۔ اور توہین کرتا ہے گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے وہ شخص فاسق و مرتد۔ بلکہ کافر و ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔**

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۳)

اب بتائیے آپ کون ہوئے؛ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا" اصلاح کے بعد زمین میں فساد مت کرو۔

قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے لوگوں کی اصلاح ہو گئی۔ اب تم لوگوں کو حدیث رسول اللہ سے بدظن کر کے، کتب احادیث کی توہین کر کے ازسرِنو لوگوں میں شر و فساد برپا کرنا چاہتے ہو سچ ہے ؎

شر و فتور اُٹھتے ہیں بات بات میں
ابلیس کے سے وصف ہیں مفسد کی ذات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولوی حنفی پٹنوی کا اعتراض اور اس کا جواب

مخالفین حدیث کے منجملہ اعتراضات کے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ احادیث کی تدوین و تالیف انسانی طاقت سے باہر ہے۔ چنانچہ مولوی عمر کریم پٹنوی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ

"جو امر قدرت بشری سے باہر ہو وہ کیونکر ہو سکتا ہو امام بخاری درجہ بشریت سے الگ نہیں۔ اور معصوم بھی نہیں اس لئے ان سے خطا ممکن ہے۔"

بہت خوب آپ اسی امکانِ خطاء کے شک و شبہ میں پڑ کر احادیثِ رسول، دین محمدی کے منکر و مخالف ہو گئے سنیئے! امکان خطاء اور وقوعِ خطا میں بڑا فرق ہے۔ امکان اور چیز ہے۔ اور وقوع اور چیز ہے۔ قرآن حدیث ہمارا دین ہے۔ اور دین میں شک و شبہ کرنا منافقوں و کافروں کا کام ہے۔ "بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ" خدا کا فرمان ہے۔

۲ جو احادیث امام بخاری امام الدنیا فی الحدیث وطبیب الحدیث وعللہ نے اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ اگر کسی کی ان نے دودھ ھد ہلایا ہے تو ان کو غلط ثابت کر کے دکھائے۔ امکان تو اس میں بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے صحیح باپ کے نطفہ سے پیدا نہ ہوں۔ ممکن ہے آپ چور ہوں۔ زانی ہوں۔ لیکن بغیر ثبوتِ شرعی کے ایسا کہنا غلط ہے۔ مانا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ وعنہ درجہ بشریت سے خالی نہیں تھے۔ بلکہ جملہ انبیاء و رسل بھی بشر ہی تھے۔ مگر کیا بشریت کا سارا اثر و اقتضاء دینِ الٰہی وہ۔ دینِ احادیث نبوی پر ہی پڑنا تھا۔ یہ سب شیطانی وسوسے و شبہات ہیں۔ فن حدیث تو ایک ایسا فن ہے کہ جس میں محدثین الفاظِ حدیث میں تو کیا۔ اس کے راویوں کے نام میں بھی غلطی کو روا نہیں رکھتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس قدر صحت کا التزام کیا تھا کہ پورے سولہ برس کی مدت میں ایک لاکھ صحیح احادیث سے اس جامع صحیح کا انتخاب کیا۔ اور ہر ہر حدیث پر غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کی اپنے رب سے استخارہ کیا پھر اس حدیث کو پورے وثوق و تیقن کے ساتھ اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ اگر اب بھی اس میں غلطی تسلیم کر لی جائے تو پھر شاید کوئی حدیث کوفہ کے امام بارے سے آئیگی۔ جو صحیح تسلیم کی جائیگی۔

ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ نے نہیں بلکہ جارحین نے بوجہ نہ رکھنے لیاقت برابر امام بخاری کے اور نہ سمجھنے ان کے نکات کے خود غلطی کھائی ہے۔ آپ صحیح بخاری میں تو شک کرتے ہیں۔ اور متاخرین کی جرح کو کَأَنَّهُ وَحْيٌ مِنَ السَّمَاءِ سمجھتے ہیں۔ کیوں جناب! کیا ابن جوزی وغیرہ معصوم تھے؟ درجہ بشریت سے خارج تھے۔ یہ خطا کا امکان اور بشریت کا اقتضاء کیا صرف امام بخاریؒ وغیرہ محدثین ہی کے لئے ہے۔ یا جارحین کے لئے بھی۔

سنیئے! اور بگوش ہوش سنیئے! جب بقول آپ کے جمع احادیث قدرت بشری سے باہر ہے تو آپ کو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ جمع قرآن بھی قدرت بشری سے خارج ہے۔ حضرت عثمانؓ ...

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمع کیا تھا وہ بھی تو بشریت سے باہر نہیں تھے۔ بس چلیئے اسلام رخصت شد۔ واہ کیا سمجھ ہے؟ قربان ایسی فہم پر۔ پڑیں پتھر اس سمجھ پر سمجھے تو یوں سمجھے۔ ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنے دستِ مبارک سے نہ قرآن لکھکر دیا نہ حدیث۔ دونوں کے جمع کرنے والے صحابہ کرام ہی تھے۔ جو بشر وانسان تھے۔ معصوم نہیں تھے۔ جن میں خطاء کا امکان بھی تھا۔ بس

"مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا"

رسالہ

حدیث کا ثبوت قرآن کی روشنی میں

طلوعِ اسلام کراچی بابت جولائی ۵۳ء میں مولوی اسلم جیراجپوری نے بعنوان "قرآن اور حدیث" ایک مضمون حدیثِ رسول اللہ کی تردید و توہین میں لکھا ہے چنانچہ رسالہ مذکور کے ص۵۳ میں منطقی صغریٰ کبریٰ بنا کر نتیجۃً لکھتے ہیں کہ

"حدیثوں کی پیروی قرآن کی رُو سے منع ہے"

اللہ اکبر! کس قدر بے باکی و بے حجابی کے ساتھ کہا جا رہا ہے۔ کہ قرآن حدیثِ رسول اللہ (صلعم) کی تابعداری سے منع کر رہا ہے۔ یہ قرآن پر کتنا بڑا افتراء و بہتان عظیم ہے۔ آہ جو قرآن برملا "اَطِيعُوا الرَّسُولَ" کے نعرے لگا لگا کر رسول کی تابعداری کا کھلا سبق دے رہا ہو، جو قرآن ساری دنیا کو "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ" کہکر قولاً وعملاً آپ کا فرماں بردار بنانا چاہتا ہو۔ جس نے آپ کی اطاعت کو موجبِ نجات اور نافرمانی کو باعثِ ضلالت و ہلاکت قرار دیا ہو۔ آج اُسی قرآن پر یہ الزام لگایا جارہا ہے۔ کہ وہ رسول کی تابعداری کرنے یعنی آپ کی احادیث آپ کے فرامین ماننے سے منع کرتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

آیئے! ہم آپ کو قرآن مجید ہی کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ حدیث بھی وحی آسمانی اور منزل من السماء ہے۔ اور قرآن خود حدیثِ رسول اللہ کو منواتا ہے۔ جس نے حدیث کو نہیں مانا اُس نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی اس کے متعلق متعدد آیات و دلائل پیش کر چکے ہیں۔ سنیئے!

ہمارا دعویٰ ہے۔ نہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ۔ بلکہ ہم اس کو مع دلائل ساطعہ قاطعہ علیٰ رؤس الاشہاد بیان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح وحی نازل ہوئی ہے جس طرح دیگر انبیاء سابقین پر اپنے اپنے زمانے میں حسب ضرورت ہوا کرتی تھی۔ ہمارے اس دعویٰ کی یہ آیت قرآنی پہلی دلیل و شاہد ہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ۔ الآیہ۔

"یعنی جس طرح ہم نے نوح (علیہ السلام) اور اُن کے بعد کے انبیاء (علیہم السلام) کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اسی طرح ہم نے (اے محمد صلعم) تمہاری طرف وحی بھیجی ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیتِ ہٰذا میں لفظ کما تمثیلیہ قابلِ غور ہے۔ قرآن مجید میں مفصل و مشرح طور پر مذکور ہے۔ کہ انبیاء سابقین علیہم السلام پر علاوہ مستقل کتبِ سماویہ و صحفِ شرعیہ کے حسبِ ضرورت موقعہ بموقعہ وحی خفی بھی نازل ہوا کرتی تھی جس کو ہم اپنی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں۔

اِئْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔ (احقاف)

فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ۝ (طٰہٰ)

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ (اعراف)

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا (طٰہٰ) فَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ (شعراء) وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا۔ (یونس)

یہ تمام آیاتِ قرآنیہ ہمارے اس دعوے کی
۲ شاہد ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر علاوہ کتبِ سماویہ اور صحیفوں کے حسبِ ضرورت وحی خفی بھی نازل ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ خداوندی بیان ہے۔ کہ ہم نے جس طرح پہلے نبیوں اور رسولوں پر وحی نازل کی تھی اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ لہذا رسول اللہ صلعم پر علاوہ ایک مستقل کتاب قرآن مجید کے بموجب فرمانِ اللہ عز وجل وحی خفی کا نازل ہونا ضروری ہوا۔ جو یقیناً حدیث ہے۔

دوسری دلیل:۔ یہ کہ شریعت مقرر کرنا اور قانون وضع کرنا اور حکم دینا خداوند تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس میں اُس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ ارشاد ہے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔ (مائدہ) شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ (شوریٰ) اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (ایضاً) ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ (جاثیہ) اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (اعراف) وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝ (کہف)

یہ جملہ آیات ہمارے اس دعویٰ کی شاہد ہیں کہ شریعت کا مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

اب ناظرین تقریر مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیت مندرجہ ذیل پر غور کریں۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (بقر) یعنی جو لوگ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں ان کو خوش خبری سنا دو۔

آیتِ ہٰذا میں دو امر غور طلب ہیں۔

۱۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا کس کا حکم ہے۔

۲۔ مصیبت کے وقت (استرجاع) انا للہ پڑھنا کس کا حکم ہے؟۔ یہ دونوں امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو کہو کہ اللہ کا حکم ہے۔ یا یوں کہو کہ لوگوں کا تراشیدہ ہے۔ چونکہ آیت مقام مدح میں واقع ہوئی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ خدا ہی کا حکم ہے۔ امر اول صبر کا حکم تو ان آیات میں موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا (النساء) وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ (احقاف)

لیکن امر دوم استرجاع کا حکم قرآن مجید میں نہیں ہے۔ کیونکہ آیت میں "قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ" ہے جو بطور خبر کے واقع ہوا ہے۔ اگر حکم ہوتا "تو قُولُوا إِنَّا لِلَّهِ" ہوتا۔ چونکہ امر دوم استرجاع یعنی انا للہ پڑھنے کا حکم حدیث میں ہے۔ لہٰذا یہ آیت بطور خبر کے حدیث کی مثبت اور اس کو حکم اللہ ثابت کرتی ہے۔

فافہم و تدبر۔

تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ آیت وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (بقرہ) بھی بطور خبر کے واقع ہوئی ہے۔ کہ لوگوں نے یہ دعا پڑھی۔ نہ بطور حکم کے کہ تم یہ دعا پڑھو۔ صحیح مسلم کے شروع میں ہے کہ جب آیت إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ الآیہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ حکم تو تکلیف مالایطاق ہے۔ ہم کو اس کی برداشت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم یہودیوں کی طرح "سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا" کہنا چاہتے ہو۔ بلکہ تم یوں کہو۔ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ الآیہ جب انہوں نے بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کہا (جو دراصل اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان تھا) تو اللہ تعالیٰ نے بطور خبر کے آیت نازل فرمائی۔ کہ جن لوگوں نے سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کہا ہے وہ مومن ہیں۔ "آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ" الآیہ

اگر بیان مذکورہ بالا کو صحیح نہ تسلیم کیا جائے۔ تو یہ خبر غلط ثابت ہوگی۔ اور یہ بھی لازم آئیگا کہ شریعت اور قانون مقرر کرنے میں اور لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ جو قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ ارشادِ باری ہے۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ (مجادلہ)

یعنی جن منافقوں اور یہودیوں کو سرگوشی سے منع کیا گیا تھا۔ وہ باز نہیں آتے۔

آیت ہذا صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی سے منع فرمایا تھا۔ لیکن قرآن مجید میں اگر دیکھا جائے تو اس سے پہلے ایک آیت سے بھی نہی یعنی منع ثابت نہیں ہوتا۔ اگر حدیثی نہی و ممانعت کو خدا کی ممانعت نہ سمجھا جائے۔ تو قرآنی بیان غلط اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ ارشادِ باری ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ (نجم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کچھ وحی بھیجی۔

آیت ہذا بطور خبر کے صاف بتلا رہی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی تھی۔ لیکن اس وحی کا قرآن مجید میں پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا وحی تھی۔ اگر حدیث کو وحی اللہ اور حکم اللہ نہ مانا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آیت ہذا نعوذ باللہ غلط ثابت ہوتی ہے۔

چھٹی دلیل یہ کہ وَاِذْ اَسَرَّ

النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ (تحریم)

یعنی جب کہ پوشیدہ کیا نبیؐ نے اپنی بعض بیوی کی طرف حدیث کو۔ پس جب بیان کر دیا اُس حدیث کو اُس بیوی نے دوسری بیوی کے آگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرا دیا۔ تو آپ نے اس بیوی کو بعض بات جتلا دی۔ اور بعض سے منہ پھیر لیا۔ پس جب نبی نے اُس بیوی کو اُس کے بیان کرنے کی خبر دی تو کہنے لگی کہ تم کو کس نے بتلا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ بتا دیا مجھ کو جاننے والے خبردار نے۔

آیتِ ہذا سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

١۔ نبی کا قرآن کے علاوہ بیان کرنا۔ (٢) اُس بیان کا سِرّی حدیث ہونا (٣) پھر حدیث کا نبی کی طرف مضاف و منسوب ہونا۔ (٤) اُس حدیث کا منجانب اللہ ہونا۔ (٥) اس حدیث کا با الفاظِ اَنْبَاَنَا۔ اَخْبَرَنَا اور حَدَّثَنَا کہہ کر روایت کرنا۔

(ملخص از الدلیل الجلی علی اثبات الوحی الخفی)

منکرینِ حدیث سے ایک سوال

رسالہ طلوعِ اسلام کراچی بابت فروری ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے:

"قرآن کریم کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ اور اس تفسیر میں وہ کسی خارجی روشنی کا محتاج نہیں۔ اور اس کو کسی انسانی چراغ کی ضرورت نہیں۔"

پھر اس کے بعد جولائی ۱۹۵۴ء کے پرچہ صفحہ میں حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ کا یہ مقصد بیان کیا ہے۔ کہ یہ وہ کتاب ہے۔

"جو اپنی تفسیر کے لئے کسی خارجی خیال کی محتاج نہیں"

یعنی نبی علیہ السلام نے احادیث میں جو قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کی ہے وہ ایک انسانی خیال اور انسانی چراغ ہے۔ لہذا ہمیں احادیث کی قطعاً ضرورت نہیں۔ بس ہمیں تو صرف قرآن کافی ہے۔

اِن نادانوں اور عقل کے دشمنوں۔ طوطے شاہ کے بھائیوں کو یہ معلوم نہیں کہ نبی امی فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کی ہے۔ وہ بحیثیت انسان ہونے کے نہیں کی بلکہ بحیثیت رسول و پیغمبر ہونے کے کی ہے۔ اور یہ حدیثوں کا چراغ آپ کا منگھڑت انسانی چراغ نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ چراغ ہے۔ جو منجانب اللہ روشن کیا گیا ہے۔ افسوس یہ لوگ عداوتِ حدیث میں قرآن کو بھی بھول گئے۔ اگر یاد ہے تو پڑھو۔

وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

آیتِ ہذا کا ایک ایک جملہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ خصوصًا بِاِذْنِهٖ کا لفظ نہایت ہی قابلِ غور ہے۔ جب قرآن کریم نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم چراغ اور آسمانی چراغ قرار دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو اب اس چراغ کی کرنوں یعنی حدیثوں کو محض تخیلاتِ انسانی کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ بیشک قرآن مجید نے اپنے بعض مقامات کی تشریح و تفصیل خود کر دی ہے۔ مگر چونکہ قرآن نے سید المرسلین اکرم الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی کو بھی دنیا سے منوانا تھا۔ اس لئے بہت سے احکام جو قرآن مجید نے دنیا کے سامنے اجمالاً پیش کئے ہیں۔ ان کی تفسیر و تبیین کے لئے آپ کو بایں الفاظ مخاطب کر کے بتا دیا کہ بغیر آپ کے سمجھائے قرآن مجید کا سمجھنا ناممکن ہے۔ عوام الناس کے فہم و ادراک کی رسائی بغیر توسط و وسیلہ نبوی کے امر محال ہے۔ بلکہ آپ کی تفسیر کے خلاف قرآن کا ماننا غلط و بے کار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

یعنی نزول قرآن کی غرض و غایت یہی ہے۔ کہ تم اے ہمارے حبیب ولبیب لوگوں کے واسطے اسے خوب کھول کھول کر بیان کر دو۔ اور اس کی تشریح و تفسیر کر کے سمجھا دو۔ کیونکہ اغراض قرآنی و مقاصد فرقانی کا عارف و ماہر تم سے زیادہ اور کوئی نہیں۔ تفسیر جامع البیان صـ۲۲۸ میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے۔

"یعنی لتفصل لهم ما اجمل وتبين لهم ما اشكل لعلمك بمعنى ما انزل الله عليك وحرصك عليه"

تفسیر ابن کثیر جـ۵ صـ۲۵۵ میں ہے۔ کہ اے نبی یہ قرآن ہم نے اس لئے نازل کیا ہے کہ اسے لوگوں کو سمجھا دو۔ چونکہ تم اس کے معنی و مطالب سے خوب واقف ہو۔ تم سب سے زیادہ اس کے حریص و شائق ہو۔ تم ہی اس کے سب سے بڑے عالم وعامل ہو۔ تم ہمارے نزدیک سب مخلوقات سے افضل اور ساری اولادِ آدم کے سردار ہو۔ پس جو اجمال اس کتاب میں ہے اس کی تفصیل تمہارے ذمہ ہے۔ اس کے مشکل مقامات کو تم ہی حل کر سکتے ہو۔

تفسیر فتح البیان جـ۵ صـ۲۳۴ میں ہے۔

وبيان الكتاب يطلب من السنة والمبين لذالك المجمل هو الرسول صلى الله عليه وسلم ولهذا قيل متى وقع تعارض بين القرآن والحديث وجب تقديم الحديث لان القرآن مجمل والحديث مبين بدلالة هذه الآية والمبين مقدم على المجمل - الخ

یعنی قرآن کی تفسیر اور اس کا بیان حدیث سے سمجھا جائے۔ اس مجمل کے مُبَیِّن خود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب کبھی قرآن و حدیث میں بظاہر تعارض واقع ہو تو حدیث ہی کا مقدم کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اس آیت کی رو سے قرآن مجمل ہے۔ اور حدیث اس کی شرح و تفسیر ہے۔ اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مبین و مفصل مقدم ہوا کرتا ہے مجمل پر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر خازن جز ۴ ص۲۶۵ میں ہے۔ "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ" یعنی ما اجمل الیک من احکام القرآن وبیان الکتاب یطلب من السنۃ والمبین لذالک المجمل ھو الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اسی طرح محی السنہ امام بغوی نے معالم التنزیل میں تحت آیت ہذا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اراد بالذکر الوحی وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مبینا للوحی وبیان الکتاب یطلب من السنۃ۔ یعنی آیت ہذا میں "ذکر" سے مراد وحی جلی یعنی قرآن ہے۔ اور اس کے بیان کرنے والے نبی صلعم ہیں۔ قرآن کا معنی، مقصد حدیث سے تلاش کیا جائے۔

مقام غور ہے کہ قرآن تو اپنے اجمال کی تفصیل کے لئے نبی علیہ السلام کو دنیا کے سامنے پیش کرکے آپ کے فرامین، آپ کی احادیث کی جانب دنیا کی راہنمائی کرے۔ جیساکہ آیت مذکورہ بالا و حوالجات مندرجہ سے واضح ولائح ہے۔ اور یہ نام نہاد قرآن کے ماننے والے منکرین حدیث قرآن کی تکذیب کرتے ہوئے لکھیں کہ قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ بس یہی ہمیں کافی ہے۔ کسی دوسری تشریح وتفصیل کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ع

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

گویا ان کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا، وعظ ونصیحت کرنا، دنیا بھر کے لوگوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینا سب عبث وبیکار تھا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ قرآن مجید اپنی تفسیر آپ نہیں کرتا۔ سوال تو صرف اتنا ہے۔ کہ جن مقامات کی تشریح وتفسیر خود قرآن نے نہیں کی بلکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مُبَیِّن ومُفَسِّر قرار دیا ہے۔ کیا وہاں بھی آپ کی تفسیر وحدیث کو ماننا گناہ ہے؟ ان مقاماتِ قرآنی کو سمجھنے کے لئے کیا نبی کریم فداہ ابی وامیؑ کے سوا اور کسی ہستی کے پاس جائیں؟ اگر قرآن اپنے ہر ہر مقام کی تشریح خود کرتا ہے۔ اور بقول تمہارے کسی دوسری تشریح کی قطعًا ضرورت نہیں۔ تو مندرجہ بالا عبارت میں بعنوان چھٹی دلیل جو ہم نے سورت تحریم کی آیت پیش کی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی بعض بیویوں کو پوشیدہ حدیث کی۔

جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آیت ہذا میں بعض بیوں سے کون سی بیوی مراد ہے؟ اُس کا کیا نام تھا؟ کسی کی بیٹی تھی؟ اور وہ کیا بات تھی جو نبی علیہ السلام نے اُس سے کہی تھی۔ یہ پورا واقعہ مفصّل تشمہ مطلوب ہے۔ کیا قرآن نے اپنے اس اجمال کی تفصیل وتفسیر خود کی ہے؟ اگر کی ہے تو کون سے پارہ کی کونسی سورت اور کونسے رکوع میں ہے۔ ذرا حوالہ تو دیجئے۔ اور اس آیت کے بعد کی آیت میں ارشاد ہے کہ

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا

الآیہ۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو۔ اپنے قصور کی معافی چاہو۔ بیشک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔

یہ "اِنْ تَتُوْبَا" جو تثنیہ مخاطب کا صیغہ ہے۔ اس سے مراد کون دو ہیں۔؟ کہیں پرویز صاحب و اسلم صاحب جیراجپوری تو نہیں ہیں؟ جن کے متعلق قرآن خبر دے رہا ہے۔ کہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ آخر وہ کون دو ہیں؟ ان کے کیا نام ہیں مرد ہیں یا عورتیں ہیں۔ کس وجہ سے اُن کے دل ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ اس کی تفصیل قرآن نے کس جگہ کی ہے۔ حوالہ مطلوب ہے؟

یاد رکھو! اگر دنیا بھر کے منکرین حدیث مل کر اس کی تعیین و تفصیل قرآن میں دکھانا چاہیں۔ تو نہیں دکھا سکتے۔ "وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا"۔ اگر نہیں دکھا سکتے اور یقیناً نہیں دکھا سکتے۔ تو آؤ! قرآن کی ہدایت کے مطابق حدیث پر ایمان لے آؤ۔ حدیث کی تشریح میں تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان اپنی نیک بندیوں کو خداوند تعالیٰ نصیحت کر رہا ہے۔

اسی طرح تیسری دلیل کی آیت "وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کا فاعل قرآن مجید نے نہیں بتایا کہ وہ کون کونسے صحابہؓ تھے؟ اُن کے کیا نام تھے۔

نیز چوتھی دلیل کی آیت کی بھی قرآن نے تفصیل نہیں بتائی۔ کہ "نَهُوْا" سے کون سے منافق اور یہودی مراد ہیں؟ اُن کے کیا نام تھے؟

جب قرآن نے ان اشخاص کی تفصیل اور اُن کے اسمار کی فہرست نہیں بتائی۔ اور حدیث کی تفصیل و تشریح کی ہمیں ضرورت نہیں۔ تو بتایئے۔ کیا جس کے متعلق چاہیں گمان کر لیں؟ کہ ان آیات سے باعتبار شان نزول کے فلاں فلاں اشخاص مراد ہیں۔ خواہ وہ حقیقت میں ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید گمان کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ اور ظن کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔ پھر بتایئے اس کا کیا حل ہے؟

بس حدیث رسول اللہ کے مانے بغیر چارہ ہی نہیں۔ بغیر تفسیر و تبیین محمدی کے نہ کما حقہ قرآن مجید سمجھ میں آ سکتا ہے۔ نہ ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن اتباع چھوڑ کر قرآن دانی اور قرآن فہمی کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے۔

منکرین حدیث کے اقسام

زمانہ نحن فیہ میں دراصل منکرین حدیث دو قسموں پر منقسم ہیں۔ بعض تو اتنے بد دیانت ہیں کہ جن کی بے عملی اور بے راہ روی کا سہارا ہی انکار حدیث ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو فن حدیث سے ناواقف و ناآشنا ہونے کے باوجود اس میں خواہ مخواہ دخل دیتے ہیں۔ اور جہل مرکب کے مریض ہو کر فاش غلطیاں کرتے ہیں۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان منکرین حدیث کے اندر رسولؐ کی پیاری احادیث و فرامین کے انکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی جرأت کس طرح پیدا ہو جاتی ہے۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جب اپنے اختراعی خاص مسلک کی پابندی اختیار کر لیتے ہیں اور اس کی تقلید کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں، پھر اگر صحیحین کی حدیث بھی اس منگھڑت اصول و مسلک کے صریح خلاف ہوتی ہیں تو چونکہ ایسے لوگ تلبیس ابلیس کی وجہ سے اپنا وہ غلط مسلک و مذہب چھوڑنا نہیں چاہتے اور حدیث کا صاف انکار کرتے ہوئے بھی جھجکتے ہیں تو کسی نہ کسی بہانے سے اس کو ٹالنے کے لئے اور حدیث کے انکار کا راستہ نکالنے کے لئے ائمہ حدیث و جماعت محدثین پر اس قسم کے طعن و تشنیع کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث عقل یا قرآن کے خلاف ہے۔ تاکہ تنقید کے نام سے احادیث رسول ﷺ کے رد و انکار کا موقع مل جائے۔ اور ہمارا اپنا پسند کردہ مذہب و مسلک قائم رہے۔ حالانکہ ایمان و اسلام کا اقتضاء تو یہ تھا۔ کہ جو مذہب و مسلک یا جس کا قول و فعل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دیکھیں۔ اس کو یک دم چھوڑ کر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔

ذَالِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ؕ

مُنْكِرِيْنَ حَدِيْث نَاقِصُ الْعَقْل هَيْں

فتح الباری پ ۱۳ ص ۲۳۳ میں ہے۔ وَرَدُّ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيْحَةِ وَالطَّعْنُ فِيْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ الضَّابِطِيْنَ مَعَ اِمْكَانِ تَوْجِيْهِ مَا رَوَوْا مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ اَقْدَمَ عَلَيْهَا كَثِيْرٌ مِّنْ غَيْرِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَهُوَ يَقْتَضِيْ قُصُوْرَ فَهْمِ مَنْ فَعَلَ ذَالِكَ مِنْهُمْ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ الْكِرْمَانِيْ لَا حَاجَةَ بِتَخْطِئَةِ الرُّوَاةِ الثِّقَاتِ الخ۔

یعنی احادیث صحیحہ و روایات ثابتہ کا انکار و رد کرنیوالا، ائمہ حدیث متقنین ضابطین (مثل اصحاب صحاح ستہ وغیرہ) میں طعنہ زنی کرنیوالا ناقص العقل و قاصر الفہم ہے۔ اسی وجہ سے علامہ کرمانیؒ شارح صحیح بخاری کا فرمان ہے۔ کہ رواۃ ثقات کو خاطی کہنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ (بلکہ ان کی روایات میں توفیق و تطبیق دینا ضروری ہے۔)

علامہ ابو القاسم لالکائی اپنی کتاب السنۃ میں بطریق ربیع بن عبد الرحمٰن نقل فرماتے ہیں۔

عَلَى اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِهِ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ۔

"یعنی اس قرآن و حدیث کا خصوصاً احادیث صفات کا بھیجنے والا اللہ رب العلمین ہے اور اس کے پہنچانے والے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہمارا کام اسکو تسلیم کرنا ہے۔ نہ کہ منکرین حدیث کی طرح انکار و مقابلہ۔

فتح الباری پ ۱۳ ص ۲۳۳ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وَاَسْنَدَ اللَّالِكَائِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ اِتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ عَلَى الْاِيْمَانِ بِالْقُرْاٰنِ وَبِالْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ جَاءَ بِهَا الثِّقَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی قرآن مجید فرقان حمید اور ثابت شدہ احادیثِ رسولؐ پر ایمان لانا مشرق سے مغرب تک کے تمام علماء فقہاء کے نزدیک مسلم و متفق علیہ ہے۔

علامہ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تو احادیث متواترہ تو کجا خبر واحد کے متعلق بھی فیصلہ صادر فرماتے ہیں

اِنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ عَنْ مِثْلِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْجِبُ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ مَعًا۔

(الاحکام جلد ۱ ص۱۱۹)

"یعنی نبی علیہ السلام کی حدیث اگرچہ ایک ہی راوی عادل و ضابط سے منقول ہو تب بھی وہ واجب العمل و قابلِ قبول ہے۔"

اب ذرا پرویز صاحب ایڈیٹر رسالہ طلوع اسلام غور کریں کہ صحابہ کرام و ائمہ کبار کس طرح احادیثِ رسولؐ کے متبع و دلدادہ تھے۔ اور عمل بالحدیث کو ہر مسلمان پر فرض و واجب جانتے تھے۔

میں ان چکڑالوی حضرات کو نہایت خلوص و نیک نیتی اور صاف دل سے صلاح دیتا ہوں کہ احادیثِ رسولؐ پر خصوصًا امام بخاریؒ کی جامع صحیح پر اعتراض کرنا چھوڑ دو۔ اور اپنے اس تخییلِ باطل و عقیدۂ عاطل کو دماغ سے نکال دو۔ ورنہ ہر حامی حدیث یہ کہنے کے لئے تیار ہے ؎

اَنَا صَخْرَۃُ الْوَادِیْ اِذَا مَا زُوْحِمَتْ
وَاِذَا نُطِقَتْ فَاِنَّنِیْ الْجَوْزَاءُ

خدا کا شکر ہے۔ کہ تہذیب و صداقت ہم جماعت اہلحدیث کا فطرتی مایۂ خمیر ہے دغابازی و حیلہ گری سے مصفا و مبرا ہے۔ ہم بفضلہٖ تعالیٰ صدق دل سے اپنے سچے نبی کی سچی احادیث کے حامی و متوالے ہیں۔ حدیث رسولؐ کے مقابلہ میں ہر کس و ناکس کی بات کو گوزِ شتر سے زیادہ نہیں سمجھتے ؎

ما اہلحدیثیم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

؎ لَا تَرْغَبَنَّ عَنِ الْحَدِیْثِ وَاَھْلِہٖ
فَالرَّاْیُ لَیْلٌ وَالْحَدِیْثُ نَھَارٌ

گو میں مانتا ہوں کہ اس زمانہ میں خصوصًا اس انقلابِ عظیم کے بعد بے چارے ضعفاءِ خلق اہلحدیثوں کا گروہ اغیار کے ان پیکانوں کا شکار ہوا ہے جن کا وہ مستحق صحیح نہ تھا۔ یہ گروہ اس دشوار اور پُر فتن و پُر شرور زمانہ میں اس مظلوم کے مانند ہے جو ظالم کے قہر آلود ستموں کو سہتا ہے۔ اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر ایک آہ سرد بھر کر رہ جاتا ہے۔ ہر چہار سُو سے کفر و الحاد کی صدائیں شرک و بدعت کے انبار، احادیثِ رسول کی توہین و تردید اس جماعتِ حقہ کے لئے کیا کچھ کم مصیبت ہے؛ گو اس چمن میں اگلی سی بہار اور بہاریں اگلا سا سماں نہیں رہا۔ جب سے اس اجڑے ہوئے باغ کے نخلبند اور اس سچے مذہب کے بانی مبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطیرۂ قدس (جنت) میں آرام فرما ہوئے ہیں۔ بوجہ امتدادِ زمانہ جس طرف دیکھو اداسی کا سماں اور وحشت و بربیت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشرکین مبتدعین، متعصبین، روافض، خوارج، معتزلہ، جہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا زور وشور ہے مگر یاد رہے اس غریب جماعت اہلحدیث کے درخت زندگی کا برگ وبار اگر یہ سب حریف مل کر کاٹ ڈالیں اور کاٹ کر اس کے برگ وبار ٹھنڈ کو شرک وبدعت کے ظلم وستم کی آگ میں جلا کر خاکستر کردیں جب بھی یہ جماعت حقہ بفضلہ تعالیٰ سنت رسول وعظمت حدیث ہی کا دم بھرتی نظر آئیگی۔ کیونکہ اس کا ماخذ ومنبع قرآن حدیث ایک مضبوط لکڑی کی دیرپا آگ ہے۔ پھوس کی آگ نہیں کہ ایک لپکا اُٹھا اور پھر کچھ نہیں ہے بفضلہ تعالیٰ مذہب اہلحدیث کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ قدیم مذہب ہے۔ جس طرح ہتھیلیوں میں انگلیوں کا جوڑ ہے۔ یا گوشت سے ناخن کا اتصال ہے۔ اسی طرح اس سچے مذہب کا وجود کتاب وسنت سے وابستہ ہے۔

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ أَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ

دینی بھائیوں سے التماس:۔

مذکورہ بالا روئے سخن اغیار سے تھا۔ اب میں اپنے بھائی اہلحدیثوں سے التماس کرتا ہوں۔ کہ دیکھو! خواب تغافل سے چونکو۔ تم اس وقت بوجہ انقلاب وابتلاء کے نہتے ہو۔ اور تمہارا ہر حریف ہتھیار بند۔

افسوس! اس وقت تمہارے خانۂ عمل میں صفر ہی صفر نظر آتا ہے۔ تمہاری آنے والی نسلیں تو کیا۔ موجودہ ماحول بے عمل ہوچکا ہے۔

صد افسوس! تم نے اگلی آن بان کھودی۔ تمہارا عملی جوش وخروش نیچریت ومداہنت کے طوفان میں بہہ گیا۔ الا ما شاء اللہ

تمہاری کشتی حیات گرداب فنا میں چکر کھا رہی ہے۔ شتر بے مہاری سر پہ چھا رہی ہے۔ باد مخالف کا زور ہے۔ شرک وبدعت کے دریائے شور سے لہروں کا طوفان اُٹھ اُٹھ کر آسمان سے ٹکرا رہا ہے۔ نہنگ وحرام خور شیطانی جانور انسانی لباس میں ملبوس ہوکر تمہیں ہڑپ کرنے کے لئے منہ پھاڑے بیٹھے ہیں۔ دیکھو کیسی تابڑتوڑ کوششیں باطل کی اشاعت میں ہورہی ہیں۔ اشتہار پر اشتہار، رسالہ پر رسالہ، اخبار پر اخبار شائع ہورہے ہیں۔

ایک تم ہو کہ تمہاری طرف سے کچھ نہیں تمہیں آپس کے ہی بغض وعناد۔ حسد۔ کینہ سے ہی فرصت نہیں۔ تمہارے بعض اقارب کالعقارب ہوگئے ہیں۔

دوستو! اگر دنیا کی دیوی پر کیسہ ہائے زر وجواہر نچھاور کر رہے ہو۔ عیش پرستی وخواہش سازی میں مستغرق ومنہمک ہو تو ہرگز نجات نہیں جب خدا نے تمہیں صاحب ثروت واہل دولت بنایا ہے تو کیوں نہیں اپنے پیارے اور سچے مذہب کی حمایت واشاعت میں اپنی نیک کمائی صرف کرتے۔ کم از کم صاحب تصانیف علمائے اہلحدیث موحدین کے رسالوں وکتابوں کی طباعت واشاعت کا انتظام کرو۔ اپنے دیرینہ خادم صحیفہ اہلحدیث کی توسیع اشاعت میں حصہ لو۔ کہ اسمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحفظ دین و تبلیغ توحید و بقائے ملت و مذہب کا راز مضمر ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

الٰہی و مولائی! تو اپنے فضل و کرم و تائید غیبی سے اپنے سچے دین قرآن حدیث کے سچے تابعدار مذہب اہلحدیث کو ہمیشہ دن دونی رات چوگنی ترقی اور رونق و برکت عطا کر۔ اور ہمیشہ ان کو غالب اور ان کے اغیار و مخالفین کو مغلوب رکھ۔ اور ہمیں بھی زمرۂ اہلحدیث نبی کے سچے تابعداروں میں قائم دائم رکھ۔ آمین۔ اِلٰہ الحق آمین۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلَیْنَا۔

فقط والسلام

کتبہ بیدہ وقالہ بفمہ العاجز الفقیر المحتاج الی اللہ الغنی بہ عمن سواہ ختم اللہ لہ بالحسنیٰ واذاقہ حلاوۃ رضوانہ الاسنیٰ **ابومحمد عبدالستار** التلمیذ والابن للقائم بالکتاب والسنۃ العلامۃ الامام الفاضل الشیخ محی السنۃ وقامع الشرک والبدعۃ **ابی محمد عبدالوھاب** تاب اللہ علیہ التواب واعظم لہ الاجر والثواب فی یوم الحساب آمین۔ فرحم اللہ امرأ نظر بعین الانصاف الیہ۔ ووقف فیہ علیٰ سھو فاطلعنی علیہ۔

شعر

شد ختم بر حدیث تو آخر بیان ما
باشد نگین نام تو مہر دہان ما

www.KitaboSunnat.com

فضیلتِ حدیث

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
صوفی، عالم، حکیم، دینی
بابا کے یہاں سے کون لایا
یہ شاہ راہِ محمدیؐ ہے
مشعل افروز راہِ سنت
ہوتے ہوئے مصطفیٰؐ کی گفتار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے
اب زیادہ تو مجھ سے کر نہ کلکل
بالفرض فلاں تھا مردِ کامل
وہ بھی اس در کا اِک گدا تھا
ملفوظ بہت نہیں تو نے دیکھے
ناحق تجھے اور کچھ ہوس ہے

دردانۂ دُرجِ مصطفیٰؐ ہے
کرتے رہے اس کی خوشہ چینی
جس نے پایا یہیں سے پایا
گنجینۂ رازِ احمدیؐ ہے
برہم زنِ بیخ و شاخِ بدعت
مت دیکھ کسی کا قول و کردار
یہاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے
خورشید کے آگے کیا ہے مشعل
اُس نے کیا تھا کہاں سے حاصل
گو غوث و امام و مقتدی تھا
ملفوظِ محمدیؐ کو اب لے
قرآن و حدیث تجھ کو بس ہے

حق ہو گا حدیث خواں سے حزم
ارشادِ رسولِ فخرِ عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

شرع میں سنت کی مستقل حیثیت

(از جناب مولانا حکیم برق صاحب غزنوی حویلیاں ہزارہ)

سنت کا لغوی معنیٰ

فِيَ الطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ اَصْلُهَا الطَّرِيْقَةُ الْمَحْمُوْدَةُ۔ لغت میں سنت کا معنیٰ یہ ہے۔ کہ وہ طریق محمود جس پر چلا جائے۔

اِصطلاحِ شرع میں سنت کا مفہوم

فَهِيَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِعْلُهٗ وَتَقْرِيْرُهٗ۔ وَفِي الْاَدِلَّةِ مَا صَدَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلعم مِنْ غَيْرِ الْقُرْاٰنِ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ تَقْرِيْرٍ۔

یعنی قرآن کے علاوہ آپ کے اقوال، افعال اور تقاریر پر سنت کا اطلاق ہو گا۔

اِستقلال سنت نبویہ بالتشریع

شریعت میں سنت نبویؐ اپنی ایک مستقل حیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانیؒ اصول کی معتبر تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ اِتَّفَقَ مَنْ يُعْتَدُّ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ مُسْتَقِلَّةٌ بِتَشْرِيْعِ الْاَحْكَامِ وَاِنَّهَا كَالْقُرْاٰنِ فِيْ تَحْلِيْلِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

علم و فضل کی مایۂ ناز اور نہایت معتبر ہستیوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے۔ کہ سنت مطہرہ تشریعِ احکام میں مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ اور قرآن ہی طرح حلال اور حرام کرتی ہے۔ کیونکہ

قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا وَاِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ اَيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَاُوْتِيْتُ مِثْلَهٗ مِنَ السُّنَّةِ الَّتِيْ لَمْ يَنْطِقْ بِهَا الْقُرْاٰنُ ——— وَذٰلِكَ كَتَحْرِيْمِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَتَحْرِيْمِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَمِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَاْتِ عَلَيْهِ الْحَصْرُ (ارشاد الفحول) آں حضور کا ارشاد ہے کہ

میں قرآن اور اس کے ساتھ ہی اس کی مثل سنت دیا گیا ہوں۔ اور یہ سنت ان مسائل تفصیلیہ سے بحث کرتی ہے جن کے متعلق قرآن نے کچھ نہیں کہا۔ مثلاً

www.KitaboSunnat.com

پالتوگدھوں، کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے نوچنے والے پرندوں کی حرمت اور اس کے علاوہ دیگر مسائل جو بے شمار ہیں اور سنت میں منضبط ہیں۔ منکرینِ سنت اب ان کی حرمت کہاں سے ثابت کریں گے؟

تمسک بالسنہ کے متعلق ارشادِ الٰہی!

مندرجہ ذیل آیات تمسک بالسنہ کے لئے دلیلِ قطعی ہیں۔

۱۔ مَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (حشر)

۲۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران)

۳۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (نساء)

۴۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (احزاب)

ان آیات کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث ایک مستقل ماخذ ہے۔ اور عملی زندگی میں اس سے تمسک کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

سنت قرآن ہی کا عملی نمونہ ہے۔ اور جن مسائل کو پیغمبر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کی حلت و حرمت سنت ہی کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ اپنی مشہور تالیف "الصارم المسلول" ص۱۸۰ میں لکھتے ہیں۔ وقد حکی ارباب المقالات عن الخوارج انهم یجوزون علی الانبیاء الکبائر ولهذا لا یلتفتون الی السنة المخالفة فی رأیهم لظاهر القرآن وان کانت متواترة۔

یعنی اربابِ مقالات بیان کرتے ہیں کہ خوارج انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کبائر کی نسبت صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ سنت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کی رائے میں سنت ظاہر قرآن کے مخالف ہے۔ اگرچہ سنت متواترہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ سنت کا برابر استرداد کرتے چلے جائیں گے۔

آگے چل کر امام موصوفؒ تحریر فرماتے ہیں۔

فلا یرجمون الزانی ویقطعون ید السارق فیما قل وکثر زعما منهم علی ما قیل ان لا حجة الا القرآن وان السنة الصادرة عن الرسول لیست حجة بناءً علی ذالك الاصل الفاسد۔

یعنی یہ لوگ زانی کو رجم نہیں کرتے لیکن قطعِ ید کرتے ہیں چوری کی مقدار زیادہ ہو یا کم۔ محض اس زعم کے زور پر کہ حجت قرآن ہے اور سنتِ رسولؐ حجت نہیں ہے۔ اور انکار و استردادِ سنت میں بنیادی طور پر یہی اصل فاسد کارفرما ہے۔

ولهذا قال النبی صلعم فی صفتهم اِنَّهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَتَاَوَّلُوْنَهٗ بِرَاْيِهِمْ مِنْ غَيْرِ اسْتِدْلَالٍ عَلٰى مَعَانِيْهِ بِالسُّنَّةِ وَهُمْ لَا يَفْهَمُوْنَهٗ بِقُلُوْبِهِمْ اِنَّمَا يَتْلُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِهِمْ۔ (الصارم المسلول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حضرات کی تعریف میں فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا اپنی آراء کا تختۂ مشق بنا کر اس کی من مانی تاویلات کریں گے۔ اور سنت کے استدلال کو چھوئیں گے بھی نہیں نہ ہی دل ہی کی پوری توجہ اور کامل جذب مطلب سے قرآن کو سمجھیں گے۔ محض زبانی اس کی تلاوت کریں گے۔ اور اگر اس میں زیادہ غور اور کاوش کریں گے بھی۔ تو قرآن فہمی کے لئے نہیں۔ بلکہ اعتراضات کی نشوو تولید کے لئے اور بس۔

اسی لئے منکرینِ حدیث احادیث کو عجمی سازش کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ اور ہر وہ حربہ استعمال کریں گے جو اس شجر مطہر پر ضرب لگانے میں زود اثر ہو۔ ہم اسلاف پرستی کا شکار نہیں ہیں، ہم صداقت پسند اور حق پرست ہیں۔ صدق و راستی کی پیکروں، اور علم و فضل کے مجموعوں کو آج کل کے نفاق گزیدہ اور ابلیس زدہ حضرات کے ژولیدہ فکری اور تیرگیٔ عقل کے گرد و غبار میں بھول کر بھی جھٹلا نہیں سکتے۔

حدیث قرآن کی مفسر اور شارح ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی شخص اپنے ذاتی یا گروہی نظریات و آراء کو قرآن کے سر چسپاں نہیں کر سکتا۔ اسی لئے یہ لوگ بنیادی طور پر سنت پر ہی خطِ تنسیخ اور دستِ تردید چلاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں "إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ"

اے پیغمبر! ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی ہے کہ تم لوگوں کی زندگی کے اُلجھے ہوئے مسائل کی پُر پیچ گرہوں کو اس کتاب کی روشنی میں کھول سکو۔ (نساء)

سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝"

ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبروں کو دلائل و صحائف دیکر بھیجا۔ اور تیری طرف بھی کتاب نازل کی تاکہ تو لوگوں میں بیان کرے۔

پہلی آیت میں فرمایا کہ تو اس کی روشنی میں فیصلے کرے۔ اور یہ کتاب آئینی منشور کا کام دیگی۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ" کہ تو اس کتاب کو لوگوں پر بیان کرے۔ یعنی عملی نظام کا نقشہ پیش کیا جائے۔ "تحکیم اور تبیین" دونوں کی مثالی صورت اور عملی تشکیل حضور صلعم نے اپنے قول و فعل سے پیش کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی قولی و فعلی شرح و تفسیر قرآن سے الگ ہے۔ قرآن اگر متن ہے تو حضورؐ کی زندگی تحکیم تبیین اور تعبیر و تفسیر کے فرائض بجا لا رہی ہے۔ شارح اور مفسر چونکہ خود نبی کریم صلعم ہیں۔ اس لئے شرح و تفسیر کا مجموعہ یعنی سنت قرآن سے الگ منضبط ہے۔ قرآنِ کریم نبی صلعم پر نازل ہوا۔ اور اس کی صحیح تفسیر اور کامل شرح اللہ تعالیٰ کی الہامی رہنمائی کے تحت حضورؐ نے فرمائی۔ اسی لئے حضورؐ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی امت کو تلقین و تاکید فرمائی۔ کہ تم اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمہاری عملی زندگی اِن دو کتاب و سنت کی حدود سے باہر نکلنے کی سعی نہ کرے گی ان میں کسی ایک کا ترک بھی حضورؐ کے ارشاد کی روشنی میں گمراہی اور ضلالت کے مترادف ہوگا۔ اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ کی سنت ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس سے ایک صحیح اور ذی شعور مسلمان کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ والحاصل ان ثبوت حجیۃ السنۃ المطھرۃ واستقلالھا بتشریع الاحکام ضروریۃ دینیۃ ولا یخالف فی ذالک الا من لا حظ لہ فی دین الاسلام۔ (ارشاد الفحول۔ امام شوکانیؒ)

حاصل کلام اور خلاصہ بحث یہ ہے۔ کہ سنت مطہرہ کی حجیت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ضروری اور دینی امر ہے۔ اور اس سنت مطہرہ کی مخالفت وہی شخص کریگا جسے دین اسلام سے کوئی حصہ نہ ملا ہو۔ اس کی حجیت اور ثبوت و استقلال سے بے دین اور ضال و مضل قسم کے لوگ ہی انکار کرسکتے ہیں اور مذکورہ احادیث میں نبی کریم صلعم نے جن لوگوں کے متعلق یہ واضح طور پر فرمایا کہ

یَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ

قرآن پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترے گا۔ اور سنت سے بے نیاز ہو کر قرآن کے معانی و مطالب اپنی ذاتی اور گروہی مفادات، و مصالح کے پیش نظر اور اپنی شخصی آراء و ظنون کے ماتحت گھڑنے لگیں گے۔

پس آج کل کے منکرین حدیث بھی انہیں میں سے ہیں۔ قرآن سے انہیں کوئی لگاؤ یا دل چسپی نہیں ہے۔ قرآن کا علم سیکھنے کے لئے انہوں نے کبھی کوئی کاوش نہیں کی۔ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو محض اعتراضات کی فہرست مکمل کرنے کی خاطر، اور عوام کے اعتقادات و افکار میں بے دینی اور بے عملی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور قرآن کے نام سے عوام کو گمراہی اور فساد کے مہالک ہلاکت میں دھکیلنے کے لئے انہوں نے نفسیات کی ایک ایک رگ پر چرکے لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ اور مجموعہ احادیث میں ایسی ایسی حدیثیں نکال کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس ترتیب و انداز کے ساتھ کہ عوام کو آسانی کے ساتھ سنت سے بددل اور متنفر بنایا جائے۔

ہم نے خود قرآن سے حجیت حدیث اور اس کی مستقل پوزیشن ثابت کر دی ہے۔ انسان کی عملی زندگی سے اس کا انفکاک و انقطاع محال ہے۔ آج کل جو لوگ شارح و مفسر بننے کی سعی کرتے ہیں۔ قرآن ان پر نازل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی صاحب قرآن کے مزاج شناس ہیں۔ اور نہ ہی خیر القرون کے یہ پروردہ ہیں، لہٰذا آج کل ان کی تفاسیر و شروح مسلمان کو قرآن سے دور تو کرسکتی ہیں، لیکن قرآن سے آشنا نہیں بنا سکتیں۔ یہ محض ضلالت فروش دوکاندار ہیں۔ جو قرآن کے نام پر اپنی عقل نارسا اور فکر خام کے تراشے ہوئے نظریات اور ضلالت بردوش جذبات کو عوام کے رگ و پے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوڑا دینا چاہتے ہیں۔

کہیں یہ اسلاف کرام اور محدثین عظام کے اخلاق و دیانت پر سوقیانہ اور بازاری طرز کے حملے کرتے ہیں کہیں یہ ان کی قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کی مخلصانہ کاوشوں پر خط تردید کھینچتے ہیں، کہیں یہ سنت کو کارل مارکس، ڈارون اور تحقیق و اکتساب کے یورپین ماہرین کی آراء و ظنون سے پست تر اور تاریک تر بنانے کی سعی مردود کرتے ہیں۔ کہیں مثلہ معہ کو استہزاء و استخفاف کا ہدف بناتے ہیں۔

یہ سب اس لئے کہ صادق و مصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رہ جائے اور اپنی بات چل نکلے۔ ہم جزئیات کی تشریح صاحب قرآن کے اسوۂ عمل سے پوچھنے کے بجائے (جس پر کہ قرآن نازل ہوا) چودھویں صدی کے غارتگران دین و ایمان اور ژلّہ ربایان یورپ کے ضلالت بداماں افکار اور ژولیدہ نظریات سے کیوں معلوم کریں گے۔ اگر جزئیات کی تعیین و تفسیر غیر ضروری تھی اور زمانے کے تقاضوں کے ماتحت بدلنے والی تھی تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کتاب تو ہر ایک انسان کے ہاتھ میں دے دیتا اور اس کے ساتھ کسی پیغمبر کو مبعوث نہ فرماتا۔ آج تک کوئی ایک آدھ مثال بھی ایسی ہے جس میں کوئی نوشتہ، کوئی صحیفہ یا کوئی کتاب یا کوئی تذکرہ ہدایت نازل ہوا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ کسی مصلح اور مؤسس نبی کا ظہور و انبعاث نہ ہوا ہو۔ اگر ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تو ایک سلیم العقل انسان بادنیٰ تامل یہ حقیقت معلوم کر سکتا ہے۔ کہ کتاب عمل کرنے کے لئے کسی عملی نمونہ اور مشہود و متحرک مثال کی ضرورت ہے۔ اس کتاب کی روشنی میں پیغمبر خدا اپنی زندگی کے تمام خدوخال سنوارتا اور عوام کے سامنے پیش کر کے انہیں دعوت عمل دیتا ہے جزئیات کی تشریح و تفسیر طوالت کی متقاضی ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں اسوۂ رسول میں منضبط کر دیا گیا۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ"

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی صلعم "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" کی تشریح و تعبیر کو بخوبی سمجھتے تھے۔ اور جیسا کچھ سمجھے تھے اس کی عملی تصویر بھی پیش کی اور انہوں نے جس طرز پر "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" پر عمل کیا پھر اسی طریق کو امت کے لئے بطور حجت کے پیش کیا۔

"صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ"

"یعنی میں جس طرح نماز پڑھتا اور حکم قرآن بجالاتا ہوں تم بھی میری اتباع و تأسی میں اسی طرح اس پر عمل کرو۔"

قرآن کے دیگر اوامر و نواہی اور احکام و قضایا پر جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اس سارے عمل کو اللہ تعالیٰ نے لفظ "اُسوہ" میں سمیٹ دیا ہے۔ اور اس طرح کامل اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر نجات و سعادت کا مدار رکھا ہے۔ قرآن اصولیات اور کلیات پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کی جزئیات کی صحیح تعبیر و تعیین صرف پیغمبر خدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرسکتا ہے۔ تو پھر یہ سراسر ضلالت و حماقت اور دینِ حق سے یکسر انحراف و انکار نہ ہوگا؟

ہم قرآن تو پڑھیں زندگی بسر کرنے کے لئے، صحیح اصول معلوم کرنے کی خاطر، اور جزئیات معلوم کریں آج کل کے متفرنجین عضدین سے۔ آخر کس دلیل اور کس مفروضے کے ماتحت یہ تسلیم کریں، کہ اس وقت کی جزئیات حضور نے متعین کیں۔ اس وقت کے تقاضے کے ماتحت اور آج وقت کے تقاضوں کے ماتحت جزئیات متعین کرنے کے ہم مجاز ہیں۔

اگر مرکزِ ہدایت ایک نہ ہو اور کوئی ایک قدر مشترک اور مسلم معیار سامنے نہ ہو۔ تو ہر ایک فرد کی ہر ایک اجتماع یا گروہ کی۔ ہر ایک طبقہ کی ہر ایک عالم کی جزئیات مختلف ہوں گی۔ پھر ہر ایک کی جزئی تشریح و تفسیر کو تسلیم کرنے کے لئے آخر کس قوت اور کس دلیل و سند کا سہارا ڈھونڈا جائیگا۔

اگر ہر ایک کی جزئیات کی تشریح اپنی ذاتی رائے اور محض اپنے عقل و فکر کے تحت کرنے بیٹھ جائے۔ تو اس کے حق و صواب کے پرکھنے کا معیار و محک کیا ہوگا؟ اور کس کے پاس ہوگا؟ قرآن تو سبھی کے پاس ہوگا۔ اور آج بھی سب کے پاس موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود اختلافات کی خلیج گھٹنے میں نہیں آتی — جب کہ اس طرز کی آزادی بھی نہیں ہے جس طرز کی آزادی کے منکرین حدیث قائل ہیں۔

اگر سنت سے بے نیاز ہو کر جزئیات کی تشریح شروع کی جائے گی۔ تو زید کہیگا۔ اس زمانے کے تقاضے کے مطابق نماز کی ادائیگی کی ترکیب یوں ہے۔ اور اس طرح نہیں ہے جس طرح بکر ادا کرتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے اپنے زمانے کے تقاضے کے مطابق نماز ادا کی تھی۔ اور اس کے بعد دور بدلتے رہے، تقاضے تبدیل ہوتے رہے۔ اس لئے نماز کے ادا کرنے کی ترکیب و ہیئت بھی زمانے کے مطابق بدلتے رہنا چاہیئے۔

آخر قرآن میں نماز ادا کرنے کی قطعی اور غیر مبدل صورت تو مذکور نہیں ہے۔ اسے تو حضور صلعم کے عمل نے قائم کیا ہے۔

اور جب یہ مفروضہ تسلیم کر لیا گیا تو تمام جزئیات کا یہی حال ہوگا۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جملہ مسائل کی تشریحات اور ان کی جزئیات بدلتی رہیں گی زمانے کے تقاضوں کے چکر سے۔

قرآن صرف حکم دیتا ہے کہ نماز قائم کرو۔ اور تاکید سے کہتا ہے کہ مسلمان کی زندگی میں اقامتِ صلوٰۃ کو بنیادی مقام اور اہم درجہ حاصل ہے۔ لیکن کس طرح قائم کرو، اس کی ہیئت ترکیبی کیا ہے۔ کس مقام پر کیا پڑھا جائے اور کون سے مقام پر کیسی ہیئت اختیار کی جائے؟ یہ جزوی مسئلہ ہے اور جزئیات کی تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و عمل نے پوری کر کے دکھائی۔

لیکن یہ جزئی مسئلہ بہ سلسلہ تواتر آج تک محفوظ ہے، اور مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔ جب یہ جزئی بھی "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" کی طرح غیر متبدل ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے قائم کرنے میں قرآن کسی زمانے کے تقاضے کا محتاج نہیں ہے۔ تو پھر دوسری جزئیات جن میں شارع نے کسی تغیر و تبدل کی گنجائش ہی نہیں رکھی کیوں کسی دوسرے انسان یا اجتماع کی صوابدید یا عقل و رائے پر چھوڑ دی جائیں۔

اس طرز پر قرآن کے احکامات ایک بازیچۂ اطفال بنکر رہ جائیں گے۔ اور قرآن خود ایک کھلونا بن جائیگا جو چاہے گا اٹھا کر اپنے من کے مطابق اس کی جزئیات متعین کرنے لگ جائیگا۔ اور پھر اپنی تحقیق و تحت کو دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش کریگا۔ اور جو اس کی تحقیق و تعین کے خلاف آواز اٹھائے گا۔ گمراہ اور بے دین قرار دیا جائیگا۔

اس طرح تو دین بذات خود ایک شر و فساد کا منبع و مبدأ کی صورت اختیار کر لیگا۔ اور کس کی طاقت ہے کہ اس شر و فتن کے سیلاب کے آگے کوئی آہنی بند باندھ سکے۔

یہ ایک الہامی اور آئینی کتاب تو نہ ہوئی جو ہر دور اور ہر ملک کے فطری تقاضوں کے مطابق اٹل غیر متبدل اور قطعی رہنمائی و ہدایت رکھتی ہے۔ بلکہ یہ ایک موم کی ناک ہوگی جسے جو کوئی چاہے جب چاہے اور جدھر چاہے گھما سکے۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی بے ضابطگی اور بدنظمی ہو سکتی ہے۔ یقیناً ایسا تصور بھی مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور اس کھلی ہوئی گمراہی کو اللہ کی پناہ۔ اور ایسے دین سے خدا کی امان۔

یہ ہے اس دین کا انجام جو منکرین حدیث پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ہے ان فتن کا باب جسے یہ لوگ کھول کر عوام میں شیطنت و بدعملی کے یا جوج ماجوج پھیلا دینا چاہتے ہیں۔

ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کو ایسے ناعاقبت اندیش، اور جاہل مفسرین کے ناپاک ہاتھوں کو ایسی خطرناک حرکت سے باز رکھنے اور دین و ملت کے امان و عزت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی تمام تر مساعی کو بروئے کار لے آنا چاہیے۔ تاکہ آغاز شر، شر مستطیر کی شکل اختیار نہ کر لے۔

الغرض سنت وہ روشنی ہے جس کی مدد سے انسان قرآن کے صحیح مفہوم و منطوق اور معانی و مطالب کو بسہولت معلوم کر سکتا ہے۔ اور جس کی مدد سے انسانی زندگی کا عملی نظام ٹھیک ٹھیک ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بغیر جتنی تفاسیر وجود میں آئیں گی ان میں ذاتی آراء، نفسانی خواہشات اور طبعاتی میلانات و عواطف کی ترجمانی زیادہ ہوگی۔ اور قرآن کی تفسیر کم یا کالعدم۔

عوام کو اس خطرہ سے آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کا فرض اولین ہے

خدا تعالیٰ ہمیں خیر و معروف کی اشاعت اور نہی و منکر کے استیصال و انقطاع کی توفیق ارزاں فرمائے آمین۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از جناب مولانا ابو محمد ہبۃ اللہ صاحب بن حسن شیرازی

منقبتِ حدیث

عَلَیْكَ بِاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّهُمْ

لازم پکڑ تو اے انسان حدیث والوں کو پس بیشک وہ

عَلٰی مَنْهَجٍ لِلدِّیْنِ مَا زَالَ مُعْلَمَا

دین کے سیدھے راستہ پر ہیں۔

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَهْلِهٖ

نور، روشنی تو بس حدیث میں اور حدیث والوں میں ہے

اِذَا مَا دَجَی اللَّیْلُ الْبَهِیْمُ وَاَظْلَمَا

باقی سارے جہان میں ایسی تاریکی ہے جیسے اندھیری رات کا اندھیرا

فَاَعْلَی الْبَرَایَا مَنْ اِلَی السُّنَنِ اعْتَزٰی

پس مخلوقات میں بہتر اور اچھے وہی لوگ ہیں جو حدیثوں پر چلتے ہیں

وَاَعْمَی الْبَرَایَا مَنْ اِلَی الْبِدَعِ انْتَمٰی

اور بدترین خلق اور اندھے وہ لوگ ہیں جو بدعتوں سے تعلق رکھتے ہیں

وَمَنْ تَرَكَ الْاٰثَارَ ضُلِّلَ سَعْیُهٗ

اور جس نے حدیثوں کو چھوڑ دیا اُس نے اپنے سارے اعمال اور کوششیں برباد کر

وَهَلْ یَتْرُكُ الْاٰثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمَا

اور کیا مسلمان ہو کر کوئی حدیثوں کو چھوڑ سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجیتِ حدیث کا مہرِ نیمروز!

(از جناب حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی)

حرفِ بے صوت اندریں عالم بدیم
از رسالت مصرع موزوں شدیم (اقبال)

یہ ایک حقیقت اور مسلّم امر ہے کہ اصل مطاع صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے۔ اس کے سوا کسی کی بھی مستقل بالذات اطاعت جائز نہیں۔ اسی احکم الحاکمین کی حکم برداری ہے۔ وہی رب الارباب خالق الخلائق اپنی ازلی اور ابدی شان کے ساتھ واجب الاطاعت آمر، اور یکہ و تنہا معبود ہے ——— ہر کہ و مہ، ادنیٰ و اعلیٰ، امیر و غریب، راعی و رعایا، اور امتی و پیغمبر پر اس کی بندگی اور عبادت فرض ہے اور انسان تو صرف اسی ذاتِ واحد کی پوجا اور ڈنڈوت کے لئے ہی کتم عدم سے منصۂ شہود پر آیا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار بھی ہے۔ اور اس کی بندگی اور عبادت بھی ضروری مانی جاتی ہے۔ تو پھر اس واجب الاطاعت ذات کی عبادت کس طرح کی جائے۔؟ اس کی خوشی اور ناخوشی کے کاموں کا کس طرح پتہ۔ چلے؟ مشرکانہ اور موحدانہ اعمال و عقائد کا فرق کون بتائے؟ اپنی حقیقی۔ وراثت جس سے محروم ہو چکے ہیں۔ پھر کس طرح حاصل کی جائے۔ جہنم کے شعلوں کی لپیٹ میں آنے سے کیسے بچیں؟ سبوّح ذوالجلال ——— قدّوس لازوال کی خالص عبادت جس کا نتیجہ نجاتِ جنان اور مولائے حق کی رضا و غفران ہے ——— کیسے معلوم کی جائے۔؟

اس سوال کا جواب قرآن کے ماننے والوں کے لئے پہلے ہی پارے میں موجود ہے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ

پھر جو (اے اولادِ آدم) تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئیگی جو کوئی (صرف) میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ ان (تابعداروں) پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

ہبوطِ آدمؑ کے عقب میں سب سے پہلی وحی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی یہی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آدم کی نافرمانی (وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ) کی پاداش میں جو بہشت چھینی گئی۔ اور انہیں اور ان کی اولاد کو جو دنیا کا پُرمشقت اور صبر آزما سفر درپیش آیا۔ اس مستقر میں اگر وہ — اولادِ آدمؑ بالکل آسمان سے اُتری ہوئی وحی پر عمل پیرا ہوں گے۔ محض خدا ہی کے اوامر پر چلیں گے۔ اور صرف اسی ہی کی نواہی (شجرہ ممنوعہ) سے باز رہیں گے تو دنیا میں ایسی فرماں بردار زندگی بسر کرنے والوں کو ان کا سفر ختم ہوتے ہی — موت کے بعد — ان کے باپ کی وراثت ان کے حوالے کر دی جائیگی اور وہ بے کھٹکے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ

اس سے معلوم ہوا۔ کہ نجاتِ آخرت کا دارومدار صرف وحی الٰہی پر عمل کرنے میں ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی وحی ہی بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ اور اصل اور حقیقی ہدایت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے پاس نہیں۔ جیسا کہ آیت متذکرۃ الذیل میں خدا نے صاف فرما دیا ہے۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ "یعنی صرف میری ہی ہدایت (وحی آسمانی) کی پیروی کرنے والے بے کھٹکے نجات پائیں گے۔

چنانچہ اس سفرِ دنیا میں عابرینِ سبیل کی راہنمائی کے لئے خدائے تعالیٰ نے آسمان سے وحی بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تورات، انجیل، زبور اور بیشمار صحیفے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے منتخب انسانوں انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائے، وحی الٰہی ہے۔ حتیٰ کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آخری وحی — قرآن مجید کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَاتَّخِذُوْهُ اِمَامًا

(جامع صغیر)

"لازم پکڑو (اے میری امت صرف) قرآن — (وحی الٰہی) کو اور (بس) اسی کو اپنا امام (پیشوا) بناؤ۔"

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی امامت اور پیشوائی اس لئے لازم قرار دی کہ یہی اور صرف یہی وحی (ہدایت الٰہی) ہی آدمؑ کی ذریت کو منزلِ مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔ اور ان کی وراثت انہیں واپس دلا سکتی ہے۔

الحاصل اب نجات کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ قرآن کی طرف رجوع کیا جائے۔ غور و فکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے اس کے مطالب و معارف سمجھیں۔ اس کے
اوامر کی شرابِ طہور سے سرشار ہوں۔ اور نواہی کے
خارِ مغیلاں سے دامن سمیٹ کر گزر جائیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا جس طرح چٹھی رساں
آپ کو ڈاک دے کر چلا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اسی طرح آپ کو ڈاکِ الٰہی (قرآن) دیکر
تشریف لے گئے ہیں؟

یاد رہے۔ کہ جن لوگوں نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ہرکارہ کی طرح محض چٹھی
رساں ہی جانا ہے ــــ یقین کیجئے کہ انہوں نے
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا اور
آپ کی رسالت کے منصب کو نہیں جانا۔ کیا ڈاکیہ
آپ کی ڈاک کو کھولتا ہے؟ پڑھکر سناتا ہے؟ مفہوم
و مطالب بتاتا ہے۔؟ مشکل عبارت کی تشریح و توضیح
کرتا ہے؟ اور ڈاک کے مندرجات پر عمل کرکے دکھاتا
ہے؟ آپ کہیں گے ــــ یقیناً نہیں۔

اب خدا کے ایلچی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو خدائے لایزال کی کتاب ہدیٰ اس کے بندوں
کو پہنچائی کیا پڑھ کر سنائی؟ ضرور سنائی۔ "یَتْلُوْ
عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ" ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لوگوں کو خدا کی ڈاک (قرآن) پڑھکر سناتے ہیں۔

کیا آپ نے قرآن کا مفہوم اور مطلب بتایا؟
ضرور بتایا ــــ "یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے
ہیں اور اس کے مطالب و معانی سمجھاتے ہیں۔"

کیا حضورؐ نے قرآن کی تفسیر و تشریح کی؟ ضرور
کی۔ "وَيُزَكِّيْهِمْ" ــــ "اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (قرآن کی تفسیر کے جام پلا کر) لوگوں (کی
روحوں کو صیقل، سینوں کو صاف اور دلوں) کو پاک
کرتے ہیں"

کیا حضورؐ نے قرآن پر عمل کرکے دکھایا؟ ضرور
ضرور ــــ ضرور ــــ دکھایا۔ "كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" اس بات سے
خدا غضبناک ہو جاتا ہے۔ کہ تم جو کہو۔ اس پر
عمل نہ کرو۔"

اس آیت کا مطلب اور حکم یہ ہے کہ جو قرآن
سنانے والا ــــ مبلغ ــــ واعظ ــــ عالم ــــ خطیب
اپنے بیان اور وعظ پر خود عمل نہیں کرتا۔ خدا اس پر
سخت ناراض اور غضبناک ہوتا ہے۔

اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ پیغمبرؐ سے بڑھکر
اور کون قرآن سنانے والا اور تبلیغ کرنے والا ہو سکتا ہے؟
اس سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس طرح لوگوں کو سارا قرآن سنایا۔ الحمد للہ
سے والناس تک تبلیغ کی۔ امت کو ۶۶۶۶ آیات
کی تعلیم دی ــــ اسی طرح تمام قرآن مجید پر عمل بھی
کرکے دکھایا۔ اور یقین کیجئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی امت کو قرآن عملی صورت میں دیا ہے۔
پس قرآن کی اس "**عملی صورت**" کا نام ہی
"**حدیث**" ہے۔ اور یاد رکھیں۔ کہ جس کا آپ
کی رسالت پر ایمان ہے۔ یہی حدیث ہی اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱ گلستانِ ایمان کی بہار ہے۔ اور حدیث کا انکار رسالت
کے انکار کو مستلزم ہے۔ فافہم وتدبر۔

رسالت کے معنی ہیں قرآن کو عمل

کے ساتھ لوگوں تک پہنچانا۔ تو جو صرف قرآن کو تو حضورؐ
سے لے لیتا ہے۔ اور آپ کے "عمل بالقرآن" ——
(حدیث) سے انکار کرتا ہے وہ "نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ
نَكْفُرُ بِبَعْضٍ" کا مصداق بن کر کچھ رسالت مانتا
اور کچھ رسالت کا انکار کرتا ہے۔ اور یاد رکھیں کہ پوری
رسالت محمدیہ پر ایمان لانے اور اسے قبول کرنیکا
قرآنی مفہوم و فرمان یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عمل بالقرآن (حدیث) کو بھی اسی طرح
قبول کرے جس طرح قرآن کو قبول کرتا اور اس پر ایمان
لاتا ہے۔ اسی مفہوم کی تشریح زبانِ رسالتؐ سے
یہ ہوتی ہیں۔

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا
۲ مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ"
(موطا)

"اے لوگو! (تمہاری ہدایت دنیوی و اخروی کیلئے)
میں تمہیں دو چیزیں دیئے جا رہا ہوں۔ جب تک تم صرف
ان دونوں کو ہی مضبوط پکڑے رکھو گے، ہرگز ہرگز
گمراہ نہ ہو گے (سنو! وہ دو چیزیں یہ ہیں) ایک تو
اللہ کی کتاب (جو اصل اور حقیقی مطاع ہے) اور دوسری
چیز اللہ کے رسولؐ کا عمل بالقرآن"

اب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل بالقرآن
(حدیث) کی صورت دیکھیں قرآن کی روشنی میں ملاحظہ
فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

"أَطِيعُوا اللّٰهَ" اللہ کا حکم مانو۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید اللہ کے حکموں سے بھرا
پڑا ہے۔ ان ہی حکموں میں سے ایک حکم یہ ہے۔

"أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ" نماز قائم کرو۔

صلوٰۃ اور نماز کے کتبِ لغت میں بیسیوں معنی
ہیں۔ اگر ہر شخص اپنی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق
ہر ہر معنی اختیار کرکے نماز قائم کرنی شروع کر دے۔
تو نماز کی بے شمار صورتیں اور ہیئتیں معرضِ وجود میں
آجائیں گی۔ اور پھر خدا کی یہ رفیع الشان عبادت ایک
مذاق بن کر رہ جائیگی۔

بے شک اللہ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیکر اُسے
فرض کر دیا ہے۔ لیکن اس کے قیام کی کوئی صورت اور
ہیئت بیان نہیں فرمائی۔ آخر کیوں؟

اس لئے کہ امت نماز کی عملی صورت خدا کے
پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
بابرکات سے سیکھے۔ چنانچہ خود خدائے لم یزل
نے فرمایا۔

"أَطِيعُوا الرَّسُولَ" اطاعت کرو رسول
(صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔

اس جگہ رسول اللہ کی مستقل بالذات اطاعت
مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی عبادت تو صرف اللہ
ہی کے لئے ثابت و مخصوص ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے۔
کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور فرائض بجالانے کے لئے
اللہ کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو۔ یعنی تمام قرآن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوامر و احکام اور فرائض و واجبات پر جس طرح رسولؐ خدا نے عمل کیا ہے۔ تم بھی (اے امت) قرآنی احکام و فرائض بجالانے کے لئے حضور اکرمؐ ہی کی سی عملی صورت اختیار کرو۔ جس کی مزید تشریح یوں کی جا سکتی ہے۔ کہ اگر ہماری نماز کی ہیئت و صورت اور اس کے قواعد و ضوابط نبیؐ رحمت کے قول و فعل اور آپ کے مقرر و متعین کردہ قاعدوں اور اصولوں کے مطابق نہ ہوئے تو وہ نماز عند اللہ مردود اور نامقبول ہوگی۔

یعنی اگر ہماری نماز رسولِ خدا کی نماز کی مانند ہوئی آپؐ کی نماز کی شکل و صورت والی ہوئی تو پھر ہم خدا کے حکم "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔ اور خدا کے نزدیک نمازی ہوں گے۔

اور اگر صلوٰۃ الرسول کے برعکس کسی اور ہیئت اور طریق کی نماز ہم نے پڑھی تو خدا کے حکم "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" کی مخالفت کے سبب وہ غیر مسنون نماز جہنم میں لیجائے گی۔

پس ثابت ہوا۔ کہ خدا کے فرض "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" سے سبکدوش کرنے والی ——— موجب بہشت ——— مسنون نماز حدیث ہی سے مل سکتی ہے۔ اور "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" خدا کا قرآنی حکم حدیث کے اخذ و قبول کے وجوب پر شاہد، ناطق ہے۔ خوب سمجھ لیں۔

ایک بار پھر یہ حقیقت جان لینی چاہیئے۔ کہ قرآن نے خدائی احکام و فرائض کو اصولی اور اساسی طور پر بیان کیا ہے۔ اور ان پر عمل درآمد کے طریقے اور قاعدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ"

(پ ۲۸ - س حشر)

"اور جو (احکام خداوندی عملی صورت میں) دے تم کو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پس پکڑ لو اس کو"

خُذُوْا ——— امر کا صیغہ ہے۔ اور "ہٗ" ضمیر ہے جس کا مرجع "اَلرَّسُوْلُ" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ خدا نے امت کو حکم دیا ہے۔ ان پر فرض کیا ہے۔ کہ مسلمان قرآنی احکام ——— خدائی فرائض اور عبادتِ الٰہی کی عملی صورت رسولؐ پاک کی پیش کردہ قبول کریں۔ اختیار کریں۔ اور لازم پکڑیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل بالقرآن (حدیث، سنت، اسوۂ حسنہ) کی مانند قرآن پر عمل کریں۔ مسنون طریق پر فرائض بجالائیں۔ یعنی حدیث کی روشنی میں قرآن کو پڑھیں پڑھائیں۔ سمجھیں، سمجھائیں، سنیں سنائیں۔ اس کے مطالب و معانی ——— احکام کی عملی شکلیں اور فرائض و عبادات کی متحرک صورتیں ——— لوگوں تک پہنچائیں ——— بالکل حدیث کی روشنی اور سنت کے نور میں۔ یہ ہیں معنی "فَخُذُوْهُ" کے۔

قرآن مجید کی ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں یہ بات بطور اصول اور ضابطے کے بیان کی گئی ہے

www.KitaboSunnat.com

کہ تیرِ حدیث (رسولِ خدا کا عمل بالقرآن) کی تابانی اور درخشانی کا نور ہی بندگانِ خدا کو گمراہی کی ظلمت سے نکال کر بارگاہِ ایزدی میں پہنچاتا ہے۔ اور بُعدِ الٰہی کو قربِ یزدانی سے بدل دیتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ"

"قربِ خداوندی کے حصول کا ضابطہ اے پیغمبر لوگوں کو سنا دے۔ کہ اگر تم اللہ والے بننا چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں اپنا بنا لیگا"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسولِ رحمت کی اتباع، پیروی، آپ کے نقشِ قدم پر چلنا، قول و فعل کو اپنانا، تندیلِ کردار کی نورانی شعاعوں میں گامزن ہونا ___ حضورؐ ہی کی شاہراہِ روش کی حیات پر امتثالِ اوامر کے نقشے میں "اسوۂ حسنہ" کا رنگ بھرنا، تمام اقسام کی عبادت کے چشمہ سے زلالِ عمل، سنت کے پیمانہ میں بھر کر پینا ___ بروئے قرآن امت پر واجب و لازم ہے۔

پس یاد رہے کہ حضورؐ کی یہی اتباع اور پیروی جو انسان کو "اللہ والا" بنانے کی ضامن اور قبولِ عبادت کے لئے شرط ہے ___ حدیث کہلاتی ہے۔ اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے کہ اللہ کی رضا ورغبت اور خوشی و خوشنودی اتباعِ رسولؐ پر موقوف ہے۔ اور اتباع کے معنیٰ ہیں رسولؐ کے پیچھے چلنا۔ آپؐ کے قدم پر قدم رکھنا ___ یعنی خدا کے احکام و فرائض کو ہو بہو آپؐ کے طریقے اور قاعدے کے مطابق ادا کرنا۔ آپ کے قول و فعل کی مانند بجا لانا ___ یاد رکھیں کہ ان ہی باتوں کو حدیث کہتے ہیں۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ قبولِ عبادت کے لئے عمل بالحدیث ناگزیر ہے۔ اور حدیث کے ترک و استغنا پر اپنی مرضی اور رائے سے فرائض و احکامِ خداوندی کی عملی صورتیں وضع کرنا ہرگز نجات کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور خدائے تعالیٰ وہ عبادت و نیکی، وہ عمل کبھی قبول نہیں کریگا جسے اتباعِ رسولؐ کا شرف حاصل نہ ہو گا۔ جو سنت کے مطابق نہ ہو گا۔ جو آپؐ کے نمونۂ عمل پر پورا نہ اُترے گا۔ جس پر حدیث کی مہر نہ ہو گی۔

اچھی طرح یاد رکھیں کہ آپ کی زندگی کے عمل کا کھیت کبھی دانہ نہ اُگائے گا۔ اس سے کبھی بیج نہ پھوٹے گا جب تک کہ حدیث (رسول اللہ کا عمل بالقرآن) کے چشمۂ صافی سے سیراب نہ ہو گا۔ آپ کی زندگی مستعار کے تمام شعبہ ہائے عمل، زاویہ ہائے کردار حشر کے میدان میں شبِ یلدا کا سا بھیانک و تاریک منظر دکھائیں گے۔ اگر وہ اس دارِ مکافات میں مشعلِ حدیث کے نورانی لمعات سے مستنیر نہ ہوں گے، فانوسِ سنت کے نور سے دنیا میں جگمگا نہ اُٹھیں گے، اور "اسوۂ حسنہ" کے بدرِ منیر کی ضیا باریوں سے محروم رہیں گے۔

اسی چیز کو دنیا کے سب سے بڑے ادیب بزرگ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے بھی خوب بیان فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

؎ محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفےٰ
خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، پیروی اور قدم بقدم چلے بغیر صراطِ مستقیم کا ملنا ناممکن ہے۔ اگر کسی نے حضور اکرمؐ کی راہ ــــ سنت ــــ حدیث کے برعکس اپنی مرضی اور رائے سے کوئی اور عبادت، نیکی، اور خدارسی کی راہ اختیار کی ــــ تو وہ شخص کبھی منزل (بہشت) کو نہیں پہنچ سکے گا۔

ہم نے قرآن کے استدلال اور استشہاد سے نہایت سلیس، آسان اور عام فہم پیرایہ میں حدیث کی حجیت فی الدین کو بیان کیا ہے۔ اور قرآن و حدیث کی ادق اصطلاحات اور منطق و فلسفہ کی گتھیوں میں مضمون کے گیسوؤں کو نہیں الجھایا۔ تاکہ سب مسلمان بھائی اور بہنیں یکساں طور پر

حدیث پاک کی حجیت

اور اہمیت کے دامن کو خوب مضبوطی سے تھام لیں۔ اور پھر ان پر عمل بالقرآن کی راہیں آسان ہو جائیں۔

اب ہم علامہ اقبال صاحب کے ایک حقیقت افروز شعر پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

(اقبال)

لہ یہ مرکزی ادارہ جو علامہ اقبال کی تصویر کو اپنے جریدہ کی مقبولیت اور فروغ دینے کے لئے جریدہ کی پیشانی پر شوقاً شائع کیا کرتا ہے۔ کیا مسلمانوں کو بتائیگا ــ کہ علامہ ممدوح کا یہ کلام صحیح ہے؟ اور مسلمان حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کریں اور کہاں پہنچکر آپ سے دین حاصل کریں؟ "بیّنوا توجروا" ۱۲ صحیفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعتصام اہل الحدیث

(از جناب مولانا امام ابوبکر بن ابو داؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ۔)

تَمَسَّكْ بِحَبْلِ اللّٰهِ وَاتَّبِعِ الْهُدٰى

اے انسان! پکڑ لے اللہ کی رسی یعنی قرآن پاک اور تابعدار ہو جا ہدایت یعنی حدیث کا

وَلَا تَكُ بِدْعِيًّا لَعَلَّكَ تُفْلِحُ

اور مت ہو تو بدعتی تاکہ تو فلاح پائے

وَدِنْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَالسُّنَنِ الَّتِيْ

اور اپنے حریف کے مقابلہ میں کتاب اللہ اور حدیثوں کی پناہ لے جو

أَتَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَنْجُوْ وَتَرْبَحُ

اللہ کے رسولؐ کی طرف سے آئی ہیں یقیناً تو نجات اور نفع پائے گا

وَدَعْ عَنْكَ آرَاءَ الرِّجَالِ وَقَوْلَهُمْ

اور چھوڑ دے تو لوگوں کی رائے قیاس اور ان کے قول اقوال کو

فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَزْكٰى وَأَشْرَحُ

اس لئے کہ رسول اللہؐ کی حدیث نہایت ہی پاکیزہ اور سینہ کھولنے والی ہے

وَلَا تَكُ فِيْ قَوْمٍ تَلَهَّوْا بِدِيْنِهِمْ

اور مت ہو تو ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔

فَتَطْعَنَ فِيْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَتَقْدَحُ

ورنہ تو بھی اہلحدیث پر طعن و تشنیع و جرح قدح کرنے لگے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

حدیث شریف کا مقامِ حجیت

(از جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث گوجرانوالہ)

واضح رہے کہ قرآن و حدیث منزّل من اللہ ہیں۔ اور حجیت میں دونوں یکساں ہیں۔ ایک حاکم کے دو حکموں میں تفاوت نہیں ہو سکتا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

(سورت نساء۔ پارہ ۶)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ان دونوں میں تفریق کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ہم بعض احکام مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اور وہ درمیانی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہو۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے ان کو اجر ملے گا۔ اور اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے شاملِ حال رہیگی"

ہمارے اہلِ قرآن دوستوں کا مسلک بھی تقریباً اس کی ایک صورت ہے۔ ایک کو حجیت ماننا دوسرے کی حجیت سے انکار کرنا یہ تفریق ہے۔ جس پر قرآن نے سرزنش فرمائی ہے۔

حدیث "أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" کا مقصد بھی یہی ہے۔ اور یہی اصول اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

شیخ عبد العزیز بن احمد البخاریؒ ۷۲۸ھ نے شرح اصول بزدوی میں فرمایا ہے۔

لِأَنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حُجَّةٌ مِثْلُ الْكِتَابِ ۔ (ص ۶۷۹ کشف الاسرار)

جہاں تک حجیت حدیث کا تعلق ہے ائمہ سنت میں کوئی اختلاف نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث

روایت واسنادِ حدیث

کے ہم تک پہنچنے

میں فرق ہے۔ قرآن عزیز جس طرح نازل ہوتا گیا ہزاروں صحابہؓ آں حضرتؐ سے پڑھتے اور یاد کرتے رہے۔ پھر یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ہزاروں لوگ ایک دوسرے سے پڑھتے رہے۔ اسلامی ممالک میں جس قدر وسعت ہوئی قرآن کی اشاعت بھی اسی قدر وسیع پیمانہ پر ہوتی رہی فتوحات کے لحاظ سے حضرت عمرؓ کا زمانہ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی سال مشہور ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کے متعدد نسخے خاص رسم الخط سے نقل کرائے۔ اور ہر صوبہ و کمشنری میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ تاکہ عجمی ممالک تصحیح الفاظ و مخارج کے لئے اس اصل کی طرف رجوع کریں۔ اس نسخہ کی خصوصیت یہ تھی کہ قرأت سبعہ متواترہ اس کے رسم الخط میں جمع کردی گئی تھیں۔ اس نسخہ کی نقل میں حضرت ابوبکرؓ کا نسخہ جو ان کی زندگی میں لکھا گیا تھا وہ بطور اصلی استعمال ہوا۔ اور احتیاطاً حفاظِ قرآن اور انفرادی دستاویز بھی زیر نظر رکھ لیے گئے۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اس کی پوری نگرانی کی۔ "والتفصیل فی الملل والنحل لابن حزم"

جہاں نقل میں یہ احتیاط برتی گئی وہاں حفاظ کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور قدرتی طور پر قرآن کے الفاظ منضبط ہو گئے۔ مفہوم قرآن کے ساتھ اس کے الفاظ حفاظ نے یاد کیے۔ اور صحیفوں میں خطی طور پر محفوظ کر دیئے گئے۔

یہ تواتر لفظی قرآن عزیز کی خصوصیت ہے۔ جو نہ کسی آسمانی کتاب کو حاصل ہے ....

....

ابتدائی دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث لکھنے سے روک دیا۔ تاکہ عامۃ المسلمین اسے قرآن کے ساتھ خلط نہ کریں۔ جب قرآن کے ضبط و حفظ کے متعلق اطمینان ہو گیا۔ تو حدیث لکھنے کی اجازت ہوگئی۔

(جامع ابن عبدالبر)

صحابہؓ نے کئی یاد ـــ داشتیں لکھیں۔ بعض یاد داشتیں آں حضرتؐ نے خود منضبط فرمائیں۔ سلاطین کے ساتھ جو خط و کتابت ہوئی اسے ائمہ حدیث نے ان نوشتوں سے نقل فرمایا جو آج کل کتب حدیث کی زینت ہیں۔ بعض معاہدات کی نصوص کا تذکرہ ابو عبید بن قاسم بن سلام نے "الاموال" میں فرمایا۔ علامہ سہیلیؒ نے بھی اس قسم کا ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔

"صادقہ" نام سے ایک صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے پاس تھا۔ جو ان کی اولاد کے پاس دیر تک موجود رہا۔

صحابہؓ کا یہ محفوظ ذخیرہ کافی حد تک امام مالکؒ نے "موطا" میں نقل فرمایا۔ موطا سے امام بخاریؒ نے اسے اپنی صحیح میں منتقل فرما دیا۔

"صادقہ" مسلسل لکھی ہوئی احادیث کا ذخیرہ ہے جسے معتبر اور ثقات صحابہؓ کی نگرانی اور کتابت کا شرف حاصل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بھی اس قسم کی تحریری یاد ـــ داشتوں کا ایک انبار تھا جس کی طرف آخر عمر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بوقت ضرورت رجوع فرمایا کرتے تھے۔ اور بعض احادیث کی توثیق کے لئے ان صحف محفوظہ پر اعتماد فرمایا کرتے تھے۔

یہ سلسلۂ کتابت اس قدر عام ہوا کہ صحابہؓ کے اقوال اور فتوی بھی بعض لوگوں نے لکھنے شروع کر دیئے۔ مگر ان میں وہ احتیاط نہ تھی جو احادیث کے متعلق فرمائی جاتی تھی۔

مقدمہ صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس حضرت علیؓ کے فتوے کا ایک ذخیرہ پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اس کا ـــ کافی حصہ کاٹ دیا۔ اور فرمایا کہ۔

"مَا قَضٰی بِهَا عَلِیٌّ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ قَدْ ضَلَّ"

یہ حضرت علیؓ کے فیصلے نہیں ہیں۔ اور اگر ہوں تو وہ غلط ہیں۔

یہ فتوی حجت بھی نہیں تھے اور محفوظ بھی نہ تھے۔

لیکن حدیث کی نقل و صراحت کے متعلق صحابہؓ میں تشدد و احتیاط کافی تھی اور حضرت عمرؓ اس معاملہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہمارے اہل قرآن کی مجلسوں میں ان کا تذکرہ بحیثیت منکرِ حدیث آتا ہے۔ یہ تو غلط ہے۔ البتہ بلحاظ نقلِ حدیث یا التزام جرح و تعدیل یہ تذکرہ بالکل درست ہے۔ بعض وقت یہ تشدد اس قدر زیادہ ہو جاتا کہ بعض صحابہؓ نے برملا فرمایا۔

"لَا تَكُنْ عَذَابًا عَلٰى اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تثبت کیا ہے۔

مقام غور یہ ہے کہ بے ضرورت چیزوں کی حفاظت کون کرتا ہے۔ اگر حدیث حجت نہ تھی تو اس کے لئے یہ احتیاط کیوں تھی؟ ....

.... صحابہ کرامؓ خود اہل زبان تھے۔ مقاصدِ کلام کو خوب سمجھتے تھے۔ اور حدیث "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" بھی پیش نظر تھی۔ اس لئے حفظِ الفاظ کی پابندی اور روایت بالمعنیٰ میں پوری احتیاط سے کام لیا گیا۔ "اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝"

دوسرا .... بلحاظ نقل و روایت

حدیث کا مقام قرآن کے بعد ہے۔ ائمہ اسلام نے بلحاظ ثبوت اسے ثانوی حیثیت دی۔ کتب اصول فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ عوام نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ حدیث کی حجیت اور ماننا بھی قرآن سے دوسرے مرتبہ پر ہے۔ حالانکہ قرآن کی صراحت کے مطابق حدیث

سلہ صحابہ کرام میں عام طور پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات مبارکہ کا بعینہٖ و بالفاظہٖ حفظ و ضبط بڑے شد و مد کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب سے اس امر کی تاکید تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے آپ سے ایک حدیث سنی۔ اور اس کو اُسے یاد کرنے کے لئے دُہرانے لگے۔ اس کے ایک جملہ میں "نبی" کا لفظ تھا۔ اس کی جگہ صحابی مذکور نے "رسول"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلحاظِ وحی قرآن کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی بعض حصے اس کے قرآن کی عملی تفسیر کے طور پر ہیں بعض قرآن سے زائد۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے تفصیلی احکام اسی زیادت کے قسم کے ہیں۔ ان احکام کے اثبات میں حدیث کی حیثیت مستقل ہے۔ ان عملی تفصیلات کو قرآن سے برآمد کرنے کے لئے جو تکلفات کئے گئے ہیں علمی طور پر ان کی کوئی قیمت نہیں اہلِ علم تو خیر ان سے کیا متاثر ہوں گے۔ جہلاء کیلئے بھی ان میں کوئی تسکین نہیں۔

اہلِ قرآن کی مختلف پارٹیوں کی انکشافی مساعی سے نماز کا جو آپریشن کیا ہے وہ اس گزارش پر شاہد عدل ہے۔ اور پھر وہ بھی کتاب اللہ پر زیادت ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولوی عبداللہ مولوی رمضان کی ترمیم و اصلاح شدہ نمازیں بھی قرآن پر زیادت ہیں۔ اور بخاری

بقیہ ہر حاشیہ ص ۱۳۵ :- کا لفظ پڑھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے فوراً منع کیا۔ اور وہی لفظ کہلوایا۔ جو آپ نے پہلے سکھایا اور پڑھایا تھا۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری کا ص ۲۔ علامہ کرمانی شارح بخاری تحت حدیث ہذا رقمطراز ہیں: "فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ رِعَايَةَ الْأَلْفَاظِ الْمَرْوِيَّةِ أَمْرٌ مُهِمٌّ فِيهِ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ" یعنی یہ اس امر کی دلیل ہے کہ الفاظِ مرویّہ کی رعایت و حفاظت ایک ضروری اور مہتم بالشان امر ہے"۔۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں اور ضبطِ الفاظ میں ذرا سا شبہ ہو جاتا ہے تو فوراً فرماتے ہیں کہ "أَمْ دُونَ ذَالِكَ أَوْ فَوْقَ ذَالِكَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَالِكَ أَوْ شَبِيهًا بِذَالِكَ" یعنی حدیث ہذا کے الفاظ بعینہٖ محفوظ نہیں رہے۔ یا تو اس سے کم ہیں یا اس سے زیادہ ہیں۔ یا اس کے قریب یا مشابہ ہیں۔ ابن ماجہ کی شرح انجاح الحاجہ میں ہے "احْتِيَاطًا فِي نَقْلِ الْحَدِيثِ وَلِذَا تَرَدَّدَ وَقَالَ ذَالِكَ الْقَوْلَ" یعنی صحابی مذکور نے نقل حدیث میں متردد ہونیکی وجہ سے احتیاطاً یہ الفاظ کہے ہیں"۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ میں حفظِ الفاظ کا بڑا اہتمام والتزام تھا۔ اگر کسی حدیث کے الفاظ میں تردد واقع ہو جاتا۔ تو اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے تاکہ کذب علی النبی کا جرم عائد نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جس حدیث کے الفاظ میں متردد ہوتے تو فارغ ہونے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ "أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یعنی حدیث ہذا کے الفاظ یا تو بعینہٖ وہی ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ یا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ شرح ابن ماجہ میں ہے۔ "وَمِنَ الْآدَابِ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْحَدِيثُ مَحْفُوظًا بِلَفْظِهِ أَنْ يَقُولَ كَمَا قَالَ أَوْ غَيْرَهُ" یعنی الفاظِ حدیث بعینہٖ اگر یاد نہ ہوں تو "أَوْ كَمَا قَالَ" کہنا آدابِ حدیث میں سے ہے۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "إِنَّا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" یعنی ہم حدیثیں حفظ کرتے تھے۔ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کی جاتی تھی۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکورہ بالا بے شک جوازِ روایت بالمعنیٰ کی دلیل ہے۔ مگر یہ اسی وقت جائز ہے۔ جب کہ راوی ان الفاظ کے حقیقی معنی بیان کرنے پر قادر و جازم ہو۔ گویا وہ اپنی الفاظ میں قاصر ذہنی ہو۔ اور اگر الفاظِ حدیث بھی یاد نہ ہوں اور اختلال معانی و مقاصد سے بھی واقف نہ ہو۔ تو جملہ اہلِ علم کے نزدیک روایت بالمعنیٰ بھی جائز نہیں۔ "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ خَبِيرًا بِالْأَلْفَاظِ وَمَقَاصِدِهَا عَالِمًا بِمَا يُحِيلُ مَعَانِيَهَا لَمْ يَجُزْ لَهُ الرِّوَايَةُ بِالْمَعْنَى بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بَلْ يَتَعَيَّنُ اللَّفْظُ۔" الخ۔ ملاحظہ ہو مقدمہ صحیح بخاری شریف - ۱۲ صحیفہ

ملتن کی گھڑیاں　　اپنی خوبیوں میں　　اپنی مثال آپ　　ہیں نام یاد رکھیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز بھی زیادت ہی ہے۔ تینوں میں سے کسے قبول کرتا ہے۔
اور کسے رد کرتا؟ یہ حضرات اہلِ قرآن کی صوابدید پر ہے۔
ع۔ "جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے"

حافظ ابنِ صلاحؒ کا قول

حافظ ابن صلاح الشہرزوری المتوفی ۶۴۳ھ
فرماتے ہیں۔ کہ "ان امثال المتواتر علی التفسیر
المتقدم یعنی وجوده الا ان یدعی ذالک فی حدیث
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
من النار۔ اھ
(نزہۃ النظر صلا۔ مقدمہ ابن صلاح ص۱۳۵)

"یعنی متواتر کا وجود بہت کم ہے۔ یہ دعویٰ صرف حدیث
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ" کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ کی جلالتِ قدر کی بنا پر اُن کے اس
ارشاد سے بے حد مغالطہ ہوا۔ لوگوں نے سمجھا۔ کہ شاید
متواتر کا وجود ہی دنیا میں ناپید ہے۔ حالانکہ متواتر میں جہاں
کثرتِ رُواۃ ضروری ہے۔ وصفاتِ رُواۃ پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔
متواتر میں شرط یہ ہو کہ اُسکے رُواۃ کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔
یہ عدد کی کثرت سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور رُواۃ کی رفعتِ شان
سے بھی۔ بعض وقت ہم ایک آدمی کی شہادت کو ایک جماعت
کی شہادت پر ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ اس ایک میں صفات
صدق و ثقاہت اس قدر موجود پاتی ہیں جو ایک جماعت
میں نہیں۔ یہ عرف اور عقل کے مسلمات سے ہے۔ اس
اصول کی بنا پر اگر احادیث پر غور کریں جس کے توسط سے یہ
احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔ ان کی جلالتِ قدر اور صدق و
محنت پر نظر رکھیں۔ تو احادیث میں ایک بڑا ذخیرہ متواتر
کا موجود ملے گا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "نزہۃ النظر" میں
اور طاہر بن صالح الجزائری نے "توجیہ النظر" میں یہ نظریہ
اختصار اور تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ایک موقع
پر فرماتے ہیں۔

وقد وضح هنا من الابهام والابهام فی
العبارات ما یقصر بالمبتدی فانه ربما توهم
منها انه لیس فی السنة متواتر مع ان ما
تواتر منها سواء کان من جهة اللفظ او من
جهة المعنی کثیر یعسر احصاره غیر ان الائمة
المتعرضین لضبط السنة لم یتعرضوا له لانه
لیس من مباحثهم۔ (ص۴۶)

متواتر کے متعلق علماء کی عبارات میں کچھ ابہام اور
وہم سا ہوتا ہے۔ خطرہ ہے کہ مبتدی اس غلطی میں مبتلا
ہو جائے۔ کہ سنت میں کوئی متواتر ہے ہی نہیں۔ حالانکہ سنت
میں متواتر باللفظ اور متواتر بالمعنیٰ کی کثرت ہے۔ جسے شمار
کرنا مشکل ہے۔ ائمہ حدیث نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی
کیونکہ یہ ان کے مباحث سے نہیں ہے۔

اسی طرح متواتر بالتعامل یا متواتر سکوتی بھی بڑی کثرت
سے پائی جاتی ہیں۔ بلکہ اصولِ عبادات، اصولِ معاملات،
اور اصولِ اخلاق میں جو احادیث وارد ہیں۔ سب متواتر
بالتعامل ہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ بڑے سمجھدار اہلِ قرآن نے عباداتِ
متواترہ کو عملی خلاف التعامل، خواہ مخواہ قرآن سے کشید
کرنے کی کوشش کی۔ اور ایسے ایسے اکتشافات فرماتے ہیں

لمیٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی عجیب و غریب ہوتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

کم رہتی۔ دنیا تک اہل دانش ان پر تعجب کریں گے
شکر ہے کہ معاملات اور اخلاق کی طرف ان کی نگاہیں
نہیں اٹھیں۔ ورنہ عجائبات کے کئی عوالم پیدا ہو جاتے۔
اصول حدیث اور اصول فقہ کے مبتدی بھی تواتر کے ان
اقسام کو جانتے ہیں۔ اور عقل سلیم ان حقائق کی شاہد ہے۔
تو اس کے متعلق علمی اصطلاحات ہیں اہل دانش
گفتگو نہ کر سکیں۔

مولانا سید اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
رسالہ "اصول فقہ" میں فرمایا ہے۔

والمتواترة (من السنة) اما متواتر بالتعامل كاكثر اصول العبادات والمعاملات وكذا الاخلاق او متواترة بالرواية اما بالمعنى فقط وهي كثيرة او متواتر باللفظ ايضا وهي قليلة جدا اھ یعنی سنت یا متواتر بالتعامل ہوگی، تمام اصول عبادات، معاملات اور اخلاق متواتر بالتعامل ہیں یا صرف متواتر بالمعنی یا متواتر باللفظ والمعنی۔ اور یہ فی الواقع کم ہے۔

صاحب مسلم الثبوت نے حافظ ابن صلاحؒ کے متذکرہ قول کا ذکر کرکے اس کی توجیہ ان الفاظ میں کی ہے*
"قد يقال مراده التواتر لفظا والا فحديث المسح على الخفين متواتر وله سبعون صحابيا وقيل حديث انزل القرآن على سبعة احرف متواتر وله عشرون من الاصحاب وفتش ابن الجوزي فتتبعت الاحاديث المتواتر فبلغت جملة الخ (مسلم ص... ج)

کی روایت متواتر ہے اور سات قرأت کی روایت بھی متواتر۔ ابن جوزی فرماتے ہیں، میں نے متواتر احادیث کی تلاش کی تو مجھے خاصہ ایک مجموعہ دستیاب ہو گیا۔

حافظ سیوطیؒ کی کتاب "الازهار المتناثرة فی الاحادیث المتواترة" اہل علم کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ جس میں بیسیوں روایتوں کے متعلق تواتر کا دعوی کیا گیا ہے۔ حتی کہ رفع الیدین فی الرکوع اور رفع سبابہ کی روایات کو بھی انہوں نے متواتر شائع کیا ہے۔ یہ کتاب "الفوائد المتکاثرة" کی تلخیص ہے۔ حافظ سیوطیؒ نے اس میں وہ روایات جمع کی ہیں جو کم از کم دس صحابہؓ سے مروی ہیں۔ میرے پاس اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ کی جلالت شان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر ان کے ارشاد کو ان کی منشا کے خلاف نہ اچھالا جاتا تو تواتر کے مفہوم اور اقسام کے بسط کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

تواتر کی قطعیت

تواتر کی قطعیت کو ہمارے حضرات منکرین حدیث نے اصول موضوعہ کی طرح مان لیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی دنیا کو متفق علیہ مسائل سے نہیں۔ بلکہ اس میں نظار کو اختلاف ہے۔ چنانچہ صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہیں۔

الجمهور على ان ذالك العلم ضروري بالعادة وقال الغزالي انه من قبيل قضايا قياساتها معها وهو قريب منه قال الكعبي وابو الحسين والامام انه نظري وتوقف المرتضى الآمدي
(ص... ج۲)

* ابن صلاحؒ کی مراد تواتر لفظی ہے۔ ورنہ مسح علی الخفین

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں واقعی قابل قدر ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمہور کے نزدیک متواتر کا افادہ علم کی ضروری ہے ... عادی ہے۔ غزالی اسے قیاس اتہامیہ کی قسم سے تصور کرتے ہیں۔ کعبی اور ابو الحسین اور امام متواتر سے حاصل شدہ علم کو نظری سمجھتے ہیں۔ اور آمدی اس کے افادہ علم ہی میں متوقف ہیں۔

روضہ لابن قدامہ حنبلی امام الحرمین اور ابو الخطاب کو اصحاب شافعی سے بھی اسی زمرہ میں شمار کیا ہے۔ و کذا ذکرہ فی حصول المامول۔

بزدوی متواترہ کو بھی ظنی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کشف الاسرار۔

پھر یہ بحث بھی متواتر کے الفاظ اور ان کے ہم تک پہنچنے سے متعلق ہے۔ رہا دلالت علی المفہوم کا مسئلہ تو اس میں کتاب اللہ سنت متواترہ اور اخبار آحاد سب ظنی ہیں۔ تفسیر قرآن اہل علم کے اختلاف اور شروح حدیث میں شراح حدیث کی مختلف توجیہات اس ظنیت کی دلیل ہیں۔ پھر معلوم نہیں الفاظ کے تواتر یا ان کی ظنیت سے احادیث پر حملہ آور ہونے سے کیا فائدہ۔

بہر حال اس راہ کی منازل سے منزل ظن کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ الفاظ اگر یقین سے پہنچیں گے تو مقاصد پر دلالت ضرور ظنی ہوگی۔

ظن کیا ہے؟

لغت میں ظن کئی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ظن بمعنی یقین بھی استعمال ہوا ہے۔ وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ (سورۂ جن)

"ہمیں یقین ہے کہ ہم خدا کو زمین میں عاجز اور بھاگنے میں کمزور نہیں کر سکتے۔"

۲۔ احتمال راجح پر بھی ظن کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ (سورۂ قیامہ)

"اور اسے جدائی کا ظن غالب ہو جاتا ہے۔"

۳۔ اور شک و توہم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (انبیاء)

"ذاالنون جب قوم سے ناراض ہو کر نکلے تو ان کو خیال تھا کہ ہم انہیں کسی مشکل میں نہیں ڈالیں گے۔"

۴۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝

یہاں ظن شک کے معنی میں استعمال ہوا۔

اس کے علاوہ بھی لفظ ظن بہت سے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن عزیز کے طالب علم تھوڑی سی توجہ سے ان مواقع اور قرائن کو پا سکتا ہے۔ جہاں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ راغب نے "مفردات" میں ظن کے متعلق ایک قاعدہ ذکر فرمایا ہے۔

اس لئے حدیث کے متعلق اگر ائمہ نے کہیں لفظ ظن استعمال کیا ہو۔ تو نہ اس سے گھبرانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی خوشی کا مقام ہے۔ اگر ائمہ کی نظر میں حدیث کی ظنیت شک و تہمت کے معنی میں ہوتی تو وہ یقیناً اس کی حجیت سے انکار کر دیتے۔ حالانکہ امت قاطبہ حدیث کو حجت سمجھتی ہے۔ اور معلوم ہے کہ شکوک و اوہام اہل نظر کی نگاہ میں کبھی بھی حجت کا مقام نہیں پا سکتے۔

اہل قرآن کو بھی اس لفظ کے غلط استعمال کی اسی وقت جرأت ہوئی جب انہوں نے حدیث کی حجیت سے انکار کا

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں اور گھنٹے، ٹائم پیس اور رسٹ واچ خرید فرمائیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا۔ دراصل یہ فیصلہ دلائل کی بنا پر نہیں کیا گیا بلکہ کسی ضرورت کی بنا پر فیصلہ کر لینے کے بعد دلائل کی تلاش کی ضرورت کا احساس ہوا۔

"وَكَذَالِكَ دَأْبُ أَهْلِ الْبِدَعِ عَتِيدًا فَإِنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ ثُمَّ يَسْتَدِلُّونَ"

اہلِ بدعت کا یہی طریق ہے کہ وہ فیصلہ کے بعد دلائل کی تلاش کرتے ہیں۔

حدیث کی ظنیت کا مفہوم

اہلحدیث جب حدیث کو ظنی کہتے ہیں تو وہ ظن کو عرفی معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ ظن کو واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ائمہ اصول نے بھی تصریح فرمائی ہے۔

"وَهٰذَا يُوجِبُ الْعَمَلَ"

(اصول بزدوی ج۲ مع الکشف صفحہ ۶۹)

وقال بعض اهل الحديث يوجب علم اليقين لما ذكرنا انه اوجب العمل ولا عمل من غير علم۔ (اصول بزدوی صفحہ ۹۹)

"خبر واحد موجب عمل اور بعض اہلحدیث کے نزدیک خبر واحد سے علم اور عمل دونوں واجب ہوتے ہیں۔"

متاخرین کی تصانیف میں اصولِ فقہ اور اصطلاحی فن ہو کر رہ گیا۔ اسے عملی زندگی پر منطبق کرنے کے لئے کافی دقتِ نظر کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں نے اصول فقہ کو عمل کے نقطۂ نظر سے لکھا ہے اور انہوں نے اصطلاحات کے استعمال میں منطقی طریقِ فکر سے زیادہ عرف اور استعمال کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ ان میں حافظ عزالدین عبدالسلام کی کتاب "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" خاص طور پر قابلِ توجہ ہے آپ فرماتے ہیں

فصل في بيان جلب مصالح الدارين ودرء مفاسدهما على الظنون الاعتماد في جلب معظم مصالح الدارين ودرء مفاسدهما على ما يظهر في الظنون وللدارين مصالح اذا فاتت فسد امرهما ومفاسد اذا تحققت هلك اهلهما وتحصيل معظم هذه المصالح بتعاطي اسبابها مظنون غير مقطوع به فان عمال الآخرة لا يقطعون بحسن الخاتمة وانما يعملون بناءً على حسن الظنون وهم مع ذالك يخافون ان لا يقبل منهم ما يعملون وقد جاء في التنزيل بذالك في قوله وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ اٰتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ فكذالك اهل الدنيا انما يتصرفون بناءً على حسن الظنون الخ[1]

"دونوں جہان کے مصالح اور مفاسد کی بنیاد ظن پر ہے۔ دنیا اور آخرت کے مصالح اور مفاسد کی بنیاد بظاہر ظن پر ہے۔ اگر یہ مصالح فوت ہو جائیں یا مفاسد موجود ہو جائیں تو دونوں جہان میں تباہی تک نوبت پہنچ جائیگی۔ ان کی مصالح کی تحصیل بواسطہ اسبابِ ظنی ہے قطعی نہیں۔ آخرت کے لئے کام کرنے والے حسن خاتمہ پہ یقین اور وثوق نہیں رکھتے۔ تمام اعمالِ خیر حسنِ ظن ہی کی

---

[1] حافظ عزالدینؒ کے ارشادِ گرامی کے ترجمہ پر کفایت کی گئی ۔ ۱۲ منہ

آپ کو سب گھڑیوں سے بہتر ملٹن واچ کمپنی کی گھڑی معلوم ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنا پر کرتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں کہ شاید یہ اعمال مقبول نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومن خدائے تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔ کیونکہ انکا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔" یہی حال اہلِ دنیا کا ہے۔ ان کو اسبابِ دنیا کی سچائی پر اعتماد ہے۔ تاجر اسی ظن پر اپنا سرمایہ صرف کرتا ہے۔ کہ وہ صحت سلامتی کے ساتھ اس سے فائدہ حاصل کریگا۔ اور پیشہ ور اس ظن پر گھر سے نکلتا ہے کہ وہ اپنی محنت کا پھل پائیگا۔ کسان صرف امید پر ہی غلہ کے انبار سپردِ خاک کر دیتا ہے۔ خچر، گھوڑوں والے کرایہ ہی کے خیال سے نکلتے ہیں کہ انہیں اجرت ملیگی۔ بادشاہ شہروں کی فصیلیں بناتے ہیں۔ لشکر بندی کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ ان کو ان اسباب سے مدد ملے گی۔ اور خود بھی لشکر مسلح ہوتے ہیں۔ کہ وہ سلامت رہیں گے۔ اور غالب ہوں گے۔ سفارشیں اس امید پر کی جاتی ہیں کہ وہ منظور ہوں گی۔ اہل علم بھی اپنی عمر کامیابی کی ہی امید پر صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح مناظر اور مجتہد دلائل کی چھان پھٹک کرتے ہیں۔ انہیں ظن ہے کہ وہ اپنی طلب میں کامیاب ہوں گے۔ بیمار کا صحت کے خیال سے علاج کرتے ہیں۔ اور عموماً یہ ظن سب سچے نکلتے ہیں اس لئے ان مصالح کو اس خیال سے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کبھی یہ خیال ظن اور امید بن کر غلط نکلتے ہیں۔ ان ظنوں سے بے پرواہی صرف جاہل ہی کر سکتے ہیں۔"

(قواعد ص۳)

جب ظن و تخمین انسان کی زندگی پر اس طرح محیط ہے۔ تو پھر اس سے کیونکر بچا جا سکتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ کی بنیاد ظن پر ہے۔ بادشاہوں سے لیکر عامۃ الناس تک، ظن کے قبضہ میں ہیں۔ انبیاء سے لیکر عامۃ المسلمین تک ظن کی رعیت ہیں۔

پھر اگر اس معنی سے حدیث بھی ظنی ہے تو اسے قبول کر لینے سے کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ سارے معاملات ظن کی حجیت پر مبنی ہیں۔ اگر کسی نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ظنی ہونے کے باوجود حجت مان لیا تو کون سا جرم کیا؟

یقین کہاں؟ زندگی کے فراز و نشیب پر غور کرو اور ٹھیر کر سوچو۔ کہ یقین ہے کہاں؟ گنتی کے چند واقعات ہیں جن کو بمشکل یقینی کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ پوری دنیا ظنیات سے آباد ہے۔

"دنیا بامید قائم"

یہ محاورہ حقیقتِ حال کے لحاظ سے کتنا صحیح ہے۔ پھر حدیث کی ظنیت پر پہرے بٹھائے جا رہے ہیں۔ اس فنِ شریف کی ظنیت کی کیوں منادی کی جا رہی ہے۔ اس کا داعی صرف بغضِ سنت کا داعیہ ہی تو نہیں۔

علماءِ سنت کی انصاف پسندی ہے کہ انہوں نے اسناد کی مشکلات پر نظر رکھتے ہوئے احوالِ رجال انکا(ن) میں شبہات کی بنا پر اس فن کی ظنیت کا کھلا اقرار کیا۔ اور سنت کو کتاب اللہ کے بعد دوسرے مرتبہ پر رکھا ورنہ ظن کی اس پہنائی پر نظر رکھتے ہوئے بلا شبہ اس کی ضرورت کتاب اللہ اور بدیہیات سے کم نہیں اور اس

لمٹن کی گھڑیاں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ بھی خریدیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظن کا اعتماد ان جکڑا الو ہی چند یقینیات سے کہیں زیادہ ہے۔ جن کے وثوق پر ناز کیا جاتا ہے۔

یقین اور اس کے اسباب دواعی کیا ہیں؟

حواس ظاہرہ کے محسوسات کو عموماً یقین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن آپ نے کبھی تجربۃً دیکھا کہ ان محسوسات کے ادراکات میں کہاں تک غلطی کو دخل ہے۔ آنکھیں سورج اور چاند ستاروں کے حجم کے متعلق جو اندازہ کرتی ہیں وہ حقیقۃً واقعیہ سے کس قدر مستبعد ہے۔ کان جو کچھ سنتے ہیں اس میں غلطی کو کہاں تک دخل ہے؟ ذوقی حس پر جب اندرونی عناصر کے مخالفانہ حملے سے خدا کی کیفیت طاری ہو تو میٹھے کا کڑوا ہونا اور سہنت کا نرم محسوس ہونا یا اس کے بالعکس سیرے سے جس کا ناپید ہونا اس یقین کے حلیہ کو کس قدر بگاڑ دیتا ہے۔

جب یقین کے اسباب کا یہ حال ہے۔ تو جو یقین ان سے پیدا ہوگا وہ عام حالات میں کہاں تک قابل فخر ہے۔

علم حدیث جس میں خدائی حفاظت کے ساتھ انسانی مساعی کا جہاں تک اعتماد کیا جا سکتا تھا اس کی پوری کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود اسے ظن ہی کا مقام دیا گیا۔ اور اسے ظن سمجھ کر حجت تصور کیا گیا۔

انصاف و دیانت کی کتنی بڑی زندہ مثال ہے۔ اور مقام حدیث کے تعین میں کس قدر صداقت سے کام لیا گیا ہے۔

فما لھم عن التذکرۃ معرضین۔

فقط

والسلام

رباعی

اپنا عمل درست نہیں دل ہوا ہے کافری
لوں آرزو سے کیا کہ آسرے ہماری رہبری
توفیق آرزو سے روشنی ان کے سبق کو یاد کر
جن کی کہ ذات پاک پہ ختم ہوئی پیغمبری

جناب روش امروہوی صاحب (پاکستان)

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولانا حاجی عبدالکریم صاحب مہتمم کتاب گلشن ہدایت)

نقش ہے جس بہرہ ور کے صفحۂ دل پر حدیث — ہو ادا اس کی زبانِ شوق سے فر فر حدیث

ہے سپہرِ دین کا رونق فزا اختر حدیث — گلشنِ اسلام کے اندر گلِ احمر حدیث

جب کہ سب خوئیں پیمبرؐ کی خدا کو ہیں پسند — کیوں نہ ہو مقبول نزدِ خالقِ اکبر حدیث

راہ در سیمِ پُر ضلالت سے بچانے کیلئے — خضر اپنی دے گئے دنیا میں پیغمبرؐ حدیث

اہلِ سنت کیوں نہ ہوویں نقدِ جاں سے مشتری — خاص صدفِ سینۂ نبوی کا ہے گوہر حدیث

شپرۂ سیرت کی یارب آنکھ پھوٹی ہو جیو — سوجھتا اُس کو نہیں ہے نیّرِ انور حدیث

حیف ہے جو مولوی ہو کر نہ سمجھے ہے حدیث — کیا اُسے اب خود نبیؐ سمجھائیں گے آکر حدیث

حق تو یہ ہے سنتِ نبویؐ جسے بھاتی نہیں — وہ سیہ دل مولوی سمجھے بھلا کیونکر حدیث

کیوں نہ ملکِ معرفت کی سیر ہو دم میں نصیب — جب کہ مرغانِ شریعت کا ہے بال و پر حدیث

کیوں نہیں پڑھتا حدیث اے اہلِ معقول و اصول — کیا طلب کرتی ہے تجھ سے مال و سیم و زر حدیث

قولِ نبویؐ کو تو اے ضدی نہیں کیوں مانتا — مانتے تھے بوبکرؓ عثمانؓ عمرؓ حیدرؓ حدیث

مانتے تھے مالکؒ و نعمانؒ و حنبلؒ شافعیؒ — بلکہ ہے ۔ اسماعیلؒ و غوثؒ کی رہبر حدیث

پیروانِ سنتِ نبویؐ کے وعظ و درس میں — سب کتابوں سے بجز قرآن کے بہتر حدیث

جب ندائے العطش محشر میں ہو چاروں طرف — اہلِ سنت کیلئے ہو ساقیٔ کوثر حدیث

آرزو مسطری کی ہے یارب کہ (پاکستان) میں

بلکہ سارے ملک میں جائے پڑھی گھر گھر حدیث

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِنکارِ حدیث کی خشتِ اوّل

(از جناب مولانا حکیم نورالدین صاحب اجمیری)

ہندوستان میں فتنہ "انکار حدیث" کی خشتِ اوّل عبداللہ چکڑالوی نے رکھی تھی۔ اور اُسی بنیاد پر مولانا اسلم جیراجپوری اور جناب پرویز جیسے اہلِ قلم ایک قلعہ تیار کر رہے ہیں۔ اس قلعہ کی فصیلوں پر جو منجنیقیں نصب ہیں اُن کا کام ہی یہ ہے کہ جس سمت سے بھی "قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ" کی آواز آئے اُس طرف بے تحاشا آگ برسانا شروع کر دیں ——— ان لوگوں کو دنیا میں سب سے زیادہ دشمنی اور بیزاری سنتِ رسولؐ اور حدیثِ نبویؐ سے ہے۔ یہ لوگ اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے کردار اور افکار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا کوئی دُھندلا سا نقش بھی باقی نہ رہے۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حدیثِ رسولؐ کو ہر زمانہ اور ہر دور میں مسلمانوں نے دینی حجت سمجھا ہے۔ کتاب اللہ کے بعد شریعت کا سب سے بڑا اُخذ سنتِ رسولؐ ہی تو ہے۔ مگر ان منکرینِ حدیث کی نگاہ میں یہ پورا سلسلہ ہی غلط ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، فقہاء، محدثین اور علماء یہ سب کے سب حدیث کو دینی حجت مان کر گمراہی پر جمع ہو گئے تھے۔

(خاک بدہنِ گستاخ)

اس گمراہی کی ہندوستان میں سب سے پہلے عبداللہ چکڑالوی نے نشان دہی کی۔ اور اب جیراجپوری اور بٹالوی صاحبان اُمتِ مسلمہ کی "اس تیرہ سو سالہ گمراہی" کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔

یہ منکرینِ حدیث وہ لوگ ہیں جو "فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا......" کے مصداق ہیں۔ گمراہی کی کوئی انتہا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قلادہ اُتار کر عبداللہ چکڑالوی کے افکار کی اطاعت کا قلادہ انہوں نے اپنی گردنوں میں پہن لیا ہے۔

ہندوستان میں اس فتنہ (انکار حدیث) کو فروغ نہیں ہوا۔ مگر پاکستان میں یہ فتنہ پر پُرزے نکال رہا ہے۔ اور اب تو ان گمراہ کن خیالات کی تبلیغ و اشاعت کیلئے ایک روزنامہ نکلنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ اور کافی سرمایہ سے ایک ٹرسٹ قائم کیا جا رہا ہے ——— یہ سب کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ حق اور باطل کے ٹکراؤ ہی میں سچوں اور جھوٹوں کی تمیز ہوتی ہے۔ اللہ کی مشیّت تکوینی اپنے بندوں کو اس قسم کی آزمائش میں ڈالتی رہتی ہے۔ تاکہ حق پرست اور حق ناشناس چھٹ چھٹا کر الگ الگ ہو جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے "خرافات" پر جب ہزاروں آدمی جمع ہو سکتے ہیں تو منکرینِ حدیث" کی آواز پر لبیک کہنے والے بھی میسر آسکتے ہیں۔ حق و ناحق کی یہ کشمکش نہ ہو تو جہالت اور علم، حماقت اور دانش و آگہی ایک دوسرے سے مُمیّز کس طرح ہوں۔

یہ مضمون عبداللہ صاحب چکڑالوی سے متعلق ہے جس میں ملاقات اور بالمشافہہ گفتگو کی تفصیل درج ہے۔ خدا اور رسولؐ سے محبت رکھنے والوں کے لئے اس میں بہت کچھ ہے۔ مگر وہ جو اطاعتِ رسولؐ سے بیزاری کو اپنا مسلک بنا چکے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت جن کا مشن ہے اُن کی ناگواری شاید "مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ" کی حد تک پہنچ جائیگی۔ مگر ہم کیا کریں اُن کی دلدہی کے لئے حق بات کو نہیں چھپایا جا سکتا۔

(م - ق)

پہلی ملاقات! اب سے ۴۳ سال پہلے یعنی ۱۳۳۶ھ کا ذکر ہے، میرا طالبِ علمی کا زمانہ تھا۔ میں اپنے برادرِ معظم اور استادِ محترم حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شہر لاہور میں پڑھتا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم اُن دنوں لاہور درس دیتے تھے۔ پنجاب کے علمی حلقوں میں آپ کے فضل و کمال اور مہارتِ علومِ دقیقہ کا غلغلہ بلند تھا۔ اور مولانا اجمیری کے نام سے شہرت تھی۔ فضل الدین نام کا ایک قادیانی طالبِ علم میرے ساتھ ہدایہ اخیرین میں شریکِ درس تھا۔

ایک دن فضل الدین نے مجھ سے کہا کہ شہر لاہور میں مولوی عبداللہ چکڑالوی "بانی مذہب اہل قرآن۔" سریان والی گلی میں اپنے معتقد خاص چٹو نامی کے یہاں رہتے ہیں۔ اگر آپ کو ان سے ملنے کا شوق ہو تو چلو کسی دن وہاں چل کر اُن سے ملیں۔

چکڑالوی کا نام سُن کر مجھے اُن کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور وہ اس لئے ـــــ

میں نے احادیث شریفہ میں پڑھا تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ایک زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نیچے کا دھڑ بیکار (زمن) ہوگا اُس کا سر مُنڈا ہوا ہوگا۔ وہ اپنے تخت (اریکہ) پر سہارا لئے بیٹھا ہوگا۔ جب میری حدیث اُس کو سُنائی جائیگی تو وہ اُس کے ماننے سے انکار کریگا۔ اور کہے گا۔ "مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ۔"

۱؎ حضرات محدثینؒ نے اس فقرے کے دو معنی بیان کئے ہیں (۱) ہم نے کتاب اللہ میں ایسا نہیں پایا کہ ہم اُس کی اتباع کریں (۲) ہم جو کتاب اللہ میں پائیں گے اُسی کا اتباع کریں گے۔

ہر اعتبار سے ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں قابلِ اطمینان ہوتی ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضل الدین کی زبانی اتنا تو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ یہ شخص (عبداللہ چکڑالوی) حدیثِ نبوی کا منکر ہے۔ اور علمِ دین کے بارے میں صرف قرآن پر حصر کرتا ہے۔ لیکن مجھے اُس کا حُلیہ، صورتِ نشست وغیرہ کو بھی دیکھنا تھا کہ دیکھوں۔ آیا حدیث شریف کی پیشین گوئی اُس پر منطبق ہوتی ہے۔ یا ابھی اس حُلیہ کا کوئی دوسرا گم کردہ راہ آنے والا ہے۔ چنانچہ میں اپنے عزیز ہم درس مولوی محمد عباس صاحب کے ہمراہ فضل الدین کو لیکر چکڑالوی صاحب کو دیکھنے کے لئے گیا۔ ہم وہاں اُس وقت پہنچے ہیں تو نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔

عبداللہ صاحب چکڑالوی جس مکان میں رہتے تھے۔ اُس کا صحن اچھا خاصہ وسیع تھا۔ گرمی کا موسم تھا اسلئے سب لوگ صحن ہی میں تھے۔ چکڑالوی صاحب اپنی جماعت کے لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز باجماعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جماعت اس طرح ہوئی کہ اُن کا امام صف کے بیچ میں کھڑا ہوا۔ تکبیر تحریمہ کے وقت سب نے کان پکڑے اور پوری نماز کے تمام ارکان، قیام، رکوع وسجود، قومہ وجلسہ سب میں قرآن کی مختلف آیتیں پڑھتے رہے۔

میں نے مولوی محمد عباس صاحب کے ساتھ مل کر علیحدہ نماز پڑھی۔ کیونکہ چکڑالویوں کی یہ نماز ہمارے لئے بالکل اجنبی تھی۔ فضل الدین قادیانی نے ہم سے علیحدٰہ ہو کر نماز ادا کی۔

نماز سے فارغ ہو کر جب مولوی عبداللہ چکڑالوی اپنے تخت پر براجمان ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ نیم دراز ہو کر اپنے ہاتھ کی کُہنی کو تخت پر ٹیک کر، سر کو ہتھیلی پر سہارا دے کر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔

اُن کے زمن (جاماندہ ہونے) اور سر کے مُنڈے رہنے کو میں پہلے دیکھ چکا تھا۔ حدیث شریف کی پیش گوئی حرف بحرف اُس منکرِ حدیث پر صادق آتی تھی۔

میں چکڑالوی صاحب کے قریب جاکر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُنہوں نے میرے سلام کے جواب میں "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ" کہا۔ اور میری جانب متوجہ ہوئے۔ میں نے دریافت کیا

سُنا ہے کہ آپ حدیث کو نہیں مانتے۔ اور ابھی میں نے دیکھا کہ آپ نے بھی مغرب کی تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں نمازِ پنجگانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ تعدادِ رکعات کن آیتوں میں مذکور ہے .... کہ صبح کے دو فرض ظہر، عصر، عشاء کے چار چار اور مغرب میں تین فرض پڑھے جائیں؟

اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب نے فرمایا۔ میں نے قرآن کی ایک تفسیر لکھی ہے وہ چھپ گئی ہے۔ اس کی صراحت بھی اُس میں موجود ہے۔ آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں۔

میں نے پھر کہا۔ کہ جب خود مفسّر صاحب میرے سامنے موجود ہیں۔ تو مجھے اس دردِ سری کی کیا ضرورت ہے؟ کہ روپیہ خرچ کر کے آپ کی تفسیر خرید دوں۔ اور اُسے دیکھوں۔ بہتر ہوگا کہ آپ خود ہی اُن آیاتِ کریمہ

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی مثال آپ ہیں ——!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو بتلا دیں۔ جن سے آپ نے پنج گانہ نمازوں کے لئے تعداد رکعات معلوم کی ہیں۔

اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب نے پھر اپنے پہلے جواب کو دُہرایا۔ کہ آپ میری تفسیر دیکھئے میں نے اُس میں لکھدیا ہے۔

میں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ شخص جواب دینے سے قصداً گُریز کر رہا ہے۔ میرے سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے بات کو ٹال رہا ہے۔ پھر میں نے دوسرا سوال کیا۔

یہ تو فرمائیے! آپ کو حدیث کے ماننے سے انکار کیوں ہے؟ اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب بولے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صریح طور پر فرمادیا ہے۔ کہ قرآن کا مثل نہیں ہوسکتا۔ اور حدیث میں[1] آیا ہے۔ کہ رسول اللہ نے کہا۔ "اُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ"۔ (مجھے قرآن اور اُس کا مثل دیا گیا ہے) دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ٥"

کفارِ قریش جو قرآن کو کلامِ الٰہی ماننے سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے یہ سورتیں خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنائی ہیں۔ اللہ پاک نے اسی واضح دلیل سے قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کو بتایا۔ جو فصحائے عرب کے لئے برہانِ قطعی کا حکم رکھتی ہے۔

"یعنی اگر تم کو شک ہے اُن کے کلامِ الٰہی ہونے میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو تم اُس جیسی ایک سورت ہی لاؤ اور اپنے مددگاروں کو سوائے خدا کے بلا کر مدد لو۔ اگر تم (اپنے اس انکاری دعوے میں) سچے ہو۔"

یہ تذکرہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ ناظرین خود بھی اپنی جگہ چکڑالوی صاحب کے مغالطہ آمیز جواب کو سمجھ سکیں۔ میں نے کہا کہ یہ بیان بالکل دھوکا ہے۔ اللہ پاک نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ قرآن کے مثل سے

---

[1] حدیث "اُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" کے مقابلہ میں آیت "فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ" پیش کرنا عقل و دانش کا دیوالہ نکالنا ہے۔ "إِئْتُوا" امر حاضر معروف جمع کا صیغہ ہے جس کے مخاطب مخالفین نبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعجازاً ان سے فرمایا ہے کہ قرآنی سورتوں کی مثل ایک سورت بنا لاؤ۔ اس لئے کہ وہ آں حضور علیہ السلام کے پیش کردہ قرآن مجید کو آپ ہی کا کلام تصوّر کرتے تھے۔ اور خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہونے میں شک کرتے تھے۔ بے شک مخلوق قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ لیکن خالقِ کائنات عاجز نہیں۔ وہ قرآن کی مثل لانے پر قادر ہے۔ حضورؐ بھی یہی فرماتے ہیں۔ کہ میں قرآن اور قرآن کے ساتھ اس کی مثل "حدیث" من جانب اللہ دیا گیا ہوں۔ اگر حضورؐ یوں بھی فرماتے کہ میں قرآن کی مثل "حدیث" لایا ہوں۔ تو جب بھی تعارض پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ آپؐ نے جو کچھ پیش کیا وہ خدا ہی کی جانب سے لاکر پیش کیا۔ ناکہ اپنے نفس کی جانب سے بنا کر پیش کیا۔ قرآنی شہادت ہے۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ٥" اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ایسی ٹیڑھی عقل نہ دے۔ کہ وہ سیدھی بات کو بھی اُلٹا سمجھے۔ آمین۔ ۱۲ صحیفہ)

ملٹن ہی کی گھڑی آپ کے وقت کی حفاظت کرسکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود اللہ تعالیٰ بھی (معاذ اللہ) عاجز ہے۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ "اے فصحاء و بلغاءِ عرب اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود تصنیف کیا ہے اور خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔ تو جب کہ تمہارے خیال کے مطابق اگر ایک اُمی تنہا ایسا کلام تصنیف کر سکتا ہے۔ تو تم تو فصحاء ہو کر خود کوشش کرو اور اپنے تمام مددگاروں سے خدا کے سوا مدد لے کر ایسی ایک سورت تو بنا لاؤ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو۔"

بڑا فرق ہے کہ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "مجھے خدا کی طرف سے دیا گیا ہے قرآن پاک اور اس کا مثل"۔ یعنی ایک وحی متلو جو واسطہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئی۔ اور اس کی نظم (الفاظ) بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی۔ اور دوسری وحی غیر متلو یعنی معانی القا ہوتے ہیں اور حضور الفاظ میں ان "معانی" کو بیان فرماتے ہیں ــــ اور اس مثل میں جو غیر اللہ کو بطور تحدی طلب کیا گیا ہے۔

میری اس جوابی تقریر کے دوران میں چکڑالوی صاحب سے یہ سوال بھی کر لیا گیا کہ جب قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے "اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" کا حکم دیا ہے۔ تو آپ کو اطاعتِ رسول اللہ سے گریز کیوں ہے؟ تو چکڑالوی صاحب نے فرمایا کہ

آیت کو شروع سے پڑھو میں نے تلاوت کی۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ"

تو اس پر چکڑالوی صاحب فرمانے لگے۔ اچھا بتلائیے! يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں رسول اللہ بھی مومنین کے ساتھ شریک ہیں؟

میں نے فوراً جواب میں کہا۔ کیوں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔ "اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (میں پہلا مومن ہوں)

اس پر چکڑالوی صاحب اپنے زعمِ باطل میں بڑے خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ اچھا تھوڑی دیر کے لئے ایسا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ہی کو "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کر کے "اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" فرمایا ہے تو کیا یہ عقل کی بات ہے کہ اللہ یہ فرماتا ہے۔ کہ "اے نبی! تم اللہ کی اطاعت کرو اور خود اپنی بھی"۔

میں نے اُن سے دریافت کیا کہ اچھا آپ رسول اللہ کے کیا معنیٰ لیتے ہیں؟ تو کہا کہ رسول اللہ کا معنیٰ ہیں کتاب اللہ اب اس ترجمہ میں کوئی خلافِ عقل بات لازم نہیں آتی۔

میں نے کہا سبحان اللہ! ارشاد فرمائیے! اس سے آگے جو خدائے تعالیٰ نے "وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" ارشاد فرمایا ہے۔ تو کیا "اُولِي الْاَمْرِ" کے معنیٰ بھی کتاب اللہ ہی ہیں یا کچھ اور ہیں۔

اس پر جواب دیا گیا۔ کہ "اُولِي الْاَمْرِ" کے معنیٰ بادشاہ اور حاکم ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ کے زمانے میں کون سا بادشاہ یا حاکم تھا جس کی آپ نے اطاعت فرمائی؟ اس کا جواب چکڑالوی صاحب نے یہ دیا کہ رسول اللہ کسی حاکم یا بادشاہ کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ کہ یہ اُن کی شان کے خلاف ہے۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ یہ ذاتِ شریف وہیں آ گئے جہاں میں ان کو لانا چاہتا تھا۔ میں

ملٹن کی گھڑی خرید کر اپنے روپے کی حفاظت کیجئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چکڑالوی صاحب کو مخاطب کر کے بولا۔ تو آپ اس آیہ پاک کا ترجمہ کس طرح کریں گے؟ کہ ایسی کوئی قباحت لازم نہ آئے۔ تو فرمایا۔ رسول اللہ اس حکم سے مستثنیٰ رہیں گے۔ اور دوسرے مومنین یہاں مخاطب سمجھے جائیں گے۔ میں نے اس پر عرض کیا کہ جناب والا یہی صورت ایک قدم پہلے بھی اختیار کی جاسکتی ہے۔ اور رسول اللہ کو بمعنیٰ "کتاب اللہ" لینے کے تکلف بعید سے بھی بچا سکتا ہے۔ تو کیوں نہ ابتدا سے اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اور کہا جائے کہ "اطیعوا اللہ" تک تو رسول اللہ بھی دوسرے مومنین کے ساتھ شریک ہیں۔ اور اس کے بعد رسول اللہ کے علاوہ دوسرے مومنین مخاطب ہیں ——— اس کا جو جواب چکڑالوی صاحب نے دیا۔ وہ خلاف توقع نہ تھا۔ فرمایا اچھا پھر کسی فرصت کے وقت ملئے۔ دوسرے اصحاب بھی کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے بھی اُس وقت بات کو طول دینا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے کہ چکڑالوی صاحب اس بحث سے کترا رہے تھے۔ میں اُن سے اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا۔ اور طے کر لیا کہ کسی دن چکڑالوی صاحب سے پھر آکر ملوں گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا ذکر کروں گا۔ ممکن ہے کہ اس شخص کو کچھ تنبیہ ہو جائے اور میں بھی تبلیغ حق کا فریضہ اپنی حد تک ادا کر دوں ———

دوسری ملاقات

اس واقعہ کے چند دن بعد تنہا فرصت کا وقت نکال کر نماز ظہر کے بعد چکڑالوی صاحب کے پاس گیا۔ حسن اتفاق سے وہ اُس وقت اکیلے ہی بیٹھے تھے۔ اُن کا ارادت مند چھٹو بھی موجود نہ تھا۔

میں چکڑالوی صاحب کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پوچھا کہاں سے آئے ہو؟

میں نے کہا اسی لاہور سے۔

پھر دریافت کیا کیسے آئے ہو؟

میں نے کہا اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ کہ میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایک زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جو جاماندہ[1] (زمن) ہوگا۔ سر اُس کا منڈا ہوگا۔ اور اپنے تخت (اریکہ) پر سہارا لیکر بیٹھے گا۔ اور جب میری حدیث اس کے سامنے بیان کی جائیگی تو وہ اس کے ماننے سے انکار کرے گا۔ اور کہے گا۔

"مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِتَّبَعْنَاهُ"

میں یہی دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ خدا کی شان یہ پیشین گوئی آپ پر حرف بہ حرف صادق آتی ہے۔

میرے اس بیان سے چکڑالوی صاحب کو بہت غصہ آیا۔ اور آنا ہی چاہیئے تھا۔ حدیث کا انکار نہ کر سکے کہ اُن کو خود بھی اس کا علم تھا۔

کہنے لگے کہ کھوتہ جے بخاری (پنجابی زبان میں کھوتہ گدھے کو کہتے ہیں) نے یہ بات گھڑی ہے۔ رسول اللہ

---

[1] نیچے کا دھڑ بیکار ہوگا۔ ۱۲ منہ

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی عجیب وغریب ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ایسا نہیں کہا۔

اس پر مجھے ہنسی آگئی۔ اور میں نے کہا کہ میرا تو یہ اعتقاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے۔ اور آپ کی پیشین گوئی صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو "علم" دیا جاتا تھا۔ لیکن آپ کے کہنے کو صحیح مان لوں تو پھر مجھے امام بخاریؒ کو ایک اعلیٰ پایہ کا محدث ماننے کے علاوہ خدا کا رسول بھی ماننا پڑے گا۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ کو گزرے ہوئے ہزار سال سے زیادہ ہو گئے۔ اور ان کی بیان کردہ پیشین گوئی آج صحیح ثابت ہو رہی ہے

میری ہنسی اور اس جواب پر چکڑالوی صاحب کا غصہ اور زیادہ تیز ہو گیا۔ مگر وہ بیچارہ کر ہی کیا سکتا تھا۔ منہ میں جھاگ آ رہے تھے۔ اور بار بار امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخانہ کلمے بک رہا تھا۔ اور میں ہر بار ہنس کر یہی کہتا تھا۔ کہ چلو میں آپ کی خاطر میں امام بخاریؒ کو ہی اللہ کا رسول مان لوں گا۔ کیوں کہ اُن کی بات تو —— تولہ ماشہ سچی ہو گئی جو انہوں نے کہی تھی۔

چکڑالوی صاحب کے پیچ و تاب کا عالم قابلِ دید تھا۔ میں وہاں سے یہ پڑھتا ہوا اُٹھ آیا۔

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔

صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ۔ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمُ۔

(ف۔ ک)

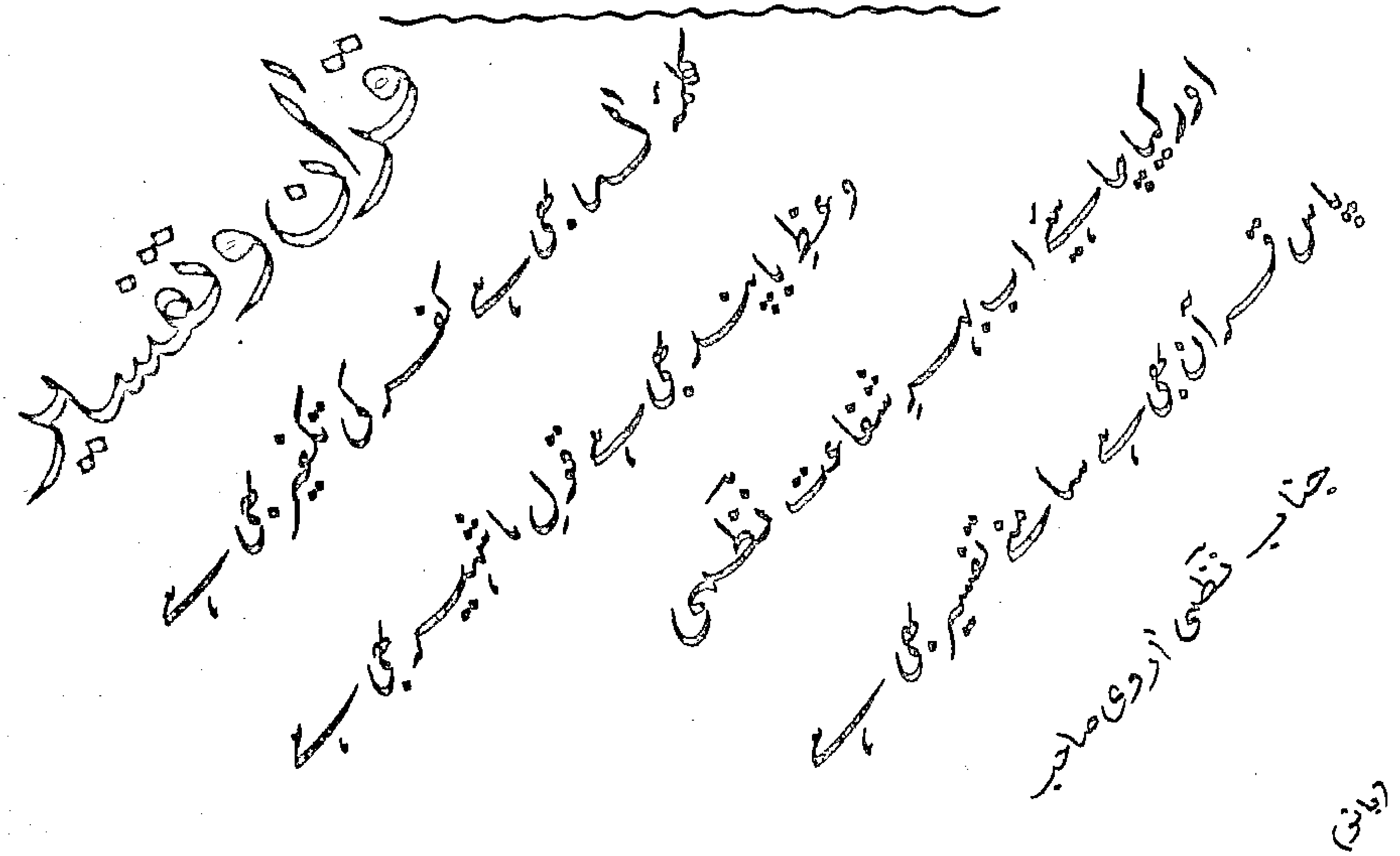

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر لحاظ سے بے مثل ہیں —— !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب علامہ محترم ماہر القادری صاحب مدیر فاران کراچی

مری نگاہ میں ہیں سب مسائلِ نظری — یہ ذہن وفکر کی جدّت ہے وہ طلسمِ قدیم
ہوا کے دوش پر جاتے ہوئے پیام وسلام — یہ برق وباد کی قوت کا عالمِ تنظیم
یہ اکتشاف کی دنیا یہ تجربات کا دور — کہ ذرّہ ذرّہ ہے محوِ تجزّی و تقسیم
یہ نفسیات کی تحلیل، فکر کی پرواز — محلِ غور ہے ترکیب احسنِ تقویم
فضا میں رقص کناں ہے دُھواں مشینوں کا — الٹتی جاتی ہے سائنس پردہ ہائے حریم
نئے نئے یہ اصولِ سیاست وتہذیب — معشرت کے مسائل کی جدّتِ تنعیم
مگر یہ فلسفہ روحِ یقیں سے خالی ہے — نہ اس میں سوزِ کلیمؑ، نہ جذبِ ابراہیمؑ
پیامِ ختمِ رُسُل کی خبر نہیں ان کو — کہ جو ہے رُشد وہدایت کی آخری تعلیم
نہیں ہے جس میں اضافہ کی کوئی گنجائش — نہ جس میں ایک بھی نقطہ کی ہو سکے ترمیم
محمدِ عربی رحمتِ تمام وکمال — کہ شرق وغرب میں جاری ہے جنکا فیضِ عمیم
وہ بے کسوں کے طرفدار، بے بسوں کے شفیق — خدائے پاک نے جن کو کہا رؤفٌ رحیم
ہیں اس زمانہ میں جن کے نیازمند غلام — شہانِ بے کُلہ وخسروانِ بے دیہیم
وہ رازدارِ عمل، واقفِ رموزِ حیات — جھکا ہوا ہے خرد کا جدھر سرِ تسلیم
محمدِ عربی کا پیام کافی ہے — میں چھیڑتا ہی نہیں بحثِ جدید وقدیم

کہا خطیب نے جس وقت قَالَ رَسُولُ
فتاد سامع در موجِ کوثر و تسنیم

کرم دہلوی

گھڑی خریدنے سے قبل ملسٹن کا لفظ دیکھ لیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

قرآن شریف و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت فاضل محترم مولینا الحاج عبدالجبار صاحب امرتسری)

میرے معزز برادران اہلِ اسلام! کیا کسی اہلِ اسلام کے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ پیغمبر اسلام آسمانی کتاب کے خلاف کرسکتے ہیں یا کرتے تھے۔ یا قرآن مجید کو آپ نہ سمجھتے تھے۔ یا وہ ہم سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے۔ ہم آپ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ بنی نوع انسان سے جن کے دل میں رائی برابر ایمان و اسلام کی بو بھی ہوگی۔ اس کا اعتقاد تو کیا اس کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کرنے کی توقع رکھے گا۔ میرا یہ خیال ہے۔ خیال ہی نہیں بلکہ اعتقادِ جازم ہے۔ کہ جس پر قرآن نازل ہوا تھا۔ جو قرآن شریف لائے تھے وہ ہم سے اور ہمارے بڑوں کے بڑوں سے زیادہ سمجھتے تھے۔

آج ایک پارٹی ایسی نظر آرہی ہے کہ وہ اپنی سمجھ کو تو مستند مانتی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام کی قرآنی توضیح و تشریح و تفصیل و تفسیر کو قابلِ اعتماد و استناد نہیں سمجھتی انہوں نے اپنا نام اہلِ قرآن رکھا ہے۔ جو فی الحقیقت منکرِ حدیث ہیں بلکہ منکرِ قرآن۔ ع

"برعکس نہند نام زنگی کافور"

یہ فرقہ قریب ہی زمانہ میں حسبِ پیش گوئی رسول کریم صادق و مصدوق پیدا ہوا ہے۔ گو کہ قدیم زمانہ میں بھی اس کے کچھ اثرات ظہور میں آئے تھے۔ مگر جس پیش گوئی کی پیغمبر اسلام نے اطلاع دی تھی اُس کا بانی اُسی صفت کا مقام چکوال پنجاب کا باشندہ نام گرامی "عبداللہ" تھا۔ ہوا۔

یہی شخص منکرِ حدیث جماعت کا پیش رو جنہوں نے اپنا نام اہلِ قرآن معنون کیا ہے۔ ان کا پیر مغان ہوا۔ سنن ابوداؤد و ترمذی و دیگر کتبِ حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا

"اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ"

ہوشیار ہو جاؤ! عنقریب ایک آدمی آسودہ اپنی چارپائی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا کہے گا۔ تم صرف اسی قرآن

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر اعتبار سے بے مثل ہوتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ہو کو پکڑو۔ اس میں جو حرام ہو اُسی کو حرام ٹھیرانا اور جس چیز کو اس میں حلال پاؤ صرف اُسی کو حلال قرار دینا ـــــ یہ خیبر کے زمانہ میں آپ نے فرمایا تھا اس کی بعینہٖ صداقت تیرہویں صدی میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ کیوں نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق ہیں آپ کی فرمائی ہوئی کوئی بات بے پایہ کے نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو کر ہی وہ رہتی ہے۔ یہ معجزہ ہے۔

اس حدیث کے مختلف الفاظ وارد ہیں۔ بعض میں اختصار بعض میں زیادہ تفصیل۔ مگر تمام کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ ایک وہ وقت اور زمانہ بھی آئیگا کہ اس میں شخص مشلوح پیٹ بھرا تکیہ لگائے تخت، چارپائی پر بیٹھا ہوا اس طرح کہے گا۔ اور یہ ہو کر ہی رہا۔

کون نہیں جانتا کہ عبد اللہ چکڑالوی فالج زدہ چوبیس[۲۲] چوبیس گھنٹہ چارپائی ہی پر تکیہ لگائے مسجد میں بیٹھا رہتا تھا۔ نیچے از خود اُتر ہی نہیں سکتا تھا اُس نے یہ طریقہ نکالا یہ اوّلاً اہلحدیث تھا۔ اس زمانہ کی ایک اس کی تالیف ادعیہ بھی میری نظر سے گذری ہے بعد میں اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ قرآن اور صحیحین ہی مستند چیزیں ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد صحیحین کو بھی اُڑا دیا۔ انکار کر دیا۔ اور بالکل کورا احادیث نبویہ سے ہو گیا۔ اپنے آپ کو اہلِ قرآن سے تعارف کراتا تھا۔ احادیثِ نبویہ کا انکار اپنا شعار قرار دیا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی جماعت نے ترقی حاصل کی۔ ایسی چیزوں میں شیطانی اعانت نہایت زبردست ہوا کرتی ہے۔

یہ حدیث متعدد صحابہؓ سے مروی بھی ہے یہ حدیث معدیکرب۔ ابو رافع۔ جابر بن عبد اللہ۔ ابن عباس۔ عرباض بن ساریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سنن ابوداؤد۔ سنن ترمذی۔ سنن دارمی۔ کفایہ فی علم الروایہ۔ جامع بیان العلم۔ کنز العمال وغیرہ۔

اس فرقہ کی کچھ جھلک اوائل صدی میں بھی نظر آئی تھی۔ مگر چونکہ ان کا اصلی بانی حسبِ ارشادِ نبوی جس کا وقت ـــــ وقتِ مقرر تھا وجود میں نہیں آیا تھا۔ وہ بہت جلد فرد اور دب گیا۔ اس دب جانے میں بھی خاص حکمتِ الٰہی ہی تھی۔ اور پھر وہ اُسی ہیئتِ کذائیہ کے ساتھ آب و تاب کے ساتھ وجود میں آکر باعثِ گمراہی خلائق فی علم اللہ ہوا۔ اس فرقہ کی جھلک قدرے حضرت عمران بن حصینؓ کے زمانہ میں ہوئی۔ چنانچہ اس کی تفصیل اس طرح ہے

حضرت عمران بن حصینؓ ایک جگہ اپنے مصاحبین کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ قوم میں سے ایک شخص بول اُٹھا۔ کہ آپ لوگ ہمیں صرف قرآن ہی سے بیان کریں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو نزدیک بلایا اور کہا۔

تو قرآن پڑھنا جانتا ہے؟ یہ تو بتا کہ اگر تم سے اپنے یاروں سے قرآن ہی سے ہو کول ہوں تو مجھے یہ بتا کہ۔ کیا تو قرآن میں ظہر کی چار رکعت، فجر کی دو، عصر کی چار، مغرب کی تین اور دو میں قرأت پاتا ہے؟ ہاں بیت اللہ کا طواف سات چکر۔ اسی طرح صفا مروہ کے ساتھ تمہیں ان کی تعداد کہاں سے معلوم ہوئی۔؟ عرفہ میں ٹھیرنا، رمی جمار کرنا۔ اور چور کے ہاتھ کہاں سے کاٹنا آیا؟ پہنچے سے یا

(۲۲) [illegible] ص ۳۹-۴

تمام گھڑیوں میں بہترین گھڑیاں لٹن واچ کمپنی کی ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتنی سے یا کندھوں سے۔ طواف کے بعد دو رکعتوں کا مقام ابراہیمؑ کے پیچھے پڑھنا۔ قرآن شریف میں صرف نماز اور حج اور طواف اور صفا مروہ کا ذکر ہے۔ زکوٰۃ کا حکم ہے کتنی دینی چاہیئے، اونٹوں، گائیوں، بکریوں میں سے اور سونے و چاندی سے کتنی دینی چاہیئے۔ کیا یہ قرآن میں ہے۔ اس کی تفصیل۔ یہ چیزیں تم نے کس سے لیں ——؟ کیا یہ باتیں ہم سے تم نے نہیں لیں؟ اور ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے —— ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی باتیں لی ہیں کہ جن کا تمہیں علم ہی نہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی کتاب "مدخل و صغیر و کبیر" میں اور حافظ ابن عبد البر نے "جامع بیان العلم و فضلہ" میں اور خطیب نے "کفایہ والروایہ" میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں۔ اور حاکمؒ نے روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ نے "مفتاح الجنۃ" کے ص۴۲ و ص۵۶ پر ذکر کیا ہے۔ خطیبؒ نے "کفایہ" کے ص۱ میں اور ابن عبد البرؒ نے ص۱۹۱ ج۲ میں نیز سیوطیؒ نے بدور السافرہ کے ص۱۵۴ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر آیا ہے؟ خدا نے کیا ہے؟ مگر اس کی تفصیل اس کا طریقہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا ہے۔

ابن عبد البرؒ نے اس میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ "اس آدمی نے اُن سے کہا جس طرح آپ نے مجھے زندہ کیا خدا آپ کو بھی زندہ کرے"

حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

"یہ آدمی مسلمانوں کا فقیہ بنکر دنیا سے اٹھ گیا تھا۔"

علامہ ابن عبد البرؒ اپنی "جامع بیان العلم" کے ص۱۹۱ جلد ۲ میں حضرت مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر سے بیان کرتے ہیں

اُن سے کسی آدمی نے کہا آپ لوگ ہمیں صرف قرآن ہی سے بتایا کریں۔ انہوں نے جواباً فرمایا۔

"وَاللّٰهِ مَا نُرِيدُ بِالْقُرْآنِ بَدَلًا وَلٰكِنْ نُرِيدُ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِالْقُرْآنِ مِنَّا۔"

"ہمارا یہ خیال نہیں کہ ہم قرآن کا نعم البدل چاہتے ہیں۔ بلکہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ لوگوں کو اس ہستی سے تفصیل بتائیں کہ جو ہم سے قرآن شریف کا زیادہ ماہر ہے۔"

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے بیان کیا ہے چنانچہ "مفتاح الجنان" کے ص۱۰ میں ہے۔ انہوں نے کہا۔ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو ہمارے لئے قرآن شریف میں بیان نہ کی گئی ہو۔ مگر ہماری سمجھ اُس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسی وجہ سے تو اللہ میاں نے فرمایا۔

"لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ"

"یعنی نبیؐ تمہیں اُتاری ہوئی شے کی تفصیل بتا دیگا"

قرآن مجید پ۵ میں نساء میں اللہ میاں فرماتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں مضبوط، خوبصورت اور دیدہ زیب ہوتی ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"

(آیت ۶۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جسے بلا تسلیم ایمان والا ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ کون سا فیصلہ ہے ۔۔ ؟ آخر آپؐ نے کچھ فیصلہ کیا بھی تھا اس کے بعد یا نہیں صرف دھول ہی کے بگُل تھے ۔۔۔۔۔۔ اُس فیصلہ کا ذکر کہاں ہے ؟

قرآن مجید ۲۳ سال میں حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا اُترا ہے۔ یکمشت نہیں اُترا تھا۔ نزول کا آخر کوئی سبب تو ہوتا ہی تھا ؛ جب حسب ضرورت اُترتا تھا تو وہ ضرورتیں کون بیان کرے۔ کس نے بیان کی اُس کا کیا حکم ہونا چاہئے !

مسلمانوں کو اس مثال مُضِل فرقہ سے لازمًا احتراز کرنا چاہیئے اس فرقہ سے بڑھکر کوئی زیادہ گمراہ کُن فرقہ اور اکثر انکشور سیدنا ہستی پر نظر نہ آئیگا۔

خداوند تعالیٰ انہیں ہدایت کرے آمین۔ فقط

والسلام

دھوکا نہ کھائیے!
اپنے کرم فرماؤں سے گذارش
مسمیان محمد اسمٰعیل۔ محمد سعید۔ محمد ابراہیم اپنے والد کی فرم عبدالغنی محمد اسمٰعیل تاجر عطر (دہلی والے) ساؤتھ نیپیر روڈ اور عیدگاہ بندر روڈ میں شریک رہکر ایک ساتھ کام کر رہے تھے مگر اب خوشی بارضا علیحدہ ہو کر حسبِ ذیل ناموں سے آپکی خدمت کر رہے ہیں۔
(۱) محمد ابراہیم عبدالغنی تاجر عطر ساؤتھ نیپیر روڈ کراچی عـ۲ـ
(۲) محمد سعید ولد عبدالغنی تاجر عطر عیدگاہ بندر روڈ کراچی
(۳) عبدالغنی محمد اسمٰعیل تاجر عطر مسافرخانہ بندر روڈ کراچی

قدرتی جڑی بوٹیوں کا خوشبودار مرکب
حُسن نسواں ہیر آئل (رجسٹرڈ)
دماغ کو طاقت دیتا۔ دردِ سر کو زائل کرتا۔ نیند لاتا۔ بالوں کو گرنے سے روکتا۔ بڑھاتا اور چمکدار بناتا ہے۔
نیز ہر قسم کے خالص روغنیات، واصلی صندل عطریات کے لئے ہماری خدمات حاصل کیجئے۔
(نوٹ۔ آنکھ دکھنے کی دوا مفت طلب فرمائیں)

محمد ابراہیم عبدالغنی تاجر عطر ساؤتھ نیپیر روڈ کراچی عـ۲ـ (پاکستان)

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں آپ کو وقت کی پابندی سکھائیں گی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

(از جناب حشمت حسین صاحب مرادآبادی)

تو نے جس دن سے رسولِ عربی کو چھوڑا

تو مسلماں ہے مسلمانی سے انکار نہیں
مگر اسلام و شریعت سے تجھے پیار نہیں

تو نے جس روز سے قرآں کی تلاوت چھوڑی
تیرے ایماں میں ذرا پختگی کار نہیں

تو نے جس دن سے رسولِ عربی کو چھوڑا
باخدا چہرے سے ایمان نمودار نہیں

تو نے منہ کعبۂ اقدس سے ہے موڑا جب سے
تیری پیشانی مہ و مہرِ ضیا بار نہیں

تو نے اسلام کے آئین بھلائے جب سے
تجھ میں اُس روز سے گنجینۂ انوار نہیں

تو نے اسلام کی تہذیب کو چھوڑا جب سے
تجھ میں اسلام کی پہچان کے آثار نہیں

تو نے اسلام کی تعلیم کو سمجھا بیکار
تیرے اوراق میں توحید کے اسرار نہیں

اے مسلماں کیا یہی شانِ مسلمانی ہے!
حشر نزدیک ہے اور بے سروسامانی ہے

(باقی)

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں قابلِ اعتماد ہوتی ہیں ـــ!

www.KitaboSunnat.com

اسّی روپے کی کتاب

صرف ساٹھ روپے میں

تجریدِ بخاری شریف کامل اردو مجلد

بخاری شریف کی جلالتِ شان سے ہر مسلمان واقف ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ کلام اللہ کے بعد صحیح بخاری شریف کا درجہ ہے۔ اس لئے کہ اسلام کے تمام احکام جن کتب سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کتابوں میں سب سے اول درجہ کی اعلیٰ اور اکمل کتاب بخاری شریف ہے۔ عربی بخاری شریف کی قیمت اس وقت تقریبًا اسّی روپے ہے۔ اور اس میں ایک لاکھ احادیث کا ذخیرہ ہے۔ مگر اس ایک لاکھ حدیث کے مجموعہ میں سے مکرر احادیث کو کتاب کی ضخامت بڑھانے اور عام مسلمانوں سے زیادہ قیمت لینے کے خیال سے ترک کیا گیا ہے۔ اور نام تجریدِ بخاری رکھا گیا ہے۔ لکھائی، چھپائی عمدہ، کاغذ سفید، بہترین خوشنما دیدہ زیب ٹائیٹل

قیمت صرف ساٹھ روپے

تجرید بخاری شریف مجلد اردو مع عربی

عربی عبارات پر زیر زبر بھی لگے ہوئے ہیں

سفید کاغذ، عمدہ لکھائی۔ قیمت ۱۲ روپے۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ لکھیئے (مفصل فہرست مفت)

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ شعیب آرٹلری میدان ۱ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث و مراتب حدیث

(از جناب مولینا الحاج عبدالقادر صاحب حصاری سلمہ الباری)

تعریف حدیث! محدثین کے محاورہ میں لفظ حدیث جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور آپ کی تقریر پر بولا جاتا ہے۔ اور تقریر سے مراد یہ ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا یا بات کہی اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا نہ اس سے انکار کیا اور نہ اس کو منع فرمایا بلکہ اپنی خاموشی سے اُسے برقرار رکھا

پس اگر آپ کا قول ہے تو حدیث قولی ہے۔ اور اگر آپ کا فعل ہے تو حدیث فعلی ہے۔ اور اگر تقریر ہے تو حدیث تقریری ہے۔

جب آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث برسالت ہوئے اور آپ نے اسلام کی تبلیغ کی تو اس وقت جو لوگ مسلمان ہوئے انہوں نے ہر امر طرز عبادت، لین دین کے معاملات، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، لباس پہننے، حجامت بنوانے وغیرہ کے آداب و عادات اور دیگر اخلاق و معاشرتی حالات اور تمام باتوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق کیا۔ آپ کو دیکھکر یاد کھا کر یا آپ سے پوچھ کر اور آپ کے فرمانے کے عین موافق وہ کام سرانجام دیا۔

پس آپ کے اقوال و افعال۔ آپ کا انکار یا سکوت ہی مسلمانوں کا مشعلِ راہ رہا۔ اسی کا نام حدیث ہے۔ اور یہی وہ ہدایت ہے جس کو آپ اپنے ہر خطبہ میں یوں فرمایا کرتے تھے کہ

"اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کہ بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بہترین ہدایت وہ ہدایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے"

اور یہی وہ علم ہے جس کی بابت آپ نے آخری وقت میں یہ فرمایا کہ

"تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ" یعنی تمہارے میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔

لمسٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں پائدار ہوتی ہیں —!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلعم کی حدیث ہے"۔

سنت۔ کا محاورہ بھی یہی ہے کہ جس کام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا یا جس کام سے روکا یا کسی چیز کو مستحسن سمجھکر خود کیا یا کرتے ہوئے کسی کو دیکھا تو اس پر سکوت فرمایا اسکو سنت کہا جائیگا۔ جب تم حدیث میں پڑھو کہ "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي" کہ میری سنت کو لازم پکڑو" تو اس سے یہی مراد ہے۔

حدیث کی ابتدا! مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حدیث کی ابتدا کس زمانہ سے ہوئی ہے۔ پس جو زمانہ آغاز نبوت کا ہے وہی زمانہ ابتداء حدیث کا ہے۔ کیونکہ ملک عرب میں جہالت اور ضلالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اور تمام امور میں جہالت اور گمراہی نمایاں تھی۔ اس لئے جن لوگوں نے اسلام کو قبول کیا انہوں نے اپنی خواہشات اور ملکی اور قومی رسومات کو بالائے طاق رکھدیا۔ اور ہر امر میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات کے پابند ہوئے۔ اور اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا تھا۔

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (حشر)

"جو کچھ تم کو رسول نے دیا ہے اُسکو لے لو۔ اور جس سے روکا ہے اُس سے رُک جاؤ"

"وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا" اور اگر تم اس کی پیروی کروگے، اطاعت بجالاؤ گے۔ تو ہدایت پاؤگے"۔ پ۱۸ سورۃ نور

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (احزاب)

"ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی چاہتا ہے اور اللہ کو بہت یاد رکھتا ہے اس کے لئے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بہترین نمونہ ہیں"

کیونکہ آپ جب اللہ کے رسول تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی شریعت نازل ہوئی تھی تو لازم تھا کہ آپ کی پوری زندگی خدائے تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے ماتحت ہوتی اور جب آپ اس شریعت کے قائد اعظم تھے تو آپ سے کوئی ایسا فعل یا کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہوتی جو خدا کی شریعت کے خلاف ہوتی۔

اس لئے آپ کی ذات والاصفات تمام ملتِ اسلامیہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار پائی۔ اور ہر نیک کام متعلقہ دین اسلام کی ابتدا آپ سے ہوئی۔ جس کی اتباع تمام امت پر فرض ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا۔ کہ "فَاتَّبِعُونِي" "کہ تم میری اتباع کرو"۔ کیونکہ جملہ اسلامی امور کا صدور آپ سے ہوا۔ اور آپ ہر اسلامی کام کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

علم حدیث کا موضوع! ہر علم کا موضوع ہوتا ہے جس کے حالات ذاتیہ کو اس میں بحث کی جاتی ہے۔ پس علم حدیث کا موضوع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع صفات ہے۔ کیونکہ مجموعہ احادیثِ نبویہ میں آپ ہی کے اقوال وافعال وحالات و اسوۂ حسنہ کا بیان ہے۔ کہ آپؐ نے یوں فرمایا۔ آں جنابؐ نے یہ کیا۔ اس چیز سے آں حضرتؐ نے منع فرمایا فلاں کام حضورؐ کے سامنے ہوا اس سے آپؐ نے روکا نہیں تھا اس لئے ہم کرتے ہیں۔ فلاں کام آپ کے عہد سعادت مہد میں ہوتا رہا اس کے متعلق کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔

الغرض تمام بزرگانِ دین صحابہ کرام، تابعین عظام وتبع تابعین وائمہ محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین آپؐ ہی کے اقوال وافعال کو نقل کرکے آگے پہنچاتے رہے ہیں۔ اور سننے والے آپؐ ہی کا نام مبارک سن کر ان احادیث کو قبول اور سینوں اور کتابوں میں محفوظ کرتے رہے۔ پس آپؐ ہی علمِ حدیث کے موضوع قرار پائے۔

"فاکرم بہ من علم موضوعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔"

"اس علم کی کرامت کا کیا کہنا کہ جس کا موضوع خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہو۔"

علمِ حدیث کی غرض

ہر چیز کے حاصل کرنے کی کوئی نہ کوئی غرض ضرور ہوتی ہے۔ جو کام بے غرض ہو وہ لغو اور بے ہودہ ہوتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے میں محنت رائگاں جاتی ہے۔ اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس علمِ حدیث، ایسا عظیم الشان علم۔ بے غرض کیسے ہوسکتا ہے۔ سو یاد رہے کہ علمِ احادیث حاصل کرنے کی غرض اطاعتِ رسولؐ ہے۔

پس امتِ رسول علمِ حدیث اس لئے حاصل کرتی ہے۔ اور اس لئے اس کو پڑھتی اور حفاظت کرتی ہے۔ اور اس لئے اس کا درسگاہوں میں اہتمام کرتی ہے۔ کہ غرض اس سے اطاعت رسولؐ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

"یعنی اے ایماندارو! تم اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کیا اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو۔"

اس آیت سے ثابت ہوا۔ ہر کام، ہر عمل درگاہِ الٰہی میں تب منظور ہے کہ وہ اللہ ورسول کی اطاعت میں ہو اور اپنی خواہش یا رسم ورواج کے مطابق ہوا۔ اور اللہ رسولؐ کے موافق نہ ہوا۔ تو وہ عمل مردود ہے۔ اس واسطے حدیث میں آیا ہے۔

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔"

"جس شخص نے ایسا کام کیا کہ اس پر ہمارا حکم نہ تھا۔ تو وہ مردود ہے۔"

پس اطاعت اللہ اور رسولؐ کی واجب ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اطاعت کا دارومدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ٹھیرا دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ــــ اے ہمارے نبیؐ! کہہ دو

گھڑی خریدتے وقت ملٹن واچ کمپنی کا نام یاد رکھیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھیگا"

دوسری آیت میں ہے۔ کہ

"وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ"

"جنہوں نے رسول کی اطاعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرلی"

رسولؐ کی اطاعت رسول اللہ کے قول و فعل کو ماننے اور نافرمانی کرنے سے بچنے میں ہوتی ہے۔

اور آپ کا قول و فعل و حکم احادیث میں ہے۔ لہٰذا اطاعتِ رسولؐ کے لئے علمِ حدیث کا حاصل کرنا فرض ہوا۔ کیونکہ فرض کا موقوف علیہ فرض ہوتا ہے۔ پس اطاعتِ رسول کا فرض ادا کرنے کے لئے علمِ حدیث کا حاصل کرنا فرض ہوا۔

لہٰذا تمام امت پر فرض ہے۔ کہ احادیثِ نبویہ کا علم حاصل کریں۔

علمِ حدیث کا فائدہ! علمِ حدیث حاصل کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اطاعتِ رسول حاصل ہوگی۔ اور اطاعتِ رسولؐ سے جنت ملیگی۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

"كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا مَنْ اَبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔"

"میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص کہ انکاری ہوا۔ صحابہؓ نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ! انکاری کون ہوا؟ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکاری ہوا۔"

علمِ حدیث کی ضرورت

سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔ کہ عمران بن حصینؓ صحابی سے ایک شخص نے کہا۔ کہ آپ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو قرآن میں نہیں ملتیں۔ حضرت عمرانؓ نے فرمایا کہ کیا قرآن میں یہ تفصیل ہے۔ کہ ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ اتنی بکریاں ہوں تو اتنی بکریاں ہیں۔ اتنے اونٹ ہوں تو ان پر یہ زکوٰۃ ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔

حضرت عمرانؓ صحابی نے فرمایا کہ پھر تم نے یہ کیونکر کہا؟ تم نے ہم سے سنا۔ اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا"

اس سے ثابت ہوا۔ کہ قرآن میں اساسی احکام ہیں۔ اور وہ بطور عموم اور کُلیات ہیں۔ کہیں مجمل ہیں۔ کہیں مبہم ہیں۔ کہیں محکم ہیں، کہیں متشابہ ہیں،

پس احادیثِ نبویہ ان جملہ احکام کی تفسیر و تشریح ہے۔ کہیں قول سے اور کہیں عمل سے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلامِ الٰہی کے مُبیّن و مفسّر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۝"

"یعنی اے نبی! ہم نے یہ نصیحت نامہ تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تو اس کو خوب بیان کر کے سمجھا دے۔"

لیمٹن کی گھڑی دیدہ زیب اور پائدار ہوتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر احادیثِ نبویہ کو قرآن کریم کا بیان اور تفسیر نہ ٹھیرا لیا جائے تو ہر شخص اس کی مراد اور تفسیر اور مطلب اپنی اپنی رائے اور عقل سے لینے لگیگا۔ چونکہ سب انسان یکساں فہم و فراست نہیں رکھتے۔ اور سب کی قابلیت اور لیاقتِ علمی ایک سی نہیں ہوتی تو ہر شخص قرآن کے معانی اپنی رائے سے کریگا۔ جس سے اختلاف اور شقاق بعید پیدا ہو جائیگا اور قرآن مجید بازیچۂ اطفال بن جائیگا۔ (نعوذ باللہ منہا) اگر تسلیم کیا جائے کہ قرآن مجید مفصل کتاب ہے اور عربی محاورہ پر یہ نازل ہوا ہے اور ہر شخص کو اس کے سمجھنے اور اس کے احکام کے بیان کرنیکا حق ہے۔ تب بھی یہ عرض ہے کہ جس شخص پر یہ قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ اپنے زمانہ کے محاورات اور اپنی زبان کی اصطلاحات اور لغات کو خوب جانتا تھا۔ اور وہ لوگ بھی خوب جانتے تھے۔ جن کے سامنے قرآن مجید اُترا۔ اور وہ اس پر سمجھکر ایمان لائے۔ پھر بھی قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنا اور اس کے احکام کی تشریح کرنا اور اس کے مطابق عمل کر کے دکھانے کا بھی انہی کا حق مقدم ہے اور ان کے خلاف مطلب بیان کرنا یا ان کے تعامل بالقرآن کے خلاف عمل کرنا گمراہی ہے۔ کیونکہ ان کی ہدایت اور فلاح کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں گواہی دی ہے۔ اور اپنے نبیؐ اور آپ کے صحابہ کرام اور انصار و مہاجرین کو صراطِ مستقیم اور ہدایت پر قرار دیا ہے۔ اور رضائے الٰہی کی ان کے حق میں شہادت ہے۔

بہر کیف احادیثِ نبویہ سے کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور بغیر احادیث کے قرآن مجید پر عمل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا قرآن کو سمجھنے کے لئے احادیث کی سخت ضرورت ہے ـــــ مثلاً قرآن شریف میں ہے۔ کہ

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" ـــــ "نماز کو قائم کرو۔!"

بس یہ ایک اصولی حکم ہے۔ اب نماز کا وقت، اور اس کی تعیین۔ نماز کا حکم۔ نماز کی رکعتیں۔ نماز کی کیفیت۔ نماز کے ارکان۔ نماز کے نواقض۔ نماز کے شرائط وغیرہ وغیرہ احادیث سے معلوم ہوں گے۔ قرآن میں ان کی تفصیل نہیں ہے۔

نماز کس عمر میں فرض ہے۔ سفر میں کتنی ہے۔ حضر میں کتنی۔ بیمار کس طرح نماز پڑھے۔ تندرست کس طرح پڑھے۔ یہ سب مسائل احادیث سے ثابت ہونگے۔ اگر احادیث کو ترک کیا جائے۔ تو صرف قرآن سے یہ تفصیل معلوم نہیں ہوسکتی۔ جس سے ہر نمازی کو بہت مشکل گذریگی بلکہ نماز ہی نہیں پڑھ سکے گا۔

یہی وجہ ہے۔ کہ فرقہ چکڑالویہ نماز ادا کرنے میں بڑے پریشان ہیں۔ کوئی تو پانچ نمازوں کا قائل ہے۔ کوئی تین کا۔ کوئی دو کا۔ کوئی کسی طرح ادا کرتا ہے اور کوئی کسی طرح عجیب تماشا ہے۔

پس اسی طرح زکوٰۃ، حج، روزہ وغیرہ عبادات اور معاملات کو قیاس کرلیں۔ کہ بغیر حدیث کے کسی پر بھی کوئی عمل نہیں کرسکتا۔

اور کرتا ہے تو ایسے طریقہ سے کرتا ہے جس کی نظیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر آج تک کسی کتاب شرعی میں پائی نہیں گئی۔ اور نہ کسی تواترِ عملی کے

لشن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی شہرت کی مالک ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے۔ بلکہ وہ نماز قرآن میں بھی نہیں ہے۔
برعکس اس کے وہ نماز جو تواتر عملی سے ثابت ہے
وہ احادیث سے ثابت ہے اور تمام امت میں نسلاً
بعد نسلٍ عہد نبویؐ سے چلی آرہی ہے۔
پس ثابت ہوا۔ کہ علم حدیث معتبر ہے۔ اور قرآن
پر عمل کرنے کے لئے اس کی سخت ضرورت ہے۔
اور یہ سخت تعجب ہے کہ ہر عالم کسی علمی کتاب کی
شرح آسان لفظوں سے کرنے کا مجاز ہو۔ ہر قانون کی
شرح عدالت کا جج کر سکے اور ہر استاد کسی کتاب کا
مطلب اپنے شاگرد کو بتلا سکے۔ لیکن نبی کو یہ اجازت نہیں
ہے۔ کہ وہ اس کتاب کا مطلب لوگوں کو اپنے قول و فعل
سے بتلا سکے۔ جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہے۔

(ولم يقل به احد الا من سفه نفسه)

اہل حق تو اس بات کے قائل ہیں کہ نبی ہی یہ حق رکھتا
ہے کہ وہ اس آسمانی کتاب کا جو اس پر نازل ہوئی ہے۔
اپنی امت کو مطلب بیان کرے۔ اور اس کی تفسیر و تشریح
کر کے لوگوں کو سمجھائے۔ اور اس پر عمل کر کے یہ ظاہر کرے
کہ اس حکم قرآنی کا یہ مطلب ہے۔

اہل حق نے یہ واضح کیا کہ

حدیث وحی الٰہی ہے

کہ آں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پر دو قسم کی وحی نازل ہوتی ہے۔
"ایک وحی جلی" جس کو وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ یعنی
ایسی وحی جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور نماز وغیرہ
میں ذکر اور عبادت کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ اس کے
کلمات۔ حروف۔ معانی۔ اور احکام سب خدا تعالیٰ
کی طرف سے ہیں۔ ——— اور اس کو کلام اللہ
کہتے ہیں۔

دوسری:۔ وحی خفی۔ جس کو وحی غیر متلو
کہتے ہیں۔ یعنی پوشیدہ وحی جو عام طور پر قرآن
مجید کی طرح ..... نماز وغیرہ میں اس کی قرأت نہیں
..... ہوتی ....
.... البتہ مطلب اور مقصد اور احکام اور
مسائل جو اس سے سمجھے جاتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی
کی طرف سے بطور کتاب اللہ کے بیان کئے ہیں۔ جو نبی
پر وارد کئے گئے ہیں۔ یا استنباط آیات قرآنی سے ہیں۔
جن کی اصلیت قرآن میں بجنسہٖ یا قریب قریب موجود ہے۔
جس کو بغیر رسول اللہ کے دوسرا استنباط نہیں کر سکتا۔
اور قرآن سے نہیں جان سکتا۔ وہ بھی آں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے بیان سے واضح ہوئی۔ تو اس کو بھی وحی
خفی کہیں گے۔

قرآن شریف سورۂ تحریم میں ہے۔ ۲
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے
ایک خفیہ بات کہی۔ بیوی نے اس کو ظاہر کر دیا۔ تب
اللہ نے نبیؐ کو خبر دیدی۔ نبی نے بیوی سے دریافت
کیا۔ بیوی نے کہا تم کو کیوں کر خبر ہوئی۔ نبی نے کہا کہ
مجھکو علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔
اس آیت میں بیوی نے جس خبر کی اطلاع کا سوال
کیا ہے وہ قرآن میں مذکور نہیں ہے۔ اور آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مجھ
کو علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ

لٹن واچ کمپنی صدر کراچی کو یاد رکھئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب الٰہی کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی۔ بس وہی وحی خفی ہے جس کو آں حضور صلعم بیان فرمائیں گے ....

....

....

اس لحاظ سے وہ حدیث نبوی ہوگی۔ قرآن مجید میں جو ہے کہ۔

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"

"نبی لوگوں کو کتاب الٰہی اور حکمت سکھلاتا ہے"

اس حکمت سے مراد بھی وحی خفی ہے۔ جو حدیثوں کی صورت میں کتب احادیث میں موجود ہے۔ ورنہ کوئی بتلائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کتاب اللہ کے ساتھ حکمت سکھلائی تھی وہ کہاں گئی!

حضرت حسان رضی کی شہادت ہے کہ "كَانَ جِبْرَائِيلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ"

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل قرآن لے کر اترتے تھے۔ اسی طرح حدیث بھی لے کر اترتے تھے۔ (دارمی)

قرآن میں ہے کہ۔

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ"

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جن کو کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ مگر وہ باز نہیں آئے"

اس آیت میں نجویٰ کے منع کئے جانے کا ذکر ہے۔ اور اس کو اللہ نے اپنا حکم قرار دیا ہے۔ مگر قرآن میں اس آیت سے پہلے نجویٰ کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا۔

چونکہ وہ وحی خفی کے ذریعہ تھا۔ اور حسب حکم الٰہی تھا۔ اس لئے اللہ نے اس کو اپنا حکم فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہوا۔ کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی الٰہی کا سلسلہ تھا۔

اسی طرح قبلہ کے متعلق ذکر ہے۔ کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم قرار دیا ہے۔ حالانکہ بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔

اسی طرح اور کئی آیات اور واقعات کتاب اللہ سے ظاہر ہوئے ہیں جن سے وحی خفی کا ثبوت ملتا ہے۔ آنجناب کی شہادت ہے کہ

"أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ"

(مشکوٰۃ شریف)

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن دیا گیا ہوں اور ساتھ اس کے اسی کی مانند اور چیز دیا گیا ہوں"

وہ قرآن کی مانند وحی خفی حدیث ہی ہے۔ جس کو جبرائیل لایا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ یہ بتلائیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ ہاں۔ درآنحالیکہ تو صبر کرنے والا ثواب کا طالب ہو۔ اور آگے بڑھنے والا ہو۔ نہ پیٹھ دینے والا۔

لمٹن واچ کمپنی گھڑی خرید کر اپنا قیمتی وقت بچائیے۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم نے کس طرح سوال کیا؟ اس شخص سائل نے کہا کہ اگر میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں تو بتلایئے کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں گناہ معاف ہو جائیں گے۔ درآنحالیکہ تو صبر کرنے والا اور اجر طلب کرنے والا اور میدانِ جنگ میں آگے بڑھنے والا ہو۔ پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو۔ مگر قرضہ معاف نہ ہوگا۔

"فَإِنَّ جِبْرَائِيلَ قَالَ لِي ذَالِكَ"

یہ مجھ سے جبرائیلؑ نے کہا ہے۔

(مسلم شریف)

اس طرح کئی ایک حدیثوں میں جبرائیلؑ کے آنے کی تصریح ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے شروع میں ایمان۔ اسلام۔ احسان کے متعلق جبرائیلؑ نے آکر سوالات کئے اور آپ نے جوابات دیئے۔

جس سے ثابت ہوا کہ حدیث وحی خفی ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں جبرائیلؑ نے آکر دو دن امام بنکر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائیں۔ اور سکھلائیں۔ ملاحظہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

نیز بخاری مسلم کی متفقہ حدیث میں ہے۔ کہ عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے بشیر بن ابو مسعودؓ سے سنا۔ بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو مسعودؓ سے سنا۔ ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"نَزَلَ جِبْرَائِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ"

(مشکوٰۃ شریف)

"یعنی جبرائیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے میری امامت کی۔ اور انہوں نے میرے ہمراہ نماز پڑھی۔ پھر پڑھی۔ اور پھر پڑھی۔ پانچ نمازیں انگلیوں پر حساب کر کے آپ نے بتلائیں ہیں۔"

جس طرح جبرائیلؑ نے نماز پڑھائی اسی طرح آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو پڑھائی اور فرمایا۔

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"

"تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

پھر صحابہ کرامؓ نے تابعینؒ کو اسی طرح پڑھکر دکھلائی۔ تابعینؒ نے صحابہؓ سے سیکھکر اسی طرح پڑھی اور تبع تابعینؒ کو سکھلائی۔ اور پڑھائی۔ یہاں تک کہ تمام ممالکِ اسلامیہ میں وہ نماز آج تک نسلاً بعد نسلٍ پڑھی جارہی ہے۔ اور وہی احادیث میں موجود ہے۔

پس یہ ہیئتِ نماز اور اس کی کیفیت جو تواترِ عملی سے ثابت ہے قرآن میں نہیں ہے۔ یہ اس وحی خفی سے تعلیم کی گئی ہے۔ جو قرآن کے علاوہ آیا کرتی تھی۔ پس ہمارا دعویٰ ثابت ہوا کہ ؎

مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیلؑ
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

یہی مطلب ہے اس سورت نجم کی آیت کا۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝"

لٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی سے ہر قسم کی گھڑیاں خرید یئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ حدیث

فن روایت ایک ایسا فن ہے کہ جس کی قدامت مسلّم ہے۔ ہر ملک، ہر زمانہ، ہر قوم میں کم و بیش جاری رہا ہے۔ قبل از اسلام بھی تاریخی واقعات، انسانی انساب حفظ کرنے کے لوگ عادی تھے۔ بڑی بڑی کہانیاں اشعار۔ اونٹوں کے سلسلے سو سو نسلوں تک گنا جایا کرتے تھے۔ پہلے لوگوں کی قوتِ حافظہ انتہائی درجہ پر تھی۔ صحابہ کرام کے قوتِ حافظہ کی غیر مسلموں نے بھی شہادت دی ہے۔ انہوں نے اپنے خداداد حافظہ کی بنا پر کمال سرگرمی اور محنت سے کام لیکر احادیثِ نبویہ کو یاد کیا۔ اور آگے لوگوں کو پہنچایا۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں احادیث کو حفظ کرنے کا اہتمام کیا۔ اور رات دن اس کی درس و تدریس کرتے رہے۔

پھر آگے تابعین اور تبع تابعین نے آکر اس کا استحکام کیا۔ یہاں تک کہ ائمہ محدثینؒ نے علمِ حدیث کو ایک فن کی صورت میں مدوّن کر دیا۔ اور اس کے قواعد و ضوابط و قوانین مرتب کئے۔ اور اسماء الرجال یعنی ان راویوں کے نام مع نسب اور ان کے ذاتی حالات کے لکھے جو علمِ حدیث ایک دوسرے سے اخذ کرتے رہے اور بعد از تحقیقات اور راویوں کے تفتیشِ حالات سے اس علم کی صحت و حفاظت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ یہ علم پورے طور پر مدوّن ہو کر تمام ممالک اسلامیہ کی درسگاہوں میں داخل ہو گیا۔ اور اب تک مسلسل پڑھا جا رہا ہے۔ جو تواتر عملی، تواتر علمی، تواترِ اسنادی رکھتا ہے۔ اور یہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار بطور معجزہ تمام دنیا میں قائم ہے۔ اور بایں طور کسی مصلح۔ کسی نبی۔ کسی رسول کسی بادشاہ کسی اوتار کسی دیوتا۔ گرو کے اقوال و افعال، احادیث کی صورت میں قائم نہیں ہیں۔ اگر قائم ہیں تو کوئی مؤرخ اسلام کے مقابلہ میں آکر پیش کرے۔

(دونہ خرط القتاد۔)

الغرض علمِ حدیث کی روایت تعامل ــــ اور توارث اور سلسلہ اسناد سے مضبوط اور مستحکم ہو گئی۔ جس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں رہی۔

(الامین سفینہ نفیسہ)

حدیث کیلئے اسناد کی ضرورت

جامع العلوم حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبع تابعی جن کے علوِ مرتبہ اور جلالتِ شان و امامتِ دین پر اجماع ہے وہ فرماتے ہیں۔

"اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"۔

"یعنی اسناد دین سے ہے۔ اگر اسناد نہ ہوتی۔ تو ہر شخص جو کچھ چاہتا کہتا۔"

یعنی اسناد اسلام میں معتبر ہے۔ بغیر اسناد کے کسی شخص کا مسئلہ اور حدیث تسلیم نہیں کی جائے گی۔ جو شخص صحیح اسناد سے کوئی حدیث بیان کریگا تو ہم قبول کریں گے ورنہ اس کو چھوڑ دیں گے۔

اس پر علماءِ اسلام کا اجماع ہے کہ بغیر اسناد کے

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیوں کے پرزوں پر موسم کا کوئی ناخوشگوار اثر نہیں ہوتا ــــ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی کی حدیث قبول نہ کی جائیگی۔

علم حدیث کا پہلا اصول مسئلہ اسناد کا ہے۔ اور اسناد راویوں کے سلسلہ کو کہتے ہیں۔ مثلاً بخاری شریف میں حدیث ہے کہ

"حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ قال اخبرنا حنظلۃ بن ابی سفیان عن عکرمۃ بن خالد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔"

یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ ہم کو اس حدیث کی حنظلہ بن ابو سفیان نے خبر دی اور حنظلہ نے عکرمہ بن خالد سے یہ حدیث روایت کی۔ اور عکرمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صحابی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد صلعم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ اور حج کرنا۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

اب اس حدیث میں لفظ "حدثنا عبید اللہ" سے لے کر "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تک تو اسناد ہے۔ اور "بنی الاسلام" سے لیکر آخر تک حدیث کا متن ہے۔ اور درمیان میں جن لوگوں کے نام مذکور ہیں ان کو راوی حدیث کہتے ہیں۔ پس ان کے اعتبار پر حدیث کا دارومدار ہے۔ جو حدیث معتبر شخصوں کے ذریعہ مسلسل اسناد سے آں حضرت صلعم تک پہنچیگی۔ وہ حدیث معتبر متصور ہوگی۔

جس حدیث میں اسناد کا یہ سلسلہ نہ ہو یا ہو مگر اس حدیث کے بیان کرنے والے جھوٹے کذاب اور محدثینؒ کے نزدیک ناقابل اعتبار ہوں تو وہ حدیث قابل قبول نہ ہوگی اس لئے ہر حدیث کی قبولیت کے لئے اسناد کا ہونا ضروری ہے۔

پس جو حدیثیں کتب حدیث معتبرہ متداولہ کے بغیر کتب فقہ۔ کتب قصص۔ کتب تفاسیر غیر معتبرہ اور جھوٹے موٹے رسالوں اور کتابوں میں پائی جاتی ہیں اور ان کی اسناد نہیں ہے وہ سب غیر معتبر اور مردود ہیں۔ مثلاً بدعتیوں نے یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے۔

"انا احمد بلا میم وانا عرب بلا عین"

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں احمد بغیر میم کے ہوں۔ یعنی احد ہوں۔ اور عرب بغیر عین کے ہوں یعنی رب ہوں۔

یہ بغیر اسناد کے اہل بدعت کی کتابوں اور رسالوں میں پائی جاتی ہے۔ جو بالکل موضوع ہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ ــــ "اول ما خلق اللہ نوری" سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

یہ حدیث بلا اسناد ہے۔ یا ایسی اسناد سے اس کے ہم معنی روایت ہے۔ جو ناقابل اعتبار اور جھوٹی ہے۔ اس لئے جو واعظ اور قصاص اور غزلیں، نعتیں پڑھنے

آپ کو جب کبھی گھڑی خریدنی ہو تو ملٹن واچ کمپنی سے خریدیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والے اپنی تقریروں، قصوں، نعتوں، غزلوں میں ایسی حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ان سے ان کے اسناد طلب کرنی چاہیئے۔ اگر اسناد نہ پیش کر سکیں۔ تو آپ جان لیں۔ کہ وہ روایتیں جھوٹی ہیں۔

اسی طرح کتب فقہ ہدایہ وغیرہ میں "رُوِیَ" کہہ کر کئی روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ ان کی اسناد بھی طلب کی جائے ورنہ اعتبار نہ کیا جائے۔

اقسامِ حدیث

کتب اصولِ حدیث میں حدیث کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں۔ جو مختلف اعتبارات سے ہیں۔ مثلاً باعتبار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ قولی ــــ ۲۔ فعلی ــــ ۳۔ تقریری

جب صحابی اس طرح ذکر کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا۔ تو یہ حدیث قولی ہوگی۔

اور اگر کہے کہ فلاں کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے کیا۔ تو یہ حدیث فعلی ہے۔

اور اگر صحابی بیان کرے کہ فلاں شخص نے یا میں نے یہ کام یوں کیا۔ اور آں حضرت کے سامنے یہ کام ہوا۔ اور آپ نے منع نہیں کیا۔ خاموش رہے تو یہ حدیث تقریری ہے یعنی وہ کام برقرار رکھا گیا۔ کیونکہ اگر منع ہوتا تو اس سے روک دینا خدا کے نبیؐ کا فرض تھا۔ جب نہیں روکا گیا ــــ تو وہ جائز ہوا۔

پھر باعتبار سلسلہ اسناد کے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ متواتر ۔ ۲۔ خبر واحد

متواتر وہ حدیث ہے کہ جس کو اس قدر راوی بیان کریں کہ عقل ان کا جھوٹ پر جمع ہونا غیر ممکن قرار دے۔ پھر یہ تواتر عملی بھی ہوتا ہے۔ کہ اس حدیث پر ہر زمانہ میں مسلمان مسلسل عام طور پر عمل کرتے چلے آئے ہوں۔ اور تواتر قولی بھی ہوتا ہے کہ اس کو عام طور پر راوی بیان کرتے چلے آئے ہوں۔

یہ حدیث قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ جس میں شک کرنا اور اس کا انکار کرنا کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا انکار ایسا ہے جیسا کہ قرآن کا انکار ہے۔

اور خبر واحد وہ ہے کہ اس کو اس قدر اشخاص بیان نہ کریں جو تواتر کی حد کو پہنچیں۔ ایک راوی بیان کرے۔ دو راوی بیان کریں۔ تین راویوں سے زائد بیان کریں۔

اگر ایک راوی بیان کرے تو وہ حدیث غریب ہے۔

اور اگر دو راوی بیان کریں تو وہ عزیز ہے۔

اور اگر تین راوی بیان کریں یا تین سے زیادہ۔ تو وہ مشہور ہے۔

خبر واحد کی یہ تینوں قسمیں بھی قابلِ قبول اور لائق عمل ہیں اور ان پر ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہمیشہ عمل کرتے چلے آئے ہیں۔

پھر باعتبار قبولیت کے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مقبول۔ ۲۔ مردود

مقبول حدیث وہ ہے جس کو ائمہ حدیث نے باعتبار روایت اور درایت کے قابلِ استدلال قرار دیا ہے۔ اور احکام میں اس کو حجت ٹھیرایا ہے۔

گھڑیوں کے شوقین ہمیشہ ملٹی واچ کمپنی کی گھڑی خریدتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مردود وہ حدیث ہے۔ جس کو ائمہ محدثین نے کسی عیب اور نقص کی وجہ سے رد کر دیا ہے۔ اور اس کو ناقابلِ استدلال قرار دیا ہے۔

جو حدیث مقبول ہے اس کے اقسام باعتبار صحت کے دو ہیں۔

صحیح۔ اور حسن

پس جس حدیث کے راوی ثقہ، عادل، ضابط، جید الحفظ، اور متدین اور متقی ہوں اور اس کی سند میں کوئی علت نہ ہو تو وہ صحیح ہے۔

اور جس روایت کے راوی ان صفتوں میں کچھ کم درجہ رکھتے ہوں۔ لیکن سخت جرح قادح سے پاک ہوں تو وہ حدیث حسن ہے۔

اور باعتبار طعن و جرح راوی کے مردود حدیث کی کئی قسمیں ہیں۔

موضوع۔ منکر۔ متروک۔ مقلوب۔ مضطرب۔ محرف وغیرہ۔ تفصیل ان کی کتب اصولِ حدیث میں ہے۔

اور حدیث باعتبار اپنے منسوب الیہ کے تین ۳ قسم پر ہے۔ ایک مرفوع —— دوم موقوف۔ سوم مقطوع۔

یعنی اگر مسلسل اسناد سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے تو مرفوع متصل ہے۔ اور اگر صحابی تک پہنچتی ہے تو موقوف ہے۔ اور اگر اس حدیث کی نسبت تابعیؒ کی طرف کی گئی ہے۔ تو وہ حدیث مقطوع ہے۔

اور حدیث باعتبار ثبوتِ حکم کے پانچ قسم ہے۔
(۱) محکم (۲) مختلف الحدیث۔ (۳) ناسخ منسوخ
۴۔ راجح مرجوح۔ ۵۔ متوقف فیہ

یعنی جس حدیث کی دلالت اپنے مدلول پر قطعی ہو اور اس حدیث کے معارض کوئی حدیث نہ ہو۔ تو وہ حدیث محکم ہے۔

اور اگر اس کے معارض کوئی دوسری حدیث ہے تو ان ہر دو حدیثوں میں تطابق کیا جائیگا۔ اگر مطابقت ہو سکتی ہو تو وہ مختلف الحدیث ہے۔

اگر مطابقت نہ ہو سکے تو ان کا تقدم و تاخر دیکھا جائیگا۔ جو مؤخر ہوگی وہ ناسخ ہے دوسری منسوخ ہے۔

اور اگر تقدم و تاخر معلوم نہ ہو سکے تو حسبِ قواعدِ حدیث ان میں سے کسی کو دوسری پر ترجیح دیجائیگی پھر ایک ان میں سے راجح ہوگی اور دوسری مرجوح (محدثین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ان چیزوں کے پرکھنے والے ہیں)

یہ مختصر ذکر ہے جو عوام کی تفہیم کے لئے کیا گیا ہے تفصیل مطولات میں ہے۔

احادیث کی تشخیص!

محدثینؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث خبر کی قسموں سے ایک قسم ہے۔ جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہے۔ لہذا بموجب قواعدِ حدیث ہر حدیث کی جانچ کرنا ضروری ہے۔ اوّل راویوں کے حالات ملاحظہ کئے جاویں۔ دوئم حدیث کے معانی اور مطلب پر غور کیا جائے

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بہت اعلیٰ قسم کی ہوتی ہیں —— !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہر حدیث کو اصول روایت اور اصولِ درایت سے جانچا جائے۔ تاکہ سچی حدیثوں اور جھوٹی حدیثوں میں التباس اور اختلاط نہ ہو جائے۔

سو یہ کام محدثین کرام کا تھا۔ جن کو قدرت نے اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ وہ حدیثوں کی چھان بین کر کے ہم کو اس بار سے سبکدوش کر چکے ہیں۔

پس ہمیں محدثین متقدمین خصوصاً اربابِ صحاح کی اتباع کرنا لازم ہے۔

موضوع روایات کی شناخت

مردود حدیث کے اقسام سے ایک قسم موضوع حدیث ہے۔ جو سب روایتوں میں بدترین روایت ہے کیونکہ موضوع مصنوعی اور بناوٹی حدیث کو کہتے ہیں۔ بعض واعظوں نے مجمعوں اور مجلسوں میں اپنا اثر ڈالنے کے لئے بعض گمراہ فرقوں نے اپنے عقائد باطلہ کو ثابت کرنے کے لئے بعض عابدوں اور زاہدوں نے ترغیب و ترہیب کے لئے بعض حکیموں نے چیزوں کے خواص مشہور کرنے کے لئے۔ بعض زندیقوں نے اپنے خیالاتِ باطلہ پھیلانے کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیں۔ مگر قدرتِ الٰہی نے ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک ہادی اور ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ ضرور پیدا کیا ہے اس لئے ان کذابوں اور وضاعوں کی موضوع روایات اور کذبات کا قلع قمع کرنے کے لئے محدثین ناقدین کا ایک ایسا گروہ قدرت نے پیدا کیا جو علم حدیث کے صراف اور طبیب مشہور ہوئے جنہوں نے اصول روایت اور اصول درایت کے رُو سے تمام وضعی روایات کی چھان بین کر کے ان کو رد کر دیا ہے۔

چنانچہ علم اسماء الرجال کی رُو سے اول ان وضاع اور کذاب راویوں کو چھانٹا۔ پھر اصولی طور پر ان کی روایات کی تنقید کی۔ پھر کتب حدیث کے طبقات ٹھیرائے گئے۔ تاکہ ہر طبقہ کی کتاب معلوم کر کے صحیح اور ضعیف اور موضوع روایت کا علم حاصل کیا جا سکے۔

پس عوام ان تینوں باتوں کے لحاظ سے حدیث کے صحیح یا موضوع ہونے کا پتہ لینا چاہیں — تو بموجب ارشادِ خداوندی۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

"تم نہ جانتے ہو تو اہلِ علم سے دریافت کر لو"

کسی معتبر عالم بالحدیث سے تحقیق کر لیں۔ اور عالم بالحدیث کو چاہیئے کہ اول اس حدیث کو طبقات کتب حدیث کی رُو سے جانچے۔ پھر اسماء الرجال کی رُو سے پھر اصولِ روایت اور درایت کی رو سے دیکھ لے۔ لیکن ان باتوں میں محدثین کاملین ماہرین فن حدیث کی اتباع کرے۔ جنہوں نے نہایت دیانت داری سے پورا جد و جہد فرما کر صحیح اور موضوع حدیثوں میں امتیاز کر دیا ہے۔

بس اس طریقہ سے ہر عالم تحقیقِ حق کر سکتا ہے۔ فتذکر۔

طبقاتِ کتب حدیث

جاننا چاہیئے۔ کہ کتبِ حدیث کے باعتبار

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں آپ کو مطمئن کر سکتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحت وشہرت وقبول کے چند طبقے ہیں۔ اور ہر طبقہ کی علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں۔ اور ہر کتاب کی حدیث کا علیحدہ حکم ہے۔

طبقہ اول:۔

اس طبقہ میں تین کتابیں ہیں۔ (۱) مؤطا امام مالک (۲) صحیح البخاری (۳) صحیح مسلم

مؤخر الذکر دو کتابوں کو صحیحین کہا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کی روایت کردہ حدیث کو "متفق علیہ" کہتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ حدیث کی یہ کتابیں سب سے اول نمبر ہیں۔ اور ان کی حدیثیں سب سے زیادہ صحیح ہیں علماء اہل حق کی شہادت ہے اور تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ ان کتابوں میں جو حدیثیں مرفوع متصل ہیں وہ سب یقیناً صحیح اور مقبول ہیں۔ اور اپنے اپنے مضامین میں متواتر ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ)

طبقہ دوم:۔

سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی۔ جامع ترمذی۔ مسند احمد بن حنبلؒ۔ جامع الاصول۔

ان کتابوں میں اکثر صحیح یا حسن حدیثیں ہیں۔ ضعیف حدیثیں قلیل ہیں۔ اور جو ہیں وہ ایسی ہیں جن پر اہل علم کا تعامل پایا جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

طبقہ سوم:۔

سنن ابن ماجہ۔ مسند شافعی۔ مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ مسند ابوداؤد طیالسی۔ مسند دارمی۔ مسند ابویعلی۔ مسند عبد بن حمید۔ سنن دارقطنی۔ صحیح ابن حبان۔ مستدرک حاکم۔ کتب بیہقی۔ کتب طحاوی۔ تصانیف طبرانی معجم صغیر وکبیر۔ سنن سعید بن منصور۔ مسند حارث۔ سنن مسلم۔ مسند بزار۔ معجم ابن قانع۔ مسند ابوحنیفہ

ان کتابوں کی حدیثیں شہرت اور قبولیت میں مثل طبقہ اولیٰ اور دوم کے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے ائمہ مصنفین نے ان حدیثوں کی صحت کا التزام نہیں کیا۔ اس لئے زیادہ دارومدار کتب طبقہ اولیٰ اور دوم پر ہے۔

تیسرے طبقہ کی حدیثوں سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو صحیح اور ضعیف۔ سچی اور جھوٹی روایت میں امتیاز کر سکیں۔ اور اس فن کی مہارت رکھتے ہوں۔

ہاں بعض کتابیں ان میں سے بعض کتابوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔ مثلاً سنن ابن ماجہ۔ مسند دارمی۔ صحیح ابن حبان مقدم اور معتبر ہیں۔

طبقہ چہارم:۔

تصانیف دیلمی۔ تصانیف ابن مردویہ۔ تصانیف خطیب۔ تصانیف ابوشیخ۔ تصانیف ابونعیم۔ تصانیف ابن عساکر۔ تصانیف ابن نجار۔ تصانیف جوزقانی۔ کتاب الضعفاء لابن حبان۔ تصانیف حاکم۔ کتاب الکامل لابن عدی۔ کتاب الضعفاء للعقیلی۔ تصانیف لابن شاہین۔ تفسیر ابن جریر۔ مواہب لدنیہ۔ تاریخ طبری۔ خصائص کبریٰ۔ دلائل نبوت۔ روضۃ الاحباب۔ مدارج النبوت۔ نزہۃ المجالس۔ سیرت حلبیہ۔ مسامرۃ للاخبار۔ طبقات کبریٰ واقدی۔ دلائل ابونعیم۔ شرح اربعین۔ شواہد نبوت۔ زرقانی شرح مواہب۔ تاریخ خمیس۔ ابن خلکان۔ ابن خلدون۔ معارج النبوت وغیرہ

- - - - - - - - - - - - - - - -

ملتان واچ کمپنی صدر کراچی سے ایک مرتبہ گھڑی خرید کر عمر بھر کیلئے مطمئن ہو جائیے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ کتابیں علی الاطلاق قابلِ اعتماد، لائقِ حجت اور سزاوارِ عمل نہیں۔ بلکہ ان کے لئے

کتب صحاح ستہ اصول اور کسوٹی ہیں۔

....

اہلِ بدعت کا گروہ اپنی بدعاتِ مروجہ و رسوماتِ اختراعیہ پر ان ہی کتابوں کی روایات سے استدلال کرتا ہے —— جو سراسر قاصر ہے۔

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ صحاح ستہ پر دار مدار عقیدہ و عمل کا رکھیں۔ یہ کتابیں مشہور اور متداول ہیں۔ اور ان پر اہلِ علم کا تعامل و تدارس چلا آیا ہے۔ ان کے حسبِ مرتبہ اسی ترتیب سے یہ ہیں۔

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ——

ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ

مؤطا امام مالک کی احادیث مرفوعہ صحیحین میں مدغم ہو چکی ہیں۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ شمار نہیں ہے۔ ورنہ اس کا درجہ بھی یہی ہے۔

اگر صراطِ مستقیم پر چلنا ہو تو ان کتابوں پر دار مدار عقیدہ و عمل کا رکھیں۔ کیونکہ اہلِ حق کے نزدیک یہی کتابیں منتہائے بحث ہیں۔

"فرقہ ناجیہ

کتب حدیث کتب فقہ پر مقدم ہیں! کی پہچان"

شریعت در اصل خطاباتِ شارع کا نام ہے۔ اقوالِ غیر اور آرار رجال کا نام شریعت نہیں ہے۔ چنانچہ کتب اصول میں ہے۔

"الشریعة مالا تدرك لولا خطاب الشارع" (توضیح تلویح ص۱۶)

"شریعت وہ چیز ہے جو شارع کے بتلائے بغیر نہ جانی جا سکے"۔

شریعت مقرر کرنا اللہ اور رسول کا کام ہے۔ جو دوسرا کوئی شریعت بنائے وہ خدا کا شریک بنتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

"أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ"

(شوریٰ)

"یعنی کیا لوگوں نے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ جو ان کے لئے ایسی شریعت بنائیں جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا"۔

جب یہ امر مسلم ہے کہ شریعت خطاب شارع کا نام ہے۔ تو اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ خطاباتِ شارع کہاں اور کن کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ سو کچھ شک نہیں کہ خطاب شارع قرآن و حدیث ہے جو ابتدائے اسلام سے اب تک محفوظ چلا آتا ہے۔ اسی کی تابعداری تمام امتِ محمدیہ پر فرض ہے۔ علاوہ اس کے تیسری چیز کو شریعت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جو ان کے علاوہ کسی چیز کو شریعت بنا دے گا۔ وہ مشرک قرار دیا جاوے گا۔

قرآن مجید وحی جلی ہے جو کتاب اللہ کے نام سے اہلِ اسلام کے پاس موجود ہے۔ اور حدیث وحی خفی ہے۔ جو کتب حدیث

لمٹسن کی گھڑیاں پائداری اور مضبوطی میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحاح ستہ میں موجود ہے۔

پس جملہ اہلِ اسلام پر یہ فرض ہے کہ قرآن مجید اور کتب حدیث صحاح ستہ کو پڑھیں اور سنیں۔ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں شریعتِ الٰہی پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کے مسلّم ہونے سے تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ کتبِ حدیث کا کتبِ شریعت ہونا بھی اہلِ حق کے نزدیک مسلّم ہے۔ چنانچہ علامہ طحطاوی شرح درمختار صـ۱۵ میں فرماتے ہیں۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

"اگر تو یہ کہے کہ مجھے کیسے معلوم ہو کہ تو صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ یہاں تو ہر فرقہ مدعی ہے کہ میں سیدھے راستہ پر قائم ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات دعویٰ سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ علماء ماہرینِ فن اور اہلحدیث علماء کی نقل سے ثابت ہوگی۔ اور اہل حدیث وہ ہیں۔ کہ جنہوں نے صحیح حدیثیں جمع کیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امور میں آئی ہیں۔ اور آپ کے اقوال و افعال اور آپؐ کی نشست و برخواست میں وارد ہیں۔ اور صحابہ مہاجرین و انصار اور تابعین کے متعلق آئی ہیں۔ جن کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے ائمہ دین نے جو بھروسہ کے لائق مشہور محدثین ہیں اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ جن کی صحت پر اہلِ مشرق اور مغرب نے اتفاق کر لیا ہے۔ اور ان کو صحیح مان لیا ہے۔ اب بعد نقل کے ملاحظہ کیا جاوے کہ کون فرقہ ان کے طریقہ اور نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ اور اصول و فروع میں کون ان کے راستہ پر ہے۔ پس یہ بات دیکھکر حکم لگایا جائے گا کہ یہ فرقہ صراط مستقیم پر ہے۔ اور گروہ حقہ میں شامل ہے۔ یہ حق و باطل کا معیار ہے۔

"مجمع البحار" میں بھی اسی طرح ہے۔ کہ

اگر تو یہ کہے کہ تجھے پختگی سے کس طرح معلوم ہو۔ کہ تو صراطِ مستقیم پر ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ اس کا مدعی ہے۔ تو میں کہونگا کہ یہ ثقہ محدثین کی نقل سے ثابت ہوگا۔ جنہوں نے اپنی کتبِ صحاح میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے جملہ امور اقوال و افعال کے متعلق حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

جیسے کتب صحاح ستہ ہیں۔ کہ ان کی صحت پر اہلِ شرق اور اہلِ غرب نے اتفاق کیا ہے۔ اور ان کتابوں کے شراح خطابی۔ بغوی۔ نووی وغیرہ نے بھی اتفاق کیا ہے۔ تو اب بغور ملاحظہ کیا جائے۔ کہ کون ان کے طریقہ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔ اور کون ان کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے۔ جو اس طرح ہوگا وہی صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ گروہ ہے جو شریعتِ الٰہی کا پابند ہے۔ اور شریعتِ الٰہی قرآن اور کتب حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے۔

پس نتیجہ صاف ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ گروہ ہے جو قرآن اور کتب صحاح ستہ پر عامل ہے۔ کیونکہ قرآن میں کلام الٰہی ہے۔ جس سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور کتب صحاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ امورِ قولیہ و فعلیہ و استقراریہ اور صحابہؓ کا تعامل موجود ہے۔ جو قرآن کی تفسیر ہے۔ اس سے بھی انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ دونوں وحی الٰہی ہیں

لٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی پاکستان۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس قرآن اور کتب حدیث کا تمام کتب پر مقدم ہونا ثابت ہوگیا۔ اور ان کے مقابلہ میں دوسری کتابوں کو مقدم کرنا جن میں اقوالِ رجال اور آراء اور قیاسات پائے جاتے ہیں صریح گمراہی اور سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ ان میں عین شریعتِ الٰہی نہیں ہے ۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفےٰ بر جان مسلّم داشتن

کتب فقہ مروجہ میں جو مسائل منقول ہیں وہ ایک مذہب کے اماموں سے منقول ہیں۔ چنانچہ "شامی" میں ہے۔ کہ

ہمارے حنفیہ کے مسائل کی تین قسمیں ہیں۔

اوّل مسائل اصول جو امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد ابو یوسفؒ۔ محمدؒ۔ زفرؒ۔ حسنؒ بن زیاد وغیرہ سے منقول ہیں۔

دوسرے نوادر ہیں جو انہی حضرات سے ہیں۔ لیکن ظاہر اور صحیح طریق سے نہیں۔

تیسرے واقعات ہیں جن سے وہ مسائل مراد ہیں جن کو بعد کے متاخرین حنفیہ نے اپنے پہلے اماموں کے اصولی مسائل سے استنباط کئے ہیں۔ اسی طرح شاگرد، شاگردانِ شاگرد۔ پھر ان کے شاگرد اور شاگردانِ شاگرد نیچے تک شامل ہیں۔

اسی طرح حنفی مذہب کی مملکت کے آزاد حکام اہل رائے فرماں اور لاکھوں کروڑوں ہیں۔ جن کے قیاسات کتب فقہ میں پائے جاتے ہیں۔ حنفی رعایا ان سب کی تقلید کرلیتی ہے۔ مگر یہ شریعت نہیں ہے۔ ورنہ اسی طرح

حنبلی مذہب کے اماموں کے اقوال و آراء و قیاسات شریعت قرار دینے پڑیں گے۔

پھر اسی طرح شافعی مذہب کے اقوال و افعال شریعت کہے جائیں گے۔

اور اسی طرح مالکی مذہب کے مسائل شریعتِ الٰہی قرار پائیں گے۔ چاروں مذہب کے مسائل باہم مخالف اور ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ تو چار ہی شریعتیں بن جائیں گی۔ حالانکہ شریعتِ الٰہی ایک ہے۔ جس میں اختلاف نہیں ہے۔ اور وہ قرآن و حدیث ہے۔ جو سب پر مقدم ہے۔ اور ان پر کسی اور کی شریعت مقدم کرنا کفر ہے۔

نیز یاد رہے کہ کتبِ فقہ مروجہ میں تین نقص ہیں۔ جو قرآن اور کتبِ حدیث میں نہیں ہیں۔

اوّل یہ کہ کتبِ فقہ مروجہ ائمہ مجتہدین کے بعد طیار کی گئی ہیں اور اس مذہب کے علماء نے بعد میں لکھی ہیں۔ پھر انہوں نے ان مسائل کی اسناد امام ابو حنیفہؒ وغیرہ اماموں تک نہیں پہنچائی۔ چنانچہ کتب فقہ درسیہ کے مسائل پر ناظرین غور کرلیں۔ کہ کسی کی سند امام ابو حنیفہؒ تک نہیں پہنچتی۔ مثلاً ہدایہ۔ قدوری۔ کنز۔ شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہ درسیہ میں جو امام ابو حنیفہؒ۔ ابو یوسفؒ۔ محمدؒ وغیرہ ائمہ کے اقوال درج ہیں۔ ان میں سے کسی کی سند بھی مسلسل امام صاحب تک نہیں پہنچتی۔

اس لئے کتب فقہ کے مسائل ناقابلِ اعتبار ہیں برخلاف ان کے کتبِ حدیث کے مسائل باسناد آنحضورؐ اور صحابہؓ تک پہنچتے ہیں۔

لٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر جگہ مشہور ہیں ــــ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوم:۔ ان میں بڑا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا کچھ قول ہے اور صاحبینؒ کا کچھ ہے۔ اور دیگر فقہاء کا کچھ اور ہے۔ متاخرین کا فتوے متقدمین کے خلاف ہے۔

سوم:۔ اکثر مسائل کتب فقہ کے قرآن اور حدیث کے خلاف ہیں۔

بنابریں کتبِ فقہ جس کے اکثر مسائل رائے اور قیاس پر مبنی ہیں شریعتِ الٰہی قرار نہیں دیئے جاسکتے اس لئے کتب فقہ کتب حدیث پر مقدم نہیں کی جاسکتی ہیں۔ بلکہ کتبِ حدیث کتب فقہ پر مقدم اور ان پر قاضی ہونگی۔

فنِ سیرت اور فنِ حدیث میں فرق

فنِ سیرت فنِ حدیث سے علیحدہ چیز ہے۔ اہل سیر اور اہلحدیث دو الگ گروہ ہیں۔ جس میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، عادات، فضائل، مناقب، غزوات، جہاد کا تذکرہ ہو وہ فن سیرت ہے۔

اور جس فن میں عقائد، اعمال، ارکان، فرائض، سنن، احکام حلال وحرام، اخلاق وعادات، جہاد و غزوات، عبادات، معاملات، وغیرہ کا ذکر ہو اور ہر مسئلہ کو بااسناد صاحبِ شریعت تک پہنچایا گیا ہو وہ فنِ حدیث ہے۔

فن سیرت کی کتابیں علیحدہ ہیں۔ مثلاً سیرت ابن اسحاقؒ واقدی۔ ابن سعد۔ طبری۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت ابن سید الناس۔ سیرت دمیاطی۔ مواہب لدنیہ۔ روض الانف۔ سیرت مغلطی۔ سیرت گازرونی۔ سیرت مغلطائی۔ شرف المصطفیٰ۔ سیرت ابن عبدالبر۔ عیون الاثر۔ سیرت حلبی۔ زرقانی علی المواہب۔ وغیرہ وغیرہ مشہور کتابیں ہیں۔

فن حدیث کی کتابوں کے نام طبقہ وار پہلے لکھے جاچکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

کتبِ صحاح میں صحیح روایتوں کا التزام ہے۔ ان تمام کتابوں میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا گیا ہو۔ بلکہ ان سب میں رطب ویابس بھرا ہوا ہے۔ (الا ماشاء اللہ)

حافظ ابن حجرؒ کے استاد حافظ زین الدین العراقی فرماتے ہیں ؎

وَلْيَعْلَمِ الطَّالِبُ اَنَّ السِّيَرَ
تَجْمَعُ مَاصَحَّ وَمَاقَدْ اُنْكِرَا

"یعنی طالبِ علم کو جان لینا چاہیئے کہ فن سیرت میں ہر قسم کی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ صحیح بھی۔ اور قابلِ انکار بھی۔"

چنانچہ سیرت کی کتنی مستند اور مسلم کتاب ہو۔ اس میں بھی بہت سی روایات ضعیف ہونگی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر کسی چیز میں اہلِ سیرؒ اور محدثینؒ کی روایات کا اختلاف ہوجائے تو روایاتِ کتبِ حدیث کو ترجیح ہے۔

چنانچہ غزوہ "ذو قرد" کے متعلق اہلِ سیرؒ اور محدثینؒ کا اختلاف ہے کہ "صلح حدیبیہ" سے پہلے واقع ہوا تھا۔ یا بعد میں اور "خیبر" سے تین دن پہلے؟ اہل سیر اس بات پر متفق ہیں کہ یہ غزوہ صلح حدیبیہ سے پہلے واقع

لنڈن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر جگہ مشہور ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن محدثین امام بخاری ومسلم وغیرہ فرماتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوا تھا۔

اب ترجیح صحیح مسلم کی روایت کو ہوگی۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

"فعلی ھذا ما فی الصحیح من التاریخ لغزوۃ ذی قرد اصح مما ذکرہ اھل السیر"

"یعنی اس بنا پر صحیح مسلم میں جو غزوہ ذو قرد کی تاریخ مذکور ہے وہ اس سے زیادہ صحیح ہے ــــ جو اہلِ سیرت نے ذکر کی ہے۔"

الغرض کتب حدیث صحاح ستہ میں جو صحتِ اسناد ملحوظ ہے وہ کتبِ سیرت میں نہیں ہے۔ اس لئے کتبِ حدیث صحاح تمام سیرت کی کتابوں پر مقدم ہیں۔ روایات کتب حدیث اور کتبِ سیرت میں اختلاف ہوجائے تو ترجیح روایاتِ حدیث کو ہے۔ چنانچہ کتبِ سیرت میں واقدی کی تصنیفات مشہور ہیں۔ جن کی بابت امام شافعیؒ کا فرمان ہے۔

وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِیُّ کُتُبُ الْوَاقِدِیِّ کَذِبٌ۔

"واقدی کی کتابیں جھوٹ ہیں۔"

(موضوعات ملا علی قاری ص۸۵)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "کتاب التوسل" ص۱۹۹ میں فرماتے ہیں۔

کابن السنی وابی نعیم وفی مثل ھذہ الکتب احادیث کثیرۃ موضوعۃ لا یجوز الاعتقاد علیھا فی الشریعۃ باتفاق العلماء۔

مثلاً ابن سُنّی۔ ابونعیم اور اس قسم کی کتابوں میں کثرت سے جھوٹی حدیثیں ہیں۔ جن پر اعتقاد رکھنا جائز نہیں اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

امام حاکمؒ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"کذالک احادیث کثیرۃ فی مستدرکہ یصححھا وھی عند ائمۃ اھل العلم بالحدیث موضوعۃ۔"

یعنی اسی طرح حاکم کی مستدرک میں بہت سی حدیثیں ہیں جن کو حاکمؒ نے صحیح کہا ہے۔ حالانکہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک بناوٹی ہیں۔

"مواہب لدنیہ" کے متعلق سیرۃ النبی میں لکھا ہے کہ

"مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا یہی ماخذ ہے۔ اس کے مصنف قسطلانی ہیں۔ جو بخاری کے مشہور شارح ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کے ہم رتبہ تھے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے۔ لیکن ہزاروں موضوع اور غلط روایتیں اس میں موجود ہیں۔" (جلد اول ص۳۳)

علامہ شبلیؒ نے کتبِ سیرت پر بحث کرتے ہوئے یہ فیصلہ لکھا ہے کہ

"اس بنا پر مجموعی حیثیت سے سیرت کا ذخیرہ کتبِ حدیث کا ہم پلہ نہیں۔ البتہ ان میں سے تحقیق وتنقید کے معیار پر جو اُتر جائے وہ حجت واستناد کے قابل ہے۔"

(ص۴۹۔ جلد ۱)

محدثینؒ نے جو اصول قرار دیے تھے سیرت کی روایتوں میں لوگوں نے اکثر نظر انداز کر دیے۔

(ص۵۳۔ جلد ۱)

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں خرید کر اپنے قیمتی وقت کی حفاظت کیجئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدثین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اصول یہ ہے۔ کہ روایت کا سلسلہ اصل واقعہ تک کہیں منقطع نہ ہونے پائے۔

لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ولادت کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں۔ اکثر منقطع ہیں۔ (تا آخر)

"اسی بنا پر میلاد کے متعلق جس قدر روایتیں ہیں۔ ان میں سے اکثر متصل نہیں۔ اور اسی بنا پر دور از کار روایتیں پھیل گئیں۔ (صـ۵۳۔ جلد ۱)

نہایت تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جن بڑے بڑے نامور مصنفین مثلاً امام طبریؒ وغیرہ نے سیرت پر جو کچھ لکھا ہے اس میں اکثر جگہ مستند احادیث کی کتابوں سے کام نہیں لیا۔ (صـ۵۴۔ جـ۱)

اس تصریح سے بخوبی یہ واضح ہو گیا کہ کتب سیرت مخدوش ہیں۔ وہ کتب حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کتب حدیث اصل ہیں اور کتب سیرت ان کے تابع ہیں۔ جب ان کا باہم مقابلہ ہو۔ تو کتب حدیث کی روایات کو کتب سیرت کی روایات ترجیح ہے۔

فقط

والسلام

قادیان کی سیر

اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے قادنیت کے متعلق کتابیں منگائیے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

فسانۂ قادیان ۸/ ۔ قادیانی دجل ۲ر ۔ قادیانی مفتی کا جھوٹ ۲ر ۔ دعاوی مرزا ۳ر ۔ محکمات ربانی نسخ القائے قادیانی ۸ر ۔ دوسری شہادت آسمانی ۸ر ۔ متفقہ فتاوے بابت فرقہ قادیانی ۳ر ۔ مقدمہ قادیانی مذہب جلد ۲ ۸ر ۔ الشہاب ۱۰ر ۔ بناسپتی امت ۶ر ۔ پاکستان میں مرزائیت ۱۰ر ۔ حیات مسیح ۸ر ۔ حقیقت مرزائیت ۶ر ۔ داستان مرزا مسلم پاک کب ۸ر ۔ ختم نبوت فی الحدیث ۱۲ر ۔ ختم نبوت فی الآثار ۱۲ر ۔ (مفصل فہرست مفت) نبوت و ڈاکو

ملنے کا پتہ:-
مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر (۱) کراچی پاکستان

اعلیٰ قسم کی گھڑیاں صرف ملٹی واچ کمپنی صدر الفنسٹن اسٹریٹ کراچی پر ملیں گی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیقت!

(از جناب محمد اسحاق صاحب کوثر دہلوی)

حقیقت میں ہے حق حق کو ناحق کوئی کیوں سمجھے
ہے ناحق غیر حق ۔ ناحق کو باحق کوئی کیوں سمجھے

حقیقت ایک جب ٹھیری محیط جُز و کلُ ہے وہ
نہیں گلشن خیابان و شجر غنچہ و گلُ ہے وہ

جدا پانی کو کس نے کر دکھایا موجِ دریا سے
ضیا ہے مہر و شمس و نجم ہیں غیر ذرہ سے

نہ سمجھے کوئی یہ نقطہ تو یہ ہے نقص دانش کا
نہ دیکھے کوئی نورِ حق تو وہ عیب ہے بینش کا

خدا ہے ایک اور اس کی حقیقت یہ خدائی ہے
قرآن میں اور حدیثوں میں کہا کیسے جدائی ہے

تصوف کے ہو شائق نبی کی اطاعت کرو کوثر
گنواؤ! زندگی اپنی نہ تم یوں جہل میں پڑ کر

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی خرید کر اپنے روپے کی حفاظت کیجئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلوع اسلام کا

ایک عجیب سوال!

(از جناب مولانا بدیع الدین شاہ صاحب درگاہ نیو کوٹ پیر جھنڈو سندھ)

دیکھا جاتا ہے۔ کہ حدیث نبوی پر مخالفین کی طرف سے کئی قسم کے سوال کئے جاتے ہیں۔ آج بقول شاعر

ے نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ایجاد کریں گے

ہمیں رسالہ "طلوع اسلام" جون ۱۹۵۱ء کی طرف سے ایک نیا سوال پہنچا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ

"رسول اللہ خدا کا دین انسانوں تک پہنچانے کیلئے تشریف لائے۔ حضورؐ نے قرآن کا ایک ایک لفظ لکھوایا ایک چھوڑ قریب چھبیس۲۶ کاتب اس مقصد کے لئے متعین فرمائے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اصحاب کو حفظ یاد کرایا۔ ان کا حفظ کردہ بار بار سُنا۔ انہیں بھی سُنایا۔ اس قرآن کو کتاب کی شکل میں محفوظ کیا۔ اور الحمد سے والناس تک ایک ایک لفظ زبانی بھی یاد کرایا۔ الخ"

استفسار! ہم اس نئی منطق سے حیران ہیں۔ کہ یہ اتنی بڑی باتیں کہاں سے بل گئیں۔ آیا سورت "جن" میں ہیں یا کسی اور سورت میں ہیں۔ قرآن مجید کی کتابت کیلئے اتنے اشخاص متعین ہوئے تھے۔ اور سینکڑوں اصحاب کو یاد کرایا۔ اور ان سے یاد کیا ہوا سنا۔ اور ان کو قرآن کی شکل میں دیا۔

کتاب تو ایک مجموعہ مضامین کو بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن سارے قرآن لکھے ہوئے کو پیش کرنا کس آیت سے ثابت ہے؟

ہاں قرآن کے علاوہ دوسری چیزوں سے یہ باتیں ملتی ہیں۔ لیکن اگر اس کو حجت شرعی مانا جائے تو پھر حدیث کے متعلق بھی اسے اہتمام و التزام کے مثل ہم انشاء اللہ تعالیٰ پیش کردیں گے۔ بشرطیکہ اولاً غیر قرآن کے حجت کے متعلق اقرار کریں۔

عجب تو یہ ہے کہ غیر قرآن خواہ کچھ بھی ہو اس کو حجت نہ ماننا اور پھر اسی قرآن پاک کے اہتمام و التزام کے متعلق غیر قرآن کی شہادت پیش کرنا۔

"ایں چہ بوالعجبی است"

فقط والسلام

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم و عمل

"اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ"

اک واقفِ رموز سے میں نے کہا کہ آج
واعظ ہے دیں شناس نہ صوفی خدا شناس
گر دل سقیم ہو تو کریں کس طرف رجوع
گر روح ہو مریض تو لے جائیں کس کے پاس
چشمے تمام خشک ہوئے علم و ذوق کے
حالانکہ ہے جہاں کو مئے معرفت کی پیاس
واعظ ہیں ہرزہ گرد تو صوفی گریز پا
ویران مسجدیں ہیں تو ہیں زاویے اُداس
آخر یہ قلب و روح کے بیمار کیا کریں
تو ہی بتا کہ حق کے طلب گار کیا کریں

سُن کر کہا یہ مُرشدِ روشن ضمیر نے
اے وہ کہ تجھ کو چشمۂ عرفاں کی ہے تلاش
واعظ ہے دیں پرست نہ صوفی خدا پرست
دونوں غرض پرست ہیں دونوں صنم تراش
دینِ خدا کی راہ میں پتھر بنے ہیں یہ
ان پتھروں سے شیشۂ ایماں ہے پاش پاش
آ میں تجھے دکھا دوں رہ مستقیم حق
علم و عمل کا آج کر دوں تجھ پہ راز فاش
روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نورِ عمل ہے اُسوۂ خیر الانام میں

از جناب مولانا عبد المجید صاحب سالک مدیر "انقلاب" لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجیتِ حدیث

(از جناب فاضلِ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب عمری قاسمی استاذ جامع دارالسلام عمرآباد (مدراس)

اسلام نام ہے ان احکام و ہدایات اور اصول و تعلیمات کا جو کتاب و سنت سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔ اور قرآن و حدیث ہی وہ دو بنیادی ستون ہیں جن کے اوپر پورے دینِ حق کی عمارت استوار ہے۔ لہٰذا اگر اس عمارت میں سے ایک ستون بھی علیٰحدہ کر لیا جائے تو پھر اس عمارت کا انہدام ضروری ہے۔

پس اسلام میں جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیثِ نبویؐ کو بھی حجت کا مقام حاصل ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ان دونوں میں اختلاف اور جدائی کا تصور بھی کیا جائے۔ اور اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ ایک پر دوسرے کی روشنی کے بغیر عمل کیا جائے۔ اگر قرآن اجمال ہے۔ تو حدیثِ رسولؐ اس کی تفصیل ہے۔ اگر قرآن متن ہے تو اس کی شرح حدیث ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کو وحی جلی اور وحی متلو کہا گیا ہے جس سے مراد ایسی وحی ہے جو علانیہ اور کھلم کھلا نازل ہوئی ہو۔ اور نماز وغیرہ میں ہمیشہ جس کی تلاوت کی جاتی ہو۔

اور حدیث کو وحی خفی اور وحی غیر متلو سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ حدیث کا نزول اگرچہ علانیہ نہیں ہوا ہے اور نہ اس کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے۔ لیکن ہے وہ بالکل اسی قسم کی وحی جیسے قرآن وحی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف طور پر یہ فرمایا گیا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (س نجم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ بلکہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن پر عمل کرے۔ تو یہ بات اس کے لئے بالکل ناممکن ہے۔ مثلاً قرآن میں نماز کی فرضیت کا حکم تو موجود ہے۔ لیکن اس کی تفصیلات کہیں بھی بیان نہیں کی گئی ہیں۔ کہ نماز کس طرح پڑھی جائے۔ اس کے آداب و ارکان اور اوقات کیا ہیں۔ یہ ساری باتیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ معلوم کی جا سکتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس معلوم ہوا کہ قرآن جس طرح واجب العمل ہے۔ اسی طرح حاملِ قرآن کا اُسوۂ حیات بھی واجب الاتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے پیارے نبی کی فرماں برداری کا بھی حکم دیا ہے۔ اس مفہوم کی بے شمار آیات قرآن میں مذکور ہیں۔ لیکن ہم صرف چند آیات پیش کئے دیتے ہیں۔ ایک مقام پر حکم کے انداز میں فرمایا گیا ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ؁" (پ۴ - س آل عمران)

"تم خدا کی بھی فرماں برداری کرو۔ اور اس کے پیغمبر کا بھی کہا مانو۔ شاید کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

ایک جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو عین خدا کی اطاعت کہا گیا ہے۔

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ"۔ (پ۵ - س نساء)

"جس نے پیغمبرؐ کی فرمانبرداری کی اُس نے خدا ہی کی اطاعت کی"۔ ____ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام جو کچھ کہتے، کرتے، یا سناتے ہیں وہ اُن کی اپنی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ نمائندہ الٰہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر اپنی امت کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ قرآن کے ساتھ حدیث پر بھی پوری طرح عمل کرے۔ اور آپؐ نے اپنی بصیرتِ دینی اور فراستِ ایمانی کی روشنی میں اس خطرناک گمراہی اور فتنۂ انکارِ حدیث کی طرف اپنی زندگی ہی میں اشارہ فرما دیا تھا جو آپ کے بعد دین و مذہب اور ادب و انشاء کے روپ میں شیطان اور اس کے حواریوں کی جانب سے اُٹھایا جانیوالا تھا۔ چنانچہ مقداد بن معدیکربؓ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و۔ سے فرماتے ہیں۔

"اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَۃُ مُعَاھِدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْھَا صَاحِبُھَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَیْھِمْ اَنْ یَّقْرُوْہُ فَاِنْ لَّمْ یَقْرُوْہُ فَلَہٗ اَنْ یُّعْقِبَھُمْ بِمِثْلِ مَا قَرَاہُ" رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

اے لوگو! تم کو اس امر سے پوری طرح آگاہ رہنا چاہیئے کہ بیشک مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن کے علاوہ اسی کی مانند کچھ اور بھی ملا ہے۔ خبردار! کہ بعید نہیں کہ کوئی آسودہ حال آدمی اپنے مسند پر بیٹھے ہوئے بے نیازی کے ساتھ یہ کہنے لگے کہ تم صرف قرآن ہی سے وابستہ داماں رہو۔ اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور اس میں جو حرام نظر آئے اُس کو حرام تصوّر کرو۔ حالانکہ خدا کے رسولؐ ہونے کی حیثیت سے میں نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ اپنی نوعیت میں ویسے ہی حرام ہیں جیسے کہ خدا کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خانگی گدھا اور کچلی والا جانور تمہارے لئے حرام ہے۔ اور نہ کسی ذمّی کی گری پڑی چیز اس وقت تک تم اُٹھا سکتے ہو جب تک کہ وہ اس کی ضرورت سے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے نیازی کا اظہار نہ کر دے ۔ اور کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہو کر اُترے تو اُس قوم پر ضروری ہے ۔ کہ اس کی مہمان نوازی کریں ۔ اور اگر وہ اس میں غفلت کریں ، تو وہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ اپنی مہمانی کا سامان وصول کر سکتا ہے ۔

اس حدیث میں جن چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام بتایا ہے اُن میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کا سُراغ قرآن میں مل سکے ۔ لیکن قرآنی احکام کی مانند ان پر بھی عمل کرنا ضروری ہے ۔

" اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ " کہکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ انکارِ حدیث کی جڑ پر تیشہ چلا دیا ہے ۔

اور " مِثْلَہٗ مَعَہٗ " سے مراد بجز حدیث کے اور کچھ نہیں ۔ آخر ہو بھی کیا سکتا ہے ۔ کیونکہ اس لفظ کے بعد آپ نے جس حقیقت کا ذکر فرمایا ہے وہ نہ صرف یہ کہ حدیث کی اہمیت پر ایک واضح دلیل ہے ۔ بلکہ اس کی حجیت کو بھی واضح کر رہی ہے ۔ ایک اور حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے ۔

" عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَحْسَبُ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَظُنُّ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَاِنِّیْ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَھَیْتُ عَنْ اَشْیَاءَ اِنَّھَا کَمِثْلِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَکْثَرَ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَاءِ ھِمْ وَلَا اَکْلَ ثِمَارِ ھِمْ اِذَا اَعْطُوْکُمُ الَّذِیْ عَلَیْھِمْ " (ابوداؤد)

" عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کی غرض سے کھڑے ہوئے اور فرمایا ۔ کیا تم میں سے کوئی شخص اپنی مسند پر آرام کرتے ہوئے اس خیال میں مبتلا ہے کہ خدا نے صرف اُن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو اس قرآن میں مذکور ہیں ۔ آگاہ رہو ۔ کہ میں نے بھی کچھ باتوں کا حکم دیا ہے ۔ کچھ امور کے بارے میں نصیحت کی ہے ۔ اور کچھ چیزوں سے روکا ہے ۔ میری ہدایات اپنی کیفیت میں تو احکامِ قرآنی کے مانند ہیں ۔ کمیت میں ممکن ہے ان سے کچھ زیادہ ہی ہوں ۔ مثلاً میرا فرمان یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں اہلِ کتاب کے گھروں میں اُن کی اجازت کے بغیر داخل ہونے کو ناجائز قرار دیا ہے ۔ اور نہ ہی تم بلا وجہ ان کی عورتوں کو ایذا دے سکتے ہو ۔ اور نہ یہ بات تمہارے لئے درست ہے کہ تم ان کے باغوں میں جا کر ان کی اجازت کے بغیر پھل توڑ کر کھا لیا کرو ۔ درانحالیکہ ان کے ذمہ تمہارے جو حقوق ہیں انہیں وہ برابر ادا کر رہے ہوں ——— (ابوداؤد)

ان دو حدیثوں سے بادنیٰ تامل یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے ۔ کہ دین و شریعت کا ماخذ اور سرچشمہ تنہا قرآن نہیں ہے ۔ بلکہ **قرآن وحدیث دونوں کے مجموعہ کا نام دین حق ہے**

قرآن اور حدیث کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے ۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے کی تفسیر و تائید کرتے ہیں ۔ اور یہ جو بظاہر تعارض و تباین نظر آتا ہے وہ درحقیقت قلتِ علم و فہم اور قصور فکر و نظر کا نتیجہ ہے ۔ ورنہ یہ ممکن نہیں کہ قرآن اور حدیث دونوں کا منبع جب ایک ہی ہو تو اس سے جو سوتیں پھوٹ نکلتی ہیں ، وہ خود ہی آپس میں

بہترین گھڑیوں کیلئے ملٹن واچ کمپنی کو یاد رکھئے ——— !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹکرا جائیں۔ اگر کسی کو قرآن وحدیث کے درمیان یا خود حدیثوں کے اندر کسی قسم کا اختلاف نظر آتا ہو تو عقل و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی نارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے مزید غور و فکر کا سلسلہ جاری رکھے۔ یا اپنے سے زیادہ فہم و فراست رکھنے والے کی طرف رجوع کرے۔ نہ یہ کہ جہل مرکب کے پندار[1] میں مبتلا ہو کر راہِ ہدایت سے برگشتہ ہو جائے۔ اور زعمِ ہمہ دانی میں سرے سے حدیث ہی کا انکار کر کے اپنے دین و ایمان کو خطرہ میں ڈال دے۔

اور انکارِ حدیث کے سلسلہ میں ایک خیال یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ

چونکہ "تدوینِ حدیث" کی بنیاد عہدِ رسالت و دورِ خلافت کے ایک عرصہ بعد ڈالی گئی ہے اس لئے قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ جو احادیث پیغمبر کی طرف منسوب ہیں وہ فی الواقع انہیں کی ہوں گی۔

یہ خیال ایک مغالطہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اہلِ عرب کی تاریخ سے جو شخص ذرا بھی واقفیت رکھتا ہو وہ بخوبی جانتا ہے کہ قدرت نے انہیں غضب کی ذہانت اور بلا کا حافظہ دیا تھا۔ اور ایک بار بھی وہ کوئی بات سن لیتے تو ہمیشہ یاد رکھتے۔ ان کے علم و دانش کے کاروبار کا انحصار قلم و قرطاس سے زیادہ اپنے بے مثال ذہن و حافظہ پر تھا۔ اس بنا پر تدوینِ حدیث میں عجلت سے کام نہیں لیا گیا۔ تو کونسے اچنبھے کی بات ہے۔ جب کہ انہیں اطمینان تھا کہ وہ اگر چاہیں تو کسی بھی وقت احادیث کے تمام ذخیرہ کو ذہن و دماغ کی تختیوں سے کاغذ کے صفحات پر منتقل کر سکتے ہیں۔

اور قرآن کی تدوین اس وجہ سے جلد عمل میں لائی گئی کہ آیات و احادیث میں امتیاز باقی رہے۔ اور ان دونوں کے درمیان کسی قسم کا اختلاط و التباس نہ واقع ہو جائے۔ جب قرآن کو مدون کر لیا گیا تو یہ اندیشہ باقی نہ رہا

اور ویسے یہ کہنا ہی غلط ہے کہ تدوینِ حدیث کا سلسلہ ایک عرصہ بعد شروع ہوا تھا۔ کیونکہ تدوینِ حدیث کی بنیاد عہدِ صحابہ میں ہی پڑ چکی تھی۔ حضرت ابن عمروؓ نے بہت سی حدیثیں اپنے پاس مرتب کر کے رکھی تھیں۔ اور اس مجموعہ کا نام انہوں نے "صادقہ" رکھا تھا۔ تدوینِ حدیث کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے۔ وہ اتنی ہی ہے کہ ابتدا میں صرف حفظ کی طرف زیادہ دھیان دیا جاتا تھا۔ اور بعد میں چلکر کتابت کا اہتمام کیا جانے لگا۔ اتنی سی بات تھی جو منکرینِ حدیث کی سمجھ میں نہ آسکی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفرِ آخرت کے موقعہ پر امت کو جو وصیت فرمائی تھی وہ حجیتِ حدیث پر قطعی فیصلہ اور حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپؐ نے جاتے ہوئے فرمایا تھا۔ "تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ" "اے مسلمانو! میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ایک تو ہے خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید اور دوسری چیز سنتِ رسولِ خدا یعنی حدیث ہے۔"

معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن وحدیث دونوں کو حجت سمجھنا اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے اور کسی ایک کی حجیت سے بھی انکار کیا گیا تو پھر گمراہی یقینی ہے چاہے انکار کرنے والا ہدایت کا ڈھونگ رچاتا رہے۔ اور مسلمان ہونے کا برابر دعویٰ بھی کرتا رہے۔

فقط والسلام

[1] خیال ۱۲ ص

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر لحاظ سے بے نظیر ہوتی ہیں!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دو سو روپے کا مال صرف چودہ روپے میں

حدیث شریف کی گیارہ کتابیں

یعنی

مشکوٰۃ شریف کامل اردو

محبوبِ خدا کی گیارہ حدیث کی کتابیں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ مسند امام مالک۔ مسند امام شافعی۔ مسند امام احمد بن حنبل۔ مسند بیہقی۔ رزین۔ یہ گیارہ کتابیں اگر آپ خریدیں تو ان کی قیمت کسی حالت میں دو سو روپے سے کم نہ ہوگی۔ مگر ان سب کتابوں کی حدیثیں حجۃ الاسلام حضرت علامہ شیخ ولی الدین بن محمد عبداللہ خطیبؒ نے مشکوٰۃ المصابیح میں نہایت تحقیق اور تلاش سے جمع کر دی ہیں۔ حضرت علامہ ولی الدینؒ دوسری صدی ہجری کے نہایت معتمد محقق جامع احادیث تھے۔ دنیائے اسلام نے "المصابیح" سے زیادہ معتبر مشکوٰۃ المصابیح کو تسلیم کیا ہے۔ اسی معتبر و مستند مشکوٰۃ شریف کا سلیس اردو با محاورہ ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ جس میں چھ ہزار سے زیادہ احادیث جمع کر دی گئی ہیں۔

اعلیٰ سفید کاغذ۔ عمدہ لکھائی چھپائی دو جلدوں میں مجلد

قیمت صرف چودہ روپے

مفصل فہرست کتب مفت۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ لکھئے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر(۱) بنس روڈ کراچی

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب کریم الاحسانی)

ظلمت کی گھٹائیں چھٹنے لگیں انوار کی بارش ہونے لگی
پھر قلب و نظر کی بستی پر جلووں کی نوازش ہونے لگی
پھر راہ پہ آنیکی ہر اک رہرو سے گذارش ہونے لگی
پھر انکو راہ دکھانیکی اللہ سے سفارش ہونے لگی

جب مہرِ صداقت فاراں پر چمکا تو اُجالا پھیلایا
کل عالم بقعۂ نور بنا توحید کا پرچم لہرایا

احساسِ حقیقت چونک اُٹھا انگڑائی پہ لے کر انگڑائی
جو حق کے مخالف تھے ان کو باطل کی حقیقت سمجھائی
عادی تھے جو لڑنے کے وہ بھی آپس میں ہوئے بھائی بھائی
اُمی ہی کے صدقے میں سب نے پھر کھوئی ہوئی دانش پائی

جب مہرِ صداقت فاراں پر چمکا تو اُجالا پھیلایا
کل عالم بقعۂ نور بنا توحید کا پرچم لہرایا

وحدت کا اُجالا لیکر جب آیا تھا وہ اللہ کا پیارا
ہر سمت محبت کا نغمہ ہر سمت محبت کا دھارا
برسائے اگرچہ پتھر بھی لیکن وہ نہ اب نہ تب ہارا
باطل کا بھرم کھلتا ہی گیا بلتا ہی گیا حق کو یارا

جب مہرِ صداقت فاراں پر چمکا تو اُجالا پھیلایا
کل عالم بقعۂ نور بنا توحید کا پرچم لہرایا

توحید کا نغمہ سنتے ہی سب اہلِ مدینہ جھوم گئے
سب اہلِ نظر سب اہلِ دل سب اہلِ سفینہ جھوم گئے
موجوں کے دھارے جھوم گئے اور اہلِ سفینہ جھوم گئے
اک جام کرم بھی ملتے ہی سب اہلِ قرینہ جھوم گئے

جب مہرِ صداقت فاراں پر چمکا تو اُجالا پھیلایا
کل عالم بقعۂ نور بنا توحید کا پرچم لہرایا

(باقی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث اور اس کی ضرورت

(از جناب مولانا الحاج عبدالسلام صاحب جھنگوی)

ناظرین کرام! دنیا کا کوئی خطہ اور ملک ایسا نہیں جو نظام کے بغیر ہو۔ پاکستان کا ایک نظام ہے تو ہندوستان کا بھی ایک نظام ہے۔ افغانستان کا ایک نظام ہے تو ایران بھی نظام کے بغیر نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہر حکومت کا ایک ایک نظام ہے۔

یہ بات علیحدہ ہے کہ ان کا مقرر کردہ نظام ان کی رعایا کی جملہ ضروریات کا کفیل بھی ہے یا نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے نہ یہ موقعہ ہے اور نہ ہی اس کا پروگرام ہے۔ اس وقت ہم نے صرف اتنا عرض کرنا ہے۔ کہ دنیا سے اسلام کا بھی ایک نظام ہے۔ اور وہ اتنا زبردست اور مکمل ہے۔ کہ رہنے والی دنیا تک اس میں کسی تغیرؓ و تبدّل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ کیونکہ اس کا ناظم اور مقنّن، قانون ساز عالم الغیب ہے۔ اس کا ہر قانون اس کے علمِ ازلی اور ابدی کے مطابق ہے۔ لہٰذا اس میں خرابی آنیکا احتمال ہی نہیں۔

نظام اور قانون کی ضرورت! انسان چونکہ فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے۔ اور ہر ایک انسان کی خواہشیں بھی الگ الگ ہیں لہٰذا اُن کو اگر کسی ایک نظام اور ایک ہی قانون میں منظم اور مقیّد نہ کیا جائے تو نظامِ عالم ہی درہم برہم ہو جائے۔ اسی اصول کے ماتحت اسلام نے بھی دنیا ئے جہان کے (۱) لیے ایک دستور العمل قرآن حکیم کی صورت میں مقرر فرمایا۔ اور اس میں جملہ انسانی ضروریات کا مجملاً یا مفصلاً پروگرام اور نہ بدلنے والا قانون مرتب فرمایا۔

قرآن مجید اور شانِ رسالت! ابھی ذکر کیا جاچکا ہے کہ جب تک انسانی افراد کو کسی قانونی شکنجہ میں نہ دیدیا جائے تب تک یہ کبھی ابنائے جنس کو آرام سے نہیں رہنے دیتا۔ اسی لئے حکومتِ اسلام نے جملہ فرزندانِ اسلام کے لئے مذکورہ بالا قانونی کتاب میں کئی ایک نوٹس جاری فرمائے۔

۱۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ

(۱) جس طرح زمانہ جاہلیت کا حال اس امر کی شہادت ہے۔ ۱۲ منہ

لسٹن واچ کمپنی کی گھڑی بار بار مرمت نہیں کرنی پڑتی ——— !

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ
إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

(پ۵ - سورۃ النساء)

"اے ایماندارو! خداوندکریم اور اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ کے احکام کی پابندی کرو۔ اور جو لوگ تم میں سے (ان دونوں کی طرف سے) حاکم بنائے گئے ہوں اُن کی بھی اطاعت کرو۔ اگر کہیں یا کسی موقعہ پر تمہارے درمیان کسی بات میں جھگڑا پڑ جائے تو پھر تم سیدھے خدائے تعالیٰ (قرآن مجید) اور اس کے رسول (حدیث) کی طرف لوٹ آؤ۔ اور اس سے بڑھ کر تمہاری بہتری کا کوئی علاج نہیں۔"

۲- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝"

(پ۵ - سورۃ النساء)

"جب دنیا کے جہان کے ان لوگوں کو کہا جائے (جو اپنے گمان میں تمام آسمانی شریعت کے پابند ہونے کے باعث ایماندار بنے پھرتے ہیں) کہ آؤ! صرف خدا — (کتاب اللہ) اور اس کے رسولؐ (حدیث) ہی سے اپنے جملہ فیصلے چکاؤ۔ تو آپ دیکھ لینا کہ منافق آپ کی طرف (یعنی آپ کی حدیث اور سنت) کی طرف آنے سے ہچکچائیں گے۔ بلکہ آپ کی طرف آنے سے دوسرے لوگوں کو بھی روکیں گے۔"

منکرِ حدیث اور منافق کی علامت

اس آیت کریمہ نے صاف طور پر بتلا دیا۔ کہ عمل بالحدیث سے کترانے والا سید ہو، قریشی ہو، گورنر ہو، وزیر اعظم ہو، حنفی ہو، شافعی، مالکی ہو، حنبلی ہو بلکہ نام کا اہلحدیث ہی کیوں نہ ہو الغرض کوئی ہو جب وہ فرمانِ نبویؐ سے کترائیگا تو اس کا نام منافقوں کی فہرست میں داخل کر دیا جائیگا۔ کیونکہ حدیث کا انکار درحقیقت قرآن کریم ہی کا انکار ہے ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن[1]

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دراصل خدائے تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔ پڑھو

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (س نجم)

"خدا کا پیغمبر اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں جو کچھ بولتا ہے وہ وحی آسمانی ہی سے بولتا ہے۔"

اس آیہ کریمہ کا ترجمہ مولانا روم مرحوم نے مندرجہ ذیل شعر میں فرمایا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود[2]

اسی مسئلہ کو قرآن مجید نے دوسری جگہ اور

---

[1] دین اصل میں قرآن مجید کی عزت اور عظمت اور حدیث ہی کی محبت کا نام ہے۔ ۱۲ منہ [2] حضور علیہ السلام کا فرمودہ خدا ہی کا فرمودہ ہے۔ ظاہر میں اگرچہ حضورؐ کے منہ سے نکل رہا ہے۔ ۱۲ منہ

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بہت بہترین ہوتی ہیں — !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واضح تر کردیا۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

(پ۵ ۔ سورۃ نساء)

"جس نے رسولِ خدا کے فرمان کی اطاعت کی اُس نے درحقیقت خداوندکریم ہی کی اطاعت کی"

دوسرے لفظوں میں

جس نے حدیث پر عمل کیا۔ اس نے قرآن ہی پر عمل کیا۔ کیوں!

اس لئے کہ محمد رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خود اپنی طرف سے آئے ہیں اور نہ ہی ان کو کسی دنیا کی حکومت نے بھیجا ہے۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور صرف خدا ہی کی طرف سے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ تو بس آپ جو کچھ بھی فرمائیں گے اسی سرکار والا کی طرف سے ہی فرمائیں گے۔ یہی وہ امتیازی شان ہے جس میں کوئی بھی بڑے سے بڑا رسول علیہ السلام کی رسالت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ جس طرح خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کی خدائی میں کوئی شریک نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور مصطفائی میں بھی کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور صرف اہلحدیث ہی کا یہ امتیازی نشان ہے۔ کہ وہ جس طرح خدائے واحد کی خدائی میں کسی کو شریک نہیں کرتے بعینہٖ اسی طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت میں بھی کسی کو شریک نہیں کرتے۔ ع

"کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہیں گے ہم"

سے

مجھے آپ منظور مجنوں کو لیلےٰ
نظر اپنی اپنی۔ پسند اپنی اپنی

شانِ رسالت کا آخری مظاہرہ!

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(پ۵ ۔ سورۃ النساء)

"میں خدا کہ تجھ جیسے نبی کا بھی پروردگار ہوں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیائے جہان کا کوئی انسان خواہ وہ قطبِ زماں ہو یا اولیائے رحماں ہوں، عربی ہو یا عجمی، حاکم ہو یا رعایا، عالم ہو یا جاہل ہرگز ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے تمام کاموں میں تجھ ہی کو (یعنی تیری حدیث) کو حاکم نہ مانیں اور پھر تمہارے فیصلہ پر تنگی ترشی بھی نہ پائے۔ بلکہ سرِ تسلیم خم کر دے۔"

ضرورتِ حدیث کے اس مضمون کو اس آیہ کریمہ نے اتنا صاف کر دیا کہ اس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ یعنی حدیثِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کر دینے کے سوا — انسان ایماندار ہی نہیں ہو سکتا ولایت اور امامت تو بجائے خود رہی

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

[1] محمد رسول اللہ کے لفظ میں ضرورت اور حجیتِ حدیث کے بے انتہا اسرار مخفی ہیں۔ مگر چشم بینا درکار ہے۔ ۱۲ منہ

لٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب بطور اختصار یہ بھی

حدیث کس کو کہتے ہیں! سُن لیں۔ نبوت کے سینے میں جو حکومتِ اعلیٰ خزینے محفوظ رکھتی ہے۔ جب وہ اسلامی دنیا میں رہنے والوں پر تقسیم ہوتے ہیں۔ تو ان کو حدیث کہا جاتا ہے۔

ابرِ نبوت سے جب اسلام اور ایمان کے کھیتوں پر بارانِ رحمت کی موسلا دھار بوندیں برستی ہیں تو انہیں کو حدیث کہتے ہیں۔

اس آوازِ رحمانی کو جو نبوت کے آلۂ نشر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کے ذریعہ عالمِ اسلام پر نشر کی جاتی ہو حدیث کہتے ہیں۔

کانِ نبوت سے نکلے ہوئے گوہر شاہوار اور لولوئے آبدار کو حدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس وحی خفی کو جو .... سینۂ نبوت پر القاء ہوتی ہے اسلامی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں۔

درجِ نبوت کے درہائے مکنون کو حدیث کہتے ہیں۔ ؎

میں تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
دروازۂ درجِ مصطفےٰ ہے

حدیث کی امتیازی حیثیت صرف اتنا فرق ہے کہ اگر وہ وحی بذریعہ جبرائیل امین ہی ہے تو وہ وحی جلی متلو ہے جو "قرآن مجید" کے نام سے موسوم ہوتی ہے ——— اور اگر بذریعہ جبرائیل یا القار کا شانۂ نبوت سے اس کا اجراء ہوتا ہے تو وحی خفی غیر متلو ہے۔ جو "حدیث" کے نام سے مشہور ہوتی ہے۔

یوں تو قرآن کریم نے قسمِ اول کو بھی حدیث سے نامزد فرمایا ہے

"اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ"

"اللہ تعالیٰ نے یہ بہتر حدیث (قرآن) نازل فرمایا"

ادھر حضورؐ نے صاف فرمایا۔

"اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ"

الحدیث۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

نتیجہ! عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسلامی دنیا کو جس طرح قرآن کریم کی ضرورت ہے بعینہٖ اسی طرح حدیث شریف کی بھی حاجت ہے۔ بغیر حدیث شریف کے بھی ایمان پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ! ممکن ہے۔ کسی کوتاہ بین دوست کو ہمارے اس مضمون سے یہ غلطی لگ جائے کہ دیکھو جی! یہ لوگ (اہلحدیث) بجز قرآن اور حدیث صحابہؓ کے اقوال اور ائمہ دینؒ کے مجتہدات، اولیائے عظام ملفوظات کے مخالف ہیں۔

ایسے دوست کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ جناب کا سفید جھوٹ اور سیاہ بہتان اور نیلگوں افترا ہے۔ ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے کہ جملہ صحابہؓ آسمانِ اسلام کے روشن ستارے ہیں۔ "اَصْحَابِیْ

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑی آپ کو ہمیشہ کیلئے بے پرواہ کر دے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَالنُّجُوْمِ" الحدیث۔
"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں"
اور ائمہ دین اور اولیائے کرام اسلامی پاور ہاؤس
کے نورانی بلب ہیں۔ کئی چھوٹے اور کئی بڑے اور کئی
ان میں سے بطور گیس اور لیمپ اور چراغ ہیں۔
مگر حضور عبد شکور، زبدۂ اصفیا، قدوۂ اتقیاء،
حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم اسلام کے لئے آفتاب عالم تاب ہیں۔
بس اسی محکم اصول کے مطابق اہلحدیث
اپنے اعتقاد پر قائم اور دائم ہیں۔ بلکہ دنیائے اسلام
کے ہر فرزند کو بطور خیر خواہی عرض کرتے ہیں کہ
بھائی صاحب دیکھو! وہ آفتاب رحمانی
اور شمس نورانی، مطلع قرآنی[1] سے نمودار ہو گیا۔ اور عالم
اسلام کا ذرہ ذرہ اس کی نور بخش کرنوں اور سرور افزا
شعاعوں سے جگمگا رہا ہے۔ اور تم ابھی تک بجلی کے
بلب اور گیس اور لیمپ اور چراغ کی نیم جان روشنی میں
سراپا محو ہو رہے ہو۔
سنو! شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیا
خوب فرماتے ہیں ؎

ابلہے کہ روز روشن شمع کافوری نہد
زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

دوستو! یہ قیاسات و آراء اور اقوال الرجال
کے چراغ وہاں تو بے شک روشن ہو سکتے ہیں جہاں
حدیث نبوی کے آفتاب نیمروز کی کرنیں نہ پہنچ سکیں۔
اسی معمہ کو مولانا روم مرحوم نے مثنوی معنوی کے دفتر
اول کے صفحہ ۹۶ پر کس عمدگی سے حل کیا ہے۔ فرماتے
ہیں ؎

این قیاسات و تحری روز ابر
یا بشب مر قبلہ راکہ دالت جبر
لیک با خورشید و کعبہ پیش رو
این قیاسات و تحری را مجو

بادل کے اندھیرے یا رات کی سیاہی میں تو انسان حیران
ہو جاتا ہے اور ہر طرح کی اٹکل پچو لاتا ہے۔ کہ نہ معلوم
کعبہ کس طرف ہے۔ ایسے موقعہ پر تو جستجوئے کعبہ اس
کا حق ہے۔ مگر کعبہ سامنے ہو اور روز روشن ہو تو پھر
یہ قیاس آرائیاں اور تخیلات مجنونانہ حرکت نہیں
تو پھر اور کیا ہے۔
بس یہی وجہ ہے کہ اہلحدیث حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے فرمان والا شان کے ہوتے ہوئے کسی
انسان کی زبان سے کچھ سننا نہیں چاہتے ؎

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جس نے پایا یہیں سے پایا
بابا کے ہاں سے کون لایا

---

[1] اگر کوئی یہ کہے کہ حضور کو قرآن میں سِرَاجًا مُّنِيرًا کہا گیا ہے۔ تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ "اِنَّ الْقُرْاٰنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا" کے مطابق سورہ نوح میں صاف فرما دیا۔ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۔ شمس اور سراج کو ایک کر دیا۔ تاکہ کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ ۱۲ منہ

ملٹن واچ کمپنی کی بڑی شاندار گھڑیاں ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ سعدی مرحوم نے ہمارے اتنے لمبے
چوڑے مضمون کا خلاصہ صرف دو شعروں میں ادا
کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ ؎

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بر پے مصطفٰے

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اے سعدی! حضورؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر صوفی صافی بننے کا گمان ہی دل سے نکال دے اس لئے کہ راہبر کامل، مزکیٔ اعظم، ہادیٔ کل، فخرِ رُسُل، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستے کے بغیر چلنے والا کبھی منزلِ مقصود (دار الخلد) پر نہیں پہنچ سکتا۔

مضمون کسی قدر لمبا ہو گیا ہے ؎
"لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم"

لہٰذا میں اب مضمون کو ذیل کے اشعار پر ختم کرتا ہوں جن میں شاعر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امتیازی شان بیان کی ہے۔ ؎

ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمد
ما نرگسیم حیراں دیدار ما محمد

قمری بسرو نازد بلبل بگل فریبد
ما عاشقیم بے جاں دلدار ما محمد[1]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ آمین

فقط

والسلام

---

[1] "ہم وہ بلبلیں ہیں کہ جن کو بجز گلزار محمدی کے اور کہیں چین آتا ہی نہیں۔ ہماری چشم نرگس بجز دیدار محمدؐ کے اور کوئی پسند ہی نہیں کرتی۔ عموماً بلبل کو ہر گل کے ساتھ اور قمری کو ہر سرو کے ساتھ دل لگی ہے۔ مگر ہم ہیں کہ ہمارا عشق بجز دلدار مدنی کے کسی اور محبوب کو پسند ہی نہیں کرتا۔" —— اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں فرمایا "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ" الخ یعنی دنیا کا کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا جب تک سب سے بڑھ کر اس کی محبت حضورؐ کے ساتھ نہ ہو۔ ۱۲ منہ

ہر قسم کی دینی، اسلامی کتابیں، قرآن مجید، قاعدے اور سیپارے مندرجہ
ذیل پتہ سے باکفایت خرید فرمائیے! :-
مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر ۱ بنس روڈ کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

اسلام کی دیرینہ روایات

زندانیٔ افکارِ زبوں ، موردِ آفات
سُن مردِ حق آگاہ و خدامست کی اِک بات
ہر چند چراغ خرد و عقل ہے روشن
ہر سمت ہے اِک سلسلۂ محشرِ ظلمات
اِس ذہن میں گنجائشِ عرفاں ہو تو کیونکر
وہ ذہن کہ ہیں جس میں پریشان خیالات
بے ذوقِ جنوں تیری رسائی نہیں ممکن
ہر چند ہے یہ ولولۂ شوقِ عبادات
کھولے ہیں وہ اسرار بھی اربابِ جنوں نے
جو عقل نے پائے ہیں تہِ پردۂ ظلمات
دنیا کو ہے تابندہ حقیقت کی تمنا
سرمایۂ نازش ہے تجھے فرسودہ روایات
ہے ربط تجھے رسم و رہِ خانقہی سے
یہ رسم و رہ خانقہی ، مرگِ مفاجات
تُو چاہے تو دم بھر میں سُلجھ سکتے ہیں اب بھی
اِک برشِ شمشیر سے اُلجھے ہوئے حالات
تُو چاہے تو اس معرکۂ کرب و بلا میں
بر اوجِ فلک ہو علمِ عدل و مساوات
تُو چاہے تو ہو سکتی ہیں اِک لحظہ میں زندہ
اِس دور میں اسلام کی دیرینہ روایات

کرم دہلوی

لنٹن واچ کمپنی کی گھڑی کو مرمت کی ضرورت نہیں پڑتی۔

www.KitaboSunnat.com

پانچسو روپے کا مجموعہ

صرف بارہ روپے میں

یعنی

ترمذی شریف اردو مکمل ہر سہ حصہ مجلد

پانچ سال کی مسلسل محنت اور زر کثیر صرف کرنے کے بعد صحاح ستہ کی تیسری کتاب **ترمذی** شریف مع شمائل کا بامحاورہ، مستند، اردو میں ترجمہ شائع ہوگیا ہے۔

کتاب کے آخر میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی ہیں۔ اور جن مشکلات وحالات پر قابو پاکر انہوں نے صحیح حدیثیں جمع کی ہیں ان کا تذکرہ ہے۔ ساتھ ہی حدیثوں کے ذریعہ معلوم کرگئے ہیں۔

غرض یہ ترمذی شریف اردو بالکل نئی چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی بکثرت فرمائشیں آرہی ہیں ضخامت نو سو صفحات ہے۔ اچھی لکھائی، چھپائی، سفید کاغذ

قیمت بارہ ۱۲ روپے

محصولڈاک بذمہ خریدار۔ مفصل فہرست مفت۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ لکھیے!

پتہ

مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر (۱) کراچی

پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام زہری کا شجرۂ نسب

(از جناب فاضل محترم مولانا الحاج عبد اللہ صاحب لائلپوری)

مولوی تمنا عمادی مقیم ڈھاکہ انکارِ حدیث کے متعلق دور کی کوڑی لانے کے عادی ہیں۔ رسالہ "طلوع اسلام" کراچی میں آپ نے ایک مضمون "زہری" پر لکھا ہے۔ جس میں زیادہ زور اس بات پر دیا ہے۔ کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ زہرہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ موالی بنی زہرہ ہیں۔ اور ان کو موال بنا کر موردِ جرح گردانا ہے۔

"الاعتصام" گوجرانوالہ میں مولانا اسمٰعیل صاحب نے اس کا جواب دیا ہے۔ لیکن افسوس! کہ انساب کی کتابوں کو بالکل پیش ہی نہیں کیا گیا حالانکہ انساب میں کافی مواد موجود ہے۔

آج کی صحبت میں فقیر صرف امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بنی زہرہ سے ہونا ثابت کریگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

"واللہ الموفق"

زہرہ کے آباء و اجداد

ذیل میں نقشہ دیا جاتا ہے۔ جس سے "زہرہ" اور اس کے بھائی اور اس کے آباء و اجداد کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔

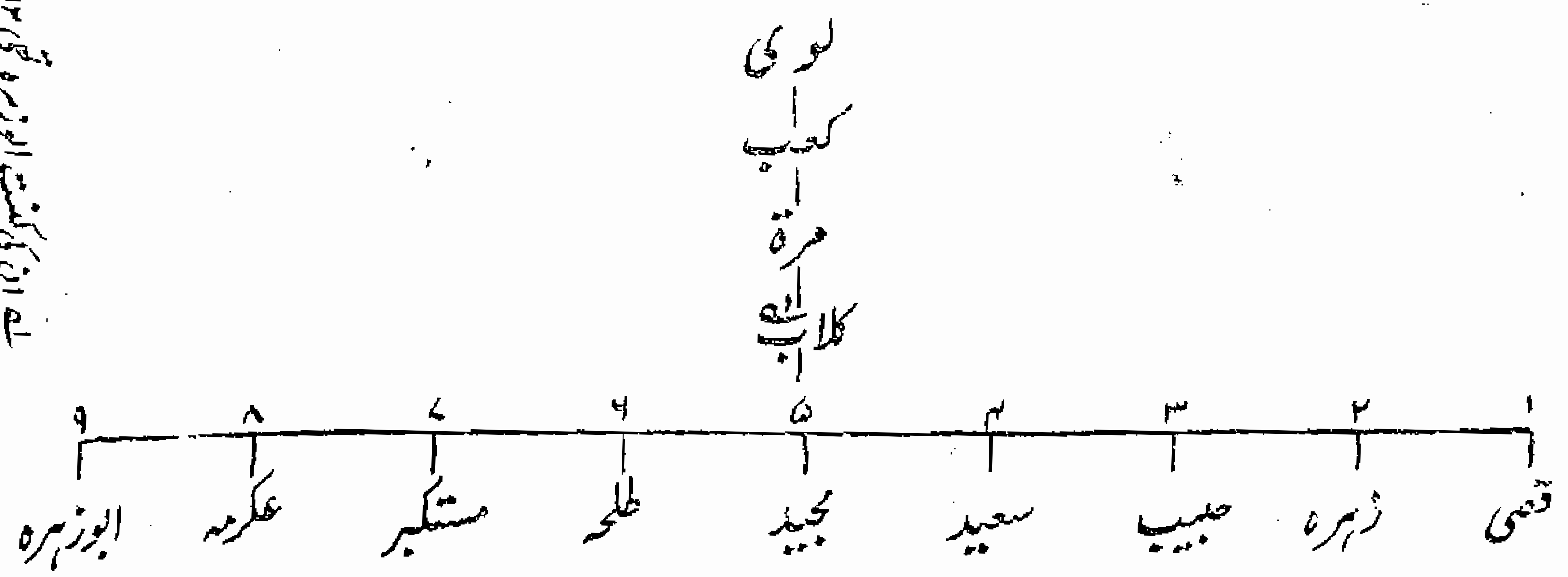

شاندار گھڑیاں ملٹن واچ کمپنی سے ہی مل سکتی ہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نقشہ میں کلاب کی اولاد نو فرد ظاہر کئے گئے ہیں۔ نمبر (۱) "قصی" حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حسب ذیل ہے۔

۵ قصی
۴ عبد مناف
۳ ہاشم
۲ عبد المطلب
۱ عبد اللہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نقشہ نمبر (۱) سے ثابت ہوتا ہے کہ "زھرہ" اور "قصی" دونوں بھائی ہیں اور وہ کلاب بن مرہ کی اولاد میں جس طرح "قصی" آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ خامس ہیں۔ اسی طرح "زھرہ" حضور صلعم کے ننھیال کی طرف سے جدِ رابع ہیں۔

۴ زھرہ
۳ عبد مناف
۲ وہب
۱ آمنہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اب ہم "زھرہ" کی اولاد پر بحث کرتے ہیں۔

"زھرہ" کے دو بیٹے ہیں۔ "حارث" و عبد مناف

"حارث" حضرت عبد الرحمٰن بن عوف صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ اور "عبد مناف" حضرت سعد بن ابی وقاص صحابی رسول رضی اللہ عنہ و حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ و حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔

ان چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجداد کا نقشہ ملاحظہ ہو۔

ہر قسم کی مذہبی، علمی، ادبی کتابوں کیلئے مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر۱ کراچی کو یاد رکھیئے۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

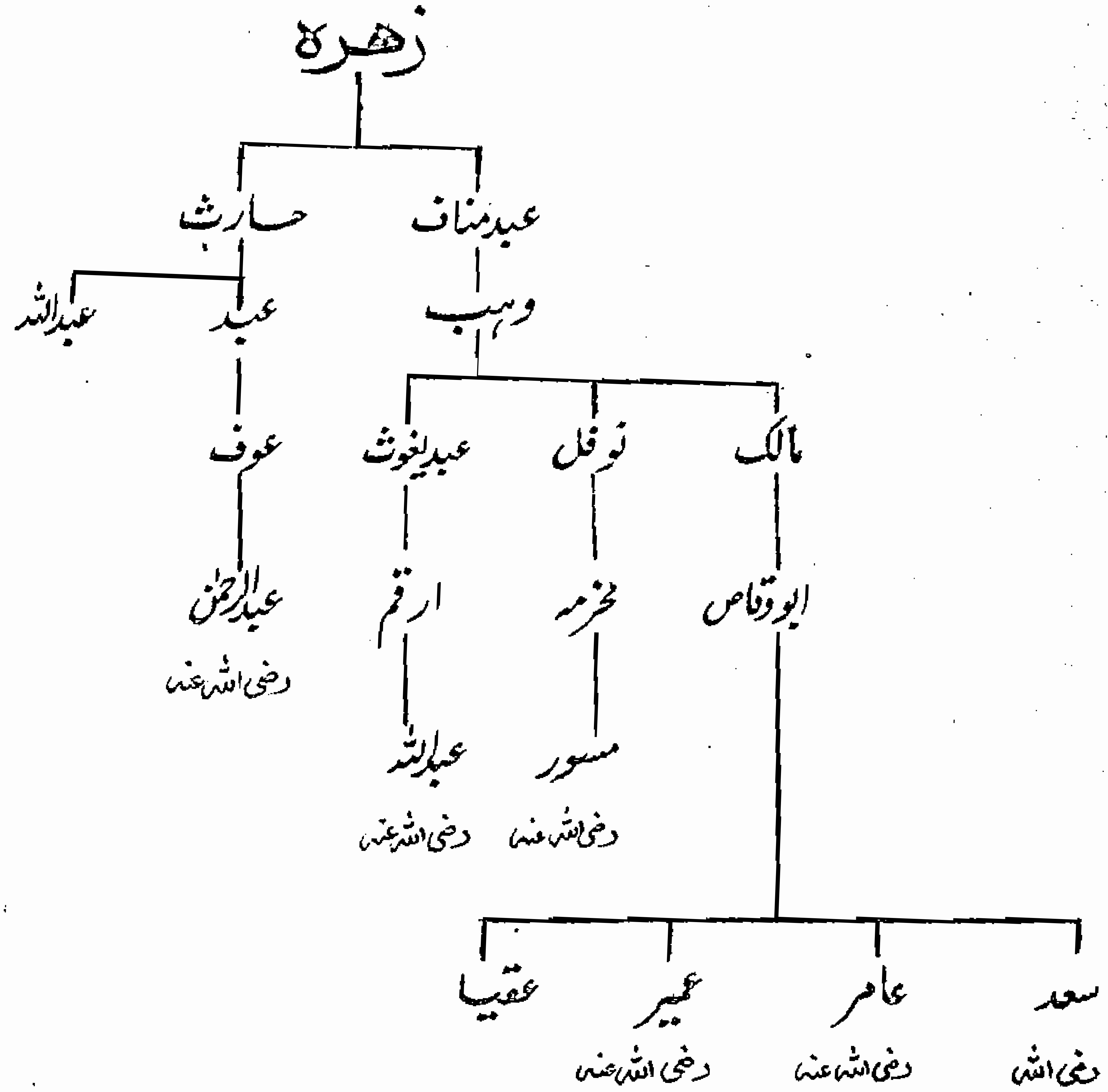

نقشہ شجرہ مندرجہ بالا میں چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجداد کے علاوہ "حارث" کے دو بیٹے ظاہر کئے گئے ہیں۔ ایک "عبد"۔ جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا ہیں۔ دوسرے عبداللہ۔

ہماری بحث کا لب لباب یہی عبداللہ اور ان کی اولاد ہے۔ یہ عبداللہ حضرت امام زہری رحمہ اللہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ شجرہ مندرجہ ذیل میں امام زہری کے اجداد ملاحظہ ہوں۔

نامرادوں کا سب سے بڑا سہارا ـــــ "قرآنی دعائیں" ـــ ہیں
عمدہ لکھائی، چھپائی، قیمت ۳۰ر ـ "چہل حدیث" خود بھی یاد کریئے اور اپنے بچوں کو بھی حفظ کرائیے۔ نہر
پتہ:۔ مکتبہ شعیب۔ آرٹلری میدان نمبر ا کراچی پاکستان۔

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی خرید کر ہمیشہ کیلئے مطمئن ہوجایئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

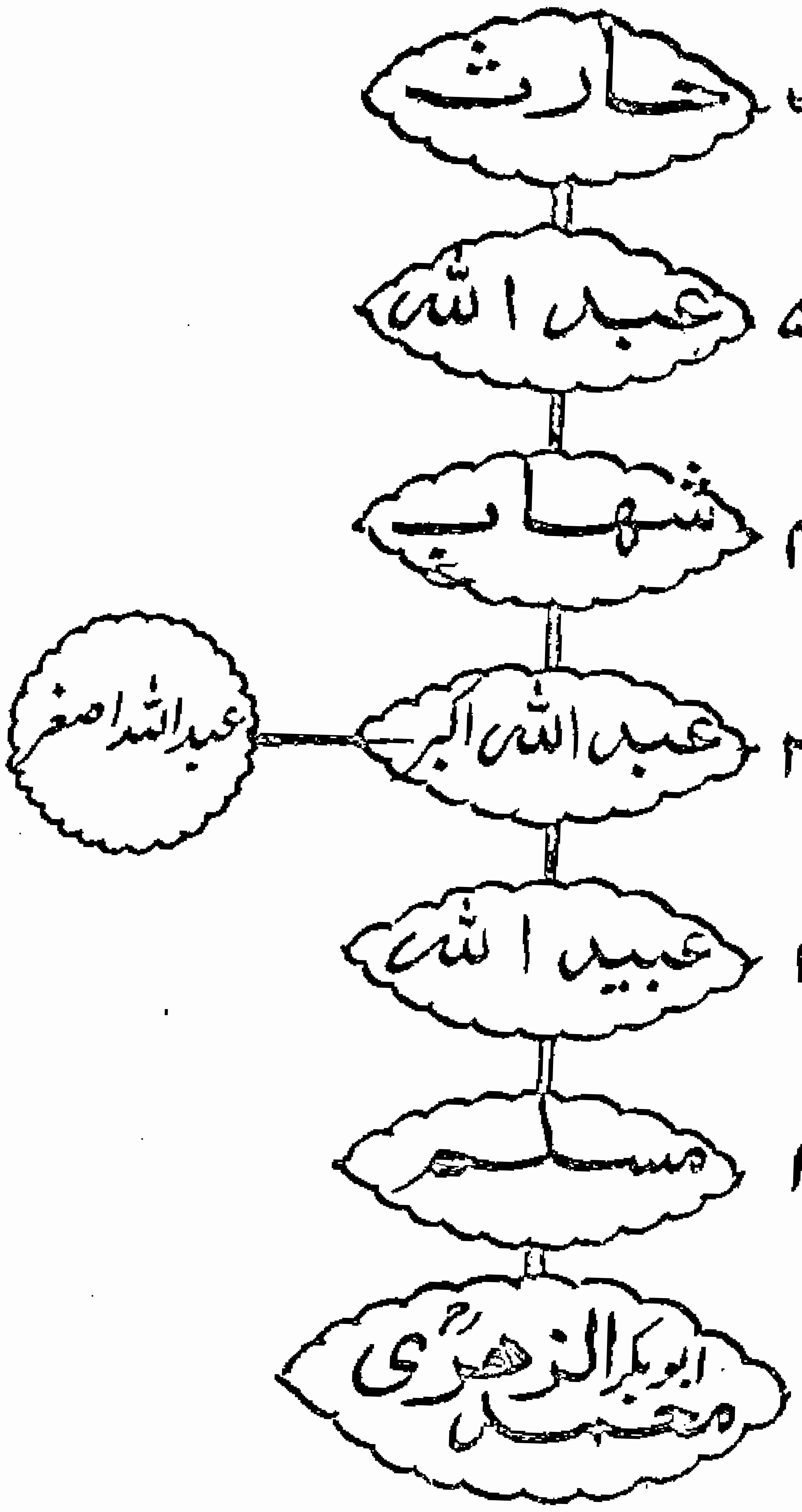

شجرہ مندرجہ بالا میں علاوہ اجدادِ زہری رحمہ اللہ کے "شہاب" کے دو بیٹے ظاہر کئے گئے ہیں۔ عبداللہ اکبر جو امام زہری رحمہ اللہ کے پڑدادا ہیں۔ دوسرے "عبداللہ اصغر" جو امام زہری کے پڑنانا اور صحابی رسول رضی اللہ عنہ ہیں۔

استیعاب لابن عبدالبر جلد اول ص ۳۸۶ میں ہے۔

"قَالَ الزُّبَيْرُ هُمَا أَخَوَانِ عَبْدُ اللّٰهِ الْأَكْبَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ الْأَصْغَرُ اِبْنَا شِهَابِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ كَانَ اِسْمُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْأَكْبَرِ عَبْدَ الْجَانِّ فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلَى اَرْضِ الْحَبْشَةِ وَمَاتَ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شِهَابٍ الْأَصْغَرُ شَهِدَ اُحُدًا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ اَسْلَمَ بَعْدُ۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بھائی مسلمان تھے۔ لیکن میری تحقیق یہ ہے کہ عبداللہ الاصغر مہاجرینِ حبشہ میں سے تھے۔ "تلقیح فہوم اہل الاثر لابن الجوزی" ص ۲۱ میں ہے۔

"عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شِهَابٍ جَدُّ الزُّهْرِيِّ مِنْ قِبَلِ اُمِّهٖ۔"

دنیا میں سب سے بہترین گھڑیاں لٹن واچ کمپنی کی ہوتی ہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوران کو مہاجرینِ حبشہ کے باب میں ذکر کیا ہے۔
اور عبداللہ اکبر جنگ احد میں مشرکینِ مکہ کی طرف سے شامل ہوئے۔ ملاحظہ ہو (زاد المعاد مصری ص۳۵ جلد اول و سیرت ابن ہشام برحاشیہ زاد المعاد ج۱ صفحہ ۳۵۸۔

اوپر کے تمام دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ امام زہری کے اجداد **قبیلہ زہرہ** سے تھے اوران کے پڑنانا، پڑدادا صحابی رسول رضی اللہ عنہما تھے۔ اور امام زہریؒ کو **ابن شہاب** کہنا حقیقت پر مبنی ہے۔

"استیعاب لابن عبدالبرؒ میں صرف عبداللہ بن شہاب الاصغر کو ذکر کیا ہے۔

"اصابہ" جلد۴ ص۸۵ میں ہے۔

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شِہَابٍ جَدُّ الزُّھْرِیِّ مِنْ قِبَلِ اَبِیْہِ الَّذِیْ شَجَّ وَجْہَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شِہَابٍ جَدُّ الزُّھْرِیِّ مِنْ قِبَلِ اُمِّہٖ اَلَّذِیْ ھَاجَرَ اِلَی الْحَبْشَۃِ۔"

"اصابہ جلد۴ ص۸۵۔ طبقات ابن سعد جلد۴ ق اول ص۹۲ میں ہے۔

"عَبْدُ اللّٰہِ الْاَصْغَرُ بْنُ شِہَابٍ اِبْنُ اُخْتِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَدُّ الزُّھْرِیِّ مِنْ قِبَلِ اُمِّہٖ۔"

اوران کو مہاجرینِ حبشہ میں ذکر کیا ہے۔

اوران کو موالی بنی زہرہ کہنا صرف مولانا تمنا عمادی کی ہٹ دھرمی اور تجدد پسندی بلکہ جہالت ہے۔

دوسرا اعتراض مولانا کا شہاب پر ہے جو عبداللہ الاکبر و عبداللہ الاصغر کے والد ہیں۔

مولانا کا دعویٰ ہے کہ جاہلیت میں **شہاب** کا نام کا کوئی شخص نہیں ملتا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام میں اس نام سے کوئی صحابی موسوم نظر آتا ہے۔ یہ سوال بھی کوتاہ بینی اور تنگ نظری پر مبنی ہے۔ اگر مولانا تاریخ اور انساب کی کتابیں دیکھتے تو ان کو اس اعتراض کی جرأت نہ ہوتی۔" استیعاب لابن عبدالبر ج۱ ص۵۸۹ میں تین صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں۔

(۱) شہاب بن المجنون الجرمی ۲۵۹۶ (۲) شہاب بن مالک الجامی ۲۵۹۷ (۳) شہاب الانصاری ۲۵۹۸۔

اسی طرح ابن الجوزی نے تلقیح ص۱/۱ میں سات نام ذکر کئے ہیں زمانہ جاہلیت میں بھی یہ نام ملتے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) طارق بن شہاب (استیعاب ۸۹۹) (۲) کثیر بن شہاب (استیعاب ۹۹۱)

حماسہ مطبوعہ دیوبند ص۱۴۵ میں جاہلی شاعر ربیعہ کا ایک شعر ہے

اَنْ یَّقْتُلُوْکَ فَقَدْ ثَلَلْتَ عُرُوْشَھُمْ
بِعُتَیْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ شِھَابٍ

اصل حقیقت یہ ہے کہ امام زہریؒ قبیلہ بنی زہرہ سے ہیں۔ موالی نہیں۔ امام مالکؒ کے اُستاد ہیں۔ امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں ان سے ایک سو اکتیس ۱۳۱ جگہ حدیث بیان کی ہے۔ ان کا قصور اگر ہے تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں حدیث کو مُدوّن کیا۔ اور یہی ایک چیز ہے جو منکرین حدیث کو کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے اور ہمارے نزدیک یہی چیز ان کا بڑا کمال ہے۔ جزاہ اللہ عن سائر المسلمین

؎ اذا اتتك مذمتي من ناقص فهي الشهادة لي باني كامل

فقط

بہترین گھڑیوں کیلئے پتہ یاد رکھئے! ملٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقیدت نعت

از جناب محترم معاصر رئیس امروہوی صاحب مدیر "شیراز" کراچی

درود پڑھتے ہیں سنگ ریزے ہے تیرا حسنِ مقال کیسا!
کیا وہ شق القمر فلک پر۔ کمال ہے اور کمال کیسا!

مئے محبت کے چند قطروں میں کیا بہک جاؤنگا میں توبہ
کہ بادہ مستِ ازل ہوں ساقی۔ مری طرف یہ خیال کیسا!

ازل کے دن کی کھنچی ہوئی ہو، خدا کی تیار کی ہوئی ہو
سرور اس کا رہے ابد تک۔ خمار کیسا زوال کیسا!

لبالب از ساقئ عرب لوں۔ مئے طرب[1] لوں بہ طرب لوں
مزا تو یہ ہے کہ ہے للب الول۔ سخی کے در پر سوال کیسا!

خدا کا محبوب خود محمدؐ، حجاز کا چاند۔ رحمتِ حق
ملا ہے مکہ کے سنگ ریزوں سے آمنہ کو لال کیسا!

نبئ حق، مخبرِ حقیقت، رسول امی، امینِ اسریٰ
جلال کیسا۔ جمال کیسا۔ مقال کیسا۔ کمال کیسا!

رئیس آئیں گے میرے شافع ضرور محشر میں وقتِ پرسش
وفورِ جذبات کی بدولت یقین ہے دل کو خیال کیسا!

[1] اس سے توحید و سنت کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک سوال

کیا آپ نماز پڑھنی جانتے ہیں

جب کوئی مسلمان آپ سے یہ سوال کریگا۔ تو آپ اس پر بہت لال پیلے ہوں گے۔ آپ کا جی چاہے گا۔ کہ اس کا منہ نوچ لوں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ آج اکثر مسلمانوں کے ایمان پر الحاد کی بجلیاں گر رہی ہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ نماز کس کو کہتے ہیں۔ نماز کی اسلام میں کیا اہمیت ہے۔ نماز انسانی کردار پر کیا اثر کرتی ہے۔ نماز کو دوسری عبادات پر کیا فضیلت ہے۔ حقیقتِ نماز کیا ہے۔ نماز کا فلسفہ کیا ہے۔ نماز کے دینی، دُنیاوی فائدے کیا ہیں۔ دن رات میں کتنی نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ نماز کی دعائیں کیا کیا ہیں۔ ان تمام سوالات کے جوابات آپ کو

معلوماتِ نماز

المعروف

هداية النبیؐ

میں ملیں گے۔ یہ کتاب "ہدایت النبی" معلوماتِ نماز کیا ہے۔ بلاشبہ نماز کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ جس کے پڑھنے سے آپ کو عبادت کا فلسفہ معلوم ہو جائیگا۔ نماز میں خشوع، خضوع حاصل ہو گا۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اردو زبان میں مسئلہ نماز پر بہترین اور پہلی کتاب اگر ہے تو وہ صرف "ہدایت النبی" ہے۔ ناممکن ہے کہ معلوماتِ نماز پڑھے بغیر آپ کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں۔ کتاب کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے آپ یہ اندازہ لگائیے کہ کس طرح دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں چھپی اور ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گئی۔ اب پھر چھپوائی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ بہترین سفید کاغذ قیمت صرف علاوہ محصولڈاک۔

پتہ:۔ مکتبہ شعیب۔ آرٹلری میدان نمبر ا کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سے اعراض صریحی بے ایمانی ہے

(از جناب مولانا المحترم المعاصر عبد اللہ صاحب عقیل مئوی مدیر "نور توحید" لکھنؤ)

فَلَنَا الْحَدِیْثُ وِرَاثَۃٌ نَبَوِیَّۃٌ
وَلِکُلِّ مُحْدِثٍ بِدْعَۃٌ اِحْدَاثُہَا

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (حشر)

"جو کچھ تمہیں رسول دیں اُسے تسلیم کرلو۔ اور جس چیز سے روکیں اُس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے"

آں جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے رسالت و صداقت اور حقانیت کے بے شمار دلائل سے ایک بہت بڑی زبردست دلیل آپؐ کی پیشین گوئیوں کا من وعن ظہور بھی ہے۔ کہ آپ کی ہر ہر پیشین گوئی کا خواہ وہ موقت ومقید ہو یا عام اور غیر مقید ہمیشہ علانیہ ظہور ہوا، ہوتا ہے۔ اور آئندہ بھی تاقیامت برابر ہوتا ہی رہیگا۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیا صحیح فرمایا ہے کہ ۔

اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اِنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

"ہمکو رسولؐ نے ہدایت کا راستہ ہمارے گمراہ ہونے کے بعد دکھلایا۔ پس ہمارے دل اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ آپ پیشین گوئی فرمائیں گے وہ ہو کے ہی رہیگی۔"

چنانچہ آج ہم جس دور (حاضرہ) سے گذر رہے ہیں اس میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیشین گوئیاں روزانہ بلکہ لحظہ بہ لحظہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل حدیث شریف کا مطالعہ کیجئے۔

"عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ یْکَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیوں کی شہرت دیانتداری کی وجہ سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَبْعَانَ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ .... الحدیث۔ رواہ ابوداؤد والدارمی وابن ماجۃ۔"

"حضرت مقدام بن معدیکربؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آگاہ رہو کہ مجھے قرآن دیا گیا اور اُسی کے مانند اُس کے ساتھ (حدیث شریف) بھی دی گئی ہے۔ خوب جان لو کہ عنقریب ایک (شریعت سے) بے نیاز انسان اپنی متکبرانہ نشستگاہ سے یہ آواز اُٹھائیگا۔ کہ بس قرآن کو مضبوط پکڑو۔ اور اسی میں جو کچھ حلال پاؤ اُسے حلال جانو۔ اور جو کچھ حرام ملے اُسے حرام مانو۔ (یعنی یہی تمکو کافی ہے۔ مگر حضورؐ فرماتے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یاد رکھو کہ) بے شک جو کچھ رسولِ خداؐ نے حرام کیا وہ بھی اُسی طرح یقینی اور قطعی حرام ہے جس طرح کہ خدا کی حرام کی ہوئی چیز حرام ہے۔"

آج اُس صادق و مصدوق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس پیشین گوئی کا حرف بہ حرف کس کس طرح اور کس کس روپ میں مظاہرہ ہو رہا ہے۔

کوئی تو اہلِ قرآن کے روپ میں ہے تو کوئی تعلیدی بھیس میں، کوئی اجتہاد (جہل مرکب) کا دامِ فریب بچھائے ہوئے ہے تو کوئی اصلاح و اسلام کا سائن بورڈ لٹکائے ہوئے۔ کسی نے نئی روشنی و تہذیب کا جال پھیلایا ہے تو کوئی عقلِ سلیم و فطرتِ انسانی اور درایت کے اوٹ میں ہے۔ کسی پر رضائیت کا نقاب ہے تو کوئی قادیانیت کی ٹٹی کی آڑ سے چاند ماری کر رہا ہے۔ کوئی تو کھلم کھلا کہتا ہے کہ "عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ" ـــــ اور کوئی توڑ مروڑ اور تاویلات و تنقیدات سے احادیث کو ساقط کر دیتا ہے۔

چنانچہ اب ہمارے سامنے ایک فرقہ ایسا موجود ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ احادیث و سُنن سے جان چھڑانے کی سب سے آسان اور سہل ترین صورت تو یہ ہے کہ "حدیث و سنت کو دو جگہ تقسیم کر دیا جائے" ایک تو وہ ہے جو عادتًا آپ نے کی ہے (جیسے داڑھی رکھنا وغیرہ) تو اس کے تو ہم بالکل مکلف ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اگر اس پر عملدرآمد کریں گے تو خدا کی باز پُرس سے قیامت کے دن عہدہ برآ ہی نہیں ہو سکتے۔ اور سیدھے جہنم رسید ہوں گے۔ "فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشّٰفِعِیْنَ ۞"

باقی رہ گئی دوسری قسم جو آپ نے مذہبًا کی یا فرمائی ہے تو اُس میں خود بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثیں بھی تشنۂ تحقیق ہیں ـــــ بھلا سُننِ اربعہ کس شمار و قطار میں ہیں ـــــ

کس نے پوچھا کہ بھیا کون ہو؟
ایک ہو؟ یا ڈیڑھ ہو؟ یا پون ہو؟

اور بقیہ حدیثیں بالفرض اگر صحیح بھی تسلیم کر لیجائیں۔ تو ظنی ہی ہیں نا؟ یقینی اور قطعی تو نہیں ہیں۔ کہ واجب العمل ہوں ـــــ"

غرضیکہ کوئی کسی حیلہ سے، کوئی کسی بہانہ سے، کوئی

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی شاندار ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی مکروفریب اور دجل و خداع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی مذکورہ بالا کا منظر و مظہر بنتا اور آپ کی صداقت و رسالت کی عملاً تصدیق کرتا ہے۔ ورنہ خود آں حضور کی رسالت و صداقت ہی خطرہ میں پڑکر مشتبہ اور مشکوک و موہوم ہو جاتی۔

یہ تو یقیناً ہونے والی چیز ہے جو ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اور اس کے کرنیوالے بھی تو "بدنام کنندۂ نیکو نام" نام کے مسلمان ہی ہوں گے۔ چنانچہ وہی ہیں بھی۔

مگر دراصل یہ تو قرآن کو بھی عملاً نہیں مانتے۔ بلکہ صرف حدیث کو ساقط العمل کرنے کے لئے قرآن کا محض زبانی سہارا لیتے ہیں۔ ورنہ خود آیتِ عنوانی ہی ان کو لُس سے مس ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ مزید براں فرمانِ خداوندی

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احزاب)

علی الاعلان آپ کے ہر قول و فعل کو مطاع و متبوع قرار دے رہا ہے۔ خواہ وہ عادتاً ہو — یا مذہباً — سیرتاً ہو یا اخلاقاً — کیونکہ "وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" ارشادِ خداوندی ہے۔

ہاں۔ حدیث شریف مرقومہ بالا میں آں حضور کا ایک جملہ یہ بھی ہے۔ کہ

"وَ اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ"

اس کی تصدیق خود باری تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى[1] ۝" (نجم)

یہ تو قولی معاملات (حدیث و سنت) کی علانیہ شہادت اور واضح ترین تائید و تصدیق ہوئی۔ اب ذرا اس آیت کریمہ کا بھی مطالعہ کیجئے جو قولی و فعلی اور تقریری وغیرہ بدیہی اطاعت و تابعداری کو حاوی ہو کہ۔

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (سورہ نساء)

اس میں خداوند کریم جل شانہٗ نے خود اپنی اطاعت کو موقوف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو موقوف علیہ قرار دیا ہے۔ اور غور کیجئے کس شان سے قرار دیا ؟ کہ

اطاعتُ الرسول میں فعل مضارع — اور اطاعتُ اللہ میں فعل ماضی استعمال فرمایا ہے۔ نیز

---

[1] یہی وحی ہمارے منکرینِ حدیث کے نزدیک ظنی ہے۔ پھر یقینی و قطعی کون سی ہے؟ آپ کے معیار پر تو خود قرآن کریم بھی ظنی ہی اُترے گا۔ ایک منکر حدیث نے کہا کہ نہیں قرآن کیوں ظنی ہوگا! اس کے متعلق تو خود فرمانِ خدا ہے کہ "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" میں نے کہا کیا یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے؟ اگر ہوئی ہے تو آپ کے سوا ساری دنیا کے لئے ظنی ہے۔ اور اگر نہیں تو اس کے قطعی اور یقینی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جب آپ خود حضورؐ کے اپنے قول کو کسی صورت و حالت میں یقین کا درجہ نہیں دیتے تو حضورؐ کی روایت (قرآن کریم) کو کیونکر یقین کا درجہ دوگے؟ حالانکہ ہر دو کی رسائی ہم تک روایت ہی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ "فَبُهِتَ الَّذِيْ اَنْكَرَ الْحَدِيْثَ" ۱۲ منہ

ملٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی مثال آپ ہیں — !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِطاعۃُ الرَّسول کو اطاعۃُ اللہ پر مقدم فرمایا ——— (فافھم وتدبر فانہ دقیق)—

جس کا صاف اور کھلا ہوا واضح ترین یہی مطلب ہے۔ کہ رسول کی اطاعت کے بغیر خدا کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اطاعتِ رسول میں خدا کی اطاعت چھوٹ ہی نہیں سکتی۔ (اسی کو منطق اصطلاح میں عام خاص مطلق کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

اس سے بھی بڑھکر حلفیہ وقسمیہ شہادتِ خداوندی سنیئے! ارشاد ہوتا ہے کہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(پ۵ - س نساء)

"یعنی قسم ہے (اے محمدؐ) تیرے پروردگار کی - وہ لوگ مومن ہی نہیں ہو سکتے" جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے ثالث وحکم بنا کر ترے فیصلے وحکم کو بکشادہ پیشانی (بلاچون وچرا) خوش دلی سے تسلیم نہ کرلیں۔

یہ ہے شانِ رسالت اور عظمتِ احکام وفرامینِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔ جس پر دورِ حاضرہ کے (بزعم خود) مجددین نے صرف ایک لفظ "ظَنِّی" کا اخبث ترین لیبل لگا کر سیدھے سادھے، سادہ دل مسلمانوں کو حدیث وسنت بلکہ خود صاحبِ سنت سے بدظن کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔

خداوند کریم ان کو، ہمکو اور تمام مسلمانوں کو حدیث وسنت کی رغبت اور صاحبِ سنت کی محبت مرحمت فرمائے۔

"ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد" فقط

وظائفِ رسول المعروف حزب المقبول

جب مایوسیوں کے تیر سے کلیجہ چھلنی ہو رہا ہو اور دنیا میں کوئی مددگار، مونس وغمخوار نظر نہ آتا ہو تو حبیبِ خدا کے وظائف کی طرف رجوع کیجئے۔ اس میں حدیث شریف کی وہ تمام دعائیں یکجا جمع کر دی ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے تیر بہدف ہیں۔ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں جو بحکم خدا ان پاک دعاؤں کے وسیلے سے سرانجام نہ ہو سکے۔ جلد طلب فرمائیے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ کاغذ سفید عمدہ لکھائی چھپائی قیمت صرف ۱۴ ار

مفصل فہرست مفت۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ لکھیئے۔

پتہ:۔ مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر(۱) کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عروجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(جناب کوثر صاحب قریشی میرٹھی)

سوچئے! حلقہ بگوشانِ رسولِ عربی
کیوں فسردہ ہے گلستانِ رسولِ عربی
کیسے رہ سکتا ہے قائم کسی عالم کا نظام
جب بدل جائیں فدایانِ رسولِ عربی
کیا قیامت ہے کہ ہم حرص و ہوس کے بندے
بھولتے جاتے ہیں احسانِ رسولِ عربی
نیند کیوں آگئی توحید کے پروانوں کو
کوئی چونکائے تو کعبے کے نگہبانوں کو
ولولے سرد، جنوں پست، ارادے کمزور
اُف یہ کیا ہوگیا اللہ! ــــ مسلمانوں کو
مٹتے جاتے ہیں دماغوں سے محبت کے نقوش
چھوٹتا جاتا ہے دامانِ رسولِ عربی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُسوۂ سیدِ کونین سے بیزار ہیں ہم
اُس پہ یہ ناز کہ کونین کے حقدار ہیں ہم
ذوقِ تجدیدِ عمل ہے نہ وہ احساسِ جہاد

آہ میں جاذب، لگا ہوں میں اثر کچھ بھی نہیں
پاس ہے دولتِ کونین مگر کچھ بھی نہیں
ایک دنیا ہمیں کہتی ہے امامِ اقوام
ایک ہم ہیں کہ سبھی کچھ ہیں مگر کچھ بھی نہیں

سخت طوفانِ حوادث سے گزرنے والے
ڈوب سکتے ہیں کہیں یوں بھی اُبھرنے والے
زندگی موت ہے تکمیلِ شہادت کے بغیر
اُن سے کہتا ہوں جو ہیں موت سے ڈرنے والے

عشق اک آہ بھی ہے شعلۂ بیدار بھی ہے
عشق نغمہ ہی نہیں تیغ کی جھنکار بھی ہے
محفلوں تک ہی نہیں عشق کی دنیا محدود
عشق عنوانِ جنونِ رسن و دار بھی ہے

رازِ سربستہ کو ہونٹوں کے قریب لاتا ہوں
عالمِ جذب میں اِک بات کہے جاتا ہوں
آتش و خوں کا یہ سیلاب کچھ بھی نہیں
شہنشاہِ کون و مکیں کی قسم کھاتا ہوں

کبر و نخوت کے شراروں میں ہیں بل آئے ہوئے
اس پہ طوفان حوادث کے ہیں منڈلائے ہوئے
آدمی ڈھونڈتے پھرتے ہیں پناہ گاہوں کو
زخم کھائے ہوئے، کچلے ہوئے، گھبرائے ہوئے

ہر نظر فردوسِ مسرت سے بن جائے
ہر نفس مایۂ تسکین و عنایت بن جائے
ذرّے ذرّے سے اُبلنے لگے طوفانِ حیات
ہر قدم جادۂ عرفان و ہدایت بن جائے

بزدلی اور مسلمان یہ ناممکن ہے
ہم نہیں لائقِ فرمانِ رسولِ عربی

اور کبھی سلطنتیں بخش دیا کرتے تھے
باتوں باتوں میں فدایانِ رسولِ عربی

زندہ قوموں کی طرح تم کو اگر جینا ہے
تھام لو گوشۂ دامانِ رسولِ عربی

دیکھ اسلام کے پیغامِ شہادت کو نہ بھول
عاشقِ زلفِ پریشانِ رسولِ عربی

توڑ دیتے ہیں وہ زنجیرِ قیودِ ہستی
جن کو ہو جاتا ہے عرفانِ رسولِ عربی

اِک قیامت ہے بپا عالمِ انسانی میں
اور خاموش فدایانِ رسولِ عربی

رہ نہیں سکتا کوئی قافلہ منزل کے بغیر
جاگ اُٹھیں جو حدی خوانِ رسولِ عربی (.....)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقاہتِ محدثینؒ

(از جناب فاضلِ محترم مولانا الحاج عبدالجبار صاحب سلفی کھنڈیلوی)

حضرات ناظرین! عرصہ سے مسلمانوں میں ایک فرقہ اہلِ قرآن ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔ جس کا بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی لاہور پنجاب میں تھا۔ وہ شخص منکرِ حدیثِ نبوی تھا۔ اور وہ کہتا تھا کہ قرآن ہی قابلِ عمل ہے۔ حدیثِ نبویؐ ایک زائد چیز ہے۔ جس جگہ قرآن میں اطاعتِ رسول کا ذکر ہے وہاں پر مراد اطاعتِ قرآن ہے۔ لیکن یہ شخص بوجہ اپنی جہالت اور تفسیر بالرائے کے اپنے زمانہ میں کچھ کامیاب نہ ہوا۔ اور علماءِ اسلام نے اس کی تردید باحسن طریق اُس زمانہ میں کی۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری نے اثباتِ حدیثِ نبوی پر کئی رسائل لکھے۔ اور مولانا فاضل محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی مدّ اللہ ظلہ نے خود مولوی عبداللہ چکڑالوی سے اثباتِ حدیث پر کامیاب مناظرہ کیا۔ جو عرصہ ہوا چھپ گیا ہے۔

اب پاکستان میں اس فرقہ کے چند افراد نے پھر سر اُٹھایا ہے۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں حدیثِ نبویؐ سے نفرت و انکار پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ اور چند روایاتِ غیر ثابتہ اور کچھ آثارِ صحابہؓ منقطعہ کو لیکر اپنے پرچہ "طلوعِ اسلام" میں اُلٹا سیدھا اُچھالا جاتا ہے۔

سو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ سے مذاہبِ باطلہ نے حدیثِ نبوی کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے اور ایسے ایسے اصول وضع کئے ہیں جن سے حدیث کی اہمیت گر جائے۔ حالانکہ حدیثِ نبویؐ ایک مکمل نظامِ اسلام ہے۔ اور دینِ اسلام نام ہی قرآنی تعلیم اور اسوۂ حسنہ صاحبِ وحی کا ہے۔ قرآنی اجمال کی تفصیل اور اس پر عمل بغیر تعلیمِ نبوی و اسوۂ حسنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر ممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج اہلِ قرآن میں کئی فرقے ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے اختلافِ شدید رکھتے ہیں

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی دوسری گھڑیوں کی طرح بار بار خراب نہیں ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض پنجوقتہ نماز کے قائل ہیں اور بعض تین وقتہ اور بعض کہتے ہیں کہ نماز زیر غور ہے۔

"فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ"

اس لئے قرآن کہتا ہے "وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ"

(پ۱۴ - س نحل)

"یعنی اُتارا ہے ہم نے ذکر (قرآن) کو تیری طرف تاکہ تفصیل کر دے تو اس چیز کی جو (مجمل طریق سے) اُتاری گئی ہے اُن کی طرف شاید کہ وہ اس میں غور کریں۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صاحب وحی نبی علیہ السلام کا —— کام صرف تلاوت قرآن ہی نہیں تھا۔ بلکہ آپ کا عہدہ اجمال قرآن کی تبیین و تفصیل و تشریح ہی تھا۔ چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نماز و نصاب زکوٰۃ و امور حج کی تفصیل باحسن طریق سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتلائی۔

پس قرآنی نماز وہی ہوگی جو صاحب وحی نے خود پڑھکر بتلائی۔ اور زکوٰۃ کے ادائیگی کا طریقہ وہی ہوگا جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ بلکہ قرآن پر عمل وہی شخص کر سکتا ہے جو حدیث نبوی کا ماننے والا ہے اور حدیث نبوی کا ثبوت خود قرآن مجید سے ثابت ہے ——

قال اللہ تعالیٰ

"اِئْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ" الآیۃ —— أَيْ إِسْنَادُ الْحَدِيثِ كَذَا نَقَلَهُ الْعَلَّامَةُ وَجِيهُ الدِّينِ فِي شَرْحِ الشَّرْحِ عَلَى النُّخْبَةِ۔

نیز قرآن کہتا ہے —— "وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ" الآیۃ (مائدہ)

وقال تعالیٰ "إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا" الآیۃ (حجرات)

محدثین کرام رحمہم اللہ نے انہی آیات کو مدنظر رکھکر احادیث نبویہ صحیحہ کو کتابی شکل میں جمع کیا۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ شہادت شاہد عادل، ضابط کی مانو۔ غیر عادل غیر ضابط کی شہادت معتبر نہیں۔

تو اب اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر عادل کی خبر بھی مقبول نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ کے قبل جو بعض کتابیں مدون ہوئیں اُن میں رطب و یابس، صحیح ضعیف سب روایتیں تھیں۔ آخر حضرت امام بخاری نے (خدائے تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھرے) اُنہوں نے دین نبوی کو بشرط صحت روایات اپنی کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو مرتب فرمایا۔ اور آپؒ نے احادیث نبویہ ہی کو جمع نہیں کیا۔ بلکہ ہر ہر حدیث سے آپ نے استنباط مسائل دینی فرمائے۔ جس کی نظیر دنیائے اسلام نہیں پیش کر سکتی۔

صحیح بخاری صحت روایات کے علاوہ جزئیات مسائل کی کثرت اور براہ راست سنت مطہرہ و احادیث متبرکہ سے استنباط کرنے اور سہولت استخراج و دقت اجتہاد میں جملہ کتب حدیثیہ و فقہیہ پر فوقیت رکھتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اس کی خصوصیات میں فرماتے ہیں، کہ محدثینؒ نے پہلے پہل جو علم حدیث کی تدوین کی تو اُسے چار فنون میں مدون کیا تھا۔ یعنی سنت نبوی۔ تفسیر

دنیا کی ممتاز ترین گھڑی لمٹن واچ کمپنی کی ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ۔ پس امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان سب امور کو بالتزام صحت یکجا جمع کر دیا۔ اور نیز یہ چاہا کہ اپنی ساری جد وجہد و کوشش کو استنباطِ حدیث نبوی میں صرف کروں اور یہ ایسی بات ہے جو امام بخاریؒ سے پہلے کسی نے نہیں کی اور یہ چاہا کہ ہر ایک حدیث سے مسائل کثیرہ کا استنباط کرے ایسے طریق سے کہ احادیث کو مختلف ابواب میں ذکر کرے ۔ جس سے ہر ہر حدیث سے بآسانی مسائل مستنبط ہوں ۔

پس امام بخاریؒ کے تراجم ابواب کے متعلق یہ مشہور مقولہ ہے ۔ "فِقْہُ الْبُخَارِیِّ فِیْ تَرَاجِمِہٖ"

دیکھو شرح تراجم ابواب بخاری صفحہ ۳ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی ۔

لہٰذا محدثین رحمہم اللہ کی فقاہت اور اہل الرائے کی فقاہت میں بہت فرق ہے ۔ محدثین رحمہم اللہ کا طرزِ اجتہاد و اصولِ فقاہت بدلیلِ حدیث تھا۔ اگر وہ کسی مسئلہ میں قرآنی فیصلہ ناطق ہوتا تو وہ دوسری طرف اپنا رخ نہیں کرتے تھے ۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں بہت جگہ صرف آیاتِ قرآنی کو اپنے تراجم ابواب کی دلیل گردانا ہے ۔ اگر آیاتِ قرآنیہ میں چند احتمالات ہوتے ۔ تو حدیثِ نبوی سے اُس کا فیصلہ چاہتے اور حدیثِ نبوی کو اُس مسئلہ میں اپنی دلیل بناتے ۔ عام اس سے کہ وہ حدیث کوفی ہو یا مدنی یا شامی ہو کسی خاص شہر و قبیلہ و شخصیت کا وہ لحاظ نہیں کرتے تھے ۔ بشرطیکہ وہ روایت اصولِ محدثین کے طریق پر صحیح ہو اور وہ یہ بھی نہیں دیکھتے تھے کہ اس پر کسی صحابی یا فقیہ نے عمل کیا ہے یا نہیں ۔ اور جب کوئی حدیث اُس مسئلہ میں باوجود تفتیش کے نہ پاتے تو اُس وقت وہ کسی صحابی کے اثر و اجتہاد پر عمل کرتے ۔ اور اُس کو قرآن و حدیث کا درجہ نہیں دیتے یہ تھا طرزِ عمل و اصولِ فقاہت محدثینؒ کا ۔ دیکھو

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۹)

اور اہل الرائے کا طرز اجتہاد و اصولِ فقاہت کسی خاص شخص کے اقوال سے تخریجاتِ مسائل اور ان ہی پر تفریعات کا تھا۔ اور تخریج میں کئی احتمال خطا و صواب کے ہوتے ہیں ۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ۔

اہل الرائے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہا کے بعد کسی شخص متقدم کے قاعدہ پر تخریج مسائل کی طرف توجہ کی ان کا اکثر دستور یہی تھا۔ کہ مسئلہ میں حمل النظیر علی النظیر کا حکم لگاتے ۔ اور مسئلہ کو انہیں قواعد کی طرف پھیر پھار کرے جاتے ۔ (جو ان کے اساتذہ نے نکالے ہوئے تھے) اور احادیثِ نبوی و آثارِ صحابہؓ کو تلاش نہیں کرتے تھے ۔ دیکھو

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۶۰)

آج اگر کوئی اس کا نمونہ دیکھنا چاہے تو مدارس اہل الرائے میں چلا جائے ۔ کس کس طریق سے وہ اپنے مذہبی مسائل کو اپنے قواعد موضوعہ مصنوعہ کے تحت میں لاکر اثبات کرتے ہیں ۔ اور احادیثِ صحیحہ کی قیدِ مذہبی کی بنا پر کیسی کیسی تاویلیں کرتے ہیں ۔ اور ایک چھوٹی کتاب سے لیکر تمام بڑی کتب تک کا درس دیں گے اور اس

لٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر اعتبار سے لاثانی ہوتی ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

کو عمر بھر پڑھینگے۔ لیکن قرآن وحدیث کو ایک روز بھی تقلیدی خیال سے خالی الذہن ہوکر بہ نظر تحقیق مسائل نہیں دیکھیں گے۔ ان کے کان تحقیق سے ناآشنا ہیں۔ ان کے دل ودماغ میں آراء الرجال کی محبت پیوستہ ہے۔ "وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ"۔

چنانچہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں

ومن العجب العجیب ان الفقهاء المقلدین یقف احدهم علی ضعف ماخذ امامه بحیث لا یجد لضعفه مدفعا وهو مع ذالک یقلده فیه ویترک من شهد الکتاب والسنة والاقیسة الصحیحة لمذهبهم جمودا علی تقلید امامه بل یتحیل لدفع ظاهر الکتاب والسنة ویتاولها بالتاویلات البعیدة الباطلة نضالا عن مقلده الی قوله - فان احدهم یتبع امامه مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا فیما قال کانه نبی ارسل وهذا نأی عن الحق وبعد عن الصواب لا یرضی به احد من اولی الالباب -

(حجۃ اللہ البالغۃ ص۱۵۵ ج۱ مطبوعہ مصر)

اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ان مقلدین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فان بلغنا حدیث من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ علینا طاعته بسند صالح یدل علی خلاف مذهبه وترکنا حدیثه واتبعنا ذالک التخمین فمن اظلم منا وما عذرنا یوم یقوم الناس لرب العلمین"۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ص۱۵۵ جلد مطبوعہ مصر)

"پس اگر ہمکو معصوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بسند صحیح پہنچ جائے جس کی فرماں برداری خدا نے ہم پر فرض کردی ہے جو اس (امام صاحب) کے مذہب کے خلاف پر دلالت کرتی ہو اور ہم اس معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ترک کردیں اور اس تخمینی اور ظنی (اجتہادی) امر کی پیروی کریں تو ہم سب سے بڑھکر کون ظالم ہوگا۔ اور جس دن تمام لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے (حساب کے لئے) کھڑے ہوں گے تو اس وقت ہمارا کیا عذر ہوگا---؟"

برادرانِ اسلام! حدیث کا انکار وتاویل نیز اسی سبب کی اندھی تقلید سے شروع ہوا ہے۔

اور فرقہ چکڑالویہ اہلِ قرآن کو جو یہ جرأت ودلیری ہوئی ہے کہ انہوں نے عملِ حدیث کو شرک قرار دیا اور بالکلیہ انہوں نے حدیثِ نبوی کا انکار کردیا یہ نتیجہ دراصل تقلیدی مذاہب کے قواعدِ موضوعہ وتاویلاتِ باطلہ کا ہے۔

اللہ ہر مسلمان کے دل میں محبت حدیث نبوی دے۔ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے عمل کی توفیق عطا کرے اصل دین یہی ہے

فقط

والسلام

لٹن کی گھڑیاں ہر اعتبار سے بہترین ہوتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ہم نوجوان

(جناب یوسف ظفر صاحب)

خدا کی مشیت، محمد کی آن!
پہاڑوں کے دل ہیں چٹانوں کی جان!
ہم نوجوان
ہم نوجوان

دلاور، بہادر، جری، سرفروش
محمد کی صہبا کے ہم بادہ نوش
ہم نوجوان
ہم نوجوان

ہمارے اب وجد، وہ صحرا نورد
شجاعت میں یکتا تھے جرأت میں فرد
ہم نوجوان
ہم نوجوان

ہمارے دلوں میں شجاعت کی آگ
ہمارے لبوں پر محبت کے راگ
ہم نوجوان
ہم نوجوان

محمد کا پیغام پھیلاتے ہیں
جسے اپنے کردار میں پاتے ہیں
ہم نوجوان
ہم نوجوان

(مشیر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک عظیم الشان خوشخبری

صحیح بخاری شریف مترجم

بین السطور ترجمہ اردو

لیجئے خوش ہو جائیے! جس کی عرصہ دراز سے آپ کو تلاش تھی یعنی بخاری شریف مترجم اردو مع عربی یعنی ترجمہ بین السطور چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ بحمد اللہ پہلے ایک دفعہ دس ہزار کی تعداد میں چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو کر نایاب ہو چکی تھی۔ اور شمع رسالت کے پروانے اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے خدا کے فضل و کرم نے ناشرین کا ساتھ دیا۔ ایک عرصہ کے بعد التجا منظور ہوئی۔ رب العزت نے اپنے محبوب کی گراں قدر اور مایۂ ناز حدیث شریف کی کتاب منظر عام پر لانے کے لئے اپنے نیک بندوں کو تجویز کیا۔

یہ وہی بخاری شریف ہے جس کے مترجم مفسر قرآن حضرت مولانا وحید الزماں صاحب ہیں۔ آپ ہی کی وہ ذاتِ گرامی ہے جس نے سب سے پہلے ہندوستان جیسے جہالت سے بھرپور ملک میں صحاح ستہ کی تمام کتابوں کا اردو میں ترجمہ کر کے مسلمانانِ ہند کی بہت بڑی مذہبی اور علمی خدمت سرانجام دی۔

علیحدہ علیحدہ تیس پارے چھپ رہے ہیں۔ چھپتے جا رہے ہیں اور شمع رسالت کے پروانے یہ انمول موتی اپنی گودیوں میں بھر بھر کر لیجا رہے ہیں۔ آپ بھی آج ہی طلب کیجئے۔ ایسی نعمتیں بار بار نہیں چھپا کرتیں۔

قیمت فی پارہ دو روپے۔ پانچ پانچ پاروں کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بنوا لیجئے۔ مفصل فہرست مفت جواب کے لئے جوابی کارڈ لکھیے۔ پتہ:۔

مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر(۱) کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انکارِ حدیث

دین سے گلو خلاصی کا چور دروازہ ہے

(از جناب فاضل محترم مولینا الحاج احتشام الحق صاحب تھانوی)

ناظرین کرام! انکارِ حدیث کا وہ فتنہ جو پچھلے دنوں ہندوستان میں سر اُٹھاتے ہی کچل دیا گیا تھا۔ اس کو اب پاکستان میں بڑی شد و مد کے ساتھ پھر سے زندہ کیا جا رہا ہے۔ اور حکومت کے بعض عہدہ دار اپنے منصبی اثرات سے اس کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ فتنہ کسی علمی اختلاف یا مذہبی اجتہاد کی بنیادوں پر قائم نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا نام لیکر خود اسلام ہی کی اساس میں یہ ایک ایسی خفیہ سرنگ ہے جس سے دین کی پوری عمارت کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور جس کا مقصد وحی الٰہی کی پابندیوں سے راہِ فرار اختیار کرنا اور دین ہی کے نام پر ہوائے نفس کی پیروی کی گنجائش پیدا کرنا ہے۔

چنانچہ پہلی صدی ہجری تک جب کہ اتباعِ ہُدیٰ کا جذبہ ہر قسم کے جذبات پر غالب تھا اس قسم کا کوئی فتنہ نمودار نہیں ہوا۔ اور بالاتفاق احادیثِ نبویہ کو احکامِ شریعت میں حجت و سند سمجھا جاتا رہا۔

صحابہؓ کے بالکل آخری دور میں جب کہ محبت کی جگہ عقل، وارفتگی کی جگہ مصلحت اندیشی۔ اور اطاعت کی جگہ حیلہ جوئی نے لینی شروع کی تو فریب زدہ دانش، متکلمین، معتزلہ کا گروہ ظہور میں آیا۔ جس نے اپنے باطل دعووں کے اثبات میں رکیک رکیک تاویلات سے قرآن کو پاژند[1] بنا دیا۔ اور عقل و فلسفہ کی بھول بھلیوں میں مذہب کی حقیقی روح کو کھو بیٹھے۔

حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ

"اہل سنت، خوارج، شیعہ، قدریہ تمام فرقے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جو ثقہ راویوں سے منقول ہوں برابر قابلِ حجت سمجھتے رہے

---

[1] گرویدگی ۱۲ص ۔ آگ بھڑکانے کا آلہ۔ فارسیوں کی ایک مذہبی کتاب "زند" کی تفسیر کا نام "پاژند" ہے۔ ۱۲ص

لٹن واچ کمپنی کی گھڑی بڑی شاندار ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ پہلی صدی ہجری کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اس متفقہ روش کے خلاف کیا۔"

(الاحکام جلد اول ص۱۱۴)

اس گروہ نے عقل و دانش کے نام پر دین کی آہنی دیوار میں دراڑ پیدا کرنی چاہی۔ اور حشر و نشر۔ صراط و میزان اور جنت و جہنم کا سرے سے انکار کر کے ان سے متعلق احادیث کو رد کر دیا۔ لیکن اللہ نے اس دین کی حفاظت فرمائی اور خود اعتزال کو ہی نیست و نابود فرما دیا۔

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔"

(پ۲۸۔ س صف)

"وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں (لیکن) اللہ اس نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ اگرچہ کفار اسے برا سمجھیں۔"

چونکہ معتزلہ نے اس فتنہ کو علم و فہم کے رنگ میں اٹھایا تھا۔ اس لیے اس کے استیصال میں اساطینِ[1] امت اور محدثینؒ و ائمہؒ نے اصولِ حدیث پر کتابیں لکھیں اور دنیا میں اس طرح اصولِ حدیث کا فن وجود میں آیا دنیا کے مذاہب کی تاریخ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ہر مذہب کی تعلیمات اس وقت تک زندہ و درست رہیں جب تک کہ وہ ہر کہ و مہ کی اپنی ذاتی فہم و دانش کی گرفت سے آزاد رہیں۔ اور جوں ہی وہ تعلیمات بازیچۂ دانش بن جاتیں رفتہ رفتہ اپنی شکل و ہیئت بدلتے بدلتے ایک نہ ایک دن فنا ہو جاتیں۔ اور وہ دین بالکل ہوائے نفس کے قالب میں ڈھل جاتا۔ صرف ظاہری سطح پر دین کا نام رہ جاتا تھا۔ اور اندر سے قدم قدم پر خواہشاتِ نفسی کی تکمیل ہوتی رہتی تھی۔ مثال کے طور پر بنی اسرائیل کا وہ واقعہ جو قرآن کریم نے یوں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ۔

(بقرہ)

"اور تم اُن لوگوں کے حال سے بخوبی واقف ہو۔ جنہوں نے تم میں سے احکامِ سبت میں حدود سے تجاوز کیا سو ہم نے ان کو حکم دیا کہ تم ذلیل بندروں کی صورت میں مسخ ہو جاؤ۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہدِ مبارک سے ایک عرصہ کے بعد بنی اسرائیل کا ایک گروہ بحرِ قلزم کے کنارہ آباد ہو گیا تھا۔ اور اس ساحلی بود و باش کی بنا پر مچھلی ان کا قدرتی شکار تھا۔ چنانچہ چھ دن مچھلی کا شکار کھیلتے تھے اور ہفتہ کے دن چونکہ شریعت موسویہ میں خالص عبادت کا دن مقرر کیا گیا تھا اس لئے اس دن شکار کی ممانعت تھی۔ اور بنی اسرائیل اپنے عہد و پیمان پر قائم بھی رہے۔

"قُلْنَا لَھُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔"

(نساء)

"ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے دن تعدی نہ کریں اور ہم نے ان سے مضبوط قسم کا عہد لے لیا تھا۔"

لیکن مچھلیوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ ہفتہ کے دن ان کو

[1] جمع استوانہ یعنی ستون ۱۲ اص سے چھوٹے و بڑے ۱۲ ص

لنڈن واچ کمپنی کی گھڑیاں بہت اچھی ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی شکار نہیں کرتا۔ اور باقی ایام میں وہ پکڑی جاتی ہیں اس لئے مچھلیاں صرف ہفتہ کو سطح آب پر آئیں۔ اور باقی دنوں میں چھپی رہتیں۔ کچھ دنوں تک تو یہود نے ان صبر آزما حالات کا مقابلہ کیا۔ لیکن کچھ ہی روز میں انہوں نے منکرین حدیث کی طرح حکم خداوندی سے نکلنے کا چور دروازہ تلاش کیا۔ کہ بظاہر حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہو اور خواہش نفس کی تکمیل بھی ہوتی رہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جمعہ کے روز بحر قلزم کے قریب گڑھے کھود لیتے اور دریا سے ان گڑھوں تک نہر کی طرح ایک گول نکال لیتے۔ اور جب سبت کے روز سطح آب پر مچھلیاں تیرنے لگتیں تو وہ دریا کے پانی کو کھول دیتے۔ تاکہ پانی کے ساتھ ساتھ مچھلیاں بھی آجائیں۔ اور اتوار کے دن ان گڑھوں میں سے مچھلیاں نکال کر کام میں لاتے اور اپنی اس حرکت پر نازاں تھے کہ ہم نے دین کے حکم کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور کام بھی ہو گیا۔ معترضین کے جواب میں کہتے تھے کہ ممانعت تو مچھلیاں پکڑنے کی ہے سو ہم یوم سبت میں نہیں پکڑتے بلکہ اتوار کے دن پکڑتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ کے ہاں یہ فریب نہ چل سکا۔ اور وہ بندروں کی صورت میں مسخ ہو گئے۔ گویا۔ "پاداش عمل از جنس عمل" کے اصول پر انہوں نے حکم الٰہی کو اپنی خواہش نفس سے مسخ کر دیا تھا۔ اللہ نے خود انہیں کو مسخ کر دیا۔

اس واقعہ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ ہدایت ربانی کو جب کبھی بھی انسان کی فہم و دانش کی جولانگاہ بنایا گیا تو ہمیشہ ہدایت ہوی کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔

دین اسلام چونکہ ابدی اور دائمی دین تھا اور اسکی حفاظت کی ضمانت حق تعالیٰ نے خود ہی فرمائی تھی اس لئے قرآن کریم میں تحریف کے تمام دروازوں کو پہلے ہی سے بند کر دیا گیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو حفظ و ضبط کی وہ حیرت انگیز صلاحیت عطا فرمائی گئی۔ کہ انہوں نے پیغمبر کی ہر ہر نقل و حرکت کو محفوظ کر لیا۔ اور اقوال و اعمال جو حقیقت میں قرآن کریم کی نبوی تشریحات تھیں ان کو ضبط فرمالیا۔ تاکہ دوسرے مذاہب کی طرح یہ دین بھی ہر کس و ناکس کی فہم و دانش کا بازیچہ بن کر مسخ نہ ہو جائے

آج جو احادیث نبویہ کے منکر ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ خود اپنی زندگیوں کو نقشہ ہدایت کے مطابق بناتے الٹا تراش و خراش کر کے خود دین ہی کو اپنی خواہشات کے مطابق بنا لینا چاہتے ہیں۔ جو کھلی ہوئی تحریف ہے پاکستان میں جب سے اسلامی نظام کی ترویج کی جدوجہد جاری ہوئی۔ یہاں کا فرنگیت زدہ طبقہ اسلام کی پابندیوں سے گھبرانے لگا اور اس نے اس امر کی سر توڑ کوشش شروع کر دی۔ کہ انکار حدیث کے تارپیڈو سے اسلام کے سفینے کو ہی غرق کر دے۔ لیکن اللہ کا وعدہ ہے۔

"فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ"[1]۔

فقط

والسلام

---

[1] یعنی جو چیز بیکار ہوتی ہے وہ جلد مٹ جایا کرتی ہے۔ اور جو چیز لوگوں کے لئے کارآمد ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں قائم رہتی ہے۔ ۱۲ ص

گھڑی خریدنے سے پہلے ملٹن واچ کمپنی کا نام ضرور یاد رکھیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از جناب فاضل محترم ماہر القادری صاحب

منکرینِ وحی سے خطاب

صفاتِ حق کو صفاتِ بشر سے کیا نسبت
زلالِ سادہ کو آبِ گہر سے کیا نسبت

نبی کو شہد کی مکھی کا ہم نوا نہ سمجھو
سوادِ شام کو نورِ سحر سے کیا نسبت

فضائے قدس پہ اس دہر کا قیاس نہ کر
حریمِ عرش کو محراب و در سے کیا نسبت

اگرچہ بادِ بہاری کا فیض یکساں ہے
گیاہِ خشک کو گلہائے تر سے کیا نسبت

تو دیکھتا ہے ہر اک شے کو بادہ بن کر
تری نگاہ کو میری نظر سے کیا نسبت

فضائے دشت کو رنگِ چمن سے کیا نسبت
ذلیل خس کو گلِ یاسمن سے کیا نسبت

بغیر نطق بھی ممکن ہے گفتگو و پیام
کلامِ حق کو زبان و دہن سے کیا نسبت

جس انجمن میں چراغِ یقیں فروزاں ہے
ترے خیال کو اُس انجمن سے کیا نسبت

حدیثِ دین کو بازیچہ ادب نہ بنا
کلامِ حق کو دلی جوش کا سبب نہ بنا

دلیل و عقل سے انکار کے صنم نہ تراش
ہوائے نفس کی لذت کو اپنا رب نہ بنا

ادب کی آڑ میں دیکر پیام گمراہی
تمام دہر کو بوجہل و بولہب نہ بنا

گھسیٹا رام کے دیر ملٹن وائر کمپنی کا نام یاد رکھیے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف

کامل اردو ہر دو جلد مجلد

احادیثِ مستندہ میں بخاری شریف کے بعد مسلم شریف کا نام آتا ہے۔ کیونکہ بخاری شریف و مسلم شریف دونوں صحیحین کہلاتی ہیں۔ مسلم شریف اردو کی دو جلد ہیں۔ پہلی جلد ۴۸۳ صفحات کی ہے جس میں ایک ہزار پانچسو اڑتیس حدیثیں ہیں۔ اور دوسری جلد ۴۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں تین سو احادیث ہیں۔ گویا مسلم شریف ۸ ۴ ۳ ۴ احادیث کا مجموعہ ہے۔

مسلم شریف اردو کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی حدیثیں زیادہ طویل نہیں ہیں۔ لیکن بڑی جامع ہیں۔ اور اس میں ترتیب وار تمام اسلامی احکام ہیں مثلاً چند عنوانات یہ ہیں۔

ایمان، کامل طہارت، حیض و نفاس، مساجد، مسافت، جمعہ، فضائل قرآن، سورج اور چاند گرہن، قحط سالی، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، دودھ پلانا، طلاق، فضائلِ صحابہ، اولیاء، نیکی، خیرات، تقدیر، غرض ہر شعبہ کے متعلق احادیث ہیں۔ شروع میں حضرت امام مسلمؒ جامع کتاب ہذا کی سوانحعمری ہے۔ صحیح مسلم کامل کے مطالعہ کے بعد آپ کو کسی حدیث کی کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ احکامِ رسالت پناہؐ کا ایک ایک حکم تلاش کر کے جمع کر دیا گیا ہے۔ اور حدیث کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو مسلم شریف میں درج نہ کیا گیا ہو۔

ضخامت ۹۰۰ صفحات قیمت صرف چھ۶ روپے۔ (مفصل فہرست مفت)

پتہ:۔ مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر ۱ کراچی ——— پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انکارِ حدیث درحقیقت انکارِ قرآن کی منافقانہ صورت ہے

(از حضرت مولانا المکرم محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند)

دنیا جانتی ہے کہ اصول اسلام توحید، رسالت، قرآن کے آفتاب عالم تاب اور اس کی عالمگیر روشنی کے سامنے جب بڑے سے بڑے منکر و مخالف کو بھی ہتھیار ڈالنے کے سوا چارہ کار نہیں رہا تو اس نے انکار و مخالفت کی نئی نئی راہیں نکالیں۔

شرک و بت پرستی کے اس ظلمت کدہ میں جب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ توحید کے ساتھ تشریف لائے اور اُس کے محیّر العقول نور نے آفاقِ عالم کو پھیر دیا تو مخلوق پرستی کے بڑے سے بڑے علمبردار اور اسلام کے کٹر مخالف کو بھی اس کی مجال نہ رہی کہ اصل توحید کی کھلے طور پر مخالفت کر سکے۔ اس لئے اصل توحید کو تسلیم کر کے اپنے مذہب باطل میں تاویلات کر کے اُسی کو توحید ثابت کرنے لگے۔

اسی طرح جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے براہین قاطعہ اور آیاتِ بینات دنیا کے سامنے آئے اور کھلے طور پر انکارِ رسالت کی مجال نہ رہی۔ تو یہود و نصاریٰ کی ایک جماعت نے یہ راہِ فرار نکالی کہ آپ کی نبوت کو صرف عرب تک محدود کر کے خود کو اس کی پابندیوں سے آزاد کر لیا۔

ٹھیک اسی طرح قرآن حکیم کی غیر معمولی معجزانہ عظمت و شوکت کے مقابلہ سے عاجز آکر بہت سے منکرینِ قرآن نے یہ راہ فرار نکالی کہ قرآن کو ماننے کا منافقانہ دعویٰ کریں۔ اور اس کی عائد کردہ پابندیوں سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریحات یعنی حدیث سے انکار کریں۔

یہ فتنہ اوّل پنجاب میں پیدا ہوا چکڑالوی فرقہ اہل قرآن کے نام سے چلا۔ مگر وہ اپنی لغویت کو دیر تک نہ چھپا سکا اور اپنی موت مرنے لگا۔

لٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر اعتبار سے لاثانی ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کا ایک جدید ایڈیشن چند مدعیانِ اسلام کے ہاتھوں دہلی میں پھر چلنا شروع ہوا۔ جس میں انکار حدیث پر بھی کچھ تاویلات کا پردہ ڈالکر دین اور اصولِ دین سے بے خبر جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے خوبصورت لباس میں پیش کیا گیا۔

یہ اپنے حسین ڈیزائن اور دل آویز پیرایہ کے ساتھ خالی الذہن طبقہ میں چل جاتا۔ مگر قسمت سے دہلی میں سو برس تک نئی تعلیم اور نئی روشنی کے رواج کے باوجود مسلمانوں کے خمیر میں اسلام کی دبی ہوئی چنگاری ابھی تک فنا نہیں ہوئی تھی۔

اس فتنہ کا شدت کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ اور قریب تھا کہ یہ جدید ایڈیشن بھی اپنے پنجابی بھائی کے ساتھ دفن ہو جائے۔

لیکن ان کے نصیب سے اسی عرصہ میں تقسیم ہندوستان کا انقلاب اور پاکستان کی نئی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ اور بدقسمتی سے یہ عنصر پاکستان میں آگیا۔ اور نہ صرف پاکستان آیا بلکہ حکومتِ پاکستان کے معزز عہدوں پر فائز ہو گیا۔ جہاں سے اس کو اپنے اثرات کے پھیلانے کے لئے وسیع میدان مل گیا۔

اور دوسری طرف یہاں آنے والے لٹے پٹے، بے کس، بے بس مسلمان اپنی جھونپڑیوں اور بچوں کے پیٹ اور بدن کے مسائل میں اُلجھکر ان چیزوں کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ یہ فتنہ خصوصیت سے حکومت کے دفتروں میں پھلتا پھولتا رہا۔ اور اب وہ منظرِ عام پر آکر ایسے لوگوں کی پناہ گاہ بن گیا۔ جو خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور بتلائے ہوئے دینِ اسلام سے بیزار ہیں۔ مگر اپنے آبائی مذہب سے صاف انکار کرکے نکلجانے سے جھجکتے ہیں۔ یا اپنے کسی مفاد کی حفاظت کے لئے اپنے کو مسلمان کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں آنے کے بعد اُن کی جرأت یہاں تک بڑھگئی کہ "دو قرآن" اور "دو اسلام" کے ناموں سے کھُلے طور پر اُس قرآن و اسلام پر تمسخر کرتے ہیں۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ شاگرد حضرات صحابہ اور ان کے شاگرد تابعین و ائمہ دین نے۔ نیز پونے چودہ سو برس میں پیدا ہونے والے اربوں، پدموں، مسلمان عوام اور مفکرین اور حکماء و علمائے اسلام سمجھا تھا انہوں نے قرآن سے انکار کرنے کا یہ خوبصورت عنوان تراشا ہے۔ کہ اُمت نے اب تک قرآن اور اسلام کا جو مفہوم سمجھا تھا وہ سب غلط تھا۔ صحیح مفہوم وہ ہے جو انگریزی دفتروں میں عمر گزارنے والے چند کلرکوں پر منکشف ہوا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے اپنے مذہب میں تحریف کی۔ اور تورات و انجیل کے الفاظ تک بدل ڈالے تھے۔ ان لوگوں کو الفاظِ قرآن بدل دینے کی مجال تو نہ تھی۔ اس لئے تحریفِ معنوی کی راہ اختیار کر لی۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کا یہ منافقانہ انکار کھُلے ہوئے کفر و انکار سے اشد اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مضر ہے۔ کہ یہ مارِ آستین مسلمانوں کے لباس میں قرآن کا نام لیکر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمان اور خصوصًا اصول اسلام

ملٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر۔ کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور تعلیماتِ اسلام سے ناواقف، مغرب کے زہر خوردہ، نو تعلیم یافتہ مسلمان ان کے شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے اسلام اور قرآن کی وہ صورت رکھی جاتی ہے جو یورپ کی دہریت نوازی اور نفس پرستی کی راہ میں حائل نہ ہو۔

اسلام اور قرآن کی قبا کو کھینچ تان کر بلکہ چاک کرکے مغربی بت کے جسم ناپاک پر راست کر دکھایا جاتا ہے۔ پھر کون ہے جو اس سستے اسلام اور قرآن کا مسلمان نہ بنے؟

ازاں افیون کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سرماند و نہ دستار

مسلمانوں کے غور و نظر کیلئے ایک لمحہ فکریہ!

اس مختصر مقالہ میں اس کی تو گنجائش نہیں کہ ان منکرین قرآن کی دسیسہ کاریوں کی تفصیلات پر کلام کیا جائے۔ البتہ چند مختصر مگر اہم اور نہایت صاف چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ جن پر ادنیٰ توجہ سے اس فتنہ کا فریب کھل سکتا ہے۔

۱۔ قرآن مجید ایک اصولی اور دستوری اور بلاغت کی معیاری کتاب ہے۔ جس کی عملی صورت بغیر تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ خود قرآن اس مفہوم پر ناطق ہے۔

"یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔"

(پ ۴۔ س آل عمران)

اور "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ"

(پ ۱۴۔ س نحل)

اور تعلیم کتاب ہی بعثتِ نبویؐ کا اعلیٰ مقصد ہے۔ اگر تعلیم نبوی کی ضرورت نہ ہوتی محض اس کتاب کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی یہ تھا۔ کہ قرآن کو دنیا میں رائج فرمائیں۔ اور اس پر عمل کرنے کی صحیح صورتیں بتلادیں۔

اس میں آیاتِ قرآنی کی تشریح و تبیین بھی آجاتی ہے۔ اور قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کو اُمت میں رائج کرنے کے لئے خاص خاص احکام بھی جن میں دستوری طور پر قرآن نے ایک اصل قائم فرمادی۔ اُس کو رائج کرنے کے لئے خاص قانونی صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائیں۔ اسی تشریحات و تعلیماتِ نبوی کے مجموعہ کا نام حدیث ہے۔

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ پورا ذخیرۂ حدیث ایک حیثیت سے قرآن کی شرح و تفسیر بھی ہے۔ جس کے اتباع کا حکم قرآنِ حکیم نے بکرات و مرات مختلف عنوانات سے دیا ہے۔

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔" (حشر)

۳۔ "رسول پر ایمان لانا" ــــ ظاہر ہے کہ اُس کے وُجود یا شکل و صورت کے اعتراف کا نام نہیں۔ بلکہ اُس کی تعلیمات کو ماننے ہی کا نام ہے۔

۴۔ مذکور الصدر کھُلی ہوئی چیزوں کے سمجھ لینے

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی خوبیوں کی وجہ سے مشہور ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد خود بخود یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ

حدیث کا انکار درحقیقت قرآن اور رسولؐ ہی کا انکار ہے۔

خواہ جان بوجھ کر قرآن کے انکار کو اس لباس میں چھپایا گیا ہو یا دانستہ انکار قرآن و اسلام کا ارتکاب کیا ہو۔

۵۔ ایک انسان جو کسی مسلم گھرانہ میں پیدا ہوا ہے۔ اُس کو ابتداءً انکارِ قرآن و اسلام پر شیطان نہیں لاسکتا۔ تو یہ راستہ اختیار کرتا ہے۔ کہ انکارِ حدیث میں مبتلا کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انکارِ قرآن، انکار اسلام خود بخود ہو جاتا ہے۔

۶۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ انکار کھلے انکار سے زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ اس انکار کا حاصل یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کے صحیح مفہوم کو پورے چودہ سو برس میں پوری امت کے علماء و حکماء اور عوام نہیں پا سکے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم کتاب اور تبلیغ اسلام ہی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اپنی پوری عمر کی کوششوں کے باوجود اُس کا صحیح مفہوم دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔

صحابہ کرامؓ جنہوں نے چار دانگ عالم کو نورِ اسلام سے منور کیا اُن سے لیکر آج تک کسی عالم یا مفسر بالحدیث پر قرآن اور اسلام کا صحیح مفہوم منکشف نہ ہوا۔ بلکہ قرآن صحیح مفہوم کو "پس از صد ہا سال" یورپ کے دہریے منکرِ قرآن سمجھے۔ یا ان کی مشنری کے چند کل پرزوں پر رحمتِ الٰہی کا یہ دروازہ کھلا۔

سرِ خدا کہ عارف و زاہد کسے نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اور پھر اس کا ہی کیا اطمینان ہے کہ چودہ سو برس کا سمجھا بوجھا اور پرکھا ہوا قرآن اور اسلام چودھویں صدی میں غلط ثابت ہوگا۔ تو یہ آج کا نیا ایڈیشن کب تک چلے گا۔ اور اس میں کہاں کہاں ٹھوکریں اور غلطیاں ظاہر ہوں گی۔

۷۔ اس کا تو کھلا نتیجہ یہ ہے کہ اگر قرآن اور اسلام درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا یہ لوگ بتلاتے ہیں۔ تو پھر وہ کوئی قابلِ عمل، بلکہ قابلِ التفات چیز نہیں۔

العیاذ باللہ العلی العظیم

یا اللہ! مسلمانوں کو فہمِ سلیم اور دین کی بصیرت عطا فرما۔ اور ان فتنوں سے ان کی حفاظت فرما۔ آمین

"وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ"

فقط والسلام

ہر قسم کی کتابوں کیلئے
مندرجہ ذیل پتہ کو یاد رکھئے
مکتبہ شعیب آرٹلری میدان
کراچی پاکستان

ہر لحاظ سے لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی بہترین ہوتی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب عاصی کرنالوی صاحب)

آپ جب رونق فروز بزمِ امکاں ہو گئے ظلمتوں سے نور کے گوشے نمایاں ہو گئے
آپ کی اُلفت میں، جو دامن گریباں ہو گئے میرا ایماں ہے کہ وہ جزِ بہاراں ہو گئے
جو مقدر سے امینِ سوزِ عرفاں ہو گئے جانے کتنے طور اُن سینوں میں پنہاں ہو گئے
وہ دلوں پر چشمِ رحمت، وہ شعاعِ التفات سنگ ریزے غیرتِ لعلِ بدخشاں ہو گئے
وہ لبوں پر نرم اور نازک تبسم کی کرن کچھ مناظر مسکرا کر صبحِ خنداں ہو گئے
جب خدا نے ہم پر رحمت کی فرشتہ کر دیا جب محمدؐ کی نظر اُٹھی تو انساں ہو گئے
اللہ اللہ یہ تجلی اور ہمارے چشم و دل آئینے تصویر کی صورت پہ قرباں ہو گئے
آپ جب برسا گئے مے شبنمِ لطف و کرم گُل تو کیا کانٹے بھی تقدیرِ گلستاں ہو گئے
عشق کی فطرت کو اک پیغام کا تھا انتظار جب وہ پیغام آ گیا قطرے بھی طوفاں ہو گئے

یہ بھی ہے عاصی مرے وجدان پر فیضانِ خاص
روح کے پردوں سے کچھ نغمے گُل افشاں ہو گئے

(فاران)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احتجاج بالحدیث

(حضرت مولینا الحافظ الحاج عبد اللہ صاحب مولوی فاضل روپڑی)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اصل مبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ دوسرے درجہ پر صحابۂ کرام ہیں۔ کیونکہ جو انہوں نے سیکھا وہ تابعین تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ ہم تک پہنچ گیا۔ اور تبلیغ میں دو چیزیں پیش کیں۔

ایک کتاب اللہ۔ اور

دوسری سنتِ رسول اللہ

کتاب اللہ کی روایت تو باللفظ ہوئی۔ اور حدیث کی روایت کبھی باللفظ اور کبھی بالمعنیٰ۔ چونکہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے حجت ہونے پر سب فرقِ اسلامیہ متفق ہیں اس لئے اس پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف فرقہ چکڑالویہ، اہلِ قرآن سنتِ رسول اللہ کا منکر ہے۔ سو اس کے جواب میں اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ ——— پانچوقتی نماز اور ان کی رکعتوں کی تعداد اور اسی طرح بعض دیگر امور ہم تک اس طرح پہنچے ہیں جیسے قرآن مجید کے الفاظ یعنی تواتر کے ساتھ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ قرآن میں رکعتوں کی تعداد وغیرہ کا ذکر نہیں

پس ثابت ہوا کہ کتاب اللہ کے علاوہ بھی کوئی وحی ہے جس کو سنتِ رسول کہتے ہیں۔

اور یہ کہنا محالات سے ہے کہ ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینِ الٰہی کا ایک بڑا رکن "نماز" خدائی منشار کے خلاف ادا کرتے رہے۔ یعنی قرآن میں ایک آدھ رکعت کا حکم ہو اور آپ غلطی سے زیادہ پڑھتے رہے۔ اور مسلمانوں کو زیادہ ہی کی تعلیم دیتے رہے کیوں؟

اگر ایسا کہیں تو کہنا پڑیگا کہ معاذ اللہ! نبی علیہ السلام کا آنا سراسر گمراہی ہے۔ نہ ہدایت ——— کیونکہ جب نبی علیہ السلام کو اور آپؐ کے ساتھیوں ہی کو کتاب اللہ سو راستہ نہ ملا تو اور کس کو ملیگا۔ پھر جب ایسی بڑی بڑی لغزشیں نبی صلعم کرتے ہیں تو کتاب اللہ کا کیا اعتبار رہا۔ خدا جانے وحی کیا ہوئی اور صحابہؓ کو کیا پڑھایا۔ کیونکہ جیسے بشریت کے تقاضے سے فہم میں غلطی ہو جاتی ہے۔ ویسے یادداشت اور سماع میں بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو کیا پتہ ہے۔ کہ صحابہؓ کو جس پر چھوڑا ہے وہ حرف بحرف آسمانی

گھڑیوں کی دنیا میں ملٹن کا نام مشہور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب ہے یا نہ۔

اور جب کتاب اللہ کا اعتبار نہ رہا تو سارا دین ہی خورد برد ہو گیا۔ اس کے علاوہ دو دلیلیں اور ہیں۔

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف کے انیسویں رکوع کی آخری آیت میں نبی امی کی اتباع کا ذکر الگ فرماتا ہے۔ اور قرآن کی اتباع کا ذکر الگ۔ پھر ان دونوں پر فلاح کا وعدہ دیتا ہے۔

دوسری دلیل یہ کہ سورۂ انفال میں جنگ بدر کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ"

یعنی اللہ تمہیں دو جماعتوں (قافلہ ابوسفیان اور لشکرِ قریش) سے ایک کا وعدہ دیتا تھا۔

یہ ایک وعدہ کی حکایت ہے جس کا ذکر قرآن میں نہیں پس معلوم ہوا کہ وحی قرآنی کے علاوہ کوئی اور وحی بھی ہے جس کے ذریعہ سے یہ وعدہ خاص دیا گیا۔

اس قسم کے بعض دلائل اور بھی ہیں۔ مگر ہم انہی پر اکتفا کر کے ایک اور بات ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ

سنتِ رسول اللہ کی دو قسمیں ہیں (۱) خبر متواتر۔ اور (۲) خبرِ واحد۔

خبر متواتر کے اگرچہ چکڑالویہ کے سوا دیگر فرقِ اسلامیہ قائل ہیں۔ مگر خبر واحد کے قدریہ، رافضیہ، اور بعض ظاہریہ قائل نہیں۔ چنانچہ نووی طبع مصر جلد اول صـــ۶۳ــ میں مذکور ہے۔ اس لئے اس پر بھی دلیل دینی مناسب ہے خبر واحد کے حجت ہونے کے دلائل بہت ہیں۔ جو نووی کے صفحہ مذکور اور دیگر کتبِ اصولِ فقہ وغیرہ میں تفصیلاً مذکور ہیں۔ یہاں ہم دو دلیلوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ

تمام فرقِ اسلامیہ قرآن مجید کے عمومات سے استدلال کرتے ہیں۔ اور عام بعض کے نزدیک ظنی ہے اور بعض کے نزدیک قطعی ہے۔ جن کے نزدیک ظنی ہے۔ ان کے نزدیک تو خبرِ واحد کا لائق استدلال ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ کم سے کم خبرِ واحد مفیدِ ظن تو ضرور ہے۔

اور جن کے نزدیک "عام" قطعی ہے۔ ان کے نزدیک بھی خبر واحد کا لائقِ استدلال ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جو قطعی کہتے ہیں وہ ایسا قطعی نہیں کہتے کہ خصوص کا احتمال ہی نہ رکھے۔ کیوں؟

اگر ایسا ہوتا تو تخصیص قبول ہی نہیں کرتا۔ اس واسطے مشہور ہے۔

"مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَقَدْ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ"

"یعنی کوئی عام نہیں مگر اس کی تخصیص ہوتی ہے۔"

بلکہ قطعی کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں۔ یعنی ایسا احتمال نہیں جو دلیل سے پیدا ہو۔ تو گویا قطعی کے معنیٰ یقین کے نہ ہوئے کیونکہ یقین کے درجے میں احتمال مخالف بالکل نہیں رہتا۔ نہ ناشی عن الدلیل نہ غیر ناشی۔ پس جب قطعی کے معنیٰ یقین کے نہ ہوئے۔ اور باوجود اس کے اس سے استدلال صحیح ہوا تو خبرِ واحد سے بھی صحیح ہوگا۔ اور تواتر کی شرط بیکار جائیگی۔ کیونکہ تواتر کی شرط تو یقین ہی کے لئے تھی۔ جب استدلال بغیر یقین کے بھی صحیح ہوا۔ تو تواتر کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ ہاں قدریہ وغیرہ کے عام کو ایسا قطعی مانیں جس میں

ہمیشہ ملتن واچ کمپنی کی گھڑی خرید فرمایئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی طرح کا احتمال نہ ہو۔ نہ ناشی عن الدلیل نہ غیر ناشی۔ تو اس صورت میں بیشک حدیث کے لائق استدلال ہونے کے لئے تواتر کی شرط بجا ہوگی۔

مگر عام کو ایسا قطعی ماننا غلط ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عام تخصیص کو قبول ہی نہ کرتا۔ حالانکہ عام کی تخصیص کثرت سے ہوتی ہے۔

جب عام کو ایسا قطعی ماننا غلط ہوا تو حدیث میں تواتر کی شرط بھی غلط ہوئی۔ کیوں!

"الشجرة تنبئ عن الثمرة"

خلاصہ یہ کہ یہاں کل تین احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ عام کو ظنی کہا جائے۔ دوم یہ کہ قطعی بمعنیٰ یقین کہا جائے۔ سوم یہ کہ قطعی بمعنی نفی احتمال ناشی عن الدلیل کہا جاوے۔

درمیانی صورت کا قائل ہونا تو مکابرہ ہے۔ اور باقی دو صورتوں پر لازم آتا ہے۔ کہ حدیث میں تواتر کی شرط غلط ہو یہ تو ایک دلیل ہوئی۔ اب دوسری دلیل سنیئے۔ کہ علوم عربیہ کی بنا اکثر ظن پر ہے۔ کیونکہ ان میں اجتہاد واستنباط کو بہت سا دخل ہے۔ جس کی وجہ سے لغزشیں ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ قاموس والے نے صحاح جوہری کی غلطیاں پکڑی ہیں۔ اور جاسوس والے نے قاموس والے کی۔ ایسے ہی قواعد عربیہ میں ایک دوسرے کی غلطیاں پکڑی جاتی ہیں۔ ہم ہر ایک کی ایک ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

قواعد کی مثال:۔ "بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ" میں امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ کسائی نے سیبویہ سے پوچھا۔

"اَلزُّنْبُوْرُ اَشَدُّ لَسْعًا مِنَ الْعَقْرَبِ فَاِذَا هُوَ هِيَ اَوْ اِيَّاهَا"

(بھڑ بچھو سے کاٹنے میں زیادہ سخت ہے۔ اچانک وہ بچھو تھا) اس عبارت میں "فاذا ھو ھی" صحیح ہے یا "فاذا ھو ایاھا" صحیح ہے۔

سیبویہ نے پہلے کو صحیح کہا۔ کسائی نے کہا دوسرا صحیح ہے۔ یہ مناظرہ بادشاہ کے سامنے ہوا۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ جب تم عربیت کے بڑے بڑے امام ہو کر اختلاف کرتے ہو تو تمہاری ثالثی کون کریگا۔ کسائی نے کہا۔ آپ کے دروازہ پر عرب کے فصحاء نمائندے موجود ہیں ان سے دریافت کرلیا جائے۔ ان سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے کسائی کی حمایت کی۔ سیبویہ نے کہا کہ ان کی زبانیں یہ لفظ نہیں بولتیں۔ تمہاری حمایت انہوں نے صرف اس لئے کی ہے کہ تم بادشاہ کے مصاحب ہو۔ جس سے ان کی کچھ دنیاوی امیدیں وابستہ ہو سکتی ہیں۔ اور میں ایک مسافر کی حیثیت سے ہوں۔ ہاں تم ان سے یوں پوچھتے کہ فاذا ھو ھی صحیح ہے۔ یا فاذا ھو ایاھا صحیح ہے یا یوں پوچھتے کہ یہ مقولہ کس طرح بولتے ہو تو پھر اصلیت کا پتہ لگ جاتا۔

لغت کی مثال:۔

کسائی تھکے ماندے سفر سے آئے تو کہا "عَيِيْتُ" (یعنی میں تھک گیا) ساتھیوں نے کہا جو خالص عرب تھے آپ ہماری مجلس میں بیٹھتے ہیں اور پھر غلطیاں کرتے ہیں

لٹن واچ کمپنی کی گھڑی آپ کو وقت کی پابندی سکھائے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسائی نے کہا میں نے کیا غلطی کی؟

کہا جب انسان کسی معاملہ میں عاجز آجائے۔ اور کوئی حیلہ کارگر نہ ہو تو اس وقت "اَعْیَیْتُ" کہتے ہیں۔ اور جب کاروبار کرتا ہوا یا سفر کی وجہ سے تھک جائے تو "اَعْیَیْتُ" کہتے ہیں۔

اسی طرح معانی بیان میں بہت غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اور ہر فن کا یہی حال ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی کتاب "تعریف اہلِ سنت کی فصلِ ثانی ص۱۲۲ میں تا ص۱۵۲ میں کچھ تفصیل کی ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ علوم عربیہ کی بنار اکثر ظن پر ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ کلامِ الٰہی کے سمجھنے میں لغت اور قواعدِ عربیہ کو بہت سا دخل ہے۔ پس جو کچھ ان قواعد کی مدد سے سمجھا جائیگا اس کی بنار بھی اکثر ظن پر ہوگی۔ پس ثابت ہوا کہ ظن استدلال کے منافی نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ جو شے ظنی ہو وہ استدلال کے قابل نہ ہو۔

ایک شبہ کا ازالہ:۔

شاید کسی کو شبہ گزرے کہ قواعدِ عربیہ کے ظنی ہونے سے اگر احکام ظنی ہو جائیں تو کوئی حکم بھی قطعی نہ رہنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ جنت دوزخ کا وجود اور حشر و نشر اور قیام قیامت وغیرہ یہ تمام امور ظنی ہوں۔ اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر اس قسم کے تمام احکام کی بنا بھی ظن پر ہو۔ حالانکہ یہ قطعیات میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ان کا منکر گمراہ کہلاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ

ان کے قطعی ہونے کی وجہ تواتر ہے۔ یعنی جن آیتوں حدیثوں سے ثابت ہوتے ہیں ان کے معانی پر تقریبًا تواتر تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ مثلاً ہم قطعًا جانتے ہیں۔ کہ ــــ "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" سے مراد قیامت ہے۔ کیونکہ ہم عربِ اوّل (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) سے لیکر آج تک یہی سنتے چلے آتے ہیں۔ کہ اس سے مراد قیامت ہے۔

اسی طرح آیتِ کریمہ "فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"

اور آیت کریمہ "وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ"

سے ہم قطعًا جانتے ہیں کہ ظاہری جنت اور دوزخ مراد ہے۔ اور آیت کریمہ "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" سے یہی نماز مراد ہے۔ جو پانچ وقت پڑھی جاتی ہے

اور آیت کریمہ "وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ" سے یہی ظاہری اندھیرا مراد ہے جو چاند کے غائب ہونے سے یا رات کے آنے سے ہوتا ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ "وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى" سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم نے ابراہیمؑ کو احیاء موتیٰ کا مشاہدہ کرایا۔

اسی طرح آیت کریمہ "اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ" میں ما ملکت سے مراد لونڈی ہے۔ کیونکہ ان آیتوں سے سلف سے خلف تک یہی معانی سمجھتے چلے آئے ہیں

لمٹن کا نام ہی بہترین گھڑی کی ضمانت ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح "قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل آتے تھے۔

اور آیت کریمہ "وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ" سے مراد یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیلؑ پر بادلوں کا سایہ کیا وغیرہ وغیرہ۔

اگر آج کوئی ان آیتوں کا نیا مطلب بیان کرے۔ تو وہ مردود ہوگا۔ کیونکہ تواتر کے خلاف ہے۔ مثلاً آج کوئی مرزائی یہ کہہ دے کہ "بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝" سے مراد پچھلی وحی یعنی نبوت ہے۔ اور اسی واسطے "بِالْآخِرَةِ" میں تائے تانیث کی آئی ہے۔ اور مقصود اس سے مرزا صاحب کی نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ یا کوئی نیچری یہ کہدے کہ جنت دوزخ سے روحانی جنت دوزخ مراد ہے۔ یا کوئی صوفی یہ کہدے کہ "مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝" سے مرد کی شرمگاہ مراد ہے جو عورت کی شرمگاہ میں غائب ہو جاتی ہے۔

اور "أَقِيمُوا الصَّلَاةَ" میں نماز سے دل کی نماز مراد ہے۔

یا کوئی معتزلہ یہ کہدے کہ طیور ابراہیمی ذبح نہیں ہوئے۔ یا یہ کہے کہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل نہیں آئے۔ یا بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ نہیں ہوا۔ بلکہ موقعہ بموقعہ بارش ہوتی رہی۔

یا کوئی عیاش عورت "إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ" سے استدلال کر کے اپنے غلام سے بدکاری کرے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک عورت نے کیا تھا۔ اور اس کو تعزیر لگائی گئی۔ جیسے "ابن جریر" میں سورہ "مائدہ" کے شروع میں ہے۔

غرض اس قسم کی کوئی تاویل کرے جس کا خیر قرون میں نام و نشان نہ ہو تو یہ سراسر گمراہی ہے۔ اور کفر ہے۔

ہاں اگر کسی جگہ تواتر میں شبہ ہو تو وہاں کفر کا فتویٰ نہیں لگ سکتا۔ بلکہ صرف گمراہی کا ہوگا۔

بہرصورت جو علوم عربیہ کی مدد سے سمجھا جائے گا۔ اگر وہ تواتر تک نہ پہنچے تو وہ علوم عربیہ کے ظنی ہونے کی بنا پر ظنی ہوگا۔ لیکن باوجود اس کے اس سے استدلال بالاتفاق صحیح ہے۔ پس ایسے ہی خبر واحد کو سمجھ لینا چاہیئے۔

"وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"۔

فقط والسلام

ہر قسم کی باکفایت کتابیں خریدنے کے لئے اس پتہ کو یاد رکھیئے۔

مکتبہ شعیب

آرٹلری میدان نمبر (۱) کراچی

ملٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از جناب سعادت نظیر صاحب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پیغامِ عمل آپ نے سنایا ہے جہاں میں
غفلت کے حجابوں کو اٹھایا ہے جہاں میں

مایوس کا دل آپ نے بڑھایا ہے جہاں میں
ہر طرح مصیبت سے بچایا ہے جہاں میں

بیداریٔ اقوام و ملل فیض ہے آپ کا
ہے علم عطا آپ کی، عمل فیض ہے آپ کا

آواز صداقت کی زمانے کو سنائی
اک شمع ہدایت کی اندھیرے میں جلائی

انساں کو یوں راہ حقیقت کی دکھائی
کوشش تھی نہ دنیا میں رہے کوئی برائی

بل رہ گئے سب ظلم کی رسّی کے نکل کر
دم آپ نے لیا زاویۂ فکر بدل کر

آپ نے ہی عداوت کا ہر اک نقش مٹایا
آئینِ مساوات پہ دنیا کو چلایا

کمزور جو تھے اُن کا بہت زور بڑھایا
انساں کو انساں حقیقت میں بنایا

دنیا میں ممتاز ترین گھڑی ملٹن کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تہذیب پہ، آداب پہ احسان ہے آپ کا
دل مانتا ہے جس کو وہ فرمان ہے آپ کا

اللہ! یہ تھی دل میں یتیموں کی محبت　　جب آپ سے ملے بھول گئے باپ کی شفقت
معصوم کی ہر حال میں کی آپ نے حمایت　　محسوس ہوئی اب آپ کے کردار کی عظمت

دنیا میں یہ احساس شرافت نہیں ملتا
دل ملتے ہیں یہ جذبۂ خدمت نہیں ملتا

آپ نے چمنِ جور کو برباد کیا ہے　　اک تازہ جہاں امن کا آباد کیا ہے
کیا؟ آپ نے غلاموں ہی کو آزاد کیا ہے　　ناشاد کا ہر طرح سے دل شاد کیا ہے

دنیا ہے آپ کے جذبۂ ایثار کی قائل
رفتار کی، گفتار کی، کردار کی قائل

ہر عیب کو ہے آپ نے زمانے سے مٹایا　　اِک عالمِ نو عالمِ ویراں میں بسایا
اِک فرشِ محبت کا زمیں پر ہے بچھایا　　ہر ایک کو جینے کا سبق آپ نے سکھایا

ہر نقشِ قدم میں ہے آپ کے نور کا عالم
موسیٰ ہوں تو محسوس کریں طور کا عالم

وہ راہِ عمل میں آپ کی دن رات مشقت　　باغوں میں کبھی تھی، کبھی کھیتوں میں ریاضت
وہ کوششِ پیہم، وہ عرق ریزی و محنت　　دیکھی کسی قائد میں نہ یہ شانِ قیادت

اس طرح کا رہبر کوئی لائے تو کہاں سے؟
خود بھی وہی کرتا ہو جو کہتا ہو زباں سے

وہ عدل کی تنویر ہے، وہ محسنِ عالم　　اسلام کی توقیر ہے، وہ محسنِ عالم
وہ عزم کی تصویر ہے، وہ محسنِ عالم　　وہ باعثِ تکبیر ہے، وہ محسنِ عالم

اسلام کا ہے نام و نشاں نام سے آپ کے
سکہ ہے شریعت کا رواں نام سے آپ کے

(چراغ راہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کون ہے جو خدا کو قرض دے

خدا کو قرض دینا اپنے آپ کو قرض دینا ہے۔ اپنی ملت اور اپنی امت کو قرض دینا ہے۔ خدا کو قرض دیا ہوا کبھی ضایع نہیں جاتا۔ اس کا نفع کئی گنا ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی اور دین میں بھی، قرآن و حدیث کی تبلیغ، قرآن و حدیث کی طرف دعوت، قرآن و حدیث کے پیغام کی تشہیر، قرآن و حدیث پڑھنے کی ترغیب، قرآن و حدیث کا وعظ اس کو دنیا میں پھیلانا، کیا یہ دین کی خدمت نہیں۔؟ کیا یہ دین و دنیا کے لئے موجب سعادت و رحمت نہیں۔؟

اگر آپ یہ مانتے ہیں تو اتنے نیک، مبارک اور ساتھ ہی ساتھ نفع بخش کام میں حصہ لینے سے کیوں پس و پیش کر رہے ہیں۔

آئیے! ہم آپ کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ مل جل کر اسلام کی خدمت کیجئے ہم نے ایک دینی کمپنی بنام ادارہ "الاشاعت" کھولی ہے۔ آپ بھی اس کے حصے خریدیئے دیگر احباب کو بھی رغبت دلائیے۔ ایک حصہ دس روپے کا ہے۔ حصص کی خریداری پر کوئی پابندی نہیں۔ ایک حصہ سے لیکر جس قدر حصے خریدنا چاہیں خرید سکتے ہیں۔ رقم نقد بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے۔ اب تک بحمداللہ کافی حصص جمع ہو گئے ہیں۔ اور یہ کتب طبع کرائی گئی ہیں (۱) تقویۃ الایمان (۲) تذکیر الاخوان (۳) خطبات التوحید۔ ہدیۃ النبی۔ قرآن مجید مترجم کی طباعت کا زبردست اہتمام کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھئے! اس کار خیر میں حصہ لینے سے غفلت نہ کیجئے۔ اس میں نفع بھی ہے اور ثواب بھی، نفع دنیا میں روپے کی صورت میں ملے گا۔ اور ثواب آخرت میں جس میں کشائش بھی ہے اور برکت بھی۔ خریداری حصص کے لئے فارم مندرجہ ذیل پتہ سے منگا کر اس کی خانہ پری کیجئے۔ یہ فارم اور روپے اس پتہ پر بھیجئے۔

دفتر ناظم ادارہ الاشاعت متصل محمدی مسجد آرٹلری میدان نمبر ۱
کراچی پاکستان

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تدوینِ حدیث کے سوال کا جواب

(از جناب فاضل محترم حافظ عبد القادر صاحب روپڑی)

منکرینِ حدیث کے رسالہ "طلوعِ اسلام" کراچی بابت ماہ جون ۱۹۵۱ء میں حدیثِ نبوی کی بابت ایک سوال (اعتراض) کیا گیا ہے۔ جو "صحیفہ اہلحدیث" مورخہ ۱۵ محرم ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں درج ہوا ہے۔ منکرینِ حدیث کو اس سوال پر بڑا ناز ہے چنانچہ سوال کی اصل عبارت یہ ہے۔

"کہا جاتا ہے کہ دین کے دو اجزا ہیں — ایک قرآن — دوسرے حدیث۔ دونوں خدا کی طرف سے وحی ہیں اور قیامت تک کے لئے واجب الاتباع۔ رسول اللہ خدا کا دین انسانوں تک پہنچانے کے لئے تشریف لائے حضورؐ نے قرآن کریم کا ایک ایک لفظ لکھوایا۔ ایک چھوڑ قریبًا چھبیسؓ کاتب اس مقصد کے لئے متعین فرمائے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اصحاب کو قرآن حفظ یاد کرایا۔ ان کا حفظ کردہ بار بار سنا۔ انہیں خود بھی سنایا۔ اس قرآن کو کتاب کی شکل میں بھی محفوظ کرایا۔ اور الحمد سے والناس تک ایک ایک لفظ زبانی یاد بھی کرایا۔

چنانچہ اپنی وفات سے قبل حجۃ الوداع میں لاکھوں مسلمانوں سے اس امر کا اقرار لیا کہ قرآن ان تک پہنچا دیا گیا ہے۔

یہ دین کے ایک حصہ کے متعلق ہوا۔

اس کے برعکس دین کے دوسرے حصہ (یعنی حدیث) کے متعلق یہ ہوا کہ ان کا کوئی مجموعہ نہ رسول اللہ نے خود مرتب کرایا نہ کسی اور کو ایسا کرنے دیا۔ نہ کسی کو کوئی حدیث حفظ یاد کرائی۔ نہ کسی کی حفظ کردہ سنی نہ ان کی تصدیق فرمائی۔

چنانچہ رسول اللہ کی وفات کے وقت امت کے پاس کوئی مستند مجموعۂ احادیث موجود نہ تھا — نہ رسول اللہ نے دیا۔ نہ صحابہؓ نے مرتب کرا کے اس کی تصدیق رسولؐ سے کرائی۔

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بہت اعلیٰ قسم کی ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن اور حدیث دونوں دین کے اجزاء تھے تو رسول اللہ نے جس طرح اہتمام اور التزام کے ساتھ قرآن کو محفوظ شکل میں امت کو دیا۔ اس طرح اپنی احادیث کا کوئی مستند مجموعہ امت کو کیوں نہ دیا۔؟

اگر دنیا کے تمام مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی اس سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ تو "طلوع اسلام" کے صفحات اس کے لئے کھلے ہیں۔ جواب صرف اس سوال کا ہونا چاہیئے۔ ادھر اُدھر کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں —— کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے۔

(رسالہ طلوع اسلام جون ۱۹۵۱ء)

ناظرین کرام! سوال آپ نے پڑھ لیا بڑے زوردار الفاظ ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت پر ذرا غور فرمائیے۔

پہلا جھوٹ:۔

سب سے پہلا دعوی اس سوال میں یہ ہے۔ کہ قرآن مجید لکھنے کے لئے ۲۶ کاتب متعین تھے۔

منکرین حدیث اس کا ثبوت کسی مستند مجموعہ سے پیش کریں۔ اور پھر اس سوال میں ۲۶ کاتب کا ذکر ایسے رنگ میں کیا گیا ہے۔ کہ گویا ۲۶ کاتب بیک وقت متعین تھے۔ یہ خاص طرز کا جھوٹ ہے۔ اُس زمانہ میں موجودہ دور کی طرح ملازمت کا سلسلہ نہیں تھا لوگ اپنا اپنا کام کرتے۔ جو کاتب موقعہ پر موجود ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لکھوا لیتے۔ اس طرح انفرادی طور پر مختلف اوقات میں ۲۶ کیا اگر سینکڑوں کاتب بھی ثابت ہو جائیں تو سب ایک ہی کے حکم میں ہوں گے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک آدھ کاتب سے غلطی کا امکان ہے۔

پس اگر حفاظتِ قرآن کا مدار کتابت پر مانا جائے تو اس صورت میں قرآن مجید کا سلامت رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ حفاظتِ قرآن کا مدار کتابت پر بھی نہیں بلکہ حفظ پر تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ"

"قرآن کی آیتیں اہلِ علم کے سینوں میں ہیں"

اور مشکوٰۃ شریف میں طویل حدیث ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

خلافتِ ابوبکر صدیقؓ میں لڑائی کے زور کی وجہ سے حفاظ اور قاری شہید ہونے شروع ہوئے۔ اور قرآن مجید کے اُٹھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بمشورہ حضرت عمرؓ زید بن ثابتؓ کو قرآن مجید جمع کرنے اور لکھنے پر متعین فرمایا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حفاظتِ قرآن کا مدار حفظ پر تھا۔ اگر کتابت پر ہوتا تو حفاظ اور قراء کے شہید ہونے پر قرآن مجید کے اُٹھ جانے کا خطرہ نہ ہوتا۔

دوسرا جھوٹ:۔

منکرین کے سوال میں یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں میدان عرفات میں لاکھوں مسلمانوں سے اقرار لیا کہ قرآن ان تک پہنچا دیا گیا ہے۔ نہ لاکھوں مسلمان تھے اور نہ ہی تبلیغ ہوا

اعلیٰ قسم کی گھڑیاں صرف ملٹن واچ کمپنی سے ہی ملیں گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صرف قرآن کی تبلیغ مراد ہے۔ مسلمان قریبًا ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ جن کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ" ــــ آگاہ رہو! کیا میں تبلیغ کردی؟

یہ ارشاد عام ہے۔ جو قرآن و حدیث دونوں کو شامل ہے۔

تیسرا جھوٹ:۔

اس سوال میں یہ ہے کہ رسول اللہ نے حدیث کا کوئی مجموعہ نہ خود مرتب کرایا نہ کسی اور کو ایسا کرنے دیا۔ منکرین حدیث کا یہ کہنا غلط ہے اور قطعًا غلط ہے۔ کتابت حدیث زمانہ نبوی میں ہوئی اس کا ثبوت سنیئے!

بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں ہے۔ کہ فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا اس کی بابت ارشاد فرمایا

"ابو شاہؓ کو لکھ دو"

اور عمرو بن حزمؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتاب لکھکر دی جس میں زکوٰۃ کے مفصل احکام تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صحیفہ تھا۔ جس میں زکوٰۃ اور دیت وغیرہ کے احکام تھے۔

مختصر "جامع بیان العلم" میں ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمروؓ کو خود کتابت کا ارشاد فرمایا۔ اور ص۳۵ میں ہے کہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کتابت کا ارشاد فرمایا۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ کتابت کا ارشاد فرماتے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ کتابتِ حدیث زمانۂ نبوی سے ہوتی آئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس حدیث میں کتابت سے نہی آئی ہے وہ ابتدا میں تھی۔ تاکہ قرآن مجید سے اختلاط نہ ہو۔ اور ہوسکتا ہے کہ یہ نہی بطور استحباب و احتیاط ہے۔

بہر صورت اس سوال میں منکرین حدیث کا یہ بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی مستند مجموعہ احادیث کا موجود نہ تھا غلط اور جھوٹ ہے۔

یہاں سے منکرین حدیث کے اس مایۂ ناز سوال کی حقیقت جس کے آخر میں بڑے زور سے یہ فقرہ لکھا گیا ہے۔ "کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے"۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم فرمائے!

اس کے علاوہ اور سنیئے! زیادہ تر علمائے آنیوالی احادیث کی کل تعداد متنِ حدیث کے لحاظ سے قریبًا ایک لاکھ اور اسانید و طرق کے لحاظ سے قریبًا "تین" لاکھ۔ اور صحابہ کرامؓ کی تعداد حجۃ الوداع میں تقریبًا ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ اس کے بعد بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریبًا تین ماہ حیات رہے۔ اس عرصہ میں خدا جانے کتنے ہزار صحابہؓ کا اور اضافہ ہوا ہوگا۔ اس حساب سے ایک حدیث بھی ایک صحابی کے حصہ میں نہیں آتی۔ تو اب حفاظت کے لئے تدوین کی ضرورت بنی رہی۔ کیونکہ احادیث صحابہؓ کرام میں منتشر تھیں کسی کو ایک یاد تھی، کسی کو دو۔ کسی کو

گھڑی خریدنے سے پہلے ملٹن کا نام ضرور یاد رکھیئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچ، دس اس طرح احادیث کا محفوظ رہنا بغیر تدوین کے آسان ہوگیا۔ تدوین کے سوال کی جڑ ہی کٹ گئی۔

رہا یہ کہ قرآن مجید کی حفاظت بھی آسانی سے ہوسکتی تھی پھر اس کی کتابت کا اہتمام حدیث سے زیادہ کیوں ہوا؟ ۔ اس کا جواب ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا مدار بھی حفظ پر تھا۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ قرآن مجید وحی جلی ہے اس کی روایت باللفظ اور بالمعنیٰ ہوئی۔ اور حدیث وحی خفی ہے جو قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ اس کی روایت کبھی باللفظ اور کبھی بالمعنیٰ ہوئی۔

پس اس فرق کی بنا پر قرآن مجید کی حفاظت کے حفظ کے علاوہ اور جتنے اسباب زیادہ ہوں بہتر ہیں۔ مثلاً درس تدریس زیادہ ہو اور اس کا دور کرنے والے زیادہ ہوں۔ نماز میں بھی پڑھا جائے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ معاذاللہ! حدیث نبویؐ غیر محفوظ ہے یہ محض عداوتِ حدیث کا کرشمہ ہے۔

اس سوال میں منکرین حدیث نے کئی فرضی دعوے کئے ہیں۔ مثال کے طور پر ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ رسول اللہؐ نے قرآن مجید لکھنے کے لئے ۲۶ کاتب معین فرمائے۔

۲۔ اس قرآن کو کتاب کی شکل میں بھی محفوظ کیا۔

۳۔ جن سینکڑوں صحابہؓ کو حضورؐ نے قرآن پڑھایا ان کا بار بار سنا اور سنایا۔

۴۔ میدانِ عرفات میں لاکھوں مسلمانوں سے اقرار لیا کہ قرآن مجید ان تک پہنچا دیا گیا۔

منکرین حدیث نے ان دعووں کا ثبوت نہیں دیا۔ حسبِ ذیل تشریح کے ساتھ ان تمام دعووں کا ثبوت آنا چاہیئے۔

۱۔ ۲۶ کاتب بیک وقت تھے یا انفرادی طور پر یعنی کبھی کوئی کبھی کوئی۔ اگر ۲۶ کاتب بیک وقت تھے تو ان کے ۲۶ نسخے زمانۂ نبویؐ میں علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔ اگر انفرادی تھے تو بھی کم از کم ان سب کا ایک نسخہ ہونا ضروری ہے۔

۲۔ کتاب کی شکل میں محفوظ کیا ہوا قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ یا کسی اور کے پاس۔ اگر حضورؐ کے پاس تھا تو آپ نے کس کس صحابی کے حوالہ کیا۔ اور صحابہؓ کی مجلس بلا کر کیا۔ یا اس کی کیا صورت تھی؟

اگر کسی اور کے پاس تھا تو کیا جوں جوں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا۔ اسی طرح خاص خاص صحابی کے پاس تھوڑا تھوڑا جمع کراتے تھے۔ یا جتنا نازل ہوتا وہ اس وقت لکھنے والے کاتب کے سپرد کیا جاتا تھا؟

ان دونوں صورتوں میں قرآن مجید مجموعی طور پر محفوظ نہ ہوا۔ بلکہ متفرق طور پر صحابہؓ کے پاس ہوا۔ جیسے احادیث متفرق طور پر ان کے پاس تھیں۔

اس صورت میں قرآن مجید کے متعلق بھی تمام وہ شبہات پیدا ہو جائیں گے جو منکرین حدیث کی طرف سے حدیثِ نبوی کے متعلق پیدا کئے جاتے ہیں۔

نیز اگر قرآن مجید کا کوئی نسخہ کتابی شکل میں محفوظ تھا تو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسخہ محفوظ اس وقت کیوں نہ پیش کیا گیا۔

۳۔ سینکڑوں صحابہ سے حقیقتاً سینکڑوں مراد ہیں یا محض نمائشی طور پر سوال کو مؤثر بنانے کے لئے ایسا لکھا گیا ہے۔

۴۔ اسی طرح لاکھوں مسلمانوں سے حقیقتاً لاکھوں مراد ہیں یا صرف یہ بھی نمائشی رنگ ہے۔

دنیا کے تمام منکرین حدیث میں سے کوئی شخص بھی ان دعاوی کا جواب اور ثبوت دے سکتا ہے ـــــ تو "صحیفہ اہلحدیث" کے صفحات اس کے لئے کھلے ہیں۔

صاف صاف الفاظ میں دعاوی کا ثبوت ہونا چاہیئے ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ فقط

یہ تبلیغی رسائل ہیں

زیادہ سے زیادہ خرید کر بطور صدقہ جاریہ مفت تقسیم کیجئے

رفع الیدین	۶ر	آمین	۶ر	فاتحہ خلف الامام	۲ر
نماز مسنون مترجم جیبی سائز	۳ر	احکام شب برات	۲ر	فتاوی آتشبازی	۲ر
آداب دعا	۲ر	علم غیب کا مناظرہ	۳ر	روحانی معراج	۲ر
احکام روزہ	۴ر	جسمانی معراج	۳ر	مسائل زکوٰۃ	۶ر
احکام الحج	۸ر	جلیل المناسک مجلد	۱۴ر	آئینہ عید الضحیٰ	۲ر
حرمت زنا	۴ر	گیارہویں	۳ر	تحفہ عید	ار
حقوق والدین	۳ر	مناظرہ تراویح	۴ر	احکام داڑھی	۳ر
تقویۃ الایمان	۸ر	گلشن غفاری	۱۲ر	فلسفہ داڑھی	۴ر
مسلک اہلحدیث	۴	ثعبان بجواب رضوان	۴ر	قرآنی دعائیں مترجم	۳ر
تفسیر سورہ فاتحہ	۶ر	مسائل عقیقہ	۶ر	چہل حدیث	۴ر
تفسیر سورہ والفجر	۶ر	انگریز اور وہابی	۸ر	وہابی کی پہچان	۲ر
حدیث کی پہلی کتاب مترجم	۱۰ر	حدیث کی دوسری کتاب مترجم	۱۰ر	حدیث کی تیسری کتاب مترجم	۱۰ر

پتہ :- مکتبہ شعیب آرٹلری میدان نمبر (۱) کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام سے!

(از جناب فاضل محترم ماہر القادری صاحب)

عالمانِ دینِ حق! اَھلاً وَ سَھلاً مرحبا — آپ کی تشریف فرمائی کا دل سے شکریہ

تھیں نگاہیں منتظر اس ربطِ باہم کے لیے — دل بچھے جاتے ہیں سب کے خیر مقدم کیلئے

اہلِ حق کی یہ توجہ غم شناسوں کی طرف — یعنی موجیں خود چلی آئی ہیں پیاسوں کی طرف

ایک مرکز پر ہیں اربابِ نظر، اہلِ علوم — پھر کراچی کے افق پہ ہے ستاروں کا ہجوم

یہ عمامے، یہ عبائیں، یہ جلالت، یہ وقار — علم و فضل و مرتبت ہیں تیوروں سے آشکار

شعر کے خاکے ہیں دل کا خون بھرنا ہے مجھے
معذرت کرتے ہوئے کچھ عرض کرنا ہے مجھے

یہ حقیقت آپ کو اچھی طرح معلوم ہے — آج دینِ حق جہاں میں ہر جگہ مظلوم ہے

دین سے بیزار دولت مند بھی نادار بھی — نفس کی خواہش کے بندے شیخ بھی میخوار بھی

لمٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوم کی وہ بیٹیاں جن کو کہ بننا تھا بتولؓ
مدرسوں میں سیکھتی ہیں ناچ گانے کے اصول

جھلملاتے جا رہے ہیں شرم و غیرت کے چراغ
روز چکنا چور ہو جاتے ہیں عصمت کے ایاغ

مال و زر جاہ و تعیش منزلِ مقصود ہے
آدمی کا اس جہاں میں آدمی معبود ہے

جس کسی کو دیکھئے تن پروری کی فکر ہے
عشرتوں کے پیچھے ہیں سرخوشی کا ذکر ہے

زندگی نان و شکم کے ماسوا کچھ بھی نہیں
دل میں سب کا خوف ہے اخوفِ خدا کچھ بھی نہیں

ہر طرف باطل کے پھندے، ہر جگہ بازی گری
روس کا فتنہ بھی ہے اور لعنتِ افرنگ بھی

ملک ہیں آزاد لیکن دل پہ ہے غیروں کا راج
دوسروں کے گھر سے آتے ہیں ابھی تک تخت و تاج

اپنی منزل سے ہیں اب تک ناشناس و بے خبر
مطمئن ہیں آج تک ہم کفر کے دستور پر

ہائے وہ اسلام جو مسجد میں گھر کر رہ گیا
خانقاہوں کی بھی تنہائی کے صدمے سہ گیا

جب یہ حالت ہو تو پھر جشنِ مسرت کیا منائیں
آؤ! ہم اک دوسرے کو اپنے داغِ دل دکھائیں

صرف جلسے منعقد کرنا کوئی مشکل نہیں
یعنی رسمی اجتماعوں کا کوئی حاصل نہیں

جمع ہو جانا بہت اچھا مگر مقصد کے ساتھ
جوش و ہمت، عزم و جرأت جذبۂ بے حد کیساتھ

تم کہ تم ہو وارثِ علمِ محمد مصطفیٰ
ہے تمہاری زندگی دَعْ مَا كَدَرَ خُذْ مَا صَفَا

اپنے فرضِ منصبی کو بھی سمجھنا چاہیئے
تم کو ہر باطل کی قوت سے اُلجھنا چاہیئے

خامہ و قرطاس کی منزل سے اور آگے بڑھو
قصر و ایواں کی بلندی پر کمندیں ڈال دو

احمد حنبلؒ کی حق گوئی کی بن جاؤ مثال
کانپ کانپ اُٹھے امیروں، بادشاہوں کا جلال

مذہب اسلام ہے پورا نظامِ زندگی ___ !
حق نے فرمایا ہے اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

جو غلط کاری پہ آمادہ ہو اُس کو ٹوک دو
روک دو طاغوت کے طوفاں کو بڑھ کر روک دو

عصر مسلماں دینِ فطرت کا علمبردار ہو

علم اور تقویٰ کے ہاتھوں میں زمامِ کار ہو

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی پائیدار ہوتی ہیں ___ !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احادیثِ رسولؐ

قرآن شریف کی روشنی میں

(از جناب مولانا عبد الحمید صاحب ارشد)

اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمن تو ہمیشہ چلے آرہے ہیں۔ یہود، نصاریٰ، مجوس، اور مشرکین وغیرہم تو اس کے ظاہری اور بیرونی دشمن ہیں۔ اور منافقین، متمردین، زنادقہ، اور ملحدین (جو بظاہر اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں) اس کے اندرونی دشمن ہیں۔

ان ہی اندرونی دشمنوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو قرآن اور احادیثِ صحیحہ و ثابتہ میں اختلاف دکھلانے کی مفسدانہ کوشش کرتے ہیں۔ اور اسطرح اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں تفریق کرتے ہیں۔ اور اللہ کے اور قرآن کے نام پر اللہ کے آخری رسولؐ کے ارشادات کو جھٹلاتے ہیں۔ اور جس گاڑی میں خود پڑے ہوئے ہیں۔ اُس میں دوسروں کو بھی دھکیلنا چاہتے ہیں۔ چکڑالویوں، مرزائیوں نے تو اپنے اپنے وقت میں اس قسم کی کوششیں کیں اور بفضلہ تعالیٰ ناکامیاب ہوئے۔

اب پرویزیوں اور جیراجپوریوں نے اس سلسلہ میں ہاتھ پیر مارنے شروع کئے ہیں۔ کہ جو کام وہ ادھورا چھوڑ گئے تھے یہ اُسے پورا کریں ——— مگر یاد رہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○"

(الصف)

"چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے مُنہ سے بُجھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنی روشنی پوری کرنی ہے۔ خواہ منکر بُرا مانیں"۔

اسلم جیراجپوری۔ غلام احمد پرویز اور اُن کی پارٹی آج کل پوری قوت کے ساتھ "انکارِ حدیث"

گھڑیوں کے لئے لمٹن کا نام یاد رکھیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی گمراہی پھیلانے میں مصروف ہے

پرویز صاحب نے تو اپنی تصنیف "معارف" کی چار جلدوں میں یہی کوشش کی ہے کہ "فرمودۂ رسول" کو "دین" سے خارج کر دیا جائے۔ لیکن پرویز صاحب جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اُس کو "دین" سمجھا جائے۔ دین کے نام پر بے دینی کی ایسی مفسدانہ کوشش تاریخ کے کسی دور میں شاید ہی کبھی کی گئی ہو۔

کراچی کا ماہنامہ "طلوعِ اسلام" (برعکس نہند نام زنگی کا فور) "انکارِ حدیث" کے فتنہ کو ہوا دے رہا ہے۔ اور اُس کی انشا پردازی کا سارا زور اسی پر صرف ہو رہا ہے۔ کہ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائیں۔ (ہم اس تصوّر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)

زعم یہ ہے اور دعویٰ اس بات کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعین، محدثین، ائمہ اور فقہاء نے قرآن کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ ناقابلِ اعتبار ہے۔ قرآن کو سمجھنا ہے تو علامہ جیراجپوری اور جناب پرویز کی بارگاہِ دانش اور دبستانِ علم و عرفان میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہ کرو کہ یہاں علوم و معارف کے چشمے اُبل رہے ہیں۔

"ہائے یہ جہلِ خرد اور اس کی فتنہ سامانیاں"
سے نئے جال لائے پُرانے شکاری

طلوعِ اسلام ماہِ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں اسلم جیراجپوری نے بڑا تیر مارا ہے۔ کہ جامع ترمذی اور بخاری شریف کی چند حدیثوں کو قرآنِ عزیز کا مخالف بتایا ہے۔ حالانکہ وہاں نہ کوئی مخالفت ہے اور نہ تضاد۔ بلکہ عین مطابقت اور موافقت ہے۔ تضاد اور مخالفت جو کچھ ہے وہ جیراجپوری صاحب کے دماغ اور ذہن میں ہے۔ کہ وہ اسے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔

ہم اس فرصت میں مولانا اسلم جیراجپوری کی بیان کردہ ۱۴ احادیث میں سے جنہیں اُنھوں نے قرآن کا مخالف یا دوسری احادیث سے متعارض بتایا ہے۔ یا علم و عقل کا مخالف ظاہر کیا ہے۔ آج صرف پہلی تین حدیثوں کا مختصر سا ذکر کئے دیتے ہیں۔ تاکہ اس مزعومہ "مخالفت بالقرآن" کا پردہ چاک ہو جائے۔

۱۔ "وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي"۔

(پ۳۔ س بقرہ)

"اور یاد کر اس واقعہ کو جب کہ ابراہیمؑ نے کہا۔ اے رب! دکھا مجھکو تو مُردوں کو کیسے زندہ کریگا؟ فرمایا رب نے کیا تو اس پر ایمان نہیں لایا۔؟ کہا ہاں لایا ہوں ولیکن (چاہتا ہوں کہ اسے آنکھوں سے دیکھ لوں۔) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔"

اب بخاری شریف کی حدیث میں ہے (بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔"

لنڈن واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی خوبیوں کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حقدار ہیں شک کے (یعنی اگر وہاں کوئی شک ہو سکتا تھا تو پھر ہم بھی شک کرتے۔ لیکن شک نہ وہاں تھا نہ یہاں) جب کہ انہوں نے کہا اے رب! مجھے دکھلا دے تو مردوں کو کیسا زندہ کرے گا۔" (آخر تک)

اب جے راجپوری کے اعتراض کا حاصل یہ ہے۔ کہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ ابراہیمؑ کو شک تھا۔ اور "قرآنِ پاک" نے "بلیٰ" کہہ کر اُن کا یقین ثابت کیا ہے۔ اور ویسے بھی مومنوں کو "احیائے موتیٰ" پر یقین و ایمان ہے۔ شک نہیں۔ "ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا" (پھر شک نہیں کیا) مومنوں کی شان میں قرآنی صراحت ہے لہٰذا حدیث خلافِ قرآن اور خلافِ عقل ہے کہ دو اولوالعزم پیغمبروں کے متعلق شک ثابت کرتی ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

حدیث میں تو بلیغ پیرایہ اور تعریض کی صورت میں شک کی نفی فرما دی گئی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس درخواست کرنے میں کوئی شک نہیں تھا۔ محض مزید اطمینان مقصود تھا اور علم الیقین کے ساتھ عین الیقین جمع کرنا مطلوب تھا۔ تاکہ کافروں کے سوال کرنے پر کہ — "کیا تم نے کبھی مُردہ زندہ ہوتے دیکھا ہے"؟ یہ جواب دے سکیں کہ "ہاں میں نے آنکھوں سے بھی ایسا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔" حدیث بالا کے سلسلہ میں اُمورِ ذیل پر غور کرنا چاہیئے۔

۱۔ حدیث میں ابراہیم علیہ السلام کے شک کا کوئی ذکر نہیں۔ محض تواضعاً و ادباً اپنے "اَحَقُّ بِالشَّكِّ" ہونے کا ذکر ہے۔

۲۔ سامعین (صحابہ کرامؓ) اور سب مومنین اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے کبھی "احیاء موتیٰ" کی رویت کا سوال بارگاہِ ایزدی میں نہیں کیا۔ بلکہ اس سلسلہ میں استدلال و نظر اور ایمان و عرفان کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کی رویت و شہادت (جس کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے) آپؐ اور باقی سب انبیاءؑ اور اُن کے متبعین کے لئے اطمینان و تسلّی کا موجب بنی۔

۳۔ اب اُن دونوں باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے حدیث کا مطلب سمجھئے۔ فرما رہے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ ہمیں شک کرنے کا حق پہنچتا۔ لیکن واقعات بتا رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں نے "احیائے موتیٰ" کے بارے میں کبھی ادنیٰ سا بھی شک نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ کہتا رہا۔

"بَلٰى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ۔"

(تغابن - پ ۲۸)

"ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم تم سب ہی دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے۔ اور جو کچھ بھی تم نے کیا وہ سب تم کو بتایا جائیگا۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ پر بڑی آسان ہے۔"

جب میں نے شک نہیں کیا تو جان لو ابراہیم علیہ السلام بھی شک سے بالاتر ہیں۔ اور محض اطمینان کے درجے کے طالب۔ اور یہ بعینہٖ وہی مقصد ہے جسے قرآن پاک

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی شہرت کی مالک ہیں ۔۔۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان فرما رہا ہے۔

لہذا قرآن وحدیث مخالف نہیں۔ بلکہ معانق و بغلگیر ہیں۔ اور دشمن ان میں مخالفت ثابت کرنے میں ناکام و نامراد۔ اور "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ" کے مصداق ہیں۔ والحمد للہ۔

کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پرویزی یا چیر اچیوری کلام تو ہے نہیں۔ بلکہ وہ "افصح العرب والعجم" کا جامع کلام ہے۔ جو مخصوص "طرز استدلال" —— اور "قوت بیان" کا حامل ہے۔ جو ان منکرین حدیث کے طویل اور لایعنی مباحث سے (جن کے یہ خوگر ہیں) کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا ہر انداز جداگانہ شان والا اور نرالا ہے۔ اور ان کے طبائع سے (جنہیں وہ کج بحثی سے بگاڑ چکے ہیں) ارفع واعلیٰ ہے۔

لہذا ان کا اسے نہ سمجھنا یا سمجھکر دیدہ و دانستہ جھٹلانا تعجب انگیز نہیں۔ کیونکہ ؏

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

۴۔ اس صحیح توجیہ کے علاوہ یہ توجیہ بھی درست ہے کہ یہاں "شک" کا لفظ محض استعارۃً ومجازاً اس حالت کے لئے استعمال ہوا ہے جس میں انسان ایک بات کا یقین کرتے ہوئے بھی اس کے لئے مزید اطمینان وعرفان کا طالب ہوتا ہے۔

سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمادی کہ ایسے اطمینان کے حاصل کرنے کی جیسے ابراہیم علیہ السلام کو ضرورت تھی ویسے (بلکہ اس سے زیادہ) ہم کو ضرورت ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے ایمان کا درجہ اذعان و ایقان سے بڑھکر اطمینان وعرفان اور معرفت اشیاء علی وجہ العیان تک پہنچا ہوا ہے۔ اطمینان سے کم درجہ کو خواہ وہ ایمان و یقین کا بھی درجہ ہو اپنے علو مرتبت کے لحاظ سے شک کا درجہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس پر قانع نہیں ہوتے تاآنکہ عین الیقین اور حق الیقین کا اطمینان بخش درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

خواص امت کے ایمان کا مقام اور ان کے یقین و اذعان کا درجہ انبیاء علیہم السلام کے ایمان وعرفان کی ابتدائی منزل ہے۔ اور قوت و رسوخ کے لحاظ سے انبیائے کرام کا درجہ بلند تر ہے۔

پس "شک" کا لفظ "ایمان" کے مقابلہ میں نہیں کیونکہ وہ تو محل بحث نہیں۔ اس کا تو فیصلہ "أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ" سے قطعی اثبات سے دیا جا چکا ہے۔ بلکہ یہاں "شک" "اطمینان" کے مقابلہ میں مستعمل ہوا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ "شک" کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ یعنی اس کے ازالہ اور رفع کرنے اور اس کی جگہ اطمینان کا بلند مقام حاصل کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ

جس حالت کو ابراہیم علیہ السلام شک قرار دیکر (خواہ وہ ایمان کا درجہ بھی ہے) اس سے بلند تر مقام "اطمینان" کے طالب ہوئے۔ ہم زیادہ حقدار ہیں۔ کہ اس حالت کو "شک" سے تعبیر کرتے ہوئے "درجہ اطمینان و معرفت بالعیان" تک پرواز کریں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے ایمان کا بلند مقام یہی درجہ "اطمینان" ہے

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی آپ کو وقت کی پابندی سکھائیگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے کم پر وہ قانع نہیں ہوتے۔ جو بفضلہٖ تعالےٰ امام الانبیاء علیہ السلام کو بھی خلیل اللہ علیہ السلام اور انبیائے سابقین کی طرح بوجہ اتم ایمان میں یہی "درجۂ اطمینان" حاصل ہے۔ والحمدللہ۔

یاد رکھئیے گا! کہ "عام ایمان" اور اس کا خاص اور بلند درجہ "اطمینان علی الایمان" کا ذکر اور اُن کا فرق تو اسی آیتِ زیرِ بحث میں بصراحت موجود ہے۔

"قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ"۔

دیکھئے ایمان کے ہوتے ہوئے اطمینان کے طالب ہیں۔ جو انہیں عطا ہوا۔

بس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے بھی ایمان کے اندر اطمینان کے رفیع ترین مقام پر پہنچکر اس سے کم کو اپنے حق میں استعارۃً "شک" سے تعبیر فرما کر اس سے اپنی اور ابراہیم علیہ السلام کی کُلی براءت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

پس "شک" کا خواہ کوئی معنیٰ ہو اس کی نفی مقصود ہے نہ اثبات۔ سب کا مقصود مقام اطمینان ہے۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ انہیں حاصل ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

خلاصہ یہ کہ قوت و رسوخ کے لحاظ سے ایمان کے درجات متفاوت ہیں۔ اور ہر نچلا درجہ اوپر والے درجہ کے لحاظ سے "شک" سے مجازاً تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ (جہاں حقیقت میں کوئی ریب اور شک نہیں ہوتا) اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا منتہائے مقصود ایمان کا بلند ترین درجہ "اطمینان" ہوتا ہے اس لئے اس سے کمتر "مدارج ایمانیۃ" پر وہ قانع نہیں ہوتے۔ بلکہ اُسے "شک" سے تعبیر فرماتے ہوئے رسوخ و اذعان کے بلند مقام (اطمینان) پر جا کر دم لیتے ہیں۔ یہی ترتیب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں بھی پائی جاتی تھی۔ اور امام الانبیاء محمد رسول اللہ علیہ وسلم میں بھی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ ایک نے

"رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى"

کہکر اطمینان کا سامان فراہم کیا۔ اور دوسرے نے

"رَبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا"

سے اس مقام کو سر کیا۔ راہوں میں چاہے قدرے اختلاف ہو مگر نصب العین اور منزلِ مقصود ایک ہی ہے۔

۵۔ ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے ــــ اور وہ یہ کہ "نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ" (الحدیث) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "شک" کا متعلق نہیں بتلایا۔ معترض اس بنا پر شک کو ایمان کے منافی معنیٰ میں لیکر "احیائے موتیٰ" سے اُسے متعلق کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعاً مراد نہیں۔

جیسا کہ اوپر کی سطروں میں ہم پوری وضاحت سے اسے لکھ چکے ہیں۔ لہٰذا لفظ "شک" اگر ظاہری معنیٰ پر بھی رکھا جائے تو یقیناً اس کا تعلق کسی ایسی چیز سے ہے جو ایمان ویقین کے منافی نہیں۔ مثلاً یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک التجا بارگاہِ ایزدی میں "رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى" کہکر پیش کی۔

آپ کو سب گھڑیوں سے بہترین گھڑی ملٹن واچ کمپنی کی معلوم ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی شانِ صمدیت و غفار کے پیش نظر جب تک "فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ" الخ کا فرمان صادر نہ ہوا (یعنی چار پرندے لے لے الخ) تب تک اس بات کا کھٹکا تھا کہ دیکھئے میری التجا کا کیا حشر ہوتا ہے۔؟ اور اطمینان کا کون سا ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔؟ اپنی آرزوں اور التجاؤں اور دعاؤں کی قبولیت اور عدمِ قبولیت کے بارے میں یہی اضطراب، شک یا بے چینی اللہ تعالےٰ کے عبادِ صالحین کو لاحق رہتی ہے۔ اور باوجود مستجابُ الدعوات ہونے کے اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور بحیثیت مجموعی نصرت وتائیدِ الٰہی کا یقینِ کامل رکھتے ہوئے بھی اپنی ہر ایک دعا یا التجا کے متعلق یہ اندازہ نہیں لگاتے کہ خواہ مخواہ قبول ہوگی۔ جب تک کوئی دعا شرفِ قبولیت حاصل نہ کرلے تب تک تو فطرتًا ایک گونہ شک، تردُّد یا اضطراب اس کے متعلق رہتا ہے۔ خصوصًا جب کہ معاملہ بہت اہمیت والا ہو۔

سو حاصل یہ ہوا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام جب خوفِ خداوندی سے اپنی دعا یا التجا کے بارے میں شک کی سی صورت میں متردد و مضطرب رہ سکتے ہیں تو ہم بھی اپنی نیک آرزوں اور دعاؤں کے بارے میں خدائے برتر وتوانا پر کسی بات کو لازم وواجب نہیں ٹھہراتے بلکہ نیازمندانہ التجا کے ساتھ ساتھ نتیجہ و مآل کے لئے بے تابانہ اشتیاق کے ساتھ منتظر رہتے ہیں

حاصل یہ ہے کہ "شک" کا تعلق "احیائے موتیٰ" یا کسی ایمانی اور دینی عقیدہ سے نہیں بلکہ اپنی التجا اور دعا کے مآل نتیجہ اور اس کے جواب کے متعلق ہے کہ دیکھئے بارگاہِ شہنشاہی "جل مجدہٗ" سے کیا جواب ملتا ہے؟

واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) دوسرا اعتراض:۔

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ٥ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا الآيه

(الحج)

"بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے (اس کی ہولناکی کے باعث) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیگی۔ اور ہر حاملہ اپنا بچہ جن دیگی۔ اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا۔ اور درحقیقت وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا"

رسول کریمؐ نے قیامت اور اس کے ہولناک زلازل اور خطرناک احوال وشدائد کی تفصیل کے سلسلے میں اس آیہ کریمہ کی مناسبت سے (سفر کے) ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔

اللہ عزوجل قیامت کے دن آدم علیہ السلام کو بلائیں گے وہ "لبیک وسعدیک" کہتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ رب تعالیٰ اُنہیں بلند آواز سے حکم دیں گے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا حصہ نکال لو وہ عرض کریں گے کس قدر؟ رب تعالیٰ اعلان فرمائیگا ہزار میں سے ۹۹۹ تب حمل والیوں کے حمل گرجائیں گے

اعلیٰ قسم کی گھڑیاں صرف لٹن واچ کمپنی سے ہی ملیں گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اور (اے دیکھنے والے)
تو لوگوں کو مدہوش سمجھے گا (آخر تک)

صحابہ کرامؓ کو یہ خبر سخت گراں اور دشوار گزری یہاں تک کہ اُن کا رنگ متغیر ہونے لگا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تسلی کے لئے) فرمایا (دیکھو) یاجوج ماجوج (تمہارے مقابلہ میں ہزار میں سے) ۹۹۹ ہیں اور تم ایک۔ الحدیث۔ (بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

اب جیراجپوری صاحب کو حدیث پر اعتراض ہے۔ کہ یہ قرآن کی مخالف ہے اعتراض کا ملخص یہ ہے۔

۱۔ قرآن میں ذہول اور وضع حمل کی علت زلزلہ کی ہولناکی ہے۔ اور اس روایت میں جہنم کا حصہ نکالنے کے حکم کی گرانی۔ قرآن میں اس کا وقت ہے "یَوْمَ تَرَوْنَهَا" جس دن تم زلزلہ کو دیکھو گے۔ اور "روایت" میدانِ قیامت میں محاسبہ کا وقت اس کے لئے معین کرتی ہے جہاں کسی زلزلہ کا ثبوت نہیں۔

۲۔ قیامت میں مؤنثوں کے حمل کس وقت کے ہوں گے؟ جو گریں گے۔ اور کس لئے؟

۳۔ وضع حمل سے مجازی معنیٰ "شدتِ خوف" استعارۃً لینے کی ضرورت نہیں ــــ کیونکہ حقیقی معنیٰ بن سکتے ہیں۔

۴۔ آیت سے "متبادر الی الذہن" یہ ہے۔ کہ یہ حالت دنیا میں نفخِ صورِ اول کے وقت ہوگی۔ لیکن روایت (حدیث) اس کو نفخِ صورِ دوم کے بعد میدانِ قیامت کا حال قرار دیتی ہے جو آیت کے سراسر خلاف ہے اس لئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

جواب: قرآنِ عزیز کی آیۂ مذکورہ میں ایک ہولناک واقعہ یعنی "زلزلۂ قیامت" اور اس کے خطرناک نتائج و شدائد کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ احوالِ قیامت میں سے ہے خواہ صورِ اول پھونکے کے وقت ہو یا صورِ دوم کے وقت۔

اور حدیث مذکور نے بھی قیامت کے ہولناک واقعات میں سے ایک سخت یاس انگیز اور مصیبت خیز واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ اولادِ آدمؑ میں سے ایک کے مقابلہ میں (جو جنتی ہوگا) ۹۹۹ کو جہنم میں بھیجے جانے کا حکم ملیگا۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسے زلزلۂ ساعت اپنی ہولناکی کے باعث ذہول اور حمل گر جانے کا باعث ہوگا۔ جہنمیوں کی اکثریت کے حق میں یہ اعلان بھی اس سے کچھ کم تباہی خیز ثابت نہیں ہوگا۔ یہ دونوں واقعات اُمورِ ذیل میں باہم مشابہت رکھتے ہیں۔

۱۔ دونوں احوالِ قیامت میں سے ہیں خواہ ایک (یعنی زلزلہ) شروع قیامت میں ہو اور دوسرا (مذکورہ اعلان) اس سے کچھ عرصہ بعد ہو۔

۲۔ دونوں واقعات سخت مہیب اور عذابِ شدید کے مظاہر میں سے ہیں۔

۳۔ دونوں کے ہولناک نتائج کو قریب قریب الفاظ میں (یعنی حمل گر جانے وغیرہ سے) تعبیر کیا گیا ہے۔

بس بات اتنی سی تھی کہ چونکہ ان دونوں ہولناک واقعاتِ قیامت کو ایک دوسرے سے مشابہت تھی۔

بہترین گھڑیاں آپ کو لٹن واچ کمپنی سے ہی ملیں گی ــــ!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ان میں کئی ایک باتیں مشترک تھیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتِ زلزلہ کی تلاوت کے وقت اس مشابہ ایک اور ہولناک حالت کا ذکر فرمادیا ہے تاکہ قیامت کے متعدد اور مہیب ہولناکیوں کا کچھ اندازہ کرایا جاسکے۔

حدیث آیۂ کریمہ کے الفاظ کی تفسیر اس طرح سے نہیں ہے۔ کہ دونوں ایک ہی واقعہ کو بیان کرتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں واقعات الگ الگ ہیں اور ان پر نتائج بھی علیحدہ علیحدہ مرتب ہوں گے۔ لیکن چونکہ یاس انگیزی اور ہولناکی میں ایک دوسرے سے بہت قریبی مشابہت رکھتے ہیں اس لئے ایک کے ذکر کے وقت دوسرے کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے۔ اور اس طرح گویا ایک واقعہ دوسرے کی تفسیر بن جاتا ہے۔ اس قریبی مناسبت کی بنا پر محدثینؒ اور مفسرینؒ نے آیت مبارکہ مذکورۃ الصدر کے ذیل میں حدیث مبارک بالا کو ذکر فرمایا ہے۔

"وضعِ حمل" (حمل گر جانے) کو آیہ کریمہ میں حقیقی معنیٰ پر حمل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن "حدیث" میں اس کا مجازی معنیٰ "شدتِ خوف و ہراس" مراد ہے کیونکہ بخاری شریف میں اس سے آگے کا جملہ وَيَشِيبُ الْوَلَدُ" (اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے) قرینۂ مجاز ہے۔ اور قرآنِ کریم میں بھی قیامت کے متعلق "يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا" (مزمل) (یعنی ایک ایسا دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا ــــ (سخت ہولناک ہوگا) وارد ہوا ہے۔

قرآن نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اور حدیث نے ایک اور۔ لیکن چونکہ دونوں میں بہت کچھ قدر مشترک تھا اس لئے گویا ایک دوسرے کی تفسیر ٹھیرا۔

دونوں میں ایک ہی واقعہ کا ذکر نہیں۔ وضع حمل کی علت جس طرح زلزلہ ہوسکتا ہے اسی طرح اکثریت کے حق میں جہنمی ہونے کا اعلان بھی اس کی علت بن سکتا ہے۔ زلزلے کے وقت اگر یہ خوفناک حالت طاری ہوسکتی ہے تو اعلانِ بالا کے وقت اس کا طاری ہونا بھی علم اور عقل کے عین مطابق ہے۔ پس حدیث قرآن کے عین موافق ہے۔

معترض کا اعتراض اس پر مبنی ہے کہ حدیث میں جس وضعِ حمل کا ذکر ہے یہ بعینہٖ وہی ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اور وہ نتیجہ ہے "زلزلہ" کا اور حدیث اسے "اعلان" کا نتیجہ بتاتی ہے۔

جواب کا حاصل یہ ہے۔ کہ یہ دو الگ الگ نتیجے ہیں الگ الگ واقعات کے۔ جو ایک ہی عبارت سے بیان ہوئے ہیں۔ اور چونکہ وہ واقعاتِ قیامت باہم مشابہہ ہیں اس لئے ایک کو دوسرے کی تفسیر کے ذیل میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ ہر چیز اپنی نظیر سے متبین ہوتی ہے۔

والحمد للہ۔

قیامت کا دن بڑا لمبا ہوگا!

یہ بات تو قرآنِ عزیز سے بصراحت ثابت ہے کہ قیامت کا دن بڑا لمبا

الفن واچ کمپنی کی گھڑی خرید کر آپ ہمیشہ کے لئے مطمئن ہوجائیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اور اس میں طرح طرح کے ہولناک اور گوناگوں متخالف اور متشابہ مصائب و شدائد یکے بعد دیگرے پیش آتے رہیں گے۔ پس "زلزلۃ الساعۃ" یا "نفخ صور اول" کے وقت "شدتِ عذاب" کے باعث "شدتِ خوف اور سراسیمگی کی یہ حالت ہوگی کہ دودھ پلانے والی اپنے بچہ کو بھول جائیگی۔ اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور لوگ مدہوش سے نظر آئیں گے۔ اور اولادِ آدمؑ میں سے ہر ہزار میں سے ۹۹۹ کو نفخِ صور دوم کے بعد میدانِ حشر میں جہنم بھیجے جانے کا "اعلان" بھی اتنا ہی مہیب اور ہولناک ہوگا کہ اس کے سنتے ہی شدتِ خوف وہراس کا وہ عالم ہوگا۔ اور سراسیمگی اور بدحالی کا وہ نقشہ ہوگا جس کی صحیح تعبیر ان الفاظ میں کی جا سکتی ہے۔ کہ حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے فوراً بوڑھے ہو جائیں گے اور لوگ عام مدہوشی کی سی حالت میں ہوں گے۔ لیکن حقیقت میں وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ کے سخت عذاب کی شدت کے احساس سے اُن پر سُکر سا طاری ہوگا۔

بات صاف ہے۔ اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ حدیث میں "وضعِ حمل" کو مجازاً "شدتِ خوف" کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے۔

اور "قرآنِ عزیز" میں حقیقت و مجاز میں سے کوئی سا پہلو بھی لیا جا سکتا ہے۔ دونوں درست ہو سکتے ہیں دونوں "ہولناک واقعات" میں شدتِ مشابہت کی وجہ سے اُن پر متفرع نتائج کو قریب قریب الفاظ میں پیش فرمایا گیا۔ اور اُس قرب و مشابہت کی وجہ سے ایک کو دوسرے کے لئے بمنزلہ تفسیر و تبیین قرار دیا گیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

تیسرا اعتراض

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیَاتٍ بَیِّنٰتٍ

الآیہ (پ ۱۵ - س بنی اسرائیل)

"اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی نشانیاں دیں"۔

سورۂ بنی اسرائیل کے علاوہ سورہ نمل میں بھی "تِسْعَ اٰیَاتٍ" کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰؑ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف یہی نو نشانیاں دے کر بھیجا۔

اب یہ نشانیاں کیا ہیں؟ سورۂ اعراف میں "اٰیَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ" کے سلسلے میں یہ نو نشانیاں بتائی گئی ہیں۔

(۱) عصا (۲) ید بیضا (۳) قحط (۴) نقصِ ثمرات۔ (۵) طوفان (۶) ٹڈی (۷) جوں (۸) مینڈک۔ (۹) خون۔

لیکن ایک حدیث جسے امام احمدؒ۔ ترمذیؒ وغیرہ نے بروایت عبد اللہ بن سلمہ عن صفوان بن عسال المرادی (صحابی) بیان کیا ہے۔ "تسع آیات" کے سلسلے میں حسبِ ذیل احکام کو (یہودی کے سوال کرنے پر) گنواتی ہے۔

(۱) اللہ کا کوئی شریک نہ بناؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو۔ (۴) خونِ ناحق نہ کرو (۵) جادو نہ کرو۔

دنیا کی سب سے بہترین گھڑی ملٹن واچ کمپنی صدر کراچی سے خریدیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سُود نہ کھاؤ (۷) کسی بے گناہ کو قتل کرانے کے لئے کسی صاحبِ اقتدار کے پاس اس کی چغلی نہ کھاؤ۔ (۸) کسی پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ۔ یا فرمایا میدانِ جنگ (جہاد) سے نہ بھاگو۔ (شعبہ راوی کو اس آٹھویں حکم میں شک ہے) اور اے یہود! خاص تمہارے لئے ہے یہ (نواں حکم) کہ سَبت کی بےحرمتی نہ کرو۔

(منقول از تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۶۷)

جیراجپوری صاحب کا اعتراض:-

حدیث بالا پر اسلم صاحب جیراجپوری کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱- قرآن پاک "تسع آیات" کی تفصیل عصا، یدِ بیضا، قحط وغیرہ (حسبِ تفصیلِ سابق) بتاتا ہے اور حدیث میں اُس کی تفصیل مذکورہ بالا نو احکام سے کی گئی ہے۔ لہٰذا حدیث قرآن کی مخالف ہے۔ اور اس وجہ سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قرآن کی رو سے اس کا صحیح ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

۲- یہ نو نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت ملی تھیں جب کہ انہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور اس وقت تک توریت شریف اور اس کے احکامِ عشرہ (ایک کی زیادتی سے اصل نو احکام درج ہو گئے۔ آرشد) نازل ہی نہیں ہوئے تھے۔ سو یہ کیسے ممکن ہے کہ اُن نو نشانیوں کی تفسیر احکامِ مذکورہ حدیث سے کی جائے۔

جواب:- اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت دیا ہے۔ کہ حدیث صحیح ہے راوی عبداللہ بن سلمہ کے حفظ میں کمی کے باعث اس میں اشکال سا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ "آیاتِ تسعہ" "احکامِ عشرہ" کے ساتھ (جو وصایائے توریت ہیں) اُن پر مشتبہ ہو گئے ہیں۔

یہودیوں نے احکامِ عشرہ کے متعلق دریافت کیا۔ اور ان کو تسلی بخش جواب مل گیا جس پر (وہ دونوں یہودی) آپ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔ اور آپؐ کی نبوت کی شہادت دی۔ (لیکن ایمان اور اتباع سے یہ عذر پیش کر کے باز رہے کہ یہودی ہم کو قتل کر دیں گے)

راوی عبداللہؓ نے احکامِ عشرہ کی بجائے اس حدیثِ نبویؐ کو "تسع آیات" کے ساتھ چسپاں کر دیا ہے۔ کہ یہودیوں نے تسع آیات کے متعلق دریافت کیا اور آپؐ نے ان کو یہ جواب دیا۔

حدیث اپنی جگہ صحیح ہے اور واقعہ سچا ہے صرف اس کا تعلق بتلانے میں "وہم" ہو گیا ہے۔ کہ اس کا تعلق "احکامِ عشرہ" سے ہے۔ نہ کہ "آیاتِ تسعہ" سے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۶۷)

لیکن جیراجپوری صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث کا صحیح ہونا ممکن ہی نہیں۔

اغلب یہ ہے۔ کہ

کیا یہ دیانتداری ہے؟

حدیث بالا پر اعتراض تفسیر ابنِ کثیر وغیرہ دیکھ کر کیا گیا ہے۔ لیکن وہاں جو جواب درج ہے اُس کے ذکر کر دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اسی طرح دوسری احادیث پر بھی جو اعتراضات کئے گئے ہیں

لٹل واچ کمپنی کی گھڑیاں بڑی عجیب و غریب ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُن میں سے زیادہ تفاسیر اور شروحِ احادیث کی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ جہاں ساتھ ساتھ اس کے جوابات بھی درج ہیں۔ اور اس ظاہری تعارض کو رفع کرنے کے لئے "وجوہِ مطابقت" ساتھ ہی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن معترض کی دیانت داری ملاحظہ ہو کہ انہیں اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ گویا یہ اعتراضات اس کی اپنی تحقیقات اور کاوشِ دماغ کا نتیجہ ہیں۔ اور لاینحل ہیں۔

وہ نہایت بے باکی سے اعتراض تو (نقل کرکے) جڑ دیتا ہے لیکن جواب کو چھپا لیتا ہے۔ تاکہ کم علم عوام سمجھیں کہ واقعی سوال لاجواب اور اعتراض لاینحل ہے۔ اور احادیث "(معاذ اللہ) لائقِ اعتماد اور قابلِ وثوق نہیں۔

گویا وہ تخریب میں اتنا منہمک ہے کہ تعمیر کی طرف سے یکسر غافل ہے۔ وہ بگاڑنا جانتا ہے سنوارنے سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

اِن لوگوں کا مقصد یہ ہے!

کہ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آثارِ صحابہؓ کو درمیان میں سے ہٹا کر "آیاتِ قرآنی" سے جیسا کھیل چاہیں کھیل سکیں۔ اور "اسالیبِ عربیت" سے بھی قطعِ نظر کرکے اپنی "خواہشات" کو "قرآن" بتانے کے مواقع مہیا کرسکیں۔ کیونکہ حدیث اور فقہ اسلامی کے ہوتے ہوئے (جو قرآن اور دینِ حق کی صحیح اور معیاری علمی وعملی تفسیر وتبیین ہیں) ان کو "دین" کے ساتھ اور "قرآن" کے ساتھ "من مانی کاروائی" کا موقعہ نہیں مل سکتا۔

لیکن کیا اب ان کو اس بدترین مقصد میں (جو فتنۂ قرآنِ پاک کے نام سے اُٹھایا گیا ہے اور جس میں قرآن کی معنوی تحریف سے دینِ حق کا تمسخر اُڑایا گیا ہے) کامیابی ہوگی؟ حاشا وکلّا۔!!

بجز بے عمل، بدکردار، بے عقیدہ، نام نہاد مسلمان کے جو در پردہ "ملحد" ہوگا اور مذہبِ حق کے عملی ارکان، وفرائض (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) میں باہم کوتاہی برتے گا۔ کوئی سمجھدار مسلمان ان کا ھمنوا نہیں ہو سکتا۔

کہنے کو تو یہ لوگ کہتے ہیں "قرآن کافی ہے" لیکن ان کا سارا لٹریچر صاف بتاتا ہے کہ وہ اپنی خواہش اور اپنی بودی تحقیقات کے سوا کسی چیز کو نہیں مانتے۔

تحقیقی جواب!

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ "آیات" "آیت" کی جمع ہے۔ اور قرآنِ عزیز "آیت" چند معنوں میں مستعمل ہے۔

مثلاً قرآنی آیت۔ نشانِ صداقت پیغمبر۔ نشانِ قدرت الٰہ عزوجل۔ حکمِ خداوندی اور معجزہ وغیرہ وغیرہ۔

پس "تسع آیات" کے اندر جہاں معجزات اور نشان ہائے صداقت (عصا، ید بیضا وغیرہ) مراد ہیں۔ وہاں نو احکام (جو بعد میں ایک کے اضافہ سے دس کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ غالباً ایک ہمسایہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے متعلق ہے۔) بھی مراد ہیں جو بوقت بعثت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ اور بعد میں توراۃ شریف کے اندر بھی نازل کئے گئے۔ کیونکہ کوئی پیغمبر خالص توحید اور عمدہ اخلاق کی دعوت کے بغیر

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی خرید کر اپنے روپے کی حفاظت کیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مبعوث نہیں ہوا۔

"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ"

(النحل)

"ہم نے ہر امت کے اندر رسولؐ بھیجا۔ کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اور بہکانے والے) شیطان سے دور رہو"

خود موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔

"اِذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ فَقُلْ هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن تَزَكَّىٰ ۝ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۝"

(النازعات)

"اے موسیٰ! فرعون کی طرف جا۔ وہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ اُسے کہہ کیا تو چاہتا ہے کہ (شرک و معصیت چھوڑ کر) سنور جائے؟ اور میں تجھے رب تعالیٰ کی راہ بتلاؤں۔ پس (اس کی نافرمانی سے) ڈر جائے۔"

تزکیہ، ہدایت، اور خشیت کے اندر عقائد، اور اعمال و اخلاق کی اصلاح کے سب اصولی احکام اور بنیادی واجبات (اوامر و نواہی) مندرج ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ فرعون کی طرف بعثت کے وقت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معجزات اور دلائل و براہینِ صداقت کے ساتھ دین کے بنیادی احکام بھی دیئے گئے ہوں۔ اور بنی اسرائیل کی آزادی کے مطالبے کے ساتھ فرعون اور اس کے متبعین کی اصلاح بھی مقصود ہو۔ اور وہ یہی نو حکم (حسبِ تفصیلِ سابق) ہوں۔ جو بعد میں ایک کے اضافہ سے احکامِ عشرہ (یا وصایائے تورات) کے نام سے مشہور ہے۔

آیۂ اولیٰ میں جہاں "تسع آیات" سے "آیاتٍ مفصلات" جن کی تفصیل سورۂ اعراف میں (عصا، ید بیضا، قحط وغیرہ) آچکی ہے مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اس سے "احکام تسعہ" بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اور یہود کا سوال معجزات کے متعلق نہیں تھا۔ کیونکہ ان کی تفصیل تو مکی آیات (سورۂ اعراف) میں آچکی تھی۔ اور وہ حدِ شہرت کو پہنچ چکے تھے۔ بلکہ ان کا سوال "احکامِ تسعہ" (وہی ایک کے اضافہ سے احکامِ عشرہ) کے متعلق تھا۔ کہ دیکھئے نبی اُمی صلعم جو توریت پڑھے ہوئے نہیں ہیں ان احکام کی تفصیل بتا سکتے ہیں یا نہیں ——— اور آیت چونکہ دونوں کی محتمل ہے اس لئے آیت کے تعلق میں احکام کی تفصیل بتانا درست ہے۔ اور اسی طرح آیت اور حدیث ایک دوسرے کے عین مطابق ہیں۔ عبداللہ بن سلمہؓ راوی حدیث کو اس میں کوئی وہم نہیں ہوا۔ اور نہ اس نے خلط ملط کیا ہے۔ حدیث صحیح ہے۔ اور قرآن کی آیت بالا کے مطابق۔

پس معلوم ہوا کہ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ کا اس

لہ اور وہ اس طرح کہ "آیات" سے مراد نشان ہائے صداقت ہوں عام ازیں کہ وہ معجزات ہوں یا احکام حقہ و صادقہ خداوندی۔ کہ ایسے سچے احکام کا لانا بجائے خود "مستقل نشانِ صداقت" ہے۔ ارشد۔

گھڑی خریدنے سے قبل للٹن کا نام یاد رکھیئے ——— !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو حسن صحیح کہنا محققانہ فکر و نظر کا نتیجہ ہے۔ اور درست ہے۔

الحمد للہ۔

رہا یہ سوال کہ حدیث میں ہے۔ سود نہ کھاؤ۔ جادو نہ کرو۔ میدانِ جہاد سے نہ بھاگو۔ اور موجودہ توراۃ (بائبل) میں ان کی جگہ تین اور حکم ہیں۔ جھوٹی قسم نہ کھا۔ ماں باپ کو عزت دے۔ اپنے ہمسایہ کی جورو کو مت چاہ۔

تو اس اختلاف کا جواب یہ ہے کہ ان کتابوں میں قرآن پاک کی صراحت کے مطابق بہت کچھ تحریف ہوئی ہے۔ لہذا حدیث صحیح ہے۔ اور اشکال سے خالی ہے۔ اور اس پر اعتراض لائقِ التفات نہیں۔

ہم نے اوپر جن حدیثوں کے بارے میں گفتگو کی ہے اُن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن کی آیتوں اور ان حدیثوں کے درمیان تضاد نہیں پایا جاتا۔ تضاد اور مخالفت کا یہ وسوسہ منکرینِ حدیث کے ذہنوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ اسی قسم کے الزامات تراشتے رہتے ہیں۔ اُن کا کام اور مشن ہی یہ ہے کہ حدیثوں کے بارے میں شبہات پیدا کریں۔ اور انشار پردازی کے زور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنادیں۔

فتنۂ انکارِ حدیث کا شکار

وہی لوگ ہوسکتے ہیں اور ہورہے ہیں جو نبوت و رسالت کے منشار اور اُس کے منصب و مقام سے بے خبر ہیں۔ جو "دین" میں اپنی خواہشوں کے مطابق رخصتیں اور سہولتیں چاہتے ہیں اور جو سید الاولین والآخرین سیدنا و شفیعنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک "ریفارمر" سمجھتے ہیں۔

مگر جس مردِ مومن کا "وجدان" منصبِ نبوت کو پہچانتا ہے، جس کی فطرت کو دین سے مناسبت ہے، جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا۔ اور اللہ کے بعد تمام عزتیں حضورؐ ہی کو سزاوار ہیں اور آپ ہی کی گرامی شخصیت حق و صداقت کا معیار ہے۔ وہ اس فتنۂ انکارِ حدیث سے انشاء اللہ تع محفوظ رہے گا۔ اور ابلیس کی یہ نازک اور پُر پیچ چالیں اُسے اپنے دام میں نہ لاسکیں گی۔

فقط

والسلام

امین واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی خوبیوں کی وجہ سے مشہور ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور حدیث

"الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم"

حکمت کی ہے جو بات ہے سخن میرا
دو پھول ہیں کھلیں ہے چمن میرا[1]
ایران و عرب کی نہیں یا تخصیص
گوشہ معمور ہے وطن میرا

جناب فخر الاطباء حکیم محمود علی خانصاحب ماہر اکبر آبادی

[1] یعنی قرآن اور حدیث ۱۲ منہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ وقت کے پابند ہونا چاہتے ہیں تو

مندرجہ ذیل میں سے ایک کو پسند فرمائیں

۱ نہایت مضبوط سفید کروم کیس اور مضبوط ریڈیم ڈائل جس سے اندھیرے میں بہ آسانی وقت معلوم ہو سکے گا قیمت ۱۳ روپے گارنٹی دو سال

۲ سفید کروم گول کیس نہایت خوبصورت ریڈیم ڈائل، جس سے رات کے وقت ٹائم معلوم کر سکتے ہیں قیمت ۱۷ روپے۔ گارنٹی ۵ سال

۳ اعلیٰ قسم گارنٹی ۵ سال ۲۱ روپے

۴ سفید و سنہری چورس کیس مضبوط مشین ۱۵ جول قیمت ۳۱ روپے گارنٹی دس سال

۵ ٹائم پیس الارم اعلیٰ قسم ۱۳ روپے ۸ آنے گارنٹی ۵ سال

۶ ٹائم پیس الارم اعلیٰ قسم ریڈیم ڈائل (رات کو چمکنے والا) ۱۵ روپے ۸ آنے گارنٹی ۵ سال۔ آرڈر ارسال فرماتے وقت نصف قیمت پیشگی آنی چاہیئے محصول بذمہ خریدار۔

خوشخبری:۔ ۳۱ جولائی ۵۳ء تک ہم ان احباب کو — جو ان گھڑیوں میں سے کوئی گھڑی منگائیں ایک فاؤنٹین پن بطور تحفہ مفت پیش کریں گے۔ نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت رسالہ کا حوالہ ضرور دیں

پتہ:۔
عمر فاروق ٹریڈنگ کمپنی۔ جی۔ پی۔ او بکس نمبر ۶۶ کراچی ۱ پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بھی

حجتِ شرعی ہے

(از جناب مولانا المحترم ابوالوفا ثناء اللہ صاحبؒ مولوی فاضل امرتسری)

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شروع سے یہی چلا آیا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ **حدیث نبوی بھی حجتِ شرعی ہے۔**

خلافتِ اولیٰ کا انعقاد حدیث "اَلْاَئِمَّۃُ مِنَ الْقُرَیْشِ" کی بنا پر ہوا تھا۔ خلافت منعقد ہونے کے بعد سب سے پہلے اہم مسئلہ وراثت نبی علیہ السلام کا پیش ہوا تھا۔ جس مدعیہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا تھیں اور خلافتِ راشدہ مدعا علیہا تھی۔ اس مسئلہ کا فیصلہ بھی ایک حدیث ہی سے ہوا تھا جس کے الفاظ ہیں۔

"نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ۔"

(بخاری اصولِ کلینی معنًی)

اس کے بعد تیسرا مسئلہ خلیفۃ المسلمین کے سامنے جیشِ اسامہ کا آیا تھا یہ بھی حدیث ہی کے ماتحت فیصل ہوا تھا۔

اس کے بعد ہر زمانہ میں حدیث کی **حجیت مسلّم رہی**۔ فرق اتنا رہا کہ کسی گروہ میں روایات غالب رہیں۔ کسی میں استنباط غالب رہا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ امتِ مسلمہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے۔

(۱) محدثین اور (۲) فقہاء رحمہم اللہ

اس کے بعد بھی امتِ مسلمہ میں حدیث کی حجیت متوارث چلی آئی۔

یہانتک کہ ہندوستان کے شہر علیگڈھ میں سرسید احمد خاں مرحوم پیدا ہوئے۔ انہوں نے حدیث کے متعلق انکاری آواز اُٹھائی۔ یعنی یہ کہا کہ بحیثیت حجتِ شرعی کے قرآن مجید کافی ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی تسلیم کیا کہ روایت کی حیثیت سے **صحیح بخاری** سب سے اعلیٰ اور مستند ہے۔

لمٹن واچ کمپنی کی گھڑی آپ کو وقت کی پابندی سکھائیگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد یہ آواز لاہور میں پہنچی مولوی عبد اللہ چکڑالوی نے اسے قبول کیا۔ اور اس خیال کی اشاعت میں بہت کوشش کی۔ لاہور کے بعد یہ آواز امرت سر میں پہنچی۔ یہاں بھی چند آدمیوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جنہوں نے اپنا نام **امت مسلمہ** رکھا۔ اور "کفایتِ قرآن" اپنا نصب العین قرار دیا۔

ان سب جماعتوں میں وجوہات عدم حجیتِ حدیث میں بہت سا اختلاف ہے ....

شبہات اور جوابات!

مولانا مودودی صاحب نے .... بڑی بیباکی سے ....

کام لیتے ہوئے ایک موقعہ پر علمِ حدیث کو واجب العمل تسلیم کیا۔ ملاحظہ ہو (تفہیمات ص۳۱۶)

مگر ساتھ ہی اس کے جب میدانِ تحقیق میں آئے تو حدیث کے متعلق آپ نے دو شبہات ایسے پیدا کئے جن کو بخیالِ خود لاینحل سمجھ کر شائع کیا ہے۔ میں نے ان شبہات کو ان کے خیال میں لاینحل اس لئے کہا ہے۔ کہ انہوں نے ان شبہات کا جواب نہیں دیا۔ پہلا شبہ انہوں نے اسماء الرجال کی حیثیت سے کیا۔ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں۔

"محدثین رحمہم اللہ کی خدمات مسلم یہ بھی مسلم کہ نقدِ حدیث کے لئے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدرِ اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کار آمد ہے۔ کلام اس میں نہیں۔ بلکہ صرف اس میں ہے کہ کلیۃً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے۔ وہ بہر حال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کیلئے جو حدیں فطرۃً اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے۔

(تفہیمات ص۳۱۵)

مُجیب!

مولانا مودودی صاحب نے اس اقتباس میں محدثینؒ کی نسبت جو خیال ظاہر کیا ہے۔ اسی کو مولانا حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں یوں ادا کیا ہے ؎

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبیؐ کا
لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

موصوف کے شبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کسی راوی کی نسبت یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی محدث نے اس کو کہا ہے۔ کیونکہ کئی ایک راوی ایسے ہیں۔ کہ ان کو بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے اور بعض نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اسی طرح بعض نے ان راویوں کے حق میں اچھے الفاظ کہے۔ اور بعضوں نے برے کہے۔ اس لئے کسی راوی کے متعلق کسی جانب یقین نہیں ہو سکتا۔

لنڈن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ ہم اس کو سمجھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کو اس امر کے فیصلے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے فیصلے کیلئے میرا — اور آپ کا وجود ہی مثال کے لئے کافی ہے۔ ہم دونوں کو اچھا کہنے والے بھی ہیں اور برا کہنے والے بھی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں استاد غالب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

تو کیا ایسی صورت میں ثالث بالخیر ہمارے حق میں فیصلہ کر کے صحیح رائے قائم کر سکتا ہے یا نہیں۔ کہ ہم کون ہیں۔؟

ذرا اور اوپر چلئے۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ کی نسبت آراء علماء میں بکثرت اختلاف ہے۔ کیا ان آرار کو سامنے رکھکر آج تک آپ نے کوئی فیصلہ کیا ہے یا نہیں؟

ذرا اور اوپر چلئے! حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق امت میں جو اختلاف ہے۔ وہ بھی آپ سے مخفی نہیں۔ کہ وہ افضل الامۃ تھے یا (خاک بدہنِ قائل) فرعون اور ہامان تھے (حیات القلوب شیعہ) کیا اتنے بڑے اختلاف کا فیصلہ بھی آپ نے کبھی کیا ہے یا نہیں؟ ضرور کیا ہوگا۔ اس فیصلہ کی وجوہات کیا ہیں۔ انہی وجوہات سے راویانِ حدیث کا فیصلہ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ محدثینؒ نے اس کے متعلق اصول مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اسی لئے محدثین کی بابت مولانا حالی کا یہ کہنا صحیح ہے ؎

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر
گواہ انکی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احسان فقط اہل دیں پر
وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
یہ بتلائیں لبرل بنے ہیں وہ کب سے

مولانا مودودی صاحب نے بڑے فخر اور مباہات سے لکھا ہے کہ یہ طریق تنقیح گویا ان کی قابلیت کا خاص طرۂ امتیاز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح سے حدیث کے فن پر سر سید احمد خاں مرحوم علیگڈھی نے بھی حملہ کیا تھا۔ موصوف کی اصلی عبارت نقل کر کے اپنے ناظرین کو عموماً اور ممدوح کے ان احباب کو خصوصاً توجہ دلاؤں گا جو حدیث کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ واجب العمل ہے —— وہ ذرا غور سے ان عبارتوں کو پڑھیں اور سوچیں کہ ع

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

موصوف نے اسماء الرجال (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) کی بحث کے بعد لکھا ہے۔

"دوسری اہم چیز سلسلۂ اسناد ہے محدثینؒ نے ایک حدیث کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر راوی جس شخص سے روایت لیتا ہے آیا وہ اس کا ہم عصر تھا۔ یا نہیں۔ ہم عصر تھا تو اس سے ملا بھی تھا یا نہیں۔

ہمیشہ لٹن واچ کمپنی کی گھڑیاں خرید فرمائیے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ملا تھا تو آیا اُس نے یہ خاص حدیث خود اُسی سے سُنی یا کسی اور سے سُن لی۔ اور اس کا حوالہ نہیں دیا۔ ان سب چیزوں کی تحقیق انہوں نے اسی حد تک کی ہے جس حد تک انسان کر سکتے تھے۔ مگر لازم نہیں کہ ہر روایت کی تحقیق میں یہ سب امور ان کو ٹھیک ٹھیک ہی معلوم ہو گئے ہوں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ جس روایت کو وہ متصل السند قرار دے رہے ہیں وہ درحقیقت منقطع ہو۔ اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بیچ میں کوئی ایسا مجہول الحال راوی چھوٹ گیا ہے۔ جو ثقہ نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جو روایتیں مرسل یا معضل یا منقطع ہیں اور اس بنا پر پایۂ اعتبار سے گری ہوئی سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض ثقہ راویوں سے آئی ہوں اور بالکل صحیح ہوں۔

یہ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جن کی بنا پر اسناد اور جرح و تعدیل کے علم کو کلیتہً صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ مواد اس حد تک قابلِ اعتماد ضرور ہے۔ سنت نبویؐ اور آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے۔ مگر اس قابل نہیں ہے کہ بالکل اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔"

(تفہیمات ص۳۲۱ و ۳۲۲)

مجیب:۔

مولانا مودودی صاحب! قاضی کبیر (سیشن جج) کسی خون کے مقدمہ میں وہ تین آدمیوں کی شہادت سے جس کو اس نے جانچ لیا ہو قاتل سے قصاص کا حکم دے یا چور کی چوری پر نصابِ شہادت پا کر ہاتھ کاٹنے کا حکم دے یا زانی کے فعل پر نصاب شہادت پا کر زانی سزا دے۔ تو کیا آپ کے پیدا کردہ احتمالات، ان مقدمات اور ان جیسے اور خطرناک مقدمات پر حاوی ہوں گے یا نہیں۔ آپ بذاتِ خود قاضی کبیر کے عہدہ پر فائز ہو جائیں تو کسی چور یا کسی زانی یا کسی قاتل کو شرعی سزا دیں گے۔ یا ہر شہادت پر یہی احتمال پیش کریں گے۔

میرا گمان ہے۔ اگر ہر شہادت پر آپ یہی گمان پیدا کریں گے تو حکومتِ اعلیٰ کی طرف سے آپ جلد اس عہدہ سے سبکدوش کر دیئے جائیں گے۔

مولینا! میں نے جو مثالیں پیش کی ہیں یہ شرعی مقدمات کی ہیں۔ ان میں شہادتوں کا نصاب بھی قرآن شریف نے مقرر کیا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ انہی نصوص قرآنیہ کی بنا پر محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے قواعد روایت کو استنباط کیا ہے۔ آپ نے جو احتمالات پیدا کئے ہیں ایسے احتمالات شاعر واہنے بھی بتائے ہیں جو کہتے ہیں ؎

بیٹھا ہے بر رقیب سینے یہ خبر نہ تھی
دنیا کے کاروبار ہیں سب اعتبار پر

مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ کلام شعری اور ہے اور کلام خطابی اور ہے محدثینؒ نے معاصرین کی روایت کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ان کی ملاقات ہو چکی ہو۔ اس کا ثبوت ان کو کسی روایت میں مل جائے تو وہ ساری روایتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئے' کافی ہوتا ہے۔ ثبوتِ ملاقات کے لئے ان کے
اصطلاحی الفاظ اخبرنا حدثنا ہوتے ہیں۔ اگر
کسی ایک روایت میں یہ الفاظ مل جائیں تو باقی کے لئے
کافی ہیں۔ اس کی مثال آپ کو علم معانی بیان میں یوں ملے گی
کوئی شاعر سارے قصیدے میں افعال کو زمانہ اور افلاک
کی طرف منسوب کرتا ہے مثلاً کہتا ہے ؎

أَشَابَ الصَّغِيْرَ وَأَفْنَى الْكَبِيْرَ
كَرُّ الْغَدَاةِ وَمَرُّ الْعَشِيِّ

سارے قصیدے میں اس قسم کی نسبتیں زمانہ
کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مگر آخیر جا کر ایک مصرع
یہ بھی ملتا ہے۔ ع

وقيل الله للشمس اطلعي

یعنی خدا سورج کو چڑھنے کا حکم دیتا ہے۔
اس پر صاحب "مطول" اپنی رائے کا اظہار
یوں کرتے ہیں۔
اگر آخری مصرع یہ نہ ہوتا تو شاعر کو دہریہ کہا جاتا
اس ایک مصرع نے بلکہ ایک لفظ نے شاعر کو دہریت
کے فتوے سے بچالیا۔

اردو میں بھی ایک مثال سناؤں تو مفید ہوگی۔
مولانا حالی مرحوم مسلمان تھے اور موحد مسلمان۔ حالانکہ
آپ افعال کی نسبت زمانہ کی طرف کر رہے ہیں۔ جو دہریوں
کا طریقہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

کیا گر تم سے حکومت نے کنارا
تو اس میں نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہے کس کو چارا
کبھی یاں ہے بہمن کبھی یاں ہے دارا

ایسی نسبتیں کرنے والے کو بھی دہریت سے محفوظ
رکھکر خدا کا قائل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی مسدس کے
ایک مصرع میں خدا کا نام یوں لیتا ہے ؎

نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

بس یہ ہے اصول کلام جو ہر قوم میں اور ہر ایک
جماعت میں بلکہ ہر اہلِ علم کے نزدیک مسلّم اور مقبول ہے
جسے آپ نے کمزور سمجھکر ٹال دیا۔ آپ نے متصل اور
منقطع حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

مولینا آپ کو کبھی دنیاوی عدالتوں میں جانے
کا اتفاق ہوا ہوگا۔ یا واقعات آپ نے سُنے ہوں گے
کہ عدالتِ شرعی میں ایک شخص شہادت دے کہ زید نے
عمرؔ کا کچھ دینا ہے۔ عدالت پوچھے تمہیں یہ علم کیسے ہوا۔ وہ
کہے میرے سامنے روپیہ دیا گیا۔ دوسرا گواہ یہ شہادت
دے کہ میں نے کسی آدمی سے ایسا سُنا تھا۔ آپ بحیثیت
قاضی ہونے کے فیصلہ دیں کہ یہ شہادتیں شرعی صورت
میں ایک سی ہیں یا کچھ فرق رکھتی ہیں۔ آپ کے جواب کا
مجھے انتظار رہے۔

خدا جزائے خیر دے محدثین کو جنہوں نے قواعد
ضوابط روایات کو قرآن شریف ہی سے استنباط کیا ہے
اور پھر ایک ایک ذات کو ان قواعد سے جانچا ہے۔ مولینا
حالی مرحوم نے محدثینؒ کے حق میں بالکل صحیح لکھا ہے ؎

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو
اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو
لیا اُس سے جا کر خبر اور اثر کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر
دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھکر

پس آپ کا یہ کہنا کہ "اسناد اور جرح تعدیل کے علم کو کلیۃً صحیح نہیں سمجھا جاسکتا" یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ دنیا کی عدالتیں چاہے طاغوتی ہوں یا شرعی بالکل ناقابلِ اعتبار ہیں۔ ان کے فیصلے صحیح سمجھے جانے کے لائق نہیں ہیں۔ پس آئندہ کو آپ ایک سلسلہ مضمون یہ بھی شائع کریں کہ دنیا کی کسی عدالت کا فیصلہ قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ مگر صرف یہ کہدینا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ قانونِ شہادت ایک نیا تجویز کرنا ہوگا۔ جس پر یہ شعر صادق آئے گا ؎

نہ پیروئ قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کرینگے

اخیر میں آپ کا یہ کہنا استعجاب سے خالی نہیں ہے کہ

"اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے۔ مگر اس قابل نہیں ہے کہ بالکل اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔"

استعجاب کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ اس پر بالکلیہ اعتماد نہ کیا جائے وہ باقی حصہ جس کے نہ ہونے سے اس سلسلہ محدثینؒ کو ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے وہ کیا ہے۔

اگر وہ حصہ وہ ہے جس کو آپ نے مجتہدین کا خاصہ بتایا ہے تو اس کا ذکر مع جواب درجِ ذیل ہے۔

مولینا مودودی کی تنقید کو ہم بغور پڑھتے ہیں تو بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے کہ

مولانا کا مسلکِ اعتدال نہیں۔ بلکہ اعتزال ہے۔

اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصلی معنیٰ میں اعتزال مراد ہے۔

اس لفظ کے معنیٰ علیحدگی کے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف اپنی تحریرات میں عموماً مرزا صاحب قادیانی[1] کا تتبع کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح مرزا صاحب قادیانی اپنی تحریرات میں کسی فن کی اصطلاحات کے پابند نہیں رہتے۔ اسی طرح ہمارے مخاطب مولانا مودودی صاحب بھی اصطلاحاتِ سابقہ کے پابند نہیں رہتے۔ بلکہ بزبانِ حال کہتے ہیں ؎

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا صومعہ نیا بنائیں گے

ہم اس دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

"محدثین رحمہم اللہ کا خاص موضوع اخبار و آثار کی تحقیق بلحاظ روایت کرنا تھا۔ اس لئے ان پر اخباری نقطۂ نظر غالب ہو گیا تھا۔ اور وہ روایات کو معتبر یا غیر معتبر قرار دینے میں زیادہ تر صرف اسی چیز کا لحاظ فرماتے تھے کہ اسناد اور رجال کے لحاظ سے وہ کیسی ہیں۔ رہا فقیہانہ نقطۂ نظر تو وہ ان کے موضوع

---

[1] یہ تشبیہ قادیانی تتبع میں ہے قادیانی مذہب میں نہیں۔ ۱۲ منہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاص سے ایک حد تک غیر متعلق تھا۔ اس لئے اکثر وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوجاتا تھا۔ اور وہ روایات پر اس حیثیت سے بہت کم ہی نگاہ ڈالتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک روایت کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ معنیٰ کے لحاظ سے، وہ زیادہ اعتبار کے قابل نہیں۔ اور ایک دوسری روایت کو وہ قلیل الاعتبار قرار دے گئے ہیں حالانکہ معنیً وہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ یہاں اس کا موقعہ نہیں۔ کہ مثالیں دیکر تفصیل کے ساتھ اس پہلو کی توضیح کی جائے۔ مگر جو لوگ امورِ شریعت میں نظر رکھتے ہیں ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ محدثانہ نقطہ نظر بکثرت مواقع پر فقیہانہ نقطہ نظر سے ٹکرا گیا ہے اور محدثین کرام صحیح احادیث سے بھی احکام و مسائل کے استنباط میں وہ توازن اور اعتدال ملحوظ نہیں رکھ سکے ہیں جو فقہاء مجتہدین نے رکھا ہے۔"

(تفہیمات ص ۳۲۲)

مجیب! یہ اقتباس ہم کو دو باتوں کی اطلاع دیتا ہے۔ ایک یہ کہ فقہ اور حدیث دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اس کی فرع یہ ہو کہ فقیہانہ نظر اور محدثانہ نظر بھی الگ الگ ہے۔ اس موقعہ پر مولانا موصوف کو چاہیئے تھا۔ اپنی منظورِ نظر فقہ کی جامع مانع تعریف کر دیتے اگر ان کی نظر میں وہی تعریف صحیح ہے جو فقہاء کرام نے خود کی ہوئی ہے۔ اسے تو ہم محدثانہ روش کے خلاف نہیں پاتے۔ وہ تعریف صاحب "توضیح" کے الفاظ میں یہ ہے۔

"هُوَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ"

"یعنی جو مسائل قرآن و حدیث سے استنباط کئے جائیں ان کا جاننا علم فقہ ہے۔"

اس تعریف کے مطابق آیئے ہم صحیح بخاری کا مطالعہ کریں۔ اور اس مطالعہ میں ہم مدرسہ دیوبند، مدرسہ رحمانیہ دہلی، مدرسہ لہریا سرائے، اور مدرسہ عمر آباد مدراس وغیرہ کے شیوخ حدیث کو یکجا جمع کر کے تکلیف دیں کہ وہ بعد غور و فکر ہمیں بتائیں کہ امام بخاریؒ نے احادیث کو محض اسناد کی رو سے جمع کیا ہے۔ یا فقیہانہ نظر سے بھی ان سے کام لیا ہے۔ امام ممدوح کی "صحیح" سے ہم ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

آں حضرت علیہ السلام فوت ہوئے تو آپ کی زرہ گروی تھی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ تقریباً بیس بائیس جگہ لائے ہیں۔

اگر ان کی نظر صرف اسناد پر ہوتی تو ایک دفعہ روایت کر دینا کافی تھا۔ پھر یہ تعدد روایت فقیہانہ نقطہ نظر سے پیدا ہوا۔

امام بخاریؒ کی روش بتاتی ہے کہ ممدوح نہ صرف محدث اور فقیہہ تھے۔ بلکہ طالب علموں کے لئے فقیہ گر تھے۔

اگر آپ کو گھڑی کی ضرورت ہو تو ملٹن واچ کمپنی سے خریدیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جزاہ اللہ عنا وعن سائر الطالبین۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ سند حدیث کی روح ہے۔ بلکہ محدثین کی اصطلاح میں سند ہی حدیث ہے۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے۔ "اگر سند حدیث کی ضروری نہ ہوتی تو جو کوئی چاہتا کہلیتا۔"

اس موقعہ پر مجھے حضرت ابوالاستاد مولینا ذوالفقار علی مرحوم (مترجم حماسہ) کا شعر یاد آگیا جو انہوں نے علمِ حدیث کی تعریف میں کہا ہوا ہے۔ ؎

اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا
وَمَا سِوَى ذَالِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِينِ

(ترجمہ) "پختہ علم وہی ہے جس میں حدثنا کی سند ہو باقی مشکوک ہے"

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محدثینؒ فقیہانہ نظر سے خالی تھے۔ یہ بات بھی طرداً للباب (چلتے چلتے) ظاہر کردوں تو بے جا نہ ہوگا کہ فقہ اور فقیہانہ نظر دو قسم پر ہے۔ اس کو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے واضح طور پر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"ایک فقہ تو وہ تھی جو قرآن و حدیث سے استنباط کی جاتی تھی۔ دوسری وہ کہ متاخرین فقہاء نے سابقین فقہاء کے اقوال کو اصل قرار دیکر ان سے مسائل استخراج کرنے شروع کئے۔ اس قسم کے مسائل کا مجموعہ فقہ قسم ثانی ہے۔"

جب میں صحیح بخاری کو پڑھتا ہوں تو ممدوح کی اصل نظر قرآن و حدیث پر پاتا ہوں۔ مگر گاہے بگاہے صحابہ اور تابعین وغیرہ کے اقوال کو بھی پیش کرکے استخراج کرلیا کرتے ہیں۔ گو ان کے اور سب محدثین کے نزدیک حجتِ شرعیہ فقہ قسم اول ہی ہے۔ اور فقہ قسم ثانی مع اس کے ماخذوں کے ان کے نزدیک حجتِ شرعیہ ملزمہ نہیں۔ بلکہ حجتِ اقناعیہ ہے۔ اس لئے کہ ان کا اصول ہے۔

"قَوْلُ الصَّحَابِيِّ لَيْسَ بِحُجَّةٍ"[1]

ہاں اعتدال کا مسلک چھوٹ نہ جائے۔ اس لئے میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ محدثینؒ میں ایسے حضرات بھی ہیں جن کی اصل غرض روایات جمع کرنا ہی ہے۔ فقیہانہ استنباط ان کے مقصد کے علاوہ ہے۔ مگر اجنبی اور غیر نہیں۔ اس کی مثال صحیح مسلم ہمارے سامنے موجود ہے۔ جو ایک ہی حدیث کو تحویلات کرکے مختلف سندوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ بعض اسناد میں اتنا باریک فرق ہوتا ہے جس کو واؤ اور فاء کا فرق کہنا چاہیئے۔ تیسری کتاب ہمارے سامنے صحیح ترمذی ہے۔ اس کی روش ہی نرالی ہے۔ وہ مثل امام بخاریؒ کے استنباطی تراجم مقرر نہیں کرتے۔ مگر عموماً ہر باب کے اخیر فقہاء اسلام کے اقوال نقل کردیتے ہیں۔ جس

---

[1] بے شک کتاب و سنت کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ ص

گھڑیوں کے شوقین ہمیشہ لمٹن کی گھڑی خریدتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ذخیرہ معلومات جمع کر کے طلباء کے سامنے رکھا جائے۔

(جزاهم الله عنا)

اسی طرح دیگر کتب احادیث میں ہم کو محدثانہ اور فقیہانہ نظریں ملتی ہیں۔ یہ تو فقہ اپنی پرانی تعریف کے مطابق ہے۔ جس کو ہم نے کتاب توضیح سے نقل کیا ہے۔ اگر فقہ کی کوئی جدید تعریف مودودی صاحب کی نظر میں ہے۔ تو ہم اس کے سننے کے متمنی ہیں۔ آپ نے اسی اقتباس میں یہ فقرہ بھی لکھدیا ہے۔

"ایک روایت کو انہوں نے (محدثین رحمہم اللہ) نے صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ معنیً اسے کے لحاظ سے وہ زیادہ اعتبار کے قابل نہیں"

(حوالہ مذکور)

ہم تصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اس فقرہ کو نہیں سمجھے۔ کہ معنیً اسے آپ کی مراد کیا ہے لفظی ترجمہ ہے یا کچھ اور۔ اور اس کی مثال کون سی حدیث ہے جو سند کے لحاظ سے محدثینؒ کے نزدیک صحیح ہو۔ اور معنیً کے لحاظ سے فقہاء کے نزدیک اعتبار کے قابل نہ ہو۔ آپ کی رفع تکلیف کے لئے میں خود ہی ایک حدیث پیش کئے دیتا ہوں۔ جس کو بعض فقہاء نے خلاف قیاس کہکر نظر انداز کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ

جو شخص گائے یا بھینس مصراۃ[1] خریدے اس کا دودھ کم پائے اور اس کو واپس کرنا چاہے تو ایک صاع غلہ یا کھجوروں کا ساتھ دے"۔

کہتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے۔

محدث اس کے جواب میں کہتا ہے۔ یہ قیاس اصطلاحی نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی ذاتی رائے ہے۔ جو ایک معنیً سے حدیث کا مقابلہ ہے۔

اب میں مولانا مودودی اور ناظرین کو بالائی منزل میں لیجانا چاہتا ہوں۔ پس ناظرین غور سے سنیں۔

محدثینؒ سند حدیث کے ذریعہ سے متن حدیث کو لیکر گویا دربار رسالت میں پہنچ جاتے ہیں —— اسی اعتبار سے وہ گویا بارسالت کی زبان مبارک سے الفاظ حدیث سُن لیتے ہیں۔ اس لئے ان کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ ہمارا فہم یا قیاس اس متن حدیث کے مخالف ہے یا موافق ہے —— وہ زبان اور دل کے اتفاق سے کہتے ہیں۔

"سمعنا واطعنا"

اس وقت ان کی زبان پر یہ ورد ہوتا ہے

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے
یہاں وہم وخطا کا دخل کیا ہے

(خطاب بہ مودودی)

---

[1] وہ گائے یا بھینس جس کو فروخت کرنے کے لئے دودھ پہلے سے روکا جائے۔

ملتوں کی گھڑیاں بڑی عجیب وغریب ہوتی ہیں ——!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدثین رحمہم اللہ

از مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ

گروہ ایک جویا تھا علم نبیؐ کا لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دُھن میں آساں کیا ہر سفر کو اِسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو لیا اُس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسمِ ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے ہیں جو دفتر گواہ اُن کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا اُن کا احساں یہ اک اہلِ دیں پر وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث کا فرض

ہر اہلحدیث کا فرض ہے کہ وہ مجاہد بنے، جہاد کرے۔ یاد رہے کہ سب سے بڑا جہاد تبلیغ ہے۔ یعنی حق بات کہنا۔ حق بات کا ساتھ دینا۔ حق بات کی اشاعت کرنا، اور تن، من، دھن سے تبلیغ حق میں مصروف ہونا۔ یعنی زبان سے، قلم سے اور رقم سے حدیثِ نبوی کی امداد کرنا ہر اہلحدیث کا فرض اولیں ہے۔ اسی تبلیغ اور حدیث نبوی کی اشاعت کے لئے ہم نے بھی چند رسالے مرتب کئے ہیں۔ جو ختم ہو گئے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل رسالے ہنوز مل سکتے ہیں۔ برادرانِ اہلحدیث کو چاہیئے کہ جس طرح بھی ہو سکے زیادہ سے زیادہ منگا کر خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں۔ ہم دعویٰ سے عرض کرتے ہیں کہ جس کے پاس بھی یہ رسالہ ہوں گے وہ دشمن کو منہ توڑ جواب دے سکیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ قیمت نہیں اشاعتِ فنڈ اور محصول بھیجنے پر روانہ کر دیئے جائیں گے۔

پہلا رسالہ "انتخابُ الاربعین" ہے۔ جو ختم نبوت پر لکھا گیا ہے۔ جس میں اول حدیث۔ پھر زبر، زیر۔ پھر ترجمہ اردو۔ پھر تشریح۔ ختم نبوت پر اس کی موجودگی میں کوئی مرزائی دم نہ مار سکیگا۔ صرف ۵

دوسرا رسالہ "ثعبان بجواب رضوان"۔ لاہور کے ایک بریلوی اخبار کے نماز نمبر کا دانت توڑ جواب ہے، جس کا جواب دینے سے حنفی تنگ، لاچار، اور مجبور ہو چکے ہیں۔ صرف ۵ر

تیسرا رسالہ مناظرہ تراویح :۔ مشہور حنفی عالم اور اہلحدیث کے سوال و جواب اور اصل پرچوں کی حرف بحرف عبارات درج ہیں۔ مسئلہ تراویح پر اس رسالہ کی موجودگی میں بیس۲۰ تراویح والا دم توڑ کر بھی مر جائے تب بھی بیس۲۰ تراویح ثابت نہ کر سکے گا۔ اور روئے زمین کے احناف کو ایک حدیث دکھانے پر ایکہزار روپیہ انعام رکھا ہے۔ صرف ۵ر

پتہ :۔

ابو الشفیق محمد رفیق خان خطیب جامع کلاں پسرور ضلع سیالکوٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وضع حدیث

(از جناب مولانا الحافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل روپڑی)

"صحیفہ اہلحدیث" کراچی جہاں اور خدماتِ دینی انجام دے رہا ہے۔ ان میں سے ایک نمایاں خدمت یہ "حدیث نمبر" ہے۔ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی تحریک قریباً ایک سال سے ہو رہی تھی۔ مگر کچھ اسباب ایسے پیدا ہوتے رہے کہ اشاعت میں دیر ہو گئی۔ یکم جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۵۱ء کے صحیفہ میں چند علماء سے "حدیث نمبر" کے متعلق تعاون کی درخواست کی گئی۔ ان کی فہرست میں میرا بھی نام تھا۔ لیکن میں اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ کر سکا۔ اس کے بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۵۱ء کو مولانا عبدالستار صاحب امام جماعت غرباء اہلحدیث کا خط ملا۔ جس میں یہی درخواست تھی۔ اور لکھا تھا کہ کراچی سے منکرینِ حدیث .... کا ایک ماہوار رسالہ "طلوعِ اسلام" نکلتا ہے۔ جو حدیث کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے ہمارا اور آپ کا فرض ہے کہ اس زہر کے دفعیہ کے لئے دنیا کے سامنے تریاق پیش کریں۔ اس کے بعد رسالہ "طلوعِ اسلام" پہنچا۔ اس کو دیکھا تو اس میں "وضع حدیث" کے عنوان سے ایک بسیط مضمون درج تھا۔ جو مولانا اسلم صاحب جے راجپوری کا لکھا ہوا ہے۔ واقعی یہ مضمون حدیث کے حق میں بڑا زہریلا ہے۔ مگر غالب خیال ہے کہ ہماری جماعت میں سے ضرور کسی نے اس کا جواب لکھا ہوگا۔ کیونکہ "طلوعِ اسلام" کا یہ نمبر جس میں یہ مضمون درج ہے نومبر ۱۹۴۹ء کا ہے۔ اس کو دو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے بہت بعید ہے کہ اتنی مدت میں اس کا جواب نہ ہوا ہو۔ ہاں کسی کی نظر سے نہ گذرا ہو تو یہ علیحدہ بات ہے۔ بہر صورت چونکہ "صحیفہ" والوں کی مرضی تھی۔ کہ میں اس کا جواب

ملٹن کی گھڑیاں اپنی خوبیوں میں اپنی مثال آپ ہیں نام یاد رکھئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

لکھوں۔ اس لئے میں نے بھی اس کے جواب کی ٹھان لی۔ لیکن خدا کی شان، علائق، عوائق ایسے غالب آتے رہے۔ کہ جواب نہ لکھ سکا۔ حالانکہ اس کا جواب بالکل سہل تھا۔ بلکہ یہ مضمون آپ ہی اپنا جواب تھا۔

اس کے بعد ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۱ء کو مولانا عبدالستار صاحب کے صاحبزادے مولوی عبدالغفار صاحب کا لفافہ ملا۔ اس میں بھی جواب کے لئے بہت زور دیا۔ اور لکھا کہ صرف آپ ہی کے مضمون کا انتظار ہے۔ لیکن باوجود کوشش کے میں جلدی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے لئے میں عملہ "صحیفہ" سے معذرت چاہتا ہوں۔ کہ میری وجہ سے حدیث نمبر کی اشاعت میں کافی التواء ہو گیا۔ اور "اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ" کے تحت طبائع کو بہت زیادہ کوفت[له] ہوئی۔ مگر کیا کیا جائے۔ "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ"

خیر اب میں بتوفیقِ الٰہی مضمون مذکور کا جواب لکھتا ہوں۔

صورتِ جواب

مولانا جیراجپوری اپنی جماعت میں علامہ فہامہ کہلاتے ہیں لیکن جب مضمون دیکھا تو یہ شعر یاد آیا ؎

شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی ٭ جا کر جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

وجہ اس کی یہ کہ مولانا جیراجپوری کا یہ مضمون آپ ہی اپنا جواب ہے۔ مگر ان کو پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ اس بنا پر میرا خیال ہے کہ صورتِ جواب اس طرح ہو کہ ان کا مضمون من وعن نقل کیا جائے اور جستہ جستہ جواب دیا جائے تاکہ ناظرین کو اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ یہ آپ ہی اپنا جواب ہے۔

مولانا جیراجپوری کی عبارت کا عنوان "جیراجپوری" اور ہمارے جواب کا عنوان "جواب" ہوگا۔ اب بفضلِ خدا جواب شروع ہوتا ہے۔ وھو الموفق للتحقیق والھادی الی سواء الطریق۔

(حافظ) عبداللہ (صاحب)

له خیر کوئی بات نہیں "دیر آید درست آید" جب قارئین حدیث نمبر کا مطالعہ کریں گے تو ان شاء اللہ تمام کوفتیں دور ہو جائیں گی ۱۲ ص

"جیراجپوری"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا تاکید کے ساتھ فرمایا تھا۔ کہ "جو شخص میرے اوپر قصداً جھوٹ بولے وہ جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنالے"۔ یہ حدیث اتنے صحابہؓ سے مروی ہے کہ بعض بعض ائمہ حدیث نے اسکے

وقت کے پابند ہونے کے لئے ... کی گھڑی خریدیئے!

www.KitaboSunnat.com

متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن باوجود
اس دعید کے بھی ایسے لوگ تھے جو اسی
زمانہ سے جھوٹی حدیثیں گھڑنے لگے۔ ملا علی
قاری نے موضوعاتِ کبیر میں امام طبرانی کی
"اوسط" اور ابن عدی کی "کامل" کے حوالہ سے
لکھا ہے کہ مدینہ سے ۲ دو میل کے فاصلہ
پر حی بنی لیث میں کسی شخص نے ایک عورت
کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ جس کو اس
عورت کے سرپرستوں نے نامنظور کر دیا۔
وہ شخص حُلّہ نبوی کے مشابہ ایک لباس پہنکر
وہاں گیا۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجھے یہ حلہ عطا فرمایا ہے اور اختیار
دیا ہے کہ میں تمہاری عورتوں کے بارے
میں جو چاہوں حکم دوں۔ ان لوگوں نے
کہا کہ رسول اللہ کا فرمان سر آنکھوں پر۔ یہ
کہکر اس کو ایک مکان میں ٹھیرایا اور اپنے
۲ دو آدمی تصدیق کے لئے دربارِ رسالت
میں بھیجے۔ آں حضرت سُنکر نہایت برہم
ہوئے اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاکر
اس کو قتل کر کے آگ میں جلا دو۔ جب
انصاری پہنچے تو دیکھا کہ سانپ کے کاٹ
لینے سے وہ مرچکا تھا۔ انہوں نے اسکی
لاش کو آگ میں جلا دیا اور واپس چلے آئے۔
شیخ طاہر جزائری اپنی کتاب "توجیہ النظر
الیٰ اصول الاثر" کے صفحہ ۲۴۷ میں لکھتے ہیں

وقد کذب علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو حی وقد کان فی
عصر الصحابۃ منافقون ومرتدون۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی زندگی
ہی میں جھوٹ بولا گیا۔ اور زمانہ صحابہؓ میں
منافقین و مرتدین تھے۔

جواب! مولانا جیراجپوری کے اس مضمون سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خدا کی طرف سے وحی کی حفاظت
کا خاص اہتمام تھا۔ ذرا سا کسی نے آپؐ پر جھوٹ بولا تو
اس پر ایسی آفت نازل ہوئی کہ آئندہ کوئی جرأت نہ
کر سکے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہؓ میں وضع
احادیث کا رائج ہونا مشکل تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے وہ نورِ فراست
رکھتے تھے۔ کہ فوراً تاڑ جاتے کہ یہ شخص مشکوک ہے۔
اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
تصدیق کے لئے ۲ دو آدمی بھیجے۔

خلاصہ یہ کہ جیراجپوری صاحب نے
اپنے مضمون کی آپ ہی تردید کر دی۔ اور ثابت کر دیا
کہ وحی الٰہی کی آسمانی حفاظت بھی تھی۔ اور زمینی بھی۔
والحمد للہ علیٰ ذالک۔

جیراجپوری! عہدِ صحابہ صحابہؓ کرام کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ
"لَا تَكْتُبُوْا عَنِّیْ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ وَ

ملتان کی گھڑیاں اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہر جگہ مشہور ہیں۔!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَتَبَ عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ "

" مجھ سے سوائے قرآن کے اور کچھ نہ لکھو اور جو کسی نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا ڈالے "

علماء نے اس کی توجیہ یہ لکھی ہے۔ کہ قرآن کی حفاظت کے لئے یہ حکم دیا تا کہ کوئی دوسری چیز اس کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے لیکن درحقیقت یہ وجہ نہ تھی۔ ورنہ آپ یہ حکم دیتے کہ قرآن کو الگ لکھو اور روایتوں کو الگ۔ بلکہ مقصد اس ممانعت کا یہ تھا کہ لوگ روایات میں نہ پڑ جائیں۔ کیونکہ جب روایت کا سلسلہ چلتا ہے تو سچ کے ساتھ جھوٹ بھی پھیلنے لگتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول ہی کے عہد میں لوگ روایتوں میں اختلاف کرنے لگے۔ اور جب انہوں نے دیکھا تو لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آج تم روایات میں اختلاف کرتے ہو۔ ایک زمانہ آئیگا کہ لوگ اس سے بھی زیادہ اختلاف کریں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی روایت نہ کرو[۱]

حضرت ابو بکر نے ایک مجموعہ احادیث بھی لکھا تھا جس میں قریبًا پانچ صد حدیثیں تھیں۔ مگر آخر میں اس کو حضرت عائشہؓ سے لیکر آگ میں جلا دیا۔ کیونکہ ان کا خیال ہوا کہ ممکن ہے میں نے کسی کو معتبر سمجھکر کوئی روایت اس سے لکھدی ہو اور درحقیقت وہ معتبر نہ ہو[۲]۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس مجموعہ میں جملہ حدیثیں ایسی تھیں کہ انہوں نے لوگوں سے سنکر لکھی تھیں۔ کیونکہ وہ خود دربار رسالت کے رکن رکین تھے۔ اور اپنے کان سے آنحضرت کی باتیں سنتے تھے۔ جن میں ان کو شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ لیکن چونکہ روایات میں اختلاف اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور امت کو بحیثیت خلیفۂ اسلام ہونے کے انہوں نے اس سے روک دیا تھا۔ اس لئے خود بھی پسند نہ کیا کہ روایات کا مجموعہ چھوڑ جائیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے بھی کچھ فرمودۂ نبویؐ اپنے پاس لکھ رکھا تھا۔ لیکن یہ مجموعہ بھی کسی کو نہ ملا۔ معلوم نہیں کہ ضائع ہو گیا۔ انہوں نے بھی حضرت ابو بکر کی طرح جلا دیا

---

۱ تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی ذکر ابی بکرؓ ۲ تذکرۃ الحفاظ ۱۲ منہ

ملٹن کی گھڑی آپ کو ہمیشہ کے لئے مطمئن کر دیگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساری آفت منافقوں کی وجہ سے تھی جو سنتے کچھ تھے۔ اور بیان کچھ کرتے تھے۔ آں حضرت کے بعد عہدِ صحابہؓ میں منافقین کے ساتھ مرتدین کی بھی جماعت تھی۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے روایتِ حدیث کی ممانعت کی۔ اور بعض بعض معتمد صحابہؓ نے جو روایتیں کیں ان پر شہادت طلب فرمائی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں اور بھی سختی کی اور لوگوں کو روایت میں پڑنے سے منع فرمایا۔ اگر کوئی روایت بیان کرتا تو جب تک اس کے گواہ نہ لے لیتے نہ چھوڑتے۔ لیکن باوجود اس کے روایتیں پھیلیں۔ اور کچھ لوگ اگر سچی روایتیں بیان کرنے والے تھے تو کچھ ایسے بھی تھے جو جھوٹ گھڑنے لگے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ بشیر بن کعب نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حدیثیں بیان کرنی شروع کر دیں انہوں نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ بشیر نے کہا کہ کیا بات ہے جو آپ میری حدیثیں نہیں سنتے۔ فرمایا کبھی وہ زمانہ تھا کہ جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیان کرتا تو ہم جھپٹ کر اس کی طرف بڑھتے۔ اور کان لگا کر سنتے۔ مگر جب سے لوگوں نے ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں شروع کیں اس وقت سے ہم نے حدیث کو ترک کر دیا۔

یہی وجہ تھی کہ اکثر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم نے حدیثیں بیان کرنی چھوڑ دی تھیں حضرت زید بن ارقمؓ سے ابن ابی لیلیٰ نے کہا۔ کہ کوئی حدیثِ رسول اللہ سنائیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بوڑھے ہو گئے اور بھول گئے۔ حضرت زبیرؓ سے ان کے بیٹے عبداللہؓ نے فرمائش کی کہ آں حضرت کی کوئی حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن مالک کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک گیا۔ مگر ایک روایت بھی نہ سنی۔

امام شعبی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں ایک سال تک رہا لیکن انہوں نے کوئی حدیث بیان نہ کی"۔

جواب ۱

ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ جیراجپوری صاحب کا مضمون آپ ہی اپنا جواب ہے۔ خدا جانے لکھتے لکھتے بھول جاتے ہیں۔ یا بے سوچے سمجھے لکھے جاتے ہیں۔ دیکھئے روایتوں کی تردید کرتے کرتے آخر میں یہ لکھ دیا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ جو روایتیں لیتے تحقیق سے لیتے ــــ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ ابوبکرؓ نے جو مجموعہ لکھا تھا وہ غیر محقق نہ تھا۔ خواہ دوسرے سے سنا ہو یا خود سنا ہو۔ رہی یہ بات کہ پھر

ملٹن کی گھڑیوں پر موسم کا کوئی ناخوشگوار اثر نہیں پڑتا!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلایا کیوں؟ سو اس کی وجہ سنئے! مختصر جامع بیان العلم کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَمْ يَكُنْ مَعَ ابْنِ شِهَابٍ كِتَابٌ إِلَّا كِتَابٌ فِيهِ نَسَبُ قَوْمِهِ وَلَمْ يَكُنِ الْقَوْمُ يَكْتُبُونَ إِنَّمَا كَانُوا يَحْفَظُونَ فَمَنْ كَتَبَ مِنْهُمُ الشَّيْءَ فَإِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُهُ لِيَحْفَظَهُ فَإِذَا حَفِظَهُ مَحَاهُ۔

وَقَالَ مَسْرُوقٌ لِعَلْقَمَةَ اُكْتُبْ لِيَ النَّظَائِرَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْكِتَابَ يُكْرَهُ قَالَ بَلَى إِنَّمَا أُرِيدُ أَنْ أَحْفَظَهَا ثُمَّ أُحَرِّقُهَا۔

"امام مالکؒ نے فرمایا امام ابن شہابؒ (زہری) تابعی کے پاس صرف اپنی قوم کی نسب کی کتاب تھی۔ فرمایا سلف لکھتے نہ تھے۔ بلکہ وہ صرف حفظ کرتے۔ اور جو ان سے لکھتا وہ صرف حفظ کرنے کے لئے لکھتا۔ جب حفظ کر لیتا تو مٹا دیتا۔ اور امام مسروق تابعیؒ نے علقمہ تابعیؒ کو کہا کہ مجھے آپس میں ملتی جلتی احادیث لکھ دو۔ علقمہؒ نے کہا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ کتابت مکروہ ہے۔ مسروقؒ نے کہا میرا مقصد حفظ کرنا ہے پھر جلا دوں گا"۔

اور مختصر جامع البیان صفحہ ۳۴ میں ہے۔ ابو عمر حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔ کہ

جس نے کتابت کو مکروہ سمجھا ہے۔ اس نے دو وجہ سے مکروہ سمجھا ہے۔ ایک یہ کہ حدیث رسول اللہ کتاب اللہ کے برابر نہ ہو جائے۔ دوسرے کتابت کی وجہ سے حفظ کرنے میں عموماً سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کتابت پر اعتماد ہو جاتا ہے"۔

پھر لکھا ہے کہ

عرب اول کا عام دستور حفظ ہی کا تھا۔ اور یہ لوگ انہی کی طبائع پر پیدا ہوئے۔ اور ان کے حافظے بلا کے تھے۔ کتابت کے چنداں محتاج نہ تھے۔ ابن عباسؓ کے کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ عمر بن ابی ربیعہ کا (طویل) قصیدہ صرف ایک ہی دفعہ سنا اور ان کو حفظ ہو گیا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں

"میں جب بقیع (منڈی مدینہ منورہ) سے گزرتا ہوں تو اس خطرہ سے اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ کوئی فضول بات کان میں داخل نہ ہو جائے۔ خدا کی قسم! میرے کان میں جو بات داخل ہوئی کبھی نہیں بھولی"۔

اور شعبیؒ سے بھی اسی کے قریب مروی ہے۔ اور انہی کے قریب دوسرے بزرگوں کے حالات ہیں۔ جن کو خدا نے دین کا محافظ بنایا۔ چنانچہ اس کی تفصیل کچھ آگے آتی ہے۔

لیکن باوجود اس کے ان کا حفظ کرنے کے لئے لکھنا یہ اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ عہد نبوی کی طرح عہد صحابہؓ بلکہ ان کے بعد فن حدیث کا بڑا اہتمام ہوا۔ جھوٹ تو کجا شک کو بھی نزدیک پھٹکنے نہیں دیا۔ اور خود حکومت نے ہی اس کا اہتمام کیا۔ جیسے خود مولانا جیراجپوری نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہ کی اس میں سختی ذکر کی ہے۔ بھلا جس فن کا اتنا اہتمام ہو کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیا ہو اس کو غیر معتبر

آپ کو سب گھڑیوں سے بہتر ملٹن واچ کمپنی کی گھڑی معلوم ہو گی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

لکھنا کسی سر پھرے ہی کا کام ہے۔

اور اسی سے غیر قرآن لکھنے کی ممانعت کا مطلب بھی واضح ہوگیا کہ یہ حکم بطور استحباب اور بطور احتیاط تھا۔ یا ابتدا ہی میں تھا۔ تاکہ قرآن محفوظ رہے۔ اور حدیث کے ساتھ خلط ملط نہ ہو۔

اور اگر ممانعت کا مطلب وہ ہوتا جو جیراجپوری صاحب نے بیان کیا ہے کہ لوگ روایات میں نہ پڑ جائیں تو ابوبکرؓ اور عمرؓ ایسے اجل صحابہؓ روایات میں کیوں پڑتے؟! اور جیراجپوری صاحب کا یہ خیال کہ حفاظت کے لئے ممانعت نہ تھی۔ ورنہ آپ یہ حکم دیتے کہ قرآن کو الگ لکھو۔ اور روایتوں کو الگ۔

یہ واقعات سے بے خبری ہے۔ اس وقت کاغذ نہیں ملتا تھا۔ قرآن مجید بھی کہیں چمڑے پر، کہیں ہڈی پر، کہیں کھجور کی چھڑی پر لکھا جاتا تھا۔ اور کبھی اتفاقاً کاغذ کا پرزہ مل گیا۔ ایسے حالات میں اگر روایات عام طور پر لکھی جاتیں تو روایات کی کثرت پر نظر کرتے ہوئے خدا جانے ان چیزوں کا محفوظ رہنا کتنا مشکل ہو جاتا۔ خواہ کتنا احتیاط ہوتا گڑبڑ یقینی تھی۔

اس لئے آپ نے ابتدا ہی میں روایات لکھنے کا راستہ ہی بند کر دیا۔ اور اگر فرضاً مان لیا جائے کہ الگ الگ لکھنے کا حکم دینے سے بھی حفاظت ہو سکتی تھی۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ راستہ بند کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو ترجیح دی ہے

علاوہ اس کے اگر یہ ممانعت روایات کا دروازہ بند کرنے کے لئے ہوتی تو فتح مکہ کے موقعہ پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو شاہ رضی اللہ عنہ کے لئے اپنا خطبہ کیوں لکھواتے۔ اور عمرو بن حزمؓ کو ایک کتاب لکھ کر دی جس میں زکوٰۃ کے مفصل احکام تھے۔ اسی طرح کئی موقعے ہوئے۔

اور حضرت علیؓ کے پاس دیت وغیرہ احکام کے متعلق ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا۔ اور عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا لکھنا تو خود جیراجپوری صاحب کی عبارت میں موجود ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ ممانعت صرف قرآن مجید کی حفاظت کے لئے تھی۔ اور بعد میں رفع ہوگئی۔ جب کہ قرآن مجید میں دنیا ماہر ہوگئی۔ صحابہؓ میں بہت قرار و حفاظ پیدا ہوگئے۔ اور خلط ملط ہونے کے خطرے سے کلام الٰہی محفوظ ہوگیا۔ بلکہ مختصر جامع بیان العلم" ص۳۶ میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمروؓ کو کتابت کا خود ارشاد فرمایا۔

ص۳۵ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو کتابت کا ارشاد فرمایا۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ سے بھی روایت کیا ہے کہ وہ کتابت کا ارشاد فرماتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص خاص صحابہؓ کو جن پر اعتماد تھا کہ وہ کلام الٰہی کو خلط ہونے کے خطرہ سے محفوظ رکھیں گے ان کو پہلے ہی سے کتابت کی اجازت تھی۔ بہر صورت کتابت سے ممانعت کا

ملٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی۔

www.KitaboSunnat.com

دروازہ بند کرنے کے لئے نہ تھی۔ بلکہ اختلاط کے خطرہ کی وجہ سے بطور استحباب اور بطور احتیاط تھی۔

اور عبداللہ بن عمرؓ کے مجموعہ کی بابت جیراجپوری صاحب کا یہ کہنا کہ وہ کسی کو نہیں ملا۔ یہ تاریخ سے ناواقفی ہے — عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند کی بحث میں علماء نے لکھا ہے کہ وہ اپنے جد کے صحیفہ سے روایت کرتے تھے۔

اور عموماً کتاب لکھی ہوئی اپنے گھرانے میں ہی رہتی ہے۔ نیز صحابہؓ وغیرہ صرف کتابت پر نہیں رہتے تھے۔ بلکہ جو کچھ لکھتے اس کو حفظ کر لیتے۔ کتابت صرف زیادہ احتیاط کے لئے ہوتی ہے۔ جب اچھی طرح روایتیں محفوظ ہو جاتیں تو زبانی پڑھاتے۔ کتاب میں دیکھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ جیسے قرآن مجید پڑھاتے۔

یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے عام طور پر جو لوگوں نے روایتیں کی ہیں ان میں کتاب سے دیکھ کر پڑھانے کا ذکر نہیں۔ اس طرح سے ان کی سب روایتیں متفرق طور پر آگے پہنچ گئیں۔ جن کا مجموعہ تقریباً مسند احمد وغیرہ میں ہے۔

اور جو نہ لکھتے یا لکھنا نہ جانتے ان کے پاس جتنی حدیثیں ہوتیں دہراتے رہتے اور درس دیتے رہتے۔ اسی لئے ابوہریرہؓ جن کے پاس حدیث کا ذخیرہ زیادہ تھا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی۔ کہ وتر اول رات پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ علمی شغل کی وجہ سے آخیر رات اٹھنا مشکل تھا۔ اور قریب قریب قرآن مجید کا بھی یہی حال تھا۔ اس کا مدار کتابت پر نہیں تھا۔ بلکہ حفظ پر تھا۔ اگر باقاعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصحف ہوتا۔ اور ساتوں قرأتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصحف میں ہوتیں۔ اور باقاعدہ مرتب ہوتیں۔ اور سب صحابہؓ اسی سے نقل کرتے تو حضرت عثمانؓ کی خلافت میں نہ قرأتوں میں اختلاف ہوتا نہ ترتیب سُور میں۔ اور نہ عہدِ خلافت ابوبکرؓ میں لڑائیوں کے زور کے موقعہ پر بہت سے قراء اور حفاظ کے شہید ہونے سے قرآن مجید کے جانے کا صحابہؓ کو خطرہ ہوتا۔ جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے حضرت ابوبکرؓ وغیرہ نے جمع قرآن کی طرف توجہ کی۔ جیسے بخاری وغیرہ میں ہے۔ اسی قسم کے واقعات اس بات کی بین دلیل ہیں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا بھی اصل دارومدار حفظ پر تھا۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اپنا وعدہ پورا کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس کی شہادت موجود ہے۔

"بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ"

نیز ہم نے تو عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے صحیفے کا پتہ تھوڑا بہت دیدیا۔ اب جیراجپوری صاحب ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوائے ہوئے قرآن مجید کا پتہ دیں۔ کہ وہ کہاں ہے؟ مگر پتہ دینے سے پہلے ذرا مشکوٰۃ "باب فضائل القرآن" کے اخیر میں بخاری شریف کی دو حدیثیں دیکھ لیں — جن میں ذکر ہے کہ تدوینِ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوئی۔ بلکہ عہدِ خلافت، حضرت ابوبکرؓ کے

ملتان کی گھڑی ہمیشہ اپنے پاس رکھیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حکم سے زید بن ثابتؓ وغیرہ نے کی۔ اور دوسری میں ذکر ہے کہ عہدِ خلافت عثمانؓ میں قراتوں میں اختلاف ہوا، تو حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو ایک قراءت کا پابند کر دیا۔

اصل میں جیراجپوری صاحب کی نظر وسیع نہیں۔ وہ اپنے ماحول سے متاثر ہیں۔ اس وقت بے شک کتابت پر دار و مدار ہے۔ لیکن اُس وقت کا ماحول کچھ اور تھا۔ ان کا دین و دنیا کتاب و سنت تھی حکومت کا قانون بھی یہی تھا۔ لوگوں کے معاملات بھی یہی تھے۔ عبادت خانے اور مساجد بھی انہی سے آباد تھیں، بازاروں اور شاہی درباروں اور مجلسوں، کمیٹیوں سب شعبوں میں کتاب و سنت ہی کی حکومت تھی۔

دیکھئے! مادری زبان کا پلٹنا کتنا مشکل ہے لیکن کتاب و سنت نے اتنا زور پکڑا کہ ملکوں کی زبانیں بدل ڈالیں۔ یہاں تک کہ ان کا نام و نشان ہی مٹا دیا۔ مصر کی زبان قبطی تھی وہ خالص عربی بن گئی۔ شام و عراق میں فارسی بولی جاتی تھی وہ بھی عربی ہو گئی۔ اسی طرح کئی اور ملکوں پر اثر پڑا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو شئے نسل میں آجاتی ہے۔ اور جس کی سرپرستی حکومت کرتی ہے اور جس کا مجسمہ ہر وقت سامنے رہتا ہے وہ خود بخود ہی حفظ ہو جاتی ہے۔ اور حفظ رہتی ہے پھر قدرت کو جو کام کرنا اور کرانا منظور ہوتا ہے موقع محل کے لحاظ سے ویسے ہی اس کے سامان و اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے متعلق کسی کو خیال تھا کہ فرعون کے جبر و تشدد سے نجات پا کر اس کی جگہ مصر کے بادشاہ ہو جائیں گے۔ مگر قدرت نے اسی کے ہاتھ سے اس کے دشمن (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی پرورش کی جس سے اس کی بادشاہی پر زوال آیا۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ اس سے بھی عجیب تر ہے۔ جو تجویز ان کی تذلیل کے لئے کی گئی وہی ان کی عزت کا باعث ہوئی۔

کوئیں میں ڈالے گئے تو یہی مصر پہنچنے کا سبب بنا۔ زلیخا نے جیل میں بھجوایا تو اس ذریعہ سے بادشاہ تک رسائی ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہجرت کا واقعہ بھی اسی کے مشابہ ہے۔ کفار نے بظاہر جتنی ذلت سے نکالا اتنی ہی عزت اور شان و شوکت سے آٹھ سال بعد مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی۔

ایسے واقعات بے شمار ہوئے۔ اور قدرت نے عجیب عجیب رنگ دکھائے۔ اور جو کام کرنا چاہا۔ جس طرح کرنا چاہا کر لیا۔ کبھی عام دستور و عادت کے مطابق اور کبھی خرقِ عادات معجزانہ اور کرامتانہ طریق سے۔ باطل خواہ کتنا زور پکڑ جائے۔ جب قدرت کو اظہارِ حق منظور ہوتا تو حق کی ٹکر سے پاش پاش ہو جاتا۔ قرآن مجید میں ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝

۲۲ فروری ۱۹۵۲ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ

آپ ہر لحاظ سے الفن کی گھڑی کو بہترین پائیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے "زمیندار" میں زیرعنوان "اسلام کے عروج ارتقاء کا راز" ایک صاحب عبدالکریم بٹ کا مضمون شائع ہوا ہے ـــــ وہ ایک انگریز کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۔ اسلام کا عروج نسلِ انسانی میں ایک عجوبہ عالم ہے۔ اس کی نمود ایک ایسے ملک اور ایسی قوم میں ہوئی جو دونوں یکساں طور پر ناقابلِ ذکر تھے۔ لیکن اس کے باوجود صرف ایک صدی کے عرصہ کے اندر اسلام نصف روئے زمین پر پھیل گیا۔ اس نے عظیم الشان سلطنتوں کو روند ڈالا۔ مدت ہائے دراز سے قائم شدہ مذہب کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ نسلِ انسانی کی روح کو تازہ زندگی بخش کر ایک نئی دنیا دنیائے اسلام کی بنا ڈالی۔

۲۔ اسلام کے ارتقاء کا جتنا زیادہ توجہ سے مطالعہ کیا جائے اتنا ہی محیر العقول معلوم ہوتا ہے۔ دنیا کے دیگر بڑے بڑے مذاہب نے لاریب ترقی کی لیکن انہوں نے ترقی کے منازل قدم بہ قدم بمشکل طے کئے۔ اور ان کی آخری فتح کا سہرا ان با اقتدار حکمرانوں کے سر تھا جنہوں نے ان مذاہب کو اختیار کیا عیسائیت کی کامیابی قسطنطین۔ بدھ مت کی اشوک اور زرتشت والوں کی سائرس کی مادی قوت کے مرہونِ منت تھے۔ لیکن اسلام کی ترقی کی تاریخ ان مذاہب سے یکسر مختلف ہے

۳۔ اسلام کا ظہور ایسے بے برگ و گیاہ ریگستان میں ہوا۔ جہاں خانہ بدوش انسانوں کی بستیاں بھی مختصر تھیں۔ اس لئے اسلام دنیا کو سر کرنے کی مہم پر انتہائی کمزور انسانی وسائل کے ساتھ بڑی قوت کی حامل مادی مشکلات کے مقابل صف آرا ہوا۔ بایں ہمہ اس نے معجزانہ طریق سے آسانی کے ساتھ فتح حاصل کر لی۔ اور صرف دو نسلوں کے وقفہ میں ہلال کا آتشیں نشان اگر ایک طرف ہمالیہ سے جا لگایا۔ تو دوسری طرف وسط ایشیا کے ریگستانوں سے لیکر وسط افریقہ کے بیابانوں تک لہرا رہا تھا۔ اسلام کی کامیابی کا یہ نقشہ کسی مسلمان کی تحریر نہیں۔ بلکہ ایک ایسے سفید نسل کے مصنف کی نوشت ہے جس کے دل میں رنگدار انسانوں کے لئے محبت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس مصنف نے عروج اسلام کے اسباب پر بحث کرتے کرتے ہوئے اسی بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کی اس ترقی کا راز رسول اکرم صلعم کی تعلیم کی سادگی تھی۔ جس کی روح اس کے نزدیک اللہ کی وحدانیت اور چند عبادات تھیں۔ اللہ کے ایک ہونے کا اٹل یقین۔ اور اتنا ہی اٹل رسولِ اکرم صلعم کی رسالت کا عقیدہ۔ اس کے علاوہ چند واضح فرائض نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور بس۔ اور یہی

لنڈن کی گھڑی ایف اے عہد کی ضامن ہوتی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان عرب فاتحین کا مذہب تھا۔ جنہوں نے مشرقی دنیا کو آناً فاناً زیرنگیں کر دیا۔

ایک انگریز کا اعتراف یہ بتلا رہا ہے کہ اسلام خرقِ عادات کا مجموعہ ہے۔ انگریز نے سیاسیات کیمتعلق اپنا یہ نظریہ قائم کیا ہے۔

مذہبی ترقی **کتاب وسنت** سے ہوئی ہو جن پر سیاسیات کا مدار ہے۔ چونکہ وہ غیر مسلم ہے اس لئے کتاب وسنت کی اشاعت جن اسباب سے ہوئی ان پر وہ روشنی نہیں ڈال سکا۔

قدرت کو چونکہ ہر طرح سے حفاظتِ اسلام اور دینِ محمدیؐ کی ترقی منظور تھی اس لئے اس کے اسباب بھی حسبِ ضرورت ویسے ہی پیدا کر دیئے۔

باطل کا مقابلہ حق کے ساتھ دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک زور کے ساتھ۔ ایک تلبیس ابلیس اور دسیسہ کاریوں کے ساتھ۔

پہلی صورت جنگ کی ہے۔ دوسری صورت تبلیغ کی ہے۔

جنگوں میں جو غائبانہ امداد ہوئی وہ کسی پر مخفی نہیں۔ جنگِ بدر، جنگِ احزاب، جنگ حنین وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مشہور اور قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت مواقع ہیں۔ جن میں غائبانہ امداد، معجزانہ اور کرامتانہ رنگ میں ہوئی۔

اور سلسلہ تبلیغ میں بھی قدرت نے حسبِ ضرورت ایسے ہی اسباب پیدا کر دیئے۔ قرآن مجید کو سینوں میں جگہ دی۔ کہ اس کے لئے ضرورت سے زیادہ قراء اور حفاظ پیدا کر دیئے۔ اگر کسی نے حملہ کیا تو اس کا مناسب علاج کیا۔ شروع میں زیادہ سختی کی کیونکہ ابتداء سلسلہ میں بوجہ کمزوری کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔ جب سلسلہ چل نکلے اور زور پکڑ لے پھر خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے اٹھارویں پارہ کے شروع میں انسانی پیدائش کا ذکر ہوا ہے کہ

"انسان پہلے مٹی تھا۔ پھر نطفہ ہوا۔ نطفے کا پھر جما ہوا خون بنا۔ پھر گوشت کا لوتھڑا۔ پھر گوشت کے لوتھڑے کی ہڈیاں تیار ہوئیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر دوسری پیدائش بنایا۔ یعنی روح پھونکی تو مردہ زندہ ہو گیا۔ آپؐ کے کاتبِ وحی نے یہ سنا تو بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔

"فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝"

(پس خدا تعالیٰ برکت والا ہے جو بہت اچھا پیدا کرنے والوں کا ہے)

رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو کچھ تیری زبان سے نکلا ہے وہی خدا نے اتارا ہے

اس کے دل میں شیطان نے پھونکا کہ جب تو بھی ایسا کلام بنا سکتا ہے تو قرآن خدا کا کلام ہی نہیں۔ آخر مرتد ہو کر یہاں سے چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔

جب مرا تو وہاں کے لوگوں نے اُسے دفن کیا۔ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔ دو چار دفعہ انہوں نے گہری قبر کھود کر دفن کیا۔ مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ آخر مجبور ہو کر اسی طرح چھوڑ دیا۔ کتے تک کھا گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی آپ کی نبوت پر حملہ ہوا اور آپ کی حیات
ہیں ہی دو مدعی نبوت پیدا ہو گئے۔ اور انہوں نے قرآن
کے مقابلہ میں قرآن بھی بنایا۔

اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب دونوں نے بڑی
دنیا گمراہ کی۔ مسیلمہ کے مرید تو تقریباً ایک لاکھ کی تعداد
کو پہنچ گئے۔

ایک عورت سجاح نام مدعیہ نبوت ہوئی۔ وہ بھی
مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل گئی۔ اور اس کی ساری قوم اس
کی مرید ہو گئی۔

آخر قدرت نے گرفت کی۔ اسود عنسی تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی قتل ہو گیا۔ اور مسیلمہ
کذاب نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مسلمانوں سے
ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخر وہ بھی تہ تیغ ہوا۔

ایسے ہی روایات کے سلسلے میں دین پر بڑے
بڑے حملے ہوئے۔ مگر قدرت نے اس میں بھی حسب
موقع اور حسب ضرورت ردعمل کیا۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص نے معمولی سا جھوٹ بولا۔
اس کو سانپ نے کاٹ کھایا۔ چنانچہ خود جیراجپوری
صاحب کی عبارت میں اوپر گزر چکا ہے۔ پھر کسی کو آپ
کی حیات میں جرات ہی نہیں ہوئی۔ پھر قدرت نے
حفاظت کے لئے اور اسباب بھی پیدا کئے۔ جن سے
سچ جھوٹ میں امتیاز ہوتا رہا۔ اور منافقوں اور
مرتدوں کی دسیسہ کاریاں فن روایت کو نقصان نہ
پہنچا سکیں

حضرت ابوبکرؓ روایتیں لینے میں بڑا احتیاط کرتے
اور حضرت عمرؓ نے بھی بڑی سختی کی۔ بلکہ بڑے بڑے صحابہؓ
کو بھی یہی ہدایت کی۔

اسی لئے امیر معاویہؓ فرماتے کہ حضرت عمر
کے زمانہ کی روایتوں کا اہتمام کرو۔ کیونکہ انہوں نے روایتوں
کے بارہ میں لوگوں کو بہت ڈرایا تھا۔

تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۱۲

اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ
صلعم سے سناتا ہوں تو اسوقت اتنی احتیاط کرتا ہوں کہ
آسمان سے گر کر ہلاک ہو جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ
آپ پر کوئی بات جھوٹ کہوں۔ پھر خارجیوں کے متعلق
حدیث سنائی کہ ایک ایسا فرقہ نکلیگا الخ

نیز فرماتے ہیں کہ

جب میں کسی سے حدیث سنتا تو اس سے حلف
لیتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث سنائی اُن سے حلف
لینے کی ضرورت نہیں۔

(ابوداؤد وغیرہ)

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ کہنا کہ پہلے
زمانہ میں ہم لپک کر حدیث لیتے اور اب ترک کر دیں۔
اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ معتبر ذریعہ سے لیتے
تھے۔ ورنہ پہلے زمانہ میں کیوں لیتے؟

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو خود سنی ہوتیں وہ
بھی لیتے کیونکہ جب درمیان میں واسطہ ہی نہیں۔ تو
وہاں معتبر اور غیر معتبر ذریعہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
اور بشیر نے جو روایتیں سنائیں ان کا ذریعہ ابن عباسؓ
کے نزدیک تسلی بخش نہیں تھا۔ اس لئے توجہ نہیں کی۔

لٹن کی گھڑی آپ کا بہترین ساتھی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس سے روایت کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ صحابہؓ کا روایت میں کمال احتیاط ثابت ہوتا ہے۔ اور جن صحابہؓ نے بڑھاپے میں روایت ترک کر دی ان کا بھی کمال احتیاط ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ جوانی میں کیوں روایت کرتے۔

اور سعد بن مالکؓ عشرہ مبشرہ سے ہیں ان سے کل دو سو احادیث مروی ہیں۔ جن سے پندرہ متفق علیہ ہیں۔ اور پانچ صرف بخاری میں اور ۱۸ صرف "مسلم" میں ہیں۔ باقی اور کتب میں اتنے بڑے جلیل القدر صحابی سے اتنی تھوڑی روایتیں یہ اس بات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ صحابہ حدیث میں بڑے محتاط تھے۔

اور سائب بن یزیدؓ کا کہنا کہ مکہ تک سفر میں کوئی حدیث بھی نہیں سنائی یہ بھی اسی کی مؤید ہے۔

اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ سائبؓ بن یزید خود بھی صحابی ہیں اور واقف ہیں۔ اس لئے نہ سنائی ہو اور عبد اللہ بن عمرؓ سے کچھ زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔ ان کا شعبیؒ کو کوئی حدیث نہ سنانا اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ شعبیؒ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ وہاں بھی بہت سے صحابہؓ پہنچے ہیں۔ وہاں سے تحصیل علم کے بعد یہاں آئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ بوڑھے ہو چکے تھے۔ کمزوری کی وجہ سے درس ترک کر دیا یا بڑھاپے میں جوانی کا حافظہ نہ رہا۔ غلطی کے خطرہ سے حدیث سنانی ترک کر دی۔

بہر صورت صحابہؓ کا احتیاط بہت تھا۔ آگے انہوں نے وہی احادیث پہنچائی ہیں جن کی بابت ان کو پوری تسلی اور اطمینان تھا۔

پس جیراجپوری صاحب نے جتنا مواد اکٹھا کیا وہ درحقیقت ان کی تردید ہے۔

و للہ الحمد

غرض حدیث کے معاملہ میں بڑا احتیاط ہوتا رہا۔ جس میں حزب مخالف کو دسیسہ کاری کا موقعہ نہیں ملا۔

پھر صحابہؓ میں کثرت روایت کے اعتبار سے دو صاحب مشہور ہیں۔ ایک عبد اللہ بن عمروؓ اور دوسرے ابو ہریرہؓ۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بڑھ کر روایت میں کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ دوسروں کو کاروباری شغل بھی تھے۔ اور میں اس (روایت) کے لئے فارغ تھا۔ صرف عبد اللہ بن عمروؓ مجھ سے زیادہ تھے۔ کیونکہ وہ لکھتے بھی تھے۔

لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ عبد اللہ بن عمروؓ کو اگر کتابت کا سہارا تھا۔ تو ابو ہریرہؓ کو قدرت نے معجزانہ طریق سے امداد دی۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ کی مجلس لگی ہوئی تھی۔ اور آپؐ درس دے رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا جو چادر بچھادے اور مجلس سے فراغت کے بعد اکٹھی کر کے سینہ سے لگا لے وہ حدیثیں نہیں بھولیگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد کبھی نہیں بھولا۔

یہ تو اس زمانہ کا ذکر ہے جب کہ روایات کم و بیش منتشر تھیں

ملٹن کی گھڑی آپ کو کبھی دھوکا نہیں دیگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب جمع اور تدوین کا موقعہ آیا تو قدرت نے ایسے ایسے حفاظ، ثقات اور نقاد پیدا کئے کہ دنیا سن ہو کر دنگ رہ گئی۔

تصنیف کی طرف زیادہ توجہ تابعین کے زمانہ سے ہوئی۔ سب سے پہلے حدیث کی تدوین کرنے والے ابو بکر بن حزمؒ ہیں۔ جن کی وفات تقریباً ۱۲۰ھ میں ہوئی لیکن اس تصنیف میں حدیث کا ذخیرہ تھوڑا تھا۔ زیادہ تر صحابہؓ کے آثار تھے۔

دوسرے نمبر پر حدیث کی تدوین کرنے والے امام زہریؒ تابعی ہیں جن کی وفات ۱۲۴ھ میں ہوئی ہے صحابہؓ کا آخری زمانہ ۱۰۰ھ ہے۔ آخری صحابی حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ تھے۔ جن کی وفات مکہ مکرمہ میں ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

گویا تصنیف کا کام صحابہؓ ہی کے زمانہ میں شروع ہو گیا۔ کیونکہ عمر بن عبد العزیزؒ ۹۹ھ میں خلافت پر بیٹھے ہیں۔ اور بیٹھتے ہی ابو بکرؒ کے نام مدینہ میں تدوین کا حکم بھیج دیا۔

پھر امام زہریؒ کے بعد امام مالکؒ وغیرہ نے تصنیف کی یہ لوگ حفظ اور اتقان کے پہاڑ تھے۔

پھر امام شافعیؒ وغیرہ کا زمانہ آیا۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کے زمانہ میں تصنیف کا کام بہت پھیل گیا۔ باوجود اس کے حفظ و اتقان میں خدا تعالیٰ نے ان کو وہ بلند پایہ نصیب کیا۔ کہ ان کے سینے ہی علم کے دفتر بن گئے۔ امام شافعیؒ کی بابت لکھا ہے کہ انہوں نے امام محمدؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) سے ان کی کتاب موطا مانگی کہ اس کی نقل لے لوں۔ امام محمدؒ نے انکار کیا۔ امام شافعیؒ نے کہا ایک رات کے لئے دے دو۔ امام محمدؒ نے دیدی۔ رات ہی رات میں ساری کتاب حفظ کر کے صبح واپس کر دی۔

امام احمدؒ امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ وہ ان سے بھی بڑھ کر تھے۔ ان کی کتابوں کا بوجھ دس اونٹوں کا تھا۔ یہ سب برزبان تھیں۔

امام بخاریؒ امام احمدؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ سو حدیثیں گڈ مڈ کر کے ان کی اسانید ادھر ادھر ملا کر امام بخاریؒ کا امتحان لیا تو امام بخاریؒ نے چند لمحوں میں سب درست کر دیں۔ جس سے بڑے بڑے حفاظ انگشت بدنداں رہ گئے۔

امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ ان کے زمانہ میں ایک وضاع (جھوٹی حدیثیں بنانے والا) سولی دیا گیا۔ اور اس نے کہا کہ کیا ہوا۔ جو میں سولی دیا جا رہا ہوں۔ کئی ہزار حدیثیں جھوٹی بنا کر پھیلا چکا ہوں۔ (کئی ہزار کا اس کا دعویٰ بھی شاید اس کا جھوٹ ہو کیونکہ جھوٹے کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لیکن) بادشاہ نے کہا کوئی پرواہ نہیں۔ امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ جیسے حفاظ اور نقاد موجود ہیں۔ جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیتے ہیں۔

پھر ایسے ایسے حفاظ اور نقاد ایک دو نہیں۔ ایک ایک زمانہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ہوتے رہے جن کی تفصیل کتب تواریخ اور کتب اسماء الرجال وغیرہ میں ہے۔ یہاں مختصر سے مضمون میں ان کا بیان

ملتان کی گھڑیاں ہر حیثیت سے منفرد ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مشکل ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ صدیوں چلتا رہا۔

امام ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ کا زمانہ قریبًا ایک ہے۔ دونوں ساتویں صدی ہجری میں ہوئے۔ امام ذہبیؒ ذرا بڑے ہیں۔

ہم جنس کو ہم جنس کی تلاش رہتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ بچپن ہی سے حفظ و اتقان میں شہرہ آفاق تھے۔ امام ذہبیؒ ان کی شہرت سن کر ان سے ملنے گئے۔ امام ابن تیمیہؒ اس وقت چھوٹے بچے تھے۔ پڑھنے کے لئے مدرسہ جا رہے تھے امام ذہبیؒ کو راستہ ہی میں مل گئے۔ ان کے پاس املا لکھنے کی بہت بڑی تختی قریب قریب ان کے قد کے برابر تھی۔ اور قدرتی طور پر ان کا سر بھی بڑا تھا۔ اور امام ذہبیؒ کو ان کی پہچان کی یہی دو نشانیاں بتائی گئی تھیں تختی بڑی۔ اور سر بڑا۔

امام ذہبیؒ راستہ میں ملے تو فورا پہچان لیا۔ کہا اے لڑکے ذرا یہ تختی مجھے دینا۔ ابن تیمیہؒ نے تختی دیدی۔ امام ذہبیؒ نے اس پر حدیثیں لکھنی شروع کر دیں یہاں تک کہ تختی دونوں طرف سے بھر دی۔ پھر ابن تیمیہؒ کو کہا۔ کہ کیا تو ان کو اس وقت یاد کر کے سنا سکتا ہے۔؟ ابن تیمیہؒ نے کہا۔ آپ تختی اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ اور اس کی ایک طرف میرے سامنے کر دیں۔ ایک طرف کی حدیثیں پڑھ لیں۔ تو پھر کہا۔ اب دوسری طرف پھیر دیں۔ جب وہ بھی پڑھ لیں تو کہا اب سنیں۔ اول سے آخیر تک سب سنا دیں ایک لفظ کا فرق نہیں پڑا۔

امام ذہبیؒ نے سمجھ لیا کہ قدرت نے اس کو کسی بڑی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔

سو ایسا ہی ہوا۔ جب فارغ ہوئے تو باطل کے سامنے چٹان بن کر کھڑے ہو گئے۔

غرض ہر زمانہ میں قدرت کے کرشمے ظاہر ہوتے رہے۔ اور حالات کے مطابق ایسی ایسی ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جو علم کے سمندر اور حفظ و اتقان کے پہاڑ تھے۔ جو ان سے ٹکرایا پاش پاش ہو گیا۔ جو ان کے سامنے آیا خس و خاشاک کی طرح بہ گیا۔ ان کی موجودگی میں باطل کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور سب دسیسہ کاریاں منظر عام پر آگئیں۔ اور دین جوں کا توں ہم تک پہنچ گیا۔

والحمد للہ علی ذالک

زمانہ مابعد

خبر ابن جوزیؒ

عہد صحابہؓ کے بعد سے کذابین اور وضاعین حدیث کی کثرت بڑھتی گئی۔ علامہ ابن جوزیؒ کے بیان کے مطابق اس کے اسباب حسب ذیل تھے۔

۱۔ بعض لوگوں نے جن کے اوپر زہد غالب تھا۔ حفظ میں غفلت کی۔ اور کچھ کا کچھ بیان کرنے لگے۔

۲۔ بعض اہل علم کی یادداشتیں ضائع ہو گئیں۔ اور انہوں نے مجبورًا حافظہ سے روایت کی۔ اور جو کچھ خیال میں آیا کہہ گئے۔

۳۔ بہت سے ثقہ راویوں نے بھی

لمٹن کی گھڑی خرید کر ہمیشہ مطمئن رہیئے

www.KitaboSunnat.com

جن کی عقلوں نے بڑھاپے میں جواب دے دیا تھا، غلط روایتیں کیں۔

۴۔ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے سہواً غلط روایت کی اور بعد میں باوجود اپنی غلطی کے علم کے بھی اس سے رجوع کرنا شان کے خلاف سمجھا۔

۵۔ زنادقہ نے شریعت کو مٹانے کے لئے جھوٹی حدیثیں گھڑیں۔

۶۔ جب مذہبی تفریق پیدا ہو گئی اور سنی شیعہ، خارجی، قدری، جہمی، مرجیہ اور معتزلہ وغیرہ فرقے بن گئے اس وقت ہر ایک فرقہ کے لوگوں نے دوسروں کے مقابلہ کے لئے اپنی اپنی تائید میں حدیثیں وضع کیں۔

۷۔ بہت سے عابد اور زاہد لوگ ایسے تھے کہ عوام کو کسی اچھے کام کی رغبت دلانے اور برے کام سے ڈرانے کے لئے حدیثیں گھڑتے تھے۔ ابن جوزی کے بیان کے مطابق یہ لوگ شریعت نا مکمل سمجھتے تھے۔ جس کی تکمیل ان روایات سے کرتے تھے۔

۸۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کا خیال تھا کہ ہر پسندیدہ قول کے لئے اسناد ترتیب دے لینا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا جائز ہے۔

۹۔ سلاطین کے مقربین اور حاشیہ نشین لوگ ان کے حسب منشا روایتیں گھڑتے اور ان کو اپنے تقرب کا ذریعہ بناتے تھے۔

۱۰۔ قصہ گو، واعظ، مذکر طرح طرح کے افسانوں کو آں حضرت اور صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی گرم بازاری کا سرمایہ یہی تھا۔

یہ وہ دس وجوہ ہیں جن کے باعث مکذوب و مجہول روایتیں مسلمانوں میں پھیلیں لیکن ان سب سے بڑھکر سیاسی جماعتوں نے جو دین کی راہ سے علوم کے قلوب کو مسخر کرنا چاہتی تھیں، حدیثیں بنائیں۔ اور مشرق سے مغرب تک ان کو پھیلایا۔ اور ان سے بھی زیادہ ان لوگوں نے جو اپنے علم اور تقدس کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھانا چاہتے تھے۔ نئی نئی حدیثیں وضع کیں۔

شیخ محمد طاہر گجراتی اپنی کتاب تذکرۃ الموضوعات میں لکھتے ہیں کہ ایک محدث نے آخر عمر میں توبہ کی۔ اس وقت اس نے لوگوں سے کہا کہ ذرا دیکھ بھال کر حدیثوں کو قبول کیا کرو۔ کیونکہ ہم لوگ جب کسی بات کو اپنے حسب منشا دیکھتے تھے تو اس کو حدیث بنا لیتے تھے۔ یعنی رسول اللہ کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے۔

جواب! ایک شخص پیر صاحب کی گیارہویں دیتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا

ملتان کا نام تمام دنیا میں مشہور ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

یہ کس نے دیتے ہو؟
کہا وہ ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے نام پر دیتے ہیں۔ اور ان کی تعظیم کرتے ہیں کہ وہ خوش رہیں۔
میں نے کہا رزق خدا کا اور تعظیم غیر کی؟ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ اس نے کہا کیا وہ خدا کے بندے نہیں ہیں۔ میں نے ہنس کر کہا یہ تو میری تائید ہوئی۔ بندہ بندگی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ پھر اس کی بندگی کیوں ہو؟ تعظیم کے لئے کسی کے نام پر دینا یہ مالی بندگی ہے جیسے نماز وغیرہ بدنی بندگی ہے۔
یہ سنکر وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا۔
یہی حال بیچارے جیراجپوری صاحب کا ہے۔ جو کچھ لکھتے ہیں وہ ہمارے دلائل ہیں۔ لیکن ان کو پتہ نہیں لگتا۔
سنیئے! جنہوں نے وجوہ اور اسباب وضع پر احاطہ کیا ہے انہوں نے پہلے واضعین کے حالات پر نظر ڈالی۔ اور حالات دیکھکر یہ وجوہ اور اسباب معلوم کئے ہیں
پس جیراجپوری صاحب کا ان وجوہ اور اسباب کی تفصیل کرنا اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ محدثین کے ہاں واضعین کی فہرست تیار تھی۔ اور جب واضعین کی فہرست تیار ہو گئی تو پھر ان کی کوئی حدیث معتبر نہ رہی۔ یہ معتبر اور غیر معتبر کا معیار قائم ہو گیا۔ جس سے معتبر اور غیر معتبر کا اختلاط نہ رہا۔ چنانچہ شیخ محمد بن طاہر گجراتی کی تصنیف قانون الموضوعات اسی قسم سے ہے۔ اور دیگر علماء نے بھی ایسی تصانیف کی ہیں جن میں وضاعین اور ضعفاء کے تراجم ہیں
پھر محدثینؒ نے اس پر اکتفا نہیں کی بلکہ وہ احادیث بھی چھانٹ کر الگ کر دیں جن کو یہ واضعین پھیلانا چاہتے تھے۔ مثلاً ابن الجوزی نے دس وجوہ بیان کئے ہیں تو ساتھ ہی موضوعات کی کتاب بھی لکھدی ہے۔ اسی طرح اور محدثینؒ نے کتابیں لکھیں[1] اور خوب چھان بین کی۔ پھر کسی نے ان پر تعاقب کیا اور کسی نے ان کی طرف سے جواب دیا۔ یہاں تک کہ خوب بحث و تمحیص کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو گیا جیسے قرآن مجید کی کوئی قرأت شاذ ہے اور کوئی قرأت متواتر ہے۔
اسی طرح بعض احادیث صحیح ہیں۔ اور بعض ضعیف اب اگر کوئی سن چلایا کرے۔ چونکہ بعض قرآتیں کمزور ہیں اس لئے جن کو متواتر کہا گیا ہے وہ بھی متواتر نہیں۔ اور اسی لئے بعض شیعہ وغیرہ موجودہ قرآن میں شک کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہی ہو گا۔ کہ جب پوری چھان بین ہو چکی ہے۔ تو اب در حقیقت شک نہیں۔ بلکہ ہٹ دھرمی ہے ——— پس یہی جواب احادیث کی بابت ہو گا۔ خاصکر جن احادیث کی صحت پر اتفاق ہو چکا ہے ان میں تشکیک پیدا کرنا سراسر تعصب اور مکابرہ ہے۔
مخالفین کے حملوں کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ حق دب جاتا ہے۔ بلکہ حق گیند کی طرح ابھرتا ہے۔ قوم بیدار ہو جاتی ہے۔ باطل کا سختی سے مقابلہ کرتی ہے۔ ان کو بڑی بڑی قربانیوں کا موقعہ

[1] چنانچہ خود جیراجپوری صاحب کے کلام میں ان کی تفصیل آتی ہے۔ ۱۲ منہ

ملتا ہے۔ اور آخر ان کی کوشش بارآور ہوتی ہے۔
اور ہر تحریک کا یہی حال ہے۔ خواہ دینی ہو یا دنیوی
مقابلہ کے بغیر طبائع میں جوش پیدا نہیں ہوتا۔
ہندوستان آزاد ہوا تو مقابلہ سے آزاد ہوا۔
اور پاکستان بنا تو مقابلہ سے بنا۔ ورنہ قوم میں جمود
پیدا ہو گیا تھا۔ اور اسلام نے نشوونما پائی تو
اسی طرح پائی۔
کفر پوری طاقت سے مقابلہ میں آیا لیکن
اسلام اتنا ہی اُبھرتا رہا۔ اور پھیلتا رہا یہاں تک
کہ کفر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ قرآن مجید میں اہل
اسلام کی ترقی کی مثال کھیتی سے دی ہے۔
جب انگوری نکلتی ہے تو نہایت کمزور حالت
میں ہوتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے مضبوط ہو جاتی ہے۔
ایسے اہل اسلام پھلے پھولے کفار کو دیکھ دیکھ کر
غصہ آتا، دانت پیس پیس کر رہ جاتے چنانچہ
ارشاد ہے۔

"کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ"
(پ ۲۶ - سورہ فتح)

ان واضعین میں
[illegible] کچھ لوگ ایسے
تھے۔ جو مخفی طور پر جھوٹی حدیثیں اپنی
جماعت میں پھیلاتے تھے۔ اگر ان کا پایہ
اعتبار کم ہوتا تھا تو بڑے بڑے بزرگوں
کے ناموں سے ان کو روایت کرتے تھے۔
ایسی بھی مثالیں ہیں کہ اپنے شیوخ کو غافل
پا کر دسیسہ کاری سے اپنے مجعولات
ان کی کتابوں میں درج کر دیتے تھے اور
کچھ لوگ علی الاعلان مکذوب روایتیں
بیان کرتے تھے۔ کوئی تو اپنی گرم بازاری
کے لئے اور کوئی ثواب اور جہاد سمجھکر
چنانچہ نوح بن ابی مریم نے قرآن کی ایک ایک
سورت کی فضیلت میں حدیثیں وضع کیں
جن کو مفسرین اور خاص کر بیضاوی نے
اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔
جب ائمہ حدیث نے ان کی تحقیق
کی تو اس نے اقرار کیا کہ یہ حدیثیں میں نے
خود بنائی ہیں۔ تاکہ لوگوں کو قرآن کی طرف
رغبت دلاؤں۔
یہی حال اکثر ان رواۃ کا تھا۔ جنہوں نے
ترغیب یا ترہیب کی حدیثیں روایت کی
ہیں۔ واعظین اور قصہ گو تو نہایت بے
باکی اور جرات سے کام لیتے تھے۔
موضوعات کبیر میں ملا علی قاری لکھتے ہیں
کہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ
نے مسجد رصافہ میں نماز پڑھی۔ وہاں
ایک واعظ نے بیان کرنا شروع کیا
کہ احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معین نے
عبدالرزاق سے انہوں نے معمر سے

لمٹن کی گھڑیوں کی ساری دنیا میں دھوم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حضرت
انس رضؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو شخص "لَا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
کے کلمہ کے ہر ہر حرف سے ایک ایک
پرندہ پیدا کرتا ہے۔ جس کی چونچ سونے کی
ہوتی ہے۔ اور پر زمرد کے آخر تک تقریباً
بیس ورق کی حدیث بیان کی۔

اس طویل داستان کو سن کر ان دونوں
نے آپس میں ایک دوسرے کو حیرت کے
ساتھ دیکھا۔ اس کے بعد یحیٰی بن معینؒ نے
واعظ کو اپنی طرف بلایا۔ کہ یہ حدیث تم نے
کس سے سنی ہے؟ اس نے کہا احمد
بن حنبلؒ اور یحیٰی بن معینؒ سے۔

انہوں نے کہا کہ میں یحیٰی بن معین ہوں
اور یہ احمد بن حنبل۔ ہم دونوں میں سے
کسی نے آج سے پہلے اس روایت کو
سنا تک نہیں تھا۔ تم کو اگر جھوٹ ہی بولنا
تھا تو ہمارے سوا کسی اور کا نام لیا ہوتا۔
اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ یحیٰی بن معینؒ
احمق ہے۔ آج تحقیق ہو گئی۔ پوچھا کہ
یہ کیونکر۔ بولا کہ سترہ یحیٰی بن معین ہیں اور
اور سترہ احمد بن حنبل جن سے میں
نے روایت کی ہے یہ تم نے کیسے سمجھ
لیا کہ دنیا میں ایک اکیلے تم ہی یحیٰی بن
معین ہو۔

یہ سن کر انہوں نے آستین منہ پر رکھلی
اور چپ چاپ چلے آئے۔

محمد بن عبداللہ کا قصہ اس سے
بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ اس نے موصل
میں پہنچ عجیب وغریب حدیثیں بیان کرنی
شروع کیں۔ علماء کو جب اس کی خبر ہوئی
تو ان میں سے چند نے ارادہ کیا کہ جا کر اس
کی تردید کریں۔

وہ مجمع میں سرگرم تقریر تھا۔ اس
نے جب علماء کو آتے دیکھا تو معاملہ سمجھ گیا۔
فوراً حضرت جابرؓ سے ایک روایت کرنی
شروع کی کہ

"قرآن کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے[1]"

اب عوام کے خوف سے ان علماء کو جرأت
نہ ہو سکی کہ آگے بڑھ کر اس سے کچھ کہیں
ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں امام شعبی[2]
کا بیان نقل کیا ہے کہ میں ایک مسجد میں نماز
پڑھنے لگا۔ اس میں دراز ریش واعظ کھڑا ہوا

---

[1] اس زمانہ میں یہ بحث چھڑی ہوئی تھی۔ جو عالم قرآن کو غیر مخلوق کہہ دیتا عوام میں مقبول ہو جاتا۔ پھر اس کی کوئی بات قابلِ تردید نہ خیال کی جاتی۔ [2] تابعین میں بڑے پایہ کے امام ہیں حجاج کے زمانہ میں کوفہ میں تھے۔

گھڑیوں کے لیے "ملاٹن" کا نام یاد رکھیے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریر کر رہا تھا۔ اس نے اسناد کے
ساتھ یہ روایت بیان کی۔ کہ
اللہ نے دو صور پیدا کئے ہیں ہر ایک
دو دو بار پھونکا جائیگا۔
میں نے جب جلدی سے نماز پڑھکر کہا کہ
اے شخص اللہ سے ڈر اور جھوٹی حدیثیں نہ
بیان کر۔ صور تو صرف ایک ہی ہے۔ اس
نے کہا۔ کیسا فاجر آدمی ہے جو بڑے بزرگوں
کی روایت کو جھٹلاتا ہے۔ اس کی زبان سے
یہ نکلنا تھا۔ کہ عوام مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ اور
مارنے لگے۔ اور جب تک مجھ سے اقرار
نہ لے لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا
کئے ہیں اس وقت تک نہ چھوڑا۔

ائمہ حدیث نے جب تنقید شروع
کی تو ان واضعین وضعفاء کے تراجم جمع
کرکے کتابوں میں مدون کئے۔ چنانچہ
حدیث میں سے علم الضعفاء و
الوضاعین۔ بھی ایک اہم علم بن گیا جس
میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں چند مشہور
کتب یہ ہیں۔

کتاب الضعفاء امام بخاریؒ
متوفی سنہ ۲۵۶ھ
کتاب الضعفاء ابو عبد اللہ برقی
متوفی سنہ ۲۴۹ھ
کتاب الضعفاء ابو اسحق
جوزجانی متوفی سنہ ۳۲۳ھ
کتاب الضعفاء ابو جعفر عقیلی
متوفی سنہ ۳۲۲ھ
کتاب الضعفاء ابو نعیم استر
آبادی متوفی سنہ ۳۲۳ھ
کتاب الضعفاء ابو الفتح محسن
متوفی سنہ ۳۷۴ھ
کتاب الضعفاء ابن عدی
متوفی سنہ ۳۶۵ھ (یہ کتاب "کامل" کے
نام سے مشہور ہے۔ اور ۱۲ جلدوں
میں ہے۔)
کتاب الضعفا ابن ابی حاتم
(چھ جلدوں میں)

جواب ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محدثین کے
پاس واضعین کی فہرست تھی۔
اور اسی سے فن حدیث محفوظ ہوگیا۔ کیونکہ ایسے
لوگوں کی تمام احادیث غیر معتبر پائیں۔ اور یہ جھوٹی
احادیث پرکھنے کے لئے ایک معیار بن گیا۔
اب جیراجپوری صاحب نے بھی ہماری تائید
کردی کہ محدثینؒ نے ایسے لوگوں کے حالات میں بڑی
بڑی ضخیم کتابیں لکھیں۔ اور خوب چھان بین کی ہے۔
اب ان سے کوئی پوچھے پھر اعتراض کیا ہوا؟!
جب محدثینؒ نے تنقید کردی اور جھوٹے سچے کا
پتہ لگا دیا۔ یہاں تک کہ ایسی احادیث بھی جمع کردیں
جو ان لوگوں نے پھیلائی تھیں۔ تو گڑبڑیشن ختم ہوگئی۔

لٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور معاملہ صاف ہو گیا۔

والحمد للہ علیٰ ذالک

اَب خواہ مخواہ اُلجھے جانا اس کا کیا علاج؟

اور پھر محدثین نے اس پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ صحیح احادیث کے الگ مجموعے تیار کر دیئے۔ تاکہ صحیح احادیث کی تلاش میں دقت نہ ہو۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث سے قریبًا آٹھ ہزار احادیث کے مجموعہ کا انتخاب کیا۔ جو صحیح بخاریؒ کی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ سولہ سال کے طویل عرصہ میں یہ تیار ہوئی ہے۔ اس کی ہر ایک حدیث غسل کے بعد مسجدِ نبوی صلعم میں دو نفل پڑھ کر کتاب میں درج کی گئی ہے۔

یعنی ظاہری کوشش کے بعد روحانی امداد بھی لی گئی۔ اور مسجدِ نبویؐ ایسا مقام اس کے لئے منتخب ہوا۔

اور اس کے قریب امام مسلمؒ کی کوشش کر صحیح مسلم کا مجموعہ تیار ہو گیا۔ ان دونوں کتابوں کی چند احادیث کے سوا جن پر امام دارقطنیؒ وغیرہ نے تنقید کی ہے باقی تمام احادیث کی صحت پر علماء امت کا اتفاق ہے۔ بلکہ تنقید شدہ احادیث بھی قریبًا متفقہ ہیں۔ کیونکہ ان پر بڑی تنقید یہی ہوئی ہے کہ یہ بخاری، مسلم کی شرط پر نہیں۔ ورنہ یہ تنقید شاید ہی کسی حدیث پر ہو کہ یہ قابلِ عمل نہیں۔ پھر ان کا بخاری مسلم کی شرط پر نہ ہونا یہ خیال بھی ٹھیک نہیں۔ الا ماشاءاللہ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں اور دیگر علماء نے ان کی شروح وغیرہ میں خوب تفصیل کی ہے۔

اور بخاری، مسلم کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین نے بھی اپنی شروط کے تحت ایسے مجموعے تیار کئے جن کی قریبًا تمام احادیث قابلِ عمل ہیں۔ جیسا کہ صحاح ستہ کی بقیہ کتب —— اور مؤطا امام مالک۔ صحیح ابن خزیمہ۔ صحیح ابن حبان۔ صحیح ابوعوانہ۔ صحیح ضیاء مقدسی وغیرہ

اور امام احمدؒ نے ایک اور طریقہ اختیار کیا ہے۔ انہوں نے ایک جامع کتاب لکھی جو مسند کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ہر ایک صحابی کی احادیث الگ الگ کر دیں۔ اور فرمایا کہ یہ کتاب حدیث معتبر اور غیر معتبر کے درمیان حد فاصل ہے۔ ہر معتبر حدیث اس میں درج کر دی گئی ہے۔ اور غیر معتبر ترک کر دی گئی ہے۔

اور قریبًا یہ کتاب ایسی ہی ہے۔ کوئی شاذ و نادر معتبر حدیث اس سے باہر ہو گی۔ ورنہ امام احمدؒ نے قریبًا احاطہ کر لیا ہے۔

غرض قرآن مجید کی طرح فنِ حدیث کی حفاظت کے لئے بھی خدائے تعالیٰ نے ویسے ہی اسباب پیدا کر دیئے۔ جن کی ہر زمانہ میں ضرورت تھی۔ جب تصانیف کا زور نہ تھا اس وقت منتشر طور پر اس کی جگہ اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے علم کے خزینے تھے، کسی کو ایک حدیث یاد ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی کو دس، کسی کو سو، کسی کو آٹھ سو تک اور کتنوں کو ہزاروں تک۔ سب سے زیادہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں کیونکہ وہ لکھتے تھے اور انہی کے قریب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ ان کا رات دن شغل ہی یہی تھا۔ وہ اس کے لئے فارغ تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرما دیا تھا کہ تم وتر بھی اول رات ہی پڑھ لیا کرو تاکہ تمہارے درس حدیث میں فرق نہ پڑے۔

اور اس ارشاد کی تعمیل کا ان کو اتنا شغف تھا کہ نہ رات آرام سے نہ دن۔ یہاں تک کہ نمازوں کے اوقات میں ذرا۔ امام کی انتظار رہتی اس وقت بھی یہ درس میں مصروف ہوتے

جمعہ کے دن ممبر کے پاس کھڑے ہو جاتے، امام کے نکلنے تک برابر سلسلہ درس جاری رہتا۔ اور کچھ چادر والی حدیث کی وجہ سے ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معجزانہ اثر تھا۔ چنانچہ اوپر گذر چکا ہے۔

اور جن صحابہؓ کو اتنی فرصت نہ تھی وہ وہی حدیث سناتے جو اچھی طرح محفوظ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے متقدمین صحابہؓ جن سے بہت احادیث مروی ہونی توقع تھی۔ ان سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سب سے زیادہ خیال تھا۔ مگر ان سے بہت تھوڑی احادیث روایت ہوتی ہیں۔ اگرچہ کچھ یہ بھی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ تھوڑا عرصہ رہے ہیں۔ مگر اصل وجہ یہ ہے کہ وہ احتیاط بہت کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اپنی کتاب "تعریف اہل سنت" کی فصل اول ص۱۱۷ تا ص۱۲۱ میں اس کی تفصیل کی ہے۔

اور انہی کے قریب حضرت عمرؓ کا حال تھا۔ چنانچہ اسی فصل میں ان کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ کئی اور صحابہؓ کے حالات بھی مذکور ہیں۔

سعد بن مالکؓ جو جلیل القدر صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان سے کل دو سو احادیث مروی ہیں۔ حالانکہ ان کے حالات پر نظر کرتے ہوئے چاہیئے تھا کہ ان کا سینہ علم نبوی کا بڑا خزینہ ہوتا۔ مگر احتیاط کی بنا پر ان میں کمی آگئی معلوم ہوتا ہے کہ ادنیٰ صحابی ہوں گے۔ جو کہیں اخیر میں آکر مسلمان ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سائب بن یزید فرماتے تھے

"میں نے مدینہ سے مکہ تک ان کے ساتھ سفر کیا۔ مگر ایک حدیث بھی ان سے نہ سنی"

اور انہی کے قریب عبداللہ بن عمروؓ کا احتیاط تھا اگرچہ ان سے روایتیں کچھ زیادہ مروی ہیں مگر آخر عمر میں درس ترک کر دیا تھا۔ جیسے اوپر امام شعبیؒ کے کلام میں گزر چکا ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ بڑھاپے سے طبیعت کمزور ہو گئی تھی۔ یا اس وجہ سے کہ اب جوانی کا حافظہ نہیں رہا کہیں غلطی نہ لگ جائے۔

بہرصورت صحابہؓ بہت محتاط تھے۔ اور جس قدر اچھی طرح محفوظ تھا وہی آگے پہنچایا۔ خواہ کتابت کی صورت میں تھا خواہ زبانی

اب یہاں تدوین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ

ملتان کی گھڑیاں قابل بھروسہ ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منتشر طور پر تھوڑی تھوڑی احادیث کا محفوظ رہنا کوئی انوکھی بات نہیں۔

اور جن کے پاس زیادہ تھیں ان کے پاس دوسرے اسباب مہیا تھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس کے بعد تابعینؒ، تبع تابعینؒ کا زمانہ آیا اس میں تدوین حدیث کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور فن حدیث کی وہ خدمت ہوئی جس سے کفر کی تمام کوششیں خاک میں مل گئیں۔ اور یہ فن جوں کا توں محفوظ ہوگیا۔ اور آج تک قرآن مجید کی طرح محفوظ چلا آرہا ہے۔

کاش جیراجپوری صاحب اور ان کے ہمنوا زمانہ حال سے ہی سبق لیں کیا اس وقت حق و باطل کا مقابلہ نہیں؟ اور کیا کفر زوروں پر نہیں؟ بلکہ گذشتہ زمانہ سے کئی گنا زیادہ عروج پر ہے حق کی آواز بہت دھیمی پڑگئی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کسی مخالف اور دشمن کو اتنی جرأت نہیں کہ چند جعلی احادیث کو صحاح کا رنگ دے سکے۔ یا اپنی طرف سے چند حدیثیں وضع کرکے صحاح کے ساتھ خلط ملط کرسکے۔

بہتیرے ملا۔ ملانے اور غیر محقق واعظ اٹھتے ہیں جو بناوٹی حدیثیں اور باطل قصے جوڑ جوڑ کر خدا کی مخلوق کو گمراہ کررہے ہیں۔

مگر جب حقانی علماء کا گروہ اٹھتا ہے تو باطل کا تمام تکیہ تہ کردیتا ہے۔

اور حق جب عروج پر ہو اور اس کی ترقی کے تمام تر اسباب مہیا ہوں تو اس وقت کسی کی سازش کس طرح مخفی رہ سکتی ہے؟

لیکن جیراجپوری صاحب چونکہ ہاتھ دھوکر حدیث کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں اس لئے باطل کے حیلے ان کے سامنے آتے ہیں اور حق کے پہاڑ ان کو دکھائی نہیں دیتے۔

خیر جیراجپوری صاحب کو ہم ایک اور طرح سمجھاتے ہیں۔ خدا ان کو بصیرت عطا فرمائے۔

جس کو علم تاریخ پر تھوڑا بہت عبور ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ علم عربیت پر حدیث سے کم حملے نہیں ہوئے حدیث پر حملوں کے وجوہ ابن الجوزیؒ کے کلام میں گذر چکے ہیں۔ جو خود جیراجپوری صاحب نے نقل کئے ہیں

عربیت پر حملے کا دوسرا رنگ تھا۔ "وضع احادیث کا سلسلہ صحابہؓ کے زمانہ میں خاص کر خلافت راشدہ میں شروع نہیں ہوا۔ لیکن عربی زبان حضرت علیؓ کی خلافت میں ہی بدلنی شروع ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ عرب وعجم کا اختلاط تھا۔ کسی کی ماں عجمی ہے تو باپ عربی۔ کسی کا باپ عجمی ہے تو ماں عربی۔ اس سے بچہ کی زبان میں گڑبڑ ہوتی۔ بلکہ خاوند بیوی کی روزمرہ کی بول چال میں فرق پڑتا۔ اس کے علاوہ جب بچے بچوں سے ملتے اور دوسرے سے بولی سیکھتے تو مرکب زبان پیدا ہوتی۔ اسی طرح مسجدوں، بازاروں، درسگاہوں اور دیگر تعلقات میں لوگوں کے اختلاط سے اصل زبان

اگر آپ بہترین گھڑی چاہتے ہیں تو ملٹن کی گھڑی خریدیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا قائم رہنا مشکل ہو گیا۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ زبان محفوظ نہ ہوتی تو قرآن حدیث کی حفاظت کا اصل مقصد نوت ہو جاتا۔ کیونکہ قرآن حدیث اصل زبان ہیں تھے۔ ان کا اصل مقصد زبان کے محفوظ رہنے سے سمجھ میں آسکتا تھا۔

اب اس انڈتے ہوئے سیلاب کی روک تھام حدیث سے بھی مشکل ہو گئی۔ حدیث تو صرف صحابہؓ کے پاس تھی۔ اور اس کا ذخیرہ مختصر تھا۔ اور اس پر حملے کرنے والے معدودے چند تھے۔ لیکن بولی بدلنے کا باعث ساری دنیا اور اس کا اختلاط تھا۔ مگر قدرت کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔ خدا نے اس کی حفاظت کیلئے بھی ایسے لوگ کھڑے کر دیئے جیسے حدیث کے لئے کھڑے کئے۔

کسی نے لغت کے مفردات لکھے۔ کسی نے محاورات لکھے، کسی نے قواعد بنائے۔ اور قواعد بنانے والوں سے کسی نے الفاظ پر بحث کی۔ کسی نے معانی پر چنانچہ علم عربیت کئی فنون میں بٹ گیا۔

علم لغت۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔

بیان۔ ادب۔ وغیرہ

یہ سب علم عربیت کی شاخیں ہیں۔

حدیث کی کتابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی تھوڑی بہت شروع ہو گئی تھی۔ اور اس کے بعد پہلی کتاب امام ابوبکر بن محمد بن حزمؒ نے لکھی۔

پھر امام زہریؒ تابعی نے لکھی۔ اس کے بعد تدوین عام ہو گئی۔ لیکن علم عربیت کی تدوین بہت دیر سے ہوئی۔

صرف ونحو کی ابتدا اگرچہ حضرت علیؓ اور ان کے شاگرد اسود دؤلی سے ہوئی۔ اور ان کے بعد خلیل، سیبویہ وغیرہ نے اس کی زیادہ تفصیل کی

مگر معانی، بیان جو زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور فصاحت و بلاغت کے اصل الاصول ہیں ان کے خادم بالکل پچھلے لوگ ہیں۔ جیسے عبدالقاہر جرجانی۔ زمخشری سکاکی وغیرہ۔

اور کتب لغت بھی عرب وعجم کے اختلاط کے بہت عرصہ بعد لکھی گئیں۔ لغت کی پہلی کتاب (کتاب العین کے نام سے) خلیلؒ استاد سیبویہ رح نے لکھی۔ اس سے پہلے لغت اور محاورات کا دارومدار حافظہ پر تھا۔

خدا نے بڑے بڑے ماہر اور جامع لغت اور حافظ محاورات پیدا کئے۔ جو ایک سے ایک بڑھکر تھے۔ امام شافعیؒ اگرچہ رسالہ اصول کے صفحہ میں لکھتے ہیں کہ

"زبان عرب اختلاف بولیوں کے لحاظ کو اور کثرت الفاظ کے لحاظ سے سب زبانوں کو زیادہ ہے۔ اسی طرح علم حدیث بھی بڑا وسیع علم ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حدیث نبویؐ کے اور لغت عربی نبی کے سوا کسی ایک کے سینے میں جمع ہوئی ہیں"۔

لیکن پھر بھی ایسی ایسی ہستیاں ظہور میں آئیں کہ

لمٹن کی گھڑی خرید کر اپنے وقت کی حفاظت کیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام شافعیؒ کے اس دعوے کی تکذیب تو نہیں ہو سکتی۔ مگر قریب تھا کہ اس کی تکذیب ہو جائے۔ صرف انیس بیس کا فرق رہا۔

اسی بنا پر امام احمدؒ کا دعویٰ تھا کہ میری کتاب مسند معتبر اور غیر معتبر حدیث کے لئے معیار ہے۔

اور امام اصمعیؒ نے عربیت میں اتنی ترقی کی کہ امام شعبیؒ جلیل القدر تابعیؒ جو ہر فن میں امام ہیں ان کو کہا کرتے تھے کہ تم عربیت میں ہم سے زیادہ ہو۔ ہمیں اس میں امداد دیا کرو۔

اسی طرح امام شافعیؒ نے علم حدیث کے متعلق امام احمدؒ کو کہا۔

اب اگر علم حدیث صرف اس لئے مشتبہ مانیں۔ کہ اس میں وضع حدیث کا شبہ ہے تو پھر اختلاط عرب و عجم سے عربی زبان میں جو طوفان بے تمیزی برپا ہوا۔ اس وجہ سے عربی زبان پر اعتماد نہ رہا بلکہ علم عربیت میں اور بہت کمزوریاں ہیں جن کی تفصیل ہماری کتاب تعریف اہل سنت کے ص۱۴۴ تا ص۱۵۲ میں ہے۔

پس اس وجہ سے عربی زبان کا مرتبہ اور گر گیا۔ یہ اچھا ہوا کہ حدیث تو پہلے ہی چکڑالوی صاحب کے ہاتھ سے چھوٹی ہی تھی اب قرآن مجید بھی ہاتھ سے گیا۔ کیونکہ عربیت کے بغیر وہ حل نہیں ہو سکتا۔

اب سنہرے شاہی ڈنڈے ہاتھ میں لے کر یہ گاتے پھرنا چاہیئے ؎

مجرد سب سے اعلیٰ ہے

نہ مجرد ہے نہ سالا ہے

جناب چکڑالوی (**کثرت موضوعات**) جب وضاعین کی اس قدر کثرت تھی کہ ان کے تراجم بارہ بارہ جلدوں میں لکھے گئے تو ظاہر ہے کہ موضوعات احادیث کی کثرت کتنی ہو گی۔

عقیلی کا قول ملا علی قاریؒ نے "موضوعات کبیر" میں نقل کیا ہے۔ کہ

"زنادقہ نے بارہ ۱۲ ہزار حدیثیں وضع کیں"

تذکرۃ الموضوعات میں شیخ محمد طاہرؒ گجراتی لکھتے ہیں کہ جویباری ابن عکاشہ، اور محمد بن تمیم فاریابی نے دس ہزار سے زیادہ حدیثیں بنائیں۔

ابن ابی العوجاء کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب اس کو قتل کرنے کے لئے لے گئے تو اس نے کہا میں نے ۴ ہزار حدیثیں وضع کی ہیں جن میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام بناتا رہا ہوں۔

روایات کا تو ذکر کیا ہے بعض بعض وضاعین نے پوری پوری کتابیں روایات کی تصنیف کر ڈالیں۔ جو اول سے آخر تک غلط تھیں۔ تذکرۃ الموضوعات ص۸ میں ہے۔

کتب حدیث میں بعض کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی جملہ روایات موضوع ہیں۔ منجملہ ان کے "القضاعی" کی کتاب ہے پھر "الیعوتی" و "ودعانیہ" ان دونوں میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے

امتی کی گھٹلیاں آپ کی بہترین رفیق ثابت ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصایا علیؓ نامی کتاب میں بھی بجز پہلی حدیث کے سب غلط ہیں۔ انس بصری کی مسند جو تین سو حدیثوں کا مجموعہ ہے سرتا سر غلط ہیں۔ ابن عدی نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن جعفر نے اپنے آباء کی روایت سے جو حضرت علیؓ تک پہنچائی گئی تھی ایک کتاب نکال۔ جو ہزار حدیثوں کا مجموعہ تھی۔ اس کی تمام حاشیں حسن کردار قطنیؒ نے کہا کہ یہ کتاب "علویات" جھوٹ اور افترا کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے واضع پر لعنت کرے۔

اس نے جماع اور طریقہ جماع کے متعلق بھی حضرت علیؓ کے نام سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

دیلمی نے لکھا ہے۔ کہ ابو الفضل جعفر بن محمد حسینی کی کتاب العروس منکر اور غیر معتبر ہے۔

اور امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ ابن اسحٰق بن ابراہیم نے اپنے باپ اور دادا کی روایت سے ایک مجموعہ مرتب کیا جو ہرگز اس قابل نہیں کہ اس سے حجت پکڑی جائے۔

"جواب" ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب مسلم شریف کے مقدمہ میں لکھا کوئی حق کے خلاف آواز اٹھائے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس کا قول چل نکلے اور مشہور ہو جائے تو اس کی تردید ضروری ہے۔ اور اگر غیر مشہور ہو تو اس کی تردید کر کے اس کو شہرت نہ دینی چاہیئے۔ بلکہ اس کی طرف توجہ نہ کرنا ہی اس کا ازالہ اور ملیا میٹ کرنا ہے۔

محدثینؒ نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جو حدیثیں مشہور نہیں ہوئیں اور نہ وضع کرنے والوں نے ہی ان کو اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ ان کو تو ویسے ہی ختم کر دیا۔ اور جو مشہور ہو کر کتب میں درج ہو گئیں ان کے متعلق کہہ دیا۔ کہ فلاں فلاں کتاب غیر معتبر ہے۔ جن میں سے چند کتابیں آپ نے بھی گنا دی ہیں۔

اب بتلائیے! اعتراض کیا رہا! جواب خود ہی دے دیتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ قلم سے کیا نکل رہا ہے۔

پھر محدثینؒ نے ایک اور طریقہ بھی استعمال کیا ہے۔ وہ یہ کہ جو روایات مشہور ہو کر آگے چل نکلیں اور رواج پا گئیں ان کی بابت مستقل مجموعے لکھے۔ جو **کتب موضوعات** کے نام سے مشہور ہیں چنانچہ جیراجپوری صاحب خود بھی آگے لکھتے ہیں۔

جیراجپوری "کتب موضوعات" جب احادیث کی پڑتال شروع کی گئی اس وقت ائمہ جرح و تعدیل نے جہاں کذابوں کا پتہ لگانے کی کوشش کی وہاں ان کی روایتیں بھی چھانٹ کر نکالتے گئے۔ اور جو ان کے نزدیک حتمی طور پر موضوع ثابت ہو گئیں ان کے مجموعے تیار کر دیئے۔ ان میں سے جو کتابیں مشہور رہیں وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

لٹو کی گھڑی جب تک آپ کے پاس ہے آپ دھوکہ نہیں کھا سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١- کتاب الاباطیل - ابو عبداللہ
الحسین ہمدانی متوفی سنہ ۵۴۳ھ
٢- الموضوعات الکبریٰ
ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی
متوفی سنہ ۵۹۷ھ (چار جلدوں میں)
٣- مختصر الموضوعات - امام
سفارینی -
٤- اللآلی المصنوعة فی الاحادیث
الموضوعة - جلال الدین سیوطی
٥- تذکرة الموضوعات -
شیخ محمد طاہر گجرات پاکپٹن
کے مشہور ہندی محدث مقتول
سنہ ۹۸۶ھ
٦- رسالتان فی الموضوعات
رضی الدین صغانی متوفی
سنہ ۶۵۰ھ
٧- الفوائد المجموعة - فی
الاحادیث الموضوعة - شیخ
ابو عبداللہ محمد شامی
متوفی سنہ ۹۴۲ھ
٨- الفوائد المجموعة - فی
الاحادیث الموضوعة - امام
شوکانی یمنی متوفی سنہ ۱۲۵۵ھ
٩- کتاب المغنی - حافظ
ضیاء الدین موصلی متوفی
سنہ ۶۲۳ھ
١٠- الموضوعات الصریحة
عمر بن بدر -
١١- الکشف الالٰہی - محمد
سندروسی متوفی سنہ ۱۱۷۷ھ
١٢- تذکرة الموضوعات
ملا علی قاری متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ
١٣- اللؤلؤ المرصوع -
محمد بن خلیل قاوقجی
متوفی سنہ ۱۳۰۵ھ

ان وضاعین اور موضوعات سے حدیث پر ایسی آفت آئی جس کا اندازہ مشکل ہے - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک تھی - اور حدیثیں بھی آپ سے جو روایتیں کی گئی ہیں - ان کا ننانوے فی صدی حصہ مدنی زندگی سے متعلق ہے جس کی کل مدت دس سال ہے -

اور ادھر وضاعین اور کذابین کی ایک بے شمار فوج ہوگئی - جو دن رات حدیثیں گھڑنے میں لگی رہتی تھی - بلکہ ان میں سے بعض کا پیشہ ہی تھا - ان ہزاروں ہزار وضاعین نے لاکھوں حدیثیں وضع کر ڈالیں اور ان کو پھیلا دیا اس جھوٹ اور کذب کے سیلاب میں وہ تھوڑی سی حدیثیں جو بلا شبہ صحیح تھیں اس طرح مخلوط ہو گئیں -

آپ اپنے استعمال کے لئے ہمیشہ ملٹن کی گھڑی خریدیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ بڑے بڑے نقادوں کے لئے یہ مشکل ہوگیا۔ کہ اس دریائے کذب سے سچائی کے قطروں کو چھانٹ سکیں۔"

جواب: اس کا جواب آپ کو سائنس نے دیا ہے۔ گھی پانی میں نہیں ملتا۔ حق کو آپ بمنزلہ گھی کے سمجھ لیں پھر خواہ اس کے چند قطرے ہی ہوں ان کا اُٹھانا کیا مشکل ہے؟ اب دیکھئے محدثینؒ نے یہ قطرے کس طرح اُٹھائے۔

۱۔ پہلے تو ۱۲۔۱۴ جلدوں میں وضاعین کے حالات لکھے۔ اس سے ایک معیار قائم ہوگیا۔ کہ ان کی خواہ بارہ ہزار حدیثیں ہوں یا چار ہزار یا کم و بیش کوئی نہ لی جائے۔ اب دیکھئے یک لخت چھٹائی ہوگئی۔

۲۔ جو انہوں نے کتابیں لکھیں ان کے متعلق کہدیا کہ فلاں فلاں کتاب معتبر نہیں۔

۳۔ جھوٹی احادیث جو مشہور ہوکر چل نکلیں اور رواج پاگئیں ان کی بابت ایک طریقہ یہ برتا کہ کتب موضوعات لکھیں۔

۴۔ غیر مشہور کو ویسے ہی دفن کردیا۔

۵۔ صحیح احادیث یا معتبر احادیث کے مجموعے الگ تیار کردیئے۔

۶۔ اگر مخلوط مجموعے لکھے تو ان میں ضعیفہ کی تشریح کردی۔ ورنہ کوئی اور قاعدہ باندھ دیا۔ جس سے پہچان ہو۔

خیال فرمائیے! محدثین نے بال کی کھال کیسے اُتاری۔ اور گھی سے پانی کیسے جدا کیا۔

پھر دریا کے قطروں کی مثال ہی غلط ہے۔ آپ ویسے کہنے کو کہہ سکتے ہیں کہ کروڑوں، اربوں حدیثیں وضع کیں۔ یا اس سے بھی زیادہ لیکن محدثین جن کے زمانہ میں یہ وضاعین پیدا ہوئے۔ ان کی تحقیقات پر نظر کرتے ہوئے تو ہزاروں کی تعداد سے باہر نہیں نکلتیں۔ اور صحابہؓ کی تعداد پر نظر کرتے ہوئے ایک ایک صحابی کی ایک ایک دو دو حدیثیں اوسط لگائی جائے۔ تو لاکھوں سے بڑھ جاتی ہیں۔

پس دریا کے قطرے کی مثال جیراجپوری صاحب کا محض مبالغہ ہے تاکہ اپنے معتقدین پر اثر ڈالیں۔

خیر کمی بیشی کے سوال کو چھوڑیئے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ حق و باطل کے امتیاز کے لئے خدا نے کچھ اسباب بھی بنائے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں بنائے تو حق و باطل دو چیزیں ہی نہ رہیں۔ سب اندھیر کھاتا ہوا۔ اور اگر بنائے ہیں۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق لے کر آئے یا نہیں۔

اگر نہیں تو یہ نبوت سے انکار ہے۔

اگر حق لے کر آئے ہیں تو پھر وہ وحی جلی ہے۔ یا خفی بھی۔

اگر صرف وحی جلی ہے تو یہ حدیث کے وحی ہونے سے انکار ہے۔ اس صورت میں جیراجپوری صاحب کی ساری بحث ہی بیکار ہے۔ کہ اتنے وضاعین ہوئے اور اتنی احادیث وضع کیں۔ کیونکہ اس صورت میں تمام محدثینؒ و ائمہ دینؒ وضاع ہوئے۔ جو حدیث کو وحی کہتے رہے۔ اور ان کی انتخاب کردہ صحیح احادیث بھی وضعی ہوئیں۔ کیونکہ غیر وحی کو وحی کہنا اس سے بڑھ کر اور کون سا جھوٹ و افترا ہوگا۔

گھڑی خریدنے سے پہلے لسٹ ضرور ملاحظہ فرمائیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس جیراجپوری صاحب کو پہلے اس پر بحث کرنی چاہیئے۔ فضول بحث میں کیوں پڑتے ہیں۔ اور اگر جیراجپوری وحی خفی کے قائل[1] ہیں۔ تو پھر نزاع ہی ختم۔ کیونکہ جب حدیث بھی وحی ہوئی۔ تو پھر اپنی طاقت کے موافق اس کا دریافت کرنا ضروری ہوا۔ قرآن مجید میں ہے۔

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"

اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحیح وضعیف کی تحقیق اور راویوں کے حالات کا علم قرب کے زمانہ ہی میں ہوسکتا ہے۔ اب مشکل ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ کے حالات کا علم اسی زمانہ والوں کو ہوتا ہے۔ یا ان کے ملنے والوں کو ہوتا ہے۔ ان کے بتلائے بغیر پچھلے لوگوں کو کیا پتہ لگ سکتا ہے۔

پس ضروری ہوا ــــ کہ ہم محدثین کی تحقیقات پر اعتماد کریں۔ جیسے ایک آدمی کو حکم ہے کہ وہ جس عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتا ہے۔ اس پر اعتماد کرے۔ حالانکہ عالم سے غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کوئی امتی معصوم نہیں۔ مگر پھر بھی اعتماد کا حکم ہے۔ اور عالم کو بھی پوری تحقیقات کے بعد غلطی پر کوئی گرفت نہیں۔ بلکہ ایک اجر ملتا ہے۔

پس صحت ضعف حدیث اور راویوں کے حالات کے علم میں بھی ہمارا اعتماد محدثین پر قریبًا اسی قسم سے ہے۔

اسی طرح علم عربیت میں ہمیں پہلے لوگوں پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی معصوم نہ تھے۔ چنانچہ "قاموس" والے نے صحاح جوہری والے کی غلطیاں نکالیں۔ اور قاموس والے کی جاموس والے نے اور ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اور ہر فن کا یہی حال ہے۔ ڈاکٹری کو دیکھئے طب یونانی کو دیکھو، کسی نقلی عقلی علم کو دیکھو اس میں غلطی ممکن ہے۔ اور غلطی ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کے پچھلے پہلوں پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں کسی نے یہ نہیں

---

[1] جیراجپوری وحی خفی سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث کی مخالفت قرآن کی مخالفت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ــــ "تعلیم کتاب کا ایک شعبہ یہ بھی تھا کہ رسولؐ کے احکام پر عمل کرکے دکھادے۔ تاکہ امت اسی نمونہ پر عامل ہوجائے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔ تمہارے لئے رسول اللہ کے اندر اچھا نمونہ ہے۔ چنانچہ ہمارے رسولؐ نے جملہ احکام قرآنی مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر عمل کرکے دکھادیا۔ اور مسلمان اسی نمونہ پر عمل کرنے لگے۔ یہ اسوہ حسنہ امت کے پاس عمل متواتر کی شکل میں موجود ہے۔ جس کے مطابق رسول اللہ کے عہد سے نسلاً بعد نسلٍ وہ عمل کرتی چلی آئی ہے۔ اس لئے یہ یقینی ہے اور دینی ہے۔ اور اس کی مخالفت قرآن کی مخالفت ہے۔"

(تعلیمات حصہ اول ص۱۵۶)

لٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہا۔ کہ چونکہ غلطی ممکن ہے اس لئے اب اس فن کا اعتبار نہیں رہا۔ یہ جناب جیراجپوری جیسوں کی ہی ایجاد ہے۔ کہ غلطی کے امکان سے سارا فن ہی بیکار کردیا۔ اور اسی بنا پر محدثین کی انتخاب کردہ صحیح احادیث کو موضوعات کا مرتبہ دے دیا۔ انا للہ الخ

جیراجپوری کی تنقید حدیث

ائمہ حدیث نے جب حدیثوں کو پرکھنا شروع کیا اور صحیح اور غلط کو الگ کرنے لگے۔ اس وقت دو چیزوں کو سامنے رکھا۔ ایک خود حدیث کو دوسرے رواۃ کو۔

موضوع حدیثوں کی شناخت کیلئے انہوں نے حسب ذیل اصول قرار دیئے۔

۱۔ صحیح تاریخ کے خلاف ہو۔

۲۔ رافضی صحابہ کے یا خارجی اہل بیت کے مطاعن میں روایت کرے۔

۳۔ حدیث میں ایسا واقعہ ذکر کیا جائے جس کے بیان کرنیوالے بہت سے ہو سکتے ہوں مگر صرف ایک ہی شخص روایت کرتا ہو۔

۴۔ قرآن کے خلاف پڑے۔

۵۔ عقل صحیح کے خلاف ہو۔

۶۔ چھوٹے چھوٹے عمل پر بڑے بڑے اجر کا وعدہ یا چھوٹے چھوٹے گناہ پر بڑے بڑے عذاب کی وعید

۷۔ قرینہ یا موقع کے خلاف ہو۔

لیکن ان اصول سے صرف تھوڑی سی غلط اور موضوع حدیثیں پکڑی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ جو لوگ جھوٹی حدیثیں تراشتے تھے وہ اس کے ہر پہلو پر نظر ڈال لیتے تھے تاکہ کوئی گرفت نہ کر سکے۔

چنانچہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بڑے بڑے قانون دانوں کی جرح کے بھی جھوٹے گواہ اپنی شہادتوں میں پورے اتر جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی سچے گواہوں سے زیادہ قابلِ اعتبار قرار پاتے ہیں۔ لہذا یہ اصول جو غلط روایتوں کی پہچان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تقریباً بے کار ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ائمہ جرح وتعدیل نے دوسری چیز یعنی رواۃ کی ثقاہت پر زیادہ دارومدار رکھا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ثقاہت ایک باطنی وصف ہے۔ اس کی تمیز کی بنیاد کس پر رکھی جائے رہا ظاہری تقوی اور طہارت تو اس کی بابت خود محدثین کا تجربہ بڑا تلخ ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان جو جرح وتعدیل کے عظیم الشان

ملتان کے پرزے بھی اپنی بلند معیاری کی وجہ سے مشہور ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ہیں۔ کہتے ہیں کہ اہل صلاح وخیر سے زیادہ حدیث کے معاملہ میں کوئی جھوٹا نہیں ہوتا۔

امام مسلمؒ کا قول ہے۔ کہ اہل خیر کی زبان سے بلا ارادہ بھی جھوٹ نکلتا ہے۔

ایوب سختیانی نے اپنے ایک پڑوسی کے علم۔ زہد۔ عبادت وطہارت کی بہت تعریف کی۔ مگر اس کے بعد کہا کہ اگر وہ میرے سامنے ایک کھجور کے بارے میں بھی شہادت دے تو میں قبول نہیں کروں گا۔

(توجیہ النظر ص۲۵)

اس لئے مجبوراً رواۃ کی صداقت، ثقاہت اور عدالت کا دارومدار شہرت اور مقبولیت پر رکھا گیا۔ یعنی ان لوگوں کی روایت لی جائے۔ جن کی ثقاہت اہل علم میں مشہور اور مقبول ہو۔

www.kitabosunnat.com

جواب: جیراجپوری صاحب لکھتے ہوئے ساتھ ساتھ جواب بھی دیئے جاتے ہیں۔ اگر جھوٹی حدیثیں تراشنے والے ان اصولوں کا خیال رکھتے تو ایسی حدیثیں وضع کیوں کرتے جو ان اصولوں سے پکڑی جاتی ہیں

آپ کہتے ہیں تھوڑی پکڑی جاتی ہیں۔ یہ کہنا بھی خلاف واقع ہے۔ جن کتب موضوعات کی آپ نے گنتی کی ہے۔ انہیں کو دیکھ کر اندازہ کرلیں۔ کتنی ان اصولوں سے باہر ہیں۔ آپ قلم کو جنبش دیئے جاتے ہیں اور یہ نہیں کرتے کہ اس سے نکلتا کیا ہے۔

پھر "تھوڑی" کہکر خود ہی ایک اور جواب دے گئے وہ یہ کہ ان اصولوں کے علاوہ ثقاہت رواۃ بڑا ذریعہ ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ جب کسی راوی کی ایک حدیث جھوٹی ثابت ہوگئی تو اس کی ثقاہت گرگئی۔ بس اس کی روایت کا ہی اعتبار نہیں ——— خواہ سینکڑوں ہوں۔

اس پہ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ ثقاہت ایک باطنی امر ہے، اس کا پھر جواب دیتے ہیں کہ

"جس کی ثقاہت مشہور ہو اور مقبول عام ہو اس پر مدار ہے"

اور بات بھی ٹھیک ہے۔ اگر ثقاہت کا پتہ نہ چل سکتا تو سارے سلسلے ہی بند ہو جاتے نہ حکومت مظلوم کی داد کرسکتی نہ کسی اخبار والے کو خبروں کا صحیح مواد مل سکتا۔ نہ تجارتی کاروبار چل سکتا۔ نہ علم عرفی پر اعتماد رہتا۔ جس پر قرآن حدیث کے فہم کا مدار ہے۔ غرض ثقاہت کا علم نہ ہوتا تو نہ دین کا —— کام چل سکتا۔ نہ دنیا کا۔ بلکہ قرآن مجید بھی یہ نہ کہتا۔

"وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ"

"یعنی اپنے میں سے ایسے گواہ کرو جو عدل والے ہوں"

اور امام ایوب سختیانی کا ایسے زاہد، عابد کو غیر معتبر کہنا یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ثقاہت چھپ نہیں سکتی۔

نہ یہ بات کہ کبھی باوجود جرح کے جھوٹے گواہ

ملتان کا انتخاب آپ کا بہترین انتخاب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے اُتر جاتے ہیں اور جج یا مجسٹریٹ ان کو غلطی سے سچ سمجھ لیتا ہے۔ سو یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ ایک آیت کا مطلب بیان کریں تو اس میں غلطی کا امکان ہے۔ یا کوئی مسئلہ بتائیں تو اس میں غلطی ہو سکتی ہے۔ ایسی شاذ صورتیں یا ایسے امکانات دین و دنیا کے ہر شعبہ میں موجود ہیں۔ مگر اس سے وہ شعبہ بیکار نہیں ہوتا۔ کیا جج یا مجسٹریٹ کا گواہوں کے بارے میں غلطی کا امکان اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کے کسی فیصلہ پر اعتبار نہ رہے۔ اور جج اور مجسٹریٹی کا محکمہ بھی بیکار ہو۔

— یا کسی عالم کا قرآن مجید کی تفسیر لکھنا یا فتویٰ دینا کیا اس میں غلطی کا امکان نہیں اور کیا اس سے لازم آتا ہے۔ کہ فتویٰ و استفتار کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ شعبہ بیکار ہے۔

اسی طرح علم عربیت کو بجز مرزا قادیانی کے کسی نے غیر معتبر نہیں کہا۔ حالانکہ اس میں بھی ایسے امکانات موجود ہیں۔

اور کیا کتابت میں غلطیاں نہیں ہوتیں۔ مگر کوئی نہیں کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتبِ وحی بھی اس امکان کی وجہ سے غیر معتمد ہے۔

پس قرآن مجید پر بھی ہاتھ صاف ہو گیا بلکہ کہنے والا یہاں بھی کہہ [illegible] ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ قرآن مجید کی اخیری دو سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے اس سے یہ بھی امکان پیدا ہوتا ہے۔ کہ کاتب الوحی کے لکھے ہوئے قرآن میں تعین۔ ورنہ صحابہ میں ان کے متعلق اختلاف کیوں ہوتا۔ کہ ان کو — کوئی قرآن قرآن کہتا ہے۔ اور کوئی غیر قرآن اور اس قسم کے اور کئی اختلافات ہیں۔ اور کئی شاذ قرآتیں ہیں تو کیا اس وجہ سے معاذ اللہ قرآن مجید غیر معتبر ہو گیا۔ اور شیعہ جو اس کو غیر معتبر کہتے ہیں وہ سچے ہو گئے

سچ ہے سہ

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

حدیثیں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے حکم سے دوسری صدی ہجری کے آغاز سے کتابوں میں لکھی جانے لگیں۔ گو اس وقت بھی لوگ جانچ کرتے تھے مگر اصل تنقید کا زمانہ تیسری صدی ہے۔ بیشتر ائمہ جرح و تعدیل اسی عہد میں ہوئے ہیں۔ ان ائمہ میں بھی تسامح موجود تھا۔ تذکرۃ الموضوعات میں ہے۔

ابن حنبلؒ۔ ابن مہدیؒ۔ اور ابن مبارکؒ تینوں کا بیان ہے۔ کہ ہم حلال اور حرام کی روایت کی جانچ میں سختی کرتے ہیں۔ اور فضائل وغیرہ کی روایت میں نرمی۔

سہ مثلاً احمد بن حنبلؒ۔ یحییٰ بن معینؒ۔ علی بن المدینیؒ۔ امام بخاریؒ و مسلمؒ اور اربابِ سنن وغیرہ ۱۲ منہ

دنیا کی کوئی گسٹری لٹن کا مقابلہ نہیں کر سکتی تجربہ کر لیجئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاری موضوعات میں لکھتے ہیں۔

"من اکثر یظہر المحدثین من حیث نظرھم الی الاسناد و الا فلا مطمع للقطع لتجویز العقل ان یکون الصحیح فی نفس الامر موضوعا والموضوع صحیحا"

یہ سب کچھ وہ ہے جو محدثین کو اسناد پر نظر ڈالنے سے سمجھ میں آتا ہے۔ ورنہ یقین کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ عقل جائز رکھتی ہے کہ جس کو انہوں نے صحیح کہا ہے۔ وہ نفس الامر میں موضوع ہو۔ اور جس کو موضوع کہا ہے وہ صحیح ہو۔

چنانچہ جمہور اصولیین اور ائمہ محدثین نے صحیح سے صحیح کی صحت کو بھی ظنی مانا ہے۔ یقینی نہیں کہا ہے۔ بجز متواتر کے جس کے وجود ہی میں بحث[1] ہے۔

انہوں نے احادیث پر جو احکام لگائے ہیں مثلاً قوی۔ حسن۔ مقبول یا ضعیف۔ موضوع۔ منکر اور مردود۔ ان سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ کسی یقینی فیصلہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ ورنہ روایت کی تو صرف دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ صحیح یا غلط۔

غرض حدیث کی جو تنقید ہوئی ہے اس میں ابھی بہت کچھ بحث کی گنجائش ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے جو حدیث میں کسی قدر متشدد تھے اپنی کتاب الموضوعات الکبریٰ میں سنن اربعہ کی بہت سی حدیثوں بلکہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم کی بھی متعدد حدیثوں کو موضوع قرار دیا ہے۔ علماء نے رفع امان کے خیال سے ان کی تردید کی۔ لیکن دلیل بجز اس کے اور کچھ نہ دی کہ یہ مسلم چلی آتی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ جو باوجود اس کے کہ حدیث میں بہت نرم ہیں لکھتے ہیں کہ

ابن جوزی نے اس قدر موضوعات چھوڑ دی ہیں کہ ان کی کتاب کے برابر (یعنی چار جلدوں کی) ایک دوسری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

جواب: اس نمبر میں تو جیراجپوری صاحب نے اپنی سمجھ اور دیانت دونوں پر فاتحہ پڑھ دی ہے۔ یعنی علماء کی عبارتیں نقل کرتے ہیں مگر سمجھتے نہیں اور کچھ پردہ پوشی کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جن کو دوسرے الفاظ میں مغالطہ دہی

---

[1] شیخ طاہر جزائری لکھتے ہیں وہ حدیثیں جن کو تواتر کہا گیا ہے درحقیقت ان میں صرف تواتر معنوی ہے ۱۲ منہ

ملٹن کی گھڑیاں خوبصورتی میں بے نظیر ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنا چاہیے۔ اب اس کی تفصیل سنیئے!

۱۔ پہلے بسم اللہ ہی غلط ہے۔ حدیثوں کی تدوین دوسری صدی میں نہیں بلکہ پہلی صدی ہی میں شروع ہوگئی۔ چنانچہ "عہد صحابہؓ" کے تحت گذر چکا ہے۔

۲۔ دوسری صدی اور تیسری صدی میں تنقید کی قلت وکثرت سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے تنقید میں سستی رہی۔ حالانکہ یہ سراسر مغالطہ ہے۔ بلکہ اس فرق کی اصل وجہ یہ ہے کہ پہلے ایسے فتنوں کا زور نہ تھا۔ اور نہ احادیث کو کوئی ایسا خطرہ لاحق ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔

"خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكِذْبُ۔"

(الحدیث)

یعنی بہتر زمانوں کا میرا زمانہ پھر تابعین کا پھر تبع تابعین کا ہے۔ اور ایک روایت میں چوتھے زمانہ (اتباع تبع تابعین) کی خیریت کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا جھوٹ پھیل جائیگا۔

پس جھوٹ پھیلنے ہی کے زمانہ میں زیادہ تنقید کی ضرورت تھی۔ نہ پہلے۔

سو خدا نے حسب ضرورت ایسے ہی اسباب پیدا کر دیئے۔

والحمد للہ علی ذالک

۳۔ حلال وحرام اور فرق کے ذکر سے بھی آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ علماء نے فضائل کی احادیث میں سستی کی۔ حالانکہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم تنقید میں نرمی کرتے ہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ہم ان کی اسانید میں نرمی کرتے ہیں اور ان دونوں کے مطلب میں فرق ہے۔ تنقید میں نرمی کا تو یہ مطلب ہے کہ مثلاً راوی کا پورا حال نہ بتلایا جائے۔ حالانکہ کتب اسماء الرجال میں راویوں کے حالات پر پوری بحث ہے۔ اور اسانید میں نرمی کا مطلب یہ ہے کہ فضائل اعمال کے مسائل میں کوئی حدیث پیش کرے اور اس میں معمولی کمزوری ہو تو ہمارے نزدیک یہ شرط نہیں کہ حدیث پیش کرنے کے ساتھ حدیث کی وہ کمزوری بھی بیان کرے۔

یا یہ مطلب ہے کہ فضائل اعمال میں اسناد کے معمولی ضعف کے باعث ہم عمل سے نہیں روکتے۔ بلکہ روا رکھتے ہیں اور اس پر قریباً امت کا اجماع ہے۔

چنانچہ ہم نے اخبار "تنظیم" میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو

(تنظیم جلد ۲ ۱۲-۲۱)

۴۔ موضوعات ملا علیؒ قاری کی عبارت سے یہ ظاہر کیا ہے کہ محدثینؒ کے صحیح وضعیف کہنے کا اعتبار نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

وہ حنفی مذہب کے بزرگ ہیں۔ جن کے ہاں صحیح حدیث تو کجا بعض ضعیف بھی حجت ہیں۔ جیسے مرسل وغیرہ تو وہ صحیح کو کس طرح غیر معتبر کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک حدیث کو ایک محدثؒ موضوع

ملٹن وایچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے اور دوسرا اس کو صحیح کہتا ہے۔ اور کبھی اس کا عکس ہوتا ہے۔ تو اس کی کیا وجہ؟

اس کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

محدث جو حدیث پر حکم لگاتا ہے وہ اسناد پر نظر کرتے ہوئے لگاتا ہے۔ جس میں غلطی ممکن ہے۔ سو ایسے اختلاف کے موقعہ پر دیکھا جائے گا کہ ترجیح کس جانب ہے۔ اور اس پر عمل کیا جائیگا۔ اور جب اختلاف نہ ہو تو عمل میں شبہ ہی نہیں۔

غرض ملا علی قاریؒ نے کوئی نئی چیز نہیں کہی۔ بلکہ یہ وہی غلطی کا امکان ہے۔ جو ہر علم میں اور ہر شعبہ میں موجود ہے۔ جو عمل سے مانع نہیں ہے چنانچہ کئی دفعہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

خدا جانے جیراجپوری صاحب عبارات کا مطلب نہیں سمجھتے۔ یا معاذ اللہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔

۵۔ عام طور پر حدیث کو ظنی کہہ کر مغالطہ دیا جاتا ہے ــــــ اور اس پر جھٹ یہ آیت پڑھ دی جاتی ہے۔

"إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا" (نجم)

"بے شک ظن حق سے کوئی کفایت نہیں کرتا"

جیراجپوری صاحب نے بھی وہی مغالطہ دینا چاہا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ایمان بالآخرۃ کو بھی ظنی کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَ أَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

(س بقرہ ۵ - پ۱)

"یعنی خدا سے ڈرنے والے بندے گمان کرتے ہیں کہ تحقیق وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔ اور تحقیق اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"

پس ظن لفظ کو دیکھ کر گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ موقع محل کے لحاظ سے اس کی مراد سمجھنی چاہیئے۔ کیونکہ ظن کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یقین کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً یقین عام طور پر جزم (شک وشبہ نہ ہونے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آگے اس کے تین درجے ہیں ــــ ایک یہ کہ جزم بغیر قطعی دلیل کے ہو جیسے ایک یا زیادہ معتبر آدمی (جنکی گنتی حد تواتر کو نہ پہنچی ہو) کسی اور واقعہ کی خبر دیں۔ تو ان کی بات کو ماننے والا کہتا ہے کہ مجھے اس بات پر یقین ہے اور کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ــــ لیکن یہ جزم چونکہ قطعی دلیل سے نہیں ہوتا کیونکہ خبر دینے والوں کا سہو، نسیان، عقلاً محال نہیں۔ بلکہ عقل اس کو ممکن جانتی ہے۔ اس لئے اگر اس بات کے کے خلاف کوئی قطعی دلیل سے اس کو سمجھائے۔ تو وہ شکی ہو سکتا ہے۔

دوئم یہ کہ جزم قطعی دلیل سے ہو۔ لیکن قطعی دلیل میں غلطی لگنے کی وجہ سے خلاف واقع ہو۔ جیسے آج کل کے سائنس کے معتقد آسمان کے وجود کے قائل نہیں۔ بلکہ اس کو نظر کی حد بندی بتلاتے ہیں۔ چونکہ وہ بھی اپنے

وقت کی حفاظت کے لئے ملتن کی گھڑی خریدیئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خیال میں قطعی دلیل رکھتے ہیں اس لئے وہ کسی کے سمجھانے سے تشفی نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح اگر نابینا کو شروع ہی سے بتلایا جائے کہ آسمان نیچے ہے اور زمین اوپر تو اس اعتقاد کے راسخ ہونے کے بعد اس کو خواہ کتنا ہی سمجھایا جائے کہ یہ غلط ہے۔ وہ نہیں مان سکتا۔

اور اسی قسم سے اہل بدعت ہیں چونکہ وہ بھی غلط سلط دلائل اپنے پاس رکھتے ہیں ان کو ہدایت ہونی مشکل ہے۔

اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاں بدعت آجاتی ہے وہاں سے سنت اٹھ جاتی ہے۔ پھر وہ قیامت تک نہیں لوٹتی۔

اس قسم کے جزم کو اہل منطق کی اصطلاح میں جہل مرکب کہتے ہیں۔ یعنی دوہری جہالت۔ ایک مسئلہ سے ناواقفی دوسری دلیل غلط۔

اور اس کے مقابلہ میں جہل بسیط ہے۔ یعنی اکہری جہالت۔ صرف مسئلہ سے ناواقفی۔ اس کا علاج سہل ہے، جب اس کو مسئلہ بتایا جائے تو وہ واقف ہو جاتا ہے۔ اور جہالت دور ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ"۔

"یعنی جہالت کی شفا سوال ہے"۔

جاہل سوال تبھی کریگا جب وہ اپنے آپ کو ناواقف سمجھے گا ـــــ جہل مرکب کے درجہ والا سوال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو دلیل پر سمجھتا ہے۔ خدا اس سے بچائے۔

تیسری قسم جزم کی یہ ہے کہ دلیل سے ہو اور واقعہ کے مطابق ہو۔

جیسے خدا موجود ہے اس کے عقلی، نقلی دلائل بھی ہیں۔ اور واقع کے مطابق ہے۔ ایسے جزم کو اصطلاح منطق میں یقین کہتے ہیں۔

پہلی دو قسموں کو یقین نہیں کہتے۔ بلکہ پہلی کو تقلید اور دوسری کو جہل مرکب کہتے ہیں۔

یہ تو یقین کا بیان ہوا ـــــ اب ظن کی تفصیل سنیئے۔

ظن اعتقاد کا آخری درجہ ہے۔ اس کے بعد شک وہم اور تخییل (تخیل) ہے۔ اعتقاد نہیں۔ اعتقاد اگر پختہ ہو تو وہ جزم ہے۔ اور اگر اس میں ذرا سی کمزوری ہو تو ظن ہے

مثلاً حضرت ابوبکرؓ وغیرہ جن کی بابت قرآن وحدیث میں جنتی ہونے کی خوشخبری آگئی ہے۔ ان کے متعلق ہمارا قطعی اور پختہ عقیدہ ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور جن کی بابت تصریح نہیں آئی ان کی بابت ہم قطعی فیصلہ تو نہیں کر سکتے کہ وہ جنتی ہیں۔ ہاں ان کے ظاہر حالات دیکھ کر اور ان کی نیکی اور بزرگی کی شہرت سنکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں۔ جیسے ائمہ دین اور اولیاء اللہ۔

لیکن اس عقیدہ میں وہ پختگی نہیں جو قرآن وحدیث کی تصریح کی صورت میں ہے۔

پس ایسے عقیدہ کو ظن کے لفظ سے بیان

گھڑیوں کے لئے ملٹن کا نام یاد رکھیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں غلطی یا وہم کا امکان ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ہماری تحقیق میں غلطی ہو۔ جس درجہ کا ہم نے کسی کو سمجھا ہے اس درجہ کا وہ نہ ہو۔

اور کبھی ظن جزم کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جیسے آیہ کریمہ

"يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ"

میں ہے۔ خواہ جزم کے پہلے معنیٰ ہوں یا تیسرے۔ اگر تیسرے ہوں تو اس میں غلطی عقلاً محال ہے۔ اگر پہلے ہوں تو اس میں عقلاً غلطی محال نہیں۔ چنانچہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

پس اصولیین اور ائمہ محدثینؒ کی حدیث کے ظنی ہونے سے یہی مراد ہے۔ کیونکہ راویوں کے حالات خواہ کیسے ہی اعلیٰ اور تسلی بخش ہوں مگر جب تک حد تواتر کو نہ پہنچیں سہو و نسیان یا غلطی عقلاً محال نہیں۔ لیکن عقلاً محال نہ ہونا ان کی خبر میں یا روایت میں شک و شبہ کو پیدا نہیں کرتا۔ شک و شبہ تب پیدا ہوتا ہے۔ جب راویوں کے حالات مخدوش ہوں۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں بھی تصریح ہے۔ کہ جس کو تم سچا سمجھو اس کی بات کا اعتبار کرو۔

یہ آج جناب جیراجپوری جیسوں سے سنا ہے کہ چونکہ اپنی تحقیق میں غلطی کا امکان یا وہم ہے کہ جھوٹے کو سچا سمجھ لیا گیا ہو۔ اس لئے اس کی بات کو ٹھکرا دو جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا۔ کہ دین و دنیا کا سارا انتظام ہی درہم برہم کر دو۔ نہ کسی کی کوئی مانے نہ کوئی سلسلہ چل سکے۔ انا للہ الخ

جیراجپوری صاحب! اگر آپ کا اتنا ہی تنگ نظریہ ہے تو پھر آپنے اتنے سلسلے چھوڑے مضمون لکھنے کی تکلیف گوارا کیوں کی۔ کیونکہ یہ مضمون آپ کی تحقیق ہے اس میں بھی وہی غلطی کا امکان ہے۔ جس سے آپ ڈرتے ہیں۔

پس جب یہ عمل کے قابل نہیں تو ورق سیاہ کرنے سے کیا فائدہ!

بلکہ میں حیران ہوں کہ آپ نے علم کس طرح پڑھ لیا۔ کیونکہ آپ کے نظریہ کے مطابق نہ کسی استاد کا اعتبار نہ کسی شاگرد کا۔

اصل میں یہ لوگ پورے عالم تو ہوتے نہیں۔ تھوڑا سا پڑھا اور میدان میں کود پڑے۔ بس پھر کیا۔ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان والا حساب ہو جاتا ہے۔

آپ جیراجپوری صاحب کی علمیت کا اندازہ اس سے لگا لیں کہ ان کے خیال میں اصولیین یا محدثینؒ کا حدیث کو ظنی کہنا یہ وضع حدیث کا نتیجہ ہے۔ یعنی جب وضع حدیث کا فتنہ پیدا ہو گیا۔ اور بہت لوگ جھوٹی حدیثیں بیان کرنے لگے اس بنا پر اصولیین اور محدثینؒ نے حدیث کو ظنی کہہ دیا۔ حالانکہ دنیا میں اگر جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والا ایک شخص بھی نہ ہوتا۔ تو بھی حدیث ان کے ہاں ظنی ہوتی۔ کیونکہ ان کے ہاں ظنی ہونے کا مدار خبر واحد ہونے پر ہے۔ اور خبر واحد ان کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جو حد تواتر کو نہ پہنچے۔ خواہ اس کی روایت کرنیوالا ایک ہو یا کئی ایک۔ کیونکہ بشریت کے تقاضا سے

ہمیشہ لمٹن واچ کمپنی کی ہی گھڑی خرید یئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں سہو ونسیان اور غلطی ممکن ہے۔ ایک کو بھی غلطی لگ سکتی ہے، اور کئی ایک کو بھی۔

مثلاً جیراجپوری صاحب اپنے معتقدین میں کیسے ہی فرشتہ صورت ہوں جب کسی واقعہ کی نسبت خبر دیں تو اصولیینؒ اور محدثینؒ کے اصول پر خبر ظنی ہوگی خواہ ان کے ساتھ کوئی اور بھی موید ہو۔ پھر بھی ظنی ہی رہے گی۔ بلکہ جلیل القدر صحابیؓ ہو۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

اسی بنا پر انہوں نے تصریح کی ہے۔ کہ جو صحابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنتا ہے اس کے لئے وہ حدیث قطعی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔

لیکن جو اس صحابی سے سنتا ہے خواہ صحابی ہو یا تابعی اس کے لئے وہ خبرِ واحد اور ظنی ہوتی ہے۔ جب تک وہ صحابی یا تابعی اتنے صحابہؓ سے نہ سنے جو حد تواتر تک پہنچیں وہ خبرِ واحد اور ظنی ہی رہتی ہے اور حد تواتر یہ ہے کہ بیان کرنے والے اتنے ہوں کہ عقلاً ان کا خلافِ واقعہ بات پر جمع ہونا محال ہو۔ اصولیین و محدثین کا حدیث کو ظنی کہنا اس بنا پر نہیں کہ جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والے لوگ بکثرت پیدا ہوگئے۔ بلکہ اس کی بنا خبرِ واحد ہونے پر ہے جیراجپوری صاحب کم علمی سے اس کو منعِ حدیث کا نتیجہ بتلا رہے ہیں پہ سچ ہے ؏

"آشنائے حقیقت نہ خطا اینجا است"

جیراجپوری صاحب کو اصل میں ظن کے عام استعمال سے دھوکا لگا ہے۔

ظن کے کئی معنی ہیں۔ ایک یہی جو اوپر بیان ہوا ہے۔ یعنی اعتقاد جس میں قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا بلکہ غلطی یا وہم کا امکان ہوتا ہے۔

دوسرے جزم جیسے آیت کریمہ
يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ میں گذر چکا ہے۔

تیسرے محض اٹکل جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

"یعنی یہ کفار محض گمان اور اٹکل کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

اور قرآن مجید میں اکثر یہی مراد ہے۔ اور عام بول چال کا رجحان بھی ادھر ہی ہے۔

اس لئے جیراجپوری صاحب جیسے یہی معنی سمجھ کر خطرۂ ایمان بنے بیٹھے ہیں۔ ابھی اس سے بڑھکر اور سنئے۔

۶۔ محدثینؒ کا حدیث پر قوی، حسن وغیرہ کا حکم لگانا۔ اس کی وجہ یہ سمجھے ہیں کہ وہ متردد رہے۔ اس لئے کوئی یقینی فیصلہ نہیں کر سکے۔ حالانکہ اس کی وجہ تردد نہیں بلکہ یہ

"أَنْزِلُوا النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمْ"

کے تحت ہے۔ یعنی لوگوں کو اپنے مرتبوں پر اتارو چونکہ راوی کوئی اعلیٰ ہوتا ہے کوئی ادنیٰ۔ یہانتک کہ کوئی جھوٹا۔ اس لئے ان کی روایات کے بھی کئی مراتب

لمٹن کا نام ہی گھڑی کی پائیداری کا ضامن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔

شاید جیراجپوری صاحب کے نزدیک ایک چپڑاسی اور ایک جج کی شہادت کا قانوناً ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے۔

پھر اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ اس سے بھی عجیب تر ہے۔ فرماتے ہیں۔

"غرض حدیث کی جو تنقید ہوئی ہے اس میں ابھی بہت کچھ بحث کی گنجائش ہے"

حالانکہ بحث کی صورت یہی ہے کہ حدیث کو گذشتہ سات اصولوں سے جانچا جائے۔ جن کو بیان کر چکے ہیں یا یہ کہ حدیث کے راویوں کے حالات پر بحث ہو۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کے حالات اس زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ یا قریب زمانہ والوں کو چنانچہ اوپر گذر چکا ہے۔

اب بتلائیے! بعد والوں کو بحث کی گنجائش کہاں؟ ان کو تو لازماً پہلوں پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی بات مسلمہ چلی آتی ہے تو اس کو مسلمہ ماننا پڑتا ہے اگر کسی بات میں اختلاف ہو تو راجح و مرجوح معلوم کرنا پڑتا ہے۔

بہر صورت پچھلے پہلوں کے دست نگر اور خوشہ چیں ہیں۔

اسی واسطے علمائے کرام نے ابن الجوزی کے اعتراض کو احادیث پر جن کی صحت مسلم ہے کوئی اہمیت نہیں دی۔ پھر ابن الجوزی متشدد بھی ہیں اور متشدد کے ساتھ جب تک معتدل نہ ہو اس کی بات قابل قبول نہیں۔

۷۔ حافظ ابن حجرؒ کے قول سے جیراجپوری یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ صحاح ستہ وغیرہ کی جن احادیث کو صحیح کہا گیا ہے انہی سے چار جلدوں کی کتاب اور تیار ہو سکتی ہے۔

حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ صحاح ستہ تو کجا حافظ ابن حجرؒ تو مسند احمد ایسے دفتر میں بھی موضوع حدیثیں نہیں مانتے۔ انہوں نے اس بارے میں "القول المسدد" ایک رسالہ لکھا ہے اور اگر شاذ و نادر کوئی موضوع نکل بھی آئے۔ تو یہ کالعدم ہے۔

اور اگر جیراجپوری صاحب کا حافظ ابن حجرؒ کے قول سے یہ مطلب ہے۔ کہ ابن الجوزیؒ سے بہت سی موضوعات رہ گئی ہیں تو اس سے بھی جیراجپوری صاحب کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر ابن الجوزی سے رہ گئیں۔ تو حافظ ابن حجرؒ جیسوں کو معلوم ہو گئیں۔ مقصود تو موضوع اور غیر موضوع کا امتیاز ہے۔ سو وہ حاصل ہے۔ ایک حاوی ہونا ضروری نہیں۔

جیسے صحیح احادیث پر بھی بقول امام شافعیؒ ایک شخص حاوی نہیں ہو سکا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ابن الجوزیؒ نے غیر مشہور چھوڑ دی ہوں۔ جن کی تردید کی اصل صورت یہ ہے کہ ان کا نام ہی نہ لیا جائے۔ کیونکہ نام لینے سے شے مشہور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام مسلمؒ کے قول میں بحوالہ مقدمہ مسلم گذر چکا ہے۔

لسٹن کا نام دیکھ کر گھڑی خریدنے میں آپ کی کامیابی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موضوعات کا اثر

[illegible] اگرچہ ائمہ محدثینؒ نے ان مکذوبات سے امت کو بچانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کا تسلط دلوں پر اتنا ہو گیا تھا کہ آج تک ہزاروں موضوع حدیثیں مسلمانوں کا دینی سرمایہ بنی ہوئی ہیں۔ اور ان کے عقائد و اعمال میں دخیل ہیں۔ یوں تو "باب الطہارۃ" سے لے کر باب العشر والنشر اور باب الجنۃ والنار تک ایک بھی ایسا نہیں ہے جس میں موضوعات نہ ہوں۔

لیکن بعض ابواب ایسے ہیں کہ ان میں صرف موضوعات ہی ہیں۔ یا انہیں کی کثرت ہے۔ مثلاً

صلاۃ تسبیح ـــــ ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

صلاۃ حاجت ـــــ ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

صلاۃ الاسبوع ـــــ ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

صلاۃ الغفیہ ـــــ ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ بعض صوفیانہ کتابوں مثلاً ابو طالب مکی کی "قوۃ القلوب" یا ثعلبی وغیرہ کی تفسیروں جنہوں نے غلط فہمی سے نصف شعبان کی رات کو شبِ قدر کہدیا۔ لوگوں نے اس میں "صلاۃ الغفیہ" جاری کی اور دس دس کی ٹولیوں میں سو سو رکعتیں پڑھنی شروع کیں اور عید سے بھی زیادہ شبِ برات کا اہتمام کرنے لگے۔ یہانتک کہ اس نے میلہ کی شکل اختیار کر لی۔ جس میں اس قدر فسق و فجور ہونے لگا کہ اولیاء اللہ بیابانوں میں نکل جاتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا قہر نہ نازل ہو جائے۔

سب سے پہلے اس کا رواج بیت المقدس میں ۴۴۸ھ میں ہوا۔ پھر سارے شام اور مصر میں پھیل گیا۔ آخر میں علماء مصلحین نے توجہ کی جن کی کوشش سے یہ بدعت مٹ گئی۔ تاہم اس کا سلسلہ کچھ نہ کچھ آٹھویں صدی ہجری تک رہا۔

شیخ علی بن ابراہیم نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ

شبِ برات میں روشنی کی ابتداء برامکہ سے ہوئی۔ جو مجوسیت چھوڑ کر اسلام لائے تھے۔ انہوں نے دین اسلام کی راہ کر اپنی آتش پرستی کی رسم کو تازہ کیا۔ اسی نے رفتہ رفتہ آتش بازی کی شکل اختیار کر لی

دنیا کی کوئی گھڑی ملٹن کا مقابلہ نہیں کر سکتی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو مغرب سے مشرق تک
پھیل گئی۔

زیارت قبر نبیؐ:۔
ایک حدیث بھی صحیح نہیں

فضائل ائمہ اربعہ:۔
" " "

فضائل عرب وزبان عربی:۔
" " "

مذمت عجم وزبان عجمی:۔
" " "

فضائل ابدال واوتاد وقطب وغوث:۔
ایک حدیث بھی صحیح نہیں

صوفیہ کی کل مشہور حدیثیں موضوعات
کی فہرست میں داخل ہیں مثلاً
"کنت کنزًا مخفیا فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق"
"من عرف نفسہ فقد عرف
ربہ"۔
"رجعنا من الجهاد الاصغر
الی الجهاد الاکبر"
"اعدٰی[1] عدوك نفسك
التی بین جنبیك۔
"ذرۃ من اعمال الباطن خیر
من الجبال الرواسی من اعمال
الظاهر"
"القلب بیت الرب"
"ان للہ سبعین حجابا
من نور" وغیرہ

علماء اور متکلمین کے فضائل میں بھی
تمام حدیثیں خود ساختہ ہیں۔
"علماء کی سیاہی شہداء کے
خون سے زیادہ قیمتی ہے"
"ایک فقیہ شیطان کیلئے
ہزار عابد سے گراں تر ہے"
"علماء انبیاء کے وارث
ہیں" یا "میری امت کے
علماء بمنزلہ انبیاء بنی
اسرائیل کے ہیں"
"جو شخص طلب علم کیلئے
نکلتا ہے فرشتے اس پر (اس
کے پاؤں کے نیچے) اپنے پر
پھیلاتے ہیں"
عالم کی طرف ایک نگاہ ڈالنا
۶۰ سال کے قیام اور صیام
سے بہتر ہے"۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ

---

[1] جیراجپوری صاحب کے مضمون میں اسی طرح ہے صحیح "اَعْدٰی" ہے۔ ۱۲ (مجیب)

لنڈن واچ کمپنی کی گھڑیاں اپنی صفات کی وجہ سے مشہور ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ"۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ۔ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ۔ وغیرہ

فضائلِ صحابہ:۔

اکثر حدیثیں موضوع ہیں

مناقب اہلِ بیت:۔

" " " "

ہدیہ اور تحفہ کی فضیلت:۔

" " " "

نکاح کی فضیلت اور عورتوں کی مدح:۔

اکثر حدیثیں موضوع ہیں۔

فضائلِ درود:۔ " " "

مدائحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

اکثر حدیثیں موضوع ہیں مثلاً

"لولاک لما خلقت الافلاک"

"کنت نبیا وآدم بین الماء والطین"

"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا"

"انا افصح العرب والعجم"

امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ تین کتابیں ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ مغازی۔ ملاحم اور تفسیر۔

ہر چند کہ علماء نے اس کی تاویل کی ہے لیکن فی نفسہ یہ قول کسی تاویل کا محتاج نہیں

چند حدیثیں ان ابواب میں اگر صحیح ثابت ہوگئیں تو مستثنیات میں ہیں۔

افتراقِ امت کے متعلق جتنی حدیثیں ہیں موضوع ہیں۔ مثلاً

"یہود ونصاریٰ کے ۷۲ فرقے ہوئے اور میری امت کے ۷۳ ہوں گے۔ جن میں سے صرف ایک جنتی ہے"

اس کی غلطی واقعتًا بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ ۷۳ فرقے مسلمانوں کے چوتھے اور پانچویں ہی صدی ہجری میں علماء نے شمار کردیے تھے۔ اس کے بعد آج تک سینکڑوں فرقے بنے اور بنتے جارہے ہیں۔

جوابِ عجیب

ایک عربی شاعر نے ایک قصیدہ لکھ کر انعام کی نیت سے ایک بادشاہ پر پیش کیا۔ شاعروں کا دستور ہے کہ بطور تمہید پہلے کسی شے کا ذکر شروع کردیتے ہیں۔ خواہ اپنی محبوبہ کا ہو یا کوئی اور۔ پھر اس سے اپنے مقصد کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اس کو شاعروں کی اصطلاح میں "تشبیب" کہتے ہیں۔ یعنی نظم کو دلچسپ بنانا اور اس کی شان بلند کرنا۔

اس شاعر نے شروع میں اونٹ کی صفات بیان کرنی شروع کیں۔ اونٹ کی صفات میں بعض صفات اونٹنی کی ذکر کردیں۔ شاعروں کی آپس میں رقابت ہوتی ہے۔ دربار میں چھوٹی عمر کا ایک شوخ چشم شاعر طرفہ بن معبد موجود تھا۔ اس نے

ہمیشہ ملٹن کی گھڑیاں خرید فرمایئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھٹ کہہ دیا۔

"اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ"

"یعنی اونٹ اونٹنی بن گیا"

بجائے اس کے کہ اس بے چارے کو انعام ملتا اُلٹا ذلیل ہوا۔

سو یہی حالت جیراجپوری صاحب کی ہے تمہید تو اُٹھائی تھی فنِ حدیث کو کمزور اور غیر معتبر ثابت کرنے کی۔ لیکن اخیر میں موضوعات کا اثر یا نتیجہ یہ بتایا کہ محدثینؒ نے لوگوں کو بچانے کی کوشش کی مگر موضوعات کا دلوں پر ایسا تسلط ہوا کہ آج تک ہزاروں موضوع حدیثیں مسلمانوں کا سرمایۂ دین بنی ہوئی ہیں۔ حالانکہ تمہید کے موافق نتیجہ یا اثر یہ بیان کرنا چاہیئے تھا کہ

محدثینؒ موضوع اور غیر موضوع میں امتیاز نہیں کر سکے۔

اصل میں جیراجپوری صاحب نے جب دیکھا کہ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ محدثین امتیاز نہیں کر سکے۔ کیونکہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔ تو اس کی بجائے مغالطہ دیتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ

"ہزاروں موضوع حدیثیں لوگوں کا دینی سرمایہ بنی ہوئی ہیں"۔

لیکن سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ جب محدثینؒ نے اپنی ڈیوٹی پوری کر دی اور صحیح اور غیر صحیح ۔ موضوع اور غیر موضوع سب چھانٹ کر رکھ دیں۔ اور انہی کی خوشہ چینی میں آج جیراجپوری صاحب اس مضمون میں لکھ رہے ہیں۔ کہ فلاں فلاں ابواب کی حدیثیں موضوع ہیں۔ یا فلاں فلاں احادیث موضوع یا غیر صحیح ہیں۔ اگر وہ نہ بتلاتے تو آپ اندھیرے میں رہتے۔

اب اگر کوئی دنیوی مفاد یا خواہشات تعلقات کو آگے رکھے اور محدثینؒ کی پرواہ نہ کرے تو یہ لوگوں کی عملی کوتاہی ہوئی۔ نہ کہ اس سے فنِ حدیث گڑبڑ ہو گیا۔ لوگوں نے قرآن مجید بھی چھوڑ رکھا ہے تو کیا معاذ اللہ قرآن مجید بھی گڑبڑ ہو گیا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ الخ)

لطیفہ جیراجپوری صاحب بھیڑ، بھینس کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہیں۔ چاروں نمازوں کو ایک سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔

حالانکہ پہلی دو نمازوں (تسبیح اور حاجت) کی احادیث میں معمولی ضعف ہے۔ جو فضائلِ اعمال میں عمل کو مضر نہیں۔ بلکہ بعض کے نزدیک ان کی احادیث حسن کے درجہ کی ہیں۔

بہرصورت دوسری نمازوں کے سلسلہ میں ان کا ذکر غلطی یا مغالطہ ہے۔

اسی طرح بعض اور ابواب کی احادیث میں بھی غلطی کی ہے جیسے حدیث افتراقِ امت۔ امام احمدؒ کا قول۔ حدیث کنت نبیا الخ۔ حدیث فرشتے پر بچھانے ہیں وغیرہ وغیرہ

سب کی تو یہاں گنجائش نہیں البتہ امام احمدؒ کے قول اور افتراقِ امت کی حدیث کی بابت کچھ وضاحت کر دی جاتی ہے۔

لنڈن کی گھڑی خوبصورتی اور عمدگی میں بے نظیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جیراجپوری صاحب کے چند مستثنیات

کہا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ پہلے قرآن مجید کو دیکھیں چند غزوات تو اسی میں مذکور ہیں۔

پھر بخاری شریف میں "کتاب المغازی" دیکھیں۔ کتنے غزوات صحیح اسانید سے مذکور ہیں۔

پھر مسلم شریف اور باقی صحاح ستہ کی کتابیں دیکھیں۔

بلکہ خود امام احمدؒ کی کتاب "مسند" دیکھیں تو اس میں بھی کافی ذخیرہ ہے۔

اسی طرح ملاحم یعنی قرب قیامت میں جو لڑائیاں اور فسادات ہونے والے ہیں ان کا ذکر بھی صحاح میں بکثرت ہے۔

تفسیر کا ذخیرہ تو سب سے زیادہ ہے۔

تو آخر تاویل سے چارہ نہیں۔ کہ مراد اس سے خاص "مغازی" اور "ملاحم" اور "تفاسیر" ہیں۔ جو لوگوں نے کمی بیشی کرکے بنا لئے۔ یا اپنے قیاس سے گھڑ لیے۔ جیسے جنگ حمزہ وغیرہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے امام احمدؒ کہتے ہیں۔

"جو اجماع کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے":

حالانکہ خود اجماع صحابہؓ کے قائل ہیں۔ تو آخر ان کے اس قول کی تاویل کرنی پڑتی ہے کہ مراد ان کی وہ اجماع ہے جو عام طور پر لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ فلاں مسئلہ پر اجماع ہے۔ حالانکہ اجماع کا دعوٰی ہما شما کا کام نہیں۔ بلکہ بہت بڑے محدث اور وسیع النظر جس کو روایات اور اقوال ائمہ پر پورا عبور ہو۔ وہ اس قسم کا دعوٰی کرسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر بات کسی کی ظاہر پر محمول ہو۔ بلکہ کبھی مجبوراً بعض جگہ تاویل کرنی پڑتی ہے۔ ایسے ہی امام احمدؒ کا قول مذکور سمجھ لینا چاہئے۔

افتراق امت کی حدیث سے جناب جیراجپوری صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب فرقوں کی تعیین ہے۔ اور یہ عدد چونکہ مدت کا پورا ہو چکا ہے اور اس کے بعد اور بہت سے فرقے پیدا ہو گئے اور عدد بڑھ گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث ہی جھوٹی ہے۔

حالانکہ جنہوں نے تعیین کی ہے رائے قیاس سے کی ہے۔ اور پھر علماء بھی متفق نہیں۔ کوئی وہ فرقے مراد لیتا ہے جو کفر تک پہنچ گئے ہوں۔ جیسے مرزائی وغیرہ۔

کوئی وہ مراد لیتا ہے جو گمراہ تو ہیں۔ لیکن کفر تک نہیں پہنچے۔

کوئی اور حیثیت سے مراد لیتا ہے۔

غرض علماء کا اس بارے میں اتفاق نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن مجید میں حروف مقطعات کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے جن پرندوں کو ذبح کیا ان کی تعیین میں اختلاف ہے۔ کہ کلنگ۔ مور۔ مرغ۔ کبوتر ہیں۔ یا مرغابی۔ شترمرغ۔ مور اور مرغ ہیں۔ یا کبوتر۔ مرغ۔ مور اور کوا ہیں۔

گھڑی خریدنے سے پہلے ملٹن کا نام ضرور ملاحظہ فرمائیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی آدم علیہ السلام جس درخت سے روکے گئے اس میں اختلاف ہے۔ کہ کونسا تھا۔ انگور یا گندم۔ یا انجیر یا کھجور وغیرہ ہے۔

کیا اس قسم کے اختلاف سے قرآن مجید پر کوئی زد پڑتی ہے۔

پس ایسے ہی افتراقِ امت کی حدیث کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مقصد اس حدیث سے فرقوں کی تعیین نہیں بلکہ کثرتِ افتراق کا ذکر کرتے ہوئے اصل مقصد امت کو ڈرانا ہے۔ اور نجات کا راستہ بتانا ہے۔ سو وہ ایک فرقہ کی تعیین کر کے بتلا دیا۔ باقی فرقوں کی تعیین ہو یا نہ مقصد حاصل ہے

اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ ۷۳ پورے ہو چکے ہیں تو پھر مطلب یہ ہو گا (انہی کی شاخیں ہیں) مثلاً فرقہ چکڑالویہ کی حقیقت حدیث پر حملہ ہے، سو یہ پہلے ہو چکا ہے۔

اور فرقہ مرزائیہ کی حقیقت نبوت کا دعویٰ ہے۔ سو یہ بھی پہلے ہو چکا

علیٰ ہذا القیاس نئے فرقے کوئی مستقل نہیں بلکہ پہلوں کے چیلے ہیں۔

فاذھب وتدبر

جبر اجبوری ۔۔۔!

موضوعِ صحابہ :۔ اگرچہ ائمہ محدثینؒ اور جملہ اہلِ تاریخ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ روئے زمین پر سب آخری صحابی جو رہ گئے تھے وہ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں جنہوں نے مکہ میں ۱۱۰ھ میں وفات پائی مگر ان کذابوں اور وضاعوں نے زمانہ مابعد میں بہت سے طویل العمر صحابہ مخترع کرلئے۔ منجملہ ان کے یہ لوگ ہیں۔

جبیر بن حرب :۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ

ان کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔

امیر عبدالکریم بن نصر کا بیان ہے کہ میں نے امام ناصر کے ساتھ ۳۳۰ھ میں ان کی زیارت کی تھی۔

ابو عبداللہ محمد تفلی :۔ پانچویں صدی ہجری میں تھے۔ ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا۔ لوگ جاکر تبرکاً ان سے مصافحہ کرتے تھے۔

قیس بن تمیم :۔ ان کی پیشانی پر

لمٹن کی گھڑی آپ کی بہترین رفیق ثابت ہو گی ۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک نشان تھا ۔ جس کی
نسبت کہا جاتا تھا کہ حضرت
علیؓ کے خچر نے لات
ماری تھی۔

چھٹی صدی ہجری
کے آغاز یعنی سنہ ۵۰۰ھ میں
ان سے روایت کی جاتی
تھی ۔ کیلان میں
رہتے تھے۔

باربارتن ہندی:۔
متوفی سنہ ۶۳۲ھ ان کی
نسبت کہا جاتا تھا کہ حضرۃ
فاطمہ کی رخصتی کی تقریب
میں شریک تھے۔

ان زندہ صحابیوں کو
کھڑا کر کے ان کی زبان سے
طرح طرح کی روایتیں
امت میں پھیلائی جاتی
تھیں ۔ بعض لوگ سند
عالی کے خیال سے ان
ثلاثیات کو کتابوں میں
درج کرتے تھے علماء
کی ذہنیت اس قدر جامد
تھی کہ جب ائمہ حدیث
ان خرافات کا انکار
کرنے لگے تو بعض لوگوں
نے ان کے ساتھ مجادلہ
کیا۔

امام ذہبیؒ نے باربارتن
کی جملہ روایتیں موضوعات
میں شامل کیں اس پر
علامہ مجد الدین صاحب
قاموس بگڑ بیٹھے۔

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ
نے جب ان خرافات کی
تغلیظ کی تو علامہ صفدری
ان کی تردید کیلئے اُٹھ کھڑے
ہوئے۔

جواب: یہ جیراجپوری صاحب کے مضمون کا آخری حصہ ہے
اس سے ثابت ہوا کہ محدثینؒ نے خدمت حدیث
کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔ حق و باطل کو خلط ملط
کرنے کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ جھوٹے صحابی
کھڑے کئے جائیں۔

سو الحمد للہ محدثینؒ نے ان کی فہرست
بھی تیار کر دی۔ اور جیراجپوری صاحب نے
وہ خود نقل کر دی۔

اب بتلائیے! جیراجپوری صاحب
نے جواب دیا۔ یا اعتراض کیا؟

رہی یہ بات کہ کسی عالم نے ان کی کسی شاذ و نادر

لمٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر اعتراض صحیح نہیں سمجھا تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کے متعلق صحابیت کا دعویٰ سچا ہو گیا۔ کیونکہ اس پر تو سب محدثینؒ اور مورخین متفق ہیں کہ یہ دعویٰ جھوٹ محض ہے۔

کسی حدیث کی صحت کی وجہ یہ ہے کہ وہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ جس میں یہ جھوٹا صحابی نہیں۔

سو اگر صاحبِ قاموس کو ـــــ کوئی ایسی حدیث معلوم ہو گئی ہو جو امام ذہبیؒ کو معلوم نہیں ہوئی ـــــ یا صفدیؒ کو معلوم ہو گئی جو حافظ ابن حجرؒ کو معلوم نہیں ہوئی تو یہ معمولی بات ہے

مثلاً دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو علم ہو گیا کہ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝

اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

قرآن مجید کی سورتیں ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں ہوا۔ تو کیا اس سے قرآن مجید پر زد پڑی۔؟ سو ایسا ہی حدیث کو سمجھ لینا چاہیئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

فقط والسلام

تعلیم خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ پھیلا دو دنیا میں جام شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

پڑے دھوم عالم میں دین ہدیٰ کی
تو عالم کی تم کو حکومت عطا کی

یہی مقتضی تھی یہ حکمت خدا کی
کہ تعلیم جاری ہو خیر الوریٰ کی

(از جناب مولانا حالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

لنڈن کا نام گھڑیوں کے لئے یاد رکھئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا دار و مدار

حدیث پر ہے

(از جناب مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید محدث دہلوی)

جو حکم حضرت فرماویں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعویٰ سچا معلوم ہو۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم نہ بدے۔ یا حضرت کے حکم سے دل میں ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون و چرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے۔

(تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم حدیث و اہل حدیث کے فضائل!

(از جناب مولانا حافظ قاری عبید الغفار صاحب سلفی کراچی)

علم حدیث وہ مبارک علم ہے جس پر امور شرعیہ کی تمام چکیاں چل رہی ہیں۔ اور جو اوامر ونواہی کی کل کائنات ہے۔

اگر یہ مقدس علم خدانخواستہ دنیا سے ناپید ہوتا تو یقین جانئے کہ آج ہر شخص جو چاہتا کرتا اور اپنا اور ضلالت وگمراہی کے گڑھے میں خود گرتا اور دوسروں کو گراتا۔

قرآن مجید کے بعد احادیث ہی تمام احکام شرعیہ کی بنیاد اور اساس ہیں۔ یہ اصل ہیں اور جملہ علوم اس کی فروع ہیں۔ بلکہ تمام کی صحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور فرمان کی مطابقت پر موقوف ہے۔ جب تک اس میزانِ مستقیم پر نہ تلیں اور اس معیار پر نہ پرکھے جائیں۔ ہرگز اعتبار و اعتماد کے قابل نہیں۔

گویا علم حدیث گمراہی کی تاریکی میں ایک برقی روشنی بلکہ آفتاب عالمتاب ہے۔ اس کی روشنی میں جس نے راہروی اختیار کی وہ رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ بہت سی اخروی و دنیاوی بھلائی سے مالامال ہوگیا۔

اور جس نے اس کی پیروی و اتباع سے روگردانی کی وہ ضلالت وگمراہی کے غار میں جاگرا۔

پس حقیقتاً کتاب وسنت کا ہی علم ـــــ علم ہے۔ اور ہر کس و ناکس کے لئے لائق تحمل نہیں۔

اس علم کا مرتبہ دیگر علوم کے مقابلہ میں وہی ہے جو آفتاب کا ستاروں سے ، اور عالم کا جاہل سے ہے۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے قرآن مجید کے بعد

ملٹن کی گھڑی آپ کو وقت کی پابندی سکھاتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور مستند احادیث ہی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ اسی کی روشنی میں چلنا اپنا مسلک[1] قرار دیا۔ اسی کو اپنا مقتدا اور پیشوا جانا — یہاں تک کہ اپنا مذہبی نام بھی اسی کی نسبت سے اھلحدیث رکھا۔

پس "حدیث" اور "اہل حدیث" کے اس تعلق کے سمجھ لینے کے بعد کون ہے جو شرعی مسلک کے اعتبار سے ان کی فضیلت میں شبہ کر سکے۔

لیکن اس رمز و کنایہ کے علاوہ آیئے ہم آپ کو وہ تصریحات بھی بتائیں جو خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انکی فضیلت اور برتری پر روشنی ڈالتی ہیں۔

پہلی حدیث :-

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھ سے قریب وہ شخص ہو گا جو بکثرت مجھ پر درود پڑھتا ہے۔

(ترمذی شریف)

اس حدیث کے ذکر — کرنے کے بعد ابن حبانؒ نے فرمایا۔ اس حدیث میں یہ خبر صحیح ہے کہ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر جماعت اھلحدیث ہوگی کیونکہ امت میں کوئی قوم ان سے زیادہ آپ صلعم پر درود پڑھنے والی نہیں پائی جاتی۔ یہ لوگ بات بات پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے ہیں۔

دوسری حدیث :-

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرہ کو تروتازہ رکھے جس نے میری کسی بات (حدیث) کو سنا اور پھر جیسا سنا ویسا ہی دوسرے لوگوں تک پہنچا دیا۔

(ترمذی شریف)

غور کیجئے اور انصاف سے بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کو جس طرح آں حضور نے فرمایا ویسے ہی پہنچانے والی اور اسی طرح اس پر عمل کرنے والی جماعت اھلحدیث کے سوا — اور کون ہے؟

بعض دوسروں کا تو یہ حال ہے کہ جو حدیث ان کے مفاد کے مطابق ہو گی اس کو تو بے شک خوشی خوشی مان لیں گے۔ لیکن جہاں کوئی حدیث ان کے مفاد کے خلاف ہوئی۔ دیکھتے ہی چہروں کا رنگ بدل

[1] اگر اہلحدیث کا مسلک پڑھنا ہو تو مکتبہ شعیب متصل محمدی مسجد آسٹری میدان علا کراچی سے تمسلک اہل حدیث منگائیے۔ ۱۲ منہ

لمٹن کی گھڑی وقت کا صحیح اندازہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ طبیعت میں قبول کرنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ اور دل نہیں چاہتا کہ عمل پر آمادہ ہوں۔

اور بیسیوں ایسے اصول گھڑے جاتے ہیں، جیلے ڈھونڈے جاتے ہیں اور تاویلیں کی جاتی ہیں کہ جن سے کسی نہ کسی طرح یہ حدیث ان کے مفاد، ان کی منشا کے مطابق ہو جائے۔

اور اگر اس دھینگا مشتی کے بعد کوئی بس نہ چلے گا تو آخر میں یہ چھو منتر کہکر اڑا دیں گے ــــ کہ یہ تو "منسوخ" ہے۔ لیکن اہلحدیث تو صاف صاف کہتے ہیں سے

ما اہلحدیثیم دغا را نشناسیم
با یہ الحیل این فعتبارا نشناسیم

تیسری حدیث:۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے میرے اللہ! میرے خلفاء پر رحم و کرم فرما لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا ــــ میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو میری احادیث کو روایت کرتے اور پڑھاتے ہیں۔

(طبرانی اوسط)

ظاہر ہے کہ اس حدیث میں "احادیث" کو روایت کرنے اور پڑھانے" سے مراد صرف لفظوں کا نقل کرنا مقصود نہیں ہے ــ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایمان و اعتقاد کے ساتھ اس کو اپنا دینی مسلک بنا کر اس کی اشاعت و ترویج کرنا۔ اور عقیدت کے ساتھ لوگوں میں اس کو پھیلانا۔ سو اس لحاظ سے اس حدیث کے مصداق بھی اہلحدیث ہی ہیں۔

اس لئے کہ دوسرے لوگ احادیث کو بیشک پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ اسی کو اپنا دستور العمل بنالیں۔ اور جو کچھ اس سے ثابت ہو جائے اس کو بلا چون و چرا تسلیم کریں۔ بلکہ اس لئے کہ اس میں اپنے مذہب کی تاویلیں ڈھونڈیں۔ اور جو حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف ہیں ان کے جوابات معلوم کئے جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے بچوں کو فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور شروع سے لے کر آخر تک جب رگ رگ میں وہ مسائل رچ جاتے ہیں اور علوم و فنون کی کتابیں پڑھ پڑھا کر، جب اینچ پینچ کی باتیں سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تب سب سے آخر میں وہ بھی عملاً نہیں بلکہ رسماً دورہ کی صورت میں دستار بندی کے آخری سال حدیثیں پڑھی جاتی ہیں۔

پس ایسے لوگ اس حدیث میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کی شان میں ہے جن کا ایمان یہ ہے کہ سے

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن

اپنا قیمتی وقت بچانے کے لئے لمٹن کی گھڑی خریدیئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حدیث

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدخل" میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری سے روایت کیا ہے۔ کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس علمِ حدیث کو حاصل کریں گے وہ جانشین عادل، جو غالین کی تحریف اور مبطلین کے ھیر پھیر کرنے اور جہلاء کی بیجا تاویلات کو دور کریں گے۔"

اس حدیث شریف سے بھی حاملین سنت کی علو مرتبی، بلند پائیگی، قدر و منزلت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہی لوگ مخالفین کی بے جا تاویلاتِ رکیکہ، دوست نما دشمن کی تحریفاتِ باطلہ۔ مبطلین حضرات کی رکیک اور من گھڑت باتوں کی تردید فرماکر صحیح اور حق باتوں کو پیش کر کے عوام کو ان کی غلط باتوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور دین و سنت کی حمایت کرتے ہیں۔

علامہ ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مبتدع وہی ہے جو اہلحدیث سے بغض و عداوت رکھے۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ

اگر محدثینؒ کی جماعت کثرت سے حفظِ اسانید کا خیال نہ رکھتی تو اسلام کا بلند اور روشن منارہ کبھی کا ڈھے چکا ہوتا۔ اور مبتدعین و ملحدین اسانید کو پلٹ کر کبھی کا اپنا مذہب سیدھا کر چکے ہوتے۔

پانچویں حدیث

حضرت معاویہؓ بن مرہ اپنے باپ سے روایت کر کے کہتے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تم میں

وقت کی حفاظت کا واحد طریقہ لمحٰن کی گھڑی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نلیستہ ایک جماعت ایسی رہے گی جن پر اللہ کی نصرت ورحمت کا سایہ رہیگا ان سے علیحدہ ہو کر لوگ ان کو نقصان پہنچانا چاہیں گے لیکن وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت و حفاظت کیلئے ان کو ان کے شر سے محفوظ و مامون رکھے گا۔

(ترمذی شریف)

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ جماعت جس کا ذکر اس حدیث میں ہے وہ اھلحدیث ہیں۔ کثر اللہ سوادھم ورفع عمادھم

اھلحدیث کے فضائل و شرف میں اس سے بھی زیادہ واضح احادیث اور اقوال ہیں۔ عاجز نے بطور مثال یہ چند روایتیں یہاں پیش کر دی ہیں۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب "شرف اصحاب الحدیث"[1] ملاحظہ کریں۔

اس وقت آپ کو معلوم ہو گا کہ اس جماعت حقہ کی قدر و منزلت کا منارہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ۔

(آمین)

تنبیہ!

جو لوگ اپنے آپ کو اس جماعت یعنی "جماعت اھلحدیث" سے وابستہ کرتے ہیں اور اپنے تئیں اہل حدیث سمجھتے ہیں۔ ان کو عاجز متنبہ کر دینا چاہتا ہے۔ کہ وہ عاجز کے اس مضمون کو پڑھ کر کہیں نفس کے دھوکہ میں نہ آ جائیں اور اس مغالطہ میں نہ پڑ جائیں کہ ہمارا اپنے آپ کو "اھلحدیث، اھل سنت" نام رکھ لینا ہی فضیلت اور نجات کے لئے کافی ہے۔

حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں۔ ان لوگوں کو یاد رکھنا

---

[1] اس کتاب کے ملنے کا پتہ: مکتبہ شعیب متصل محمدی مسجد بنس روڈ کراچی۔ (مدیر)

لنڈن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے کہ

یہ فضیلت نام کے اہلحدیثوں کی نہیں بلکہ کام کے اہلحدیثوں کی ہے۔ یعنی نام کے ساتھ ساتھ اپنا اعتقاد اور عمل بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق رکھنے والوں کے یہ فضائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر اور پیاری صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"یَا فَاطِمَۃُ أَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّیْ لَا أَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا"

(مسلم شریف)

یعنی اے بیٹی فاطمہؓ! اچھے عمل کر کے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کا سامان پیدا کرو! اس لئے کہ اگر خدا نخواستہ تمہارا اعتقاد درست نہ ہوا۔ اور تم نے نیک اعمال نہ کئے تو صرف میری بیٹی ہونا تمہیں کچھ کام نہ آئیگا۔ اور نہ میں تمکو اللہ کے عذاب سے بچا سکوں گا۔

پس نام ونسب پر غرہ کرنے والوں کو اس حدیث رسولؐ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور خود صاحب عمل بن کر دوسروں کو اصلاح وفلاح کی دعوت دینی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیک عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ فقط

والسلام

ہر قسم کی کتابوں کیلئے اس پتہ کو یاد رکھیے!

مکتبہ شعیب آرٹلری میدان بنس روڈ کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(از جناب امام فخر الدین صاحب رح رازی)

حکمت سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"حکمت" سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضرت قتادہ رض کا بھی یہی قول ہے

اصحاب شافعی رح فرماتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے خدائے تعالیٰ نے آیت "یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ" میں پہلے تلاوتِ قرآن کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد اس کی تعلیم پھر اس پر لفظِ "حکمت" کا عطف ڈالا ہے۔ پس قطعی طور پر "حکمت" سے مراد خارج از قرآن کوئی چیز ہے۔ اور وہ بجز سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

(تفسیر کبیر ج ۲)

ل م ٹ ن ان پا ، حسر فوں کو یاد رکھیے !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتبِ حدیث

(از حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی)

اسلام میں حدیث کی صحیح اور مستند چھ کتابیں ہیں

۱۔ بخاری شریف

۲۔ مسلم شریف

۳۔ ابوداؤد شریف

۴۔ ترمذی شریف

۵۔ نسائی شریف

۶۔ ابن ماجہ شریف

ان کتابوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ (المقدمہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

بنتِ رسولؐ کا اقرارِ حدیث

بجواب

بنتِ رسولؐ کا انکارِ حدیث

(از جناب مولانا حافظ عبد القادر صاحب روپڑی)

منکرینِ حدیث نے حدیثِ نبویؐ کی مخالفت میں اس قدر ترقی کی ہے کہ اس سلسلہ میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ذات عالی صفات پر افتراء کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اس امر کی شہادت کے لئے منکرینِ حدیث کا مضمون مع عنوان ذیل یوں پڑھیئے!

بنتِ رسولؐ کا انکارِ حدیث

"حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے قرآنِ مجید کے فیصلہ کے مطابق اپنے محترم باپؐ کے ترکہ میں سے اپنے ورثہ کا مطالبہ کیا۔ خلیفۂ وقت (حضرت ابوبکرؓ) نے جنابہ[1] فاطمہؓ کے دعوے کے خلاف حدیث پیش کی۔

حضرت فاطمہؓ نے حدیث سن کر سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔ بلکہ غضبناک ہوگئیں اور خلیفہ سے ملاقات ترک کردی اور خلیفہ سے بات نہ کی۔ یہاں تک کہ فوت ہوگئیں۔ ان کے جنازہ پر خلیفہ کو نہیں بلایا گیا۔ اور جنابہ فاطمہؓ بنتِ رسولؐ کو رات کو ہی دفن کردیا گیا۔

---

[1] "جناب" پر علامتِ تانیث لگا کر "جنابہ" لکھنا جہالت ہے۔ کیونکہ یہ صفت کا صیغہ نہیں۔ ۱۲ منہ

ان چار حرفوں میں آپ کا قیمتی وقت پوشیدہ ہے۔ ل۔م۔ٹ۔ن۔

www.KitaboSunnat.com

اگر خلیفہ کے پاس حدیثیں لکھی ہوئی ہوتیں تو اس حدیث کو جو جناب فاطمہؓ کے حصہ کے خلاف تھی جناب فاطمہؓ کے سامنے پیش کر دیتے۔ تاکہ وہ غضب ناک نہ ہوتیں، اور خلیفہ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار نہ کرتیں، رکھیں اہلحدیث اس صدقہ واقعہ کی کیا تاویل کرتے ہیں اور بنت رسولؐ کے اظہار ناراضگی پر کیا پردہ ڈالتے ہیں (البیان)

ناظرین کرام!

منکرین حدیث نے بخاری شریف وغیرہ کتب کی حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان

"إِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"

کی منکرہ تھیں۔ حالانکہ حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ خود اس حدیث کی راویہ ہیں۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ پارہ ۲، صفحہ ۲۹۳ میں ہے۔

وَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْعِلَلِ مِنْ رِوَايَةِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِلَفْظِ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُوْرَثُوْنَ"

"یعنی روایت مذکورہ کو حضرت ام ہانیؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ سے اور آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ انبیاء کا ورثہ نہیں بٹا کرتا۔

پس معلوم ہوا کہ بنت رسولؐ نے جب خلیفہ اولؓ سے اپنے دعوی کے خلاف حدیث سنی تو انکار یا لکھی اور نہ لکھی ہوئی کا سوال ہی نہیں بلکہ فوراً بلا چون و چرا ۔۔۔ اس کو تسلیم فرمایا۔

تسلیم کی دلیل یہی ہے کہ خود اس حدیث کو حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت کیا۔

رہی ناراضگی تو وہ صرف اس لئے تھی۔ کہ حضرت فاطمہؓ کا ابوبکرؓ صدیق سے اس روایت کے فہم مطلب میں اختلاف تھا۔ حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ تو بے شک صدقہ ہوگا۔ مگر اس کے منافع کے ہم وارث ہو سکتے ہیں۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ مطلقاً وقف ہوگا ۔۔۔ ملاحظہ ہو

(فتح الباری جز ۱۲ صفحہ ۱۲۱ باب فرض الخمس)

بالآخر یہ اختلاف بھی رفع ہوگیا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیماری کے وقت عیادت کے لئے تشریف لاتے ___ ملاحظہ ہو

(فتح الباری جزء ۱۲ ص ۱۴۱)

نیز حافظ ابن حجر "اصابہ فی تمییز الصحابہ رض" جلد ۸، ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں۔

"أَنَّ فَاطِمَةَ أَوْصَتْ عَلِيًّا أَنْ يُغَسِّلَهَا هُوَ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ۔"

"یعنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا غسل دیویں۔"

چنانچہ اس وصیت کے مطابق فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے غسل دیا۔ اور جناب صدیق رض اس وقت بھی تشریف لائے۔ دیکھو

(استیعاب ج ۲۔ ص ۳۷۹)

بلکہ اس کی تائید میں یہاں تک بھی آیا ہے کہ ___

"صَلَّى أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَاطِمَةَ"

"یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نماز جنازہ پڑھی۔"

دیکھو (اصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۴ ص ۳۷۸)

روایت میں جو الفاظ "فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ۔"

(بخاری جلد اول باب فرض الخمس ص ۴۳۵)

اور "فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ۔"

(بخاری جلد ۲ ص ۹۹۶ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ)

وغیرہ آئے ہیں کہ "حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے پھر صدیق رضی اللہ عنہ سے ساری عمر ملاقات اور گفتگو نہیں کی" یہ صرف اس لئے کہ اس راوی کو دوبارہ ملاقات

www.KitaboSunnat.com

اور گفتگو کا علم نہیں ہوا۔

اس نے کمال امانت اور دیانت سے وہی بیان کیا جو معلوم تھا۔

دیگر روایات سے معلوم ہوگیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کے فہم مطلب میں جو اختلاف تھا وہ بھی رفع ہوگیا۔ اور کسی طرح کی ناراضگی باقی نہ رہی۔

ہمارا سوال! منکرین حدیث سے یہ ہے کہ بقول شما اگر حضرت فاطمہؓ حدیث مذکورہ کی منکر تھیں۔ تو بتاؤ اس کو روایت کیوں کیا؟ باوجود اس صریح اور صاف اقرار کے جو شخص بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انکار حدیث کا بہتان لگاتا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد اس کے حق میں یہ ہے۔

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ"

"کہ افتراء کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں"

"اُن کے جنازہ پر خلیفہ کو نہیں بلایا گیا" یہ بھی جھوٹ ہے۔ "فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ"۔

شیعہ اصحاب بھی اس مضمون کو بغور پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔

واللہ الموفق للصواب

فقط والسلام

شعر

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

(جناب مولانا حالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طالبِ علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْحَکِیْمِ

ہر اک میکدہ سے بھرا جا کے ساغر
ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر
گرہ میں لیا باندھ حکمِ پیمبر
کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو!
جہاں پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو
حالیؔ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منکرِ حدیث اور پنڈت کا مکالمہ

(از جناب مولانا الحاج عبد اللہ صاحب دہلوی)

ناظرین کرام!

آپ کے سامنے منکرِ حدیث اور پنڈت کا ایک عجیب مکالمہ پیش کرتا ہوں۔ سنیئے!

اہلِ قرآن —— پنڈت جی آپ اسلام کو قبول فرمالیجئے۔ کیونکہ اسلام مکمل دین ہے۔

پنڈت جی —— یہ مجھے سمجھایئے کہ آپ کے اسلام کو پھیلانے والے کون ہیں۔ اور ان کا نام کیا ہے؟

اہلِ قرآن —— پنڈت صاحب اسلام کے بانی مبانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! آپ کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کون کون خلیفہ ہوئے؟

اہلِ قرآن —— پنڈت جی حضورؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ یہ چاروں خلیفہ ہیں۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! یہ چاروں خلیفہ جو آپ نے پیش کئے ہیں ان کے نام قرآن میں موجود ہیں؟

اہلِ قرآن —— پنڈت جی قرآن میں تو نہیں ہے۔ لیکن احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! آپ تو قرآن شریف کے علاوہ کسی اور کتاب کو نہیں مانتے۔

اہلِ قرآن —— جی ہم قرآن کے علاوہ اور کتابوں کو مانتے ہیں۔ لیکن جس طرح ہم قرآن شریف کو پکی اور یقینی کتاب مانتے ہیں۔ اس طرح اور

لٹن کی گھڑیاں ہر اعتبار سے بے مثل ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی کتاب کو سچی اور یقینی نہیں مانتے۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! جب کہ آپ قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کو یقینی نہیں سمجھتے تو آپ چاروں خلیفہ کی خلافت کے کیسے منکر ہیں۔ معلوم غلط ہو کوئی اور خلیفہ ہو یا قطعاً کوئی خلیفہ نہ ہوا ہو۔

اہلِ قرآن —— جناب متعدد تواریخ سے اور اکثر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں خلیفہ قائم ہوئے ہیں۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ مجھے کس منہ سے اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ جب کہ آپ کا کوئی معیار نہیں اور آپ اپنے نبی کی بات کو یقینی نہیں سمجھتے

اہلِ قرآن —— پنڈت جی آپ نے تو مناظرہ شروع کر دیا۔ اور خلیفوں کی خلافت میں پڑ گئے۔ آپ اصل اسلام کو قبول کر لیجئے۔ جس کی میں آپ کو دعوت دے رہا ہوں۔ اِدھر اُدھر کی باتیں چھوڑ دو۔

پنڈت جی —— جناب اہلِ قرآن صاحب! ہمارے میں اور آپ میں فرق کیا ہے۔ آپ بھی خدا کو واحد لاشریک مانتے ہیں۔ ہم بھی خدا کو واحد لاشریک مانتے ہیں۔ ہم بت پرست نہیں ہیں۔ پھر کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے میں اسلام کو قبول کروں۔ آپ یہی جواب دیں گے کہ جناب آپ کا مذہب غیر مکمل ہے۔ اور ہمارا اسلام مکمل ہے۔ حالانکہ آپ کا اسلام بھی مکمل نہیں ہے۔

اہلِ قرآن —— پنڈت جی آپ نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ یہ یقینی چیز ہے کہ آپ کا مذہب مکمل نہیں ہے اور ہمارا اسلام مکمل ہے وہ کون سی چیز ہے جو کہ قرآن شریف میں نہ ہو آپ بڑی خوشی سے پیش کریں۔

پنڈت جی —— میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میرا مذہب مکمل نہیں ہے۔ اور آپ کا مذہب بھی مکمل نہیں ہے۔ جب کہ دونوں یکساں ہیں پھر آپ کس بنا پر مجھے اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے قرآن شریف میں گدھا۔ کوا۔ طوطا۔ شیر۔ لومڑی۔ چیتا۔ کتا۔ گیدڑ۔ چوہا۔ بلی۔ بندر۔ لنگور۔ چیل۔ خرگوش۔ ہرن۔ نیل گائے وغیرہ وغیرہ ان جانوروں کے متعلق کہا لکھا ہے حرام ہیں یا حلال ہیں!

اہلِ قرآن —— پنڈت جی آپ سے تو کسی اہلحدیث کی صحبت اٹھائی معلوم ہوتی ہے۔ جو ایسے ایسے اعتراض کرتے ہو۔ کوئی دین کے متعلق سوال کرو۔

پنڈت جی —— میں پرماتما کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں اپنی بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے مراقی سے واسطہ پڑا۔ اگر کسی اہلحدیث سے واسطہ پڑتا تو میں یقیناً مسلمان ہو جاتا۔ جو میں اعتراض کرتا ہوں اس سے آپ کنارہ کشی کر لیتے ہیں

اہلوں کی کتابیں بڑی شہرت کی مالک ہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بتلایئے تو سوچیئے کہ حلال و حرام کی تمیز کرنی یہ مذہب نہیں ہے؟ اور یہ دین کی باتیں نہیں ہیں؟ میری تو قسمت پھوٹ گئی آپ کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور دین ہے کیا آپ پیش کریں!

اہل قرآن ــــ جناب آپ کچھ کہیے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں تو آپ کو اسلام کی دعوت دینے آیا ہوں۔ آپ اسلام کو قبول کر لیجئے۔ اور دائرۂ اسلام میں آجائیے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اس کی پابندی کرنے لگ جائیے۔

پنڈت جی ــــ اچھا جناب، مجھے مسلمان بنائیے کیا طریقہ ہے؟

اہل قرآن ــــ آپ نے کسی کو مسلمان ہوتے نہیں دیکھا جیسے عام لوگ مسلمان ہوتے ہیں اسی طرح آپ بھی مسلمان ہو جائیے!

پنڈت جی ــــ خدا کے بندے آپ کا قرآن کوئی طریقہ بتلاتا ہے یا نہیں؟

اہل قرآن ــــ آپ کلمہ شریف پڑھ لیجئے!

پنڈت جی ــــ کیا کلمہ ہے اس کو پیش کرو۔

اہل قرآن ــــ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

پنڈت جی ــــ کیوں جناب آپ کے قرآن شریف میں کس جگہ ہے کہ انسان اس کلمہ کو پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور یہ کلمہ کونسے سیپارے میں موجود ہے؟

اہل قرآن ــــ جناب قرآن شریف میں "فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" موجود ہے۔ اور ایک جگہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" بھی ہے۔

پنڈت جی ــــ "اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کھونا" خوب خود اقراری ہیں کہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ایک جگہ نہیں ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور جناب "فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن یہ کہاں ہے کہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ساتھ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھو۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کے قرآن شریف میں مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ موجود ہے۔ تو آپ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَحْمَدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کیوں نہیں پڑھتے؟

اہل قرآن ــــ پنڈت جی پہلے مسلمان کلمہ اسی طرح پڑھتے تھے۔ یعنی

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

پنڈت جی ــــ یہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مسلمان اس طرح کلمہ پڑھتے تھے۔ یا کسی اور کتاب میں اور صرف کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے یا غسل کی بھی ضرورت ہے۔

اہل قرآن ــــ قرآن شریف میں تو

لمٹن کی گھڑیاں بہت اچھی اور پائدار ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ البتہ دیگر کتب میں موجود ہے۔
اور قرآن کے علاوہ اور کتابیں یعنی حدیثیں بتلاتی ہیں کہ غسل کرکے کلمہ پڑھنا چاہیئے۔ اب آپ کلمہ پڑھو اور مسلمان ہو جاؤ۔

پنڈت جی ــــ جب آپ کا قرآن مسلمان ہونے کا طریقہ نہیں بتلاتا اور کلمہ ٹھیک نہیں بتلاتا۔ میرا دماغ پریشان ہوگیا ہے کہ آپ قرآن شریف کے علاوہ اور کتابوں کو مانتے نہیں۔

یہ تو فرمائیے کہ آپ کا قرآن کہتا ہے۔ کہ
"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ"

ایک وقت کی نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں۔
اور ایک رکعت میں کتنے رکوع اور سجدے ہوتے ہیں اور سجدہ سے اٹھ کر کس طرح سے بیٹھا جاتا ہے۔ اور رکوع میں دونوں ہاتھ کہاں رکھے جاتے ہیں؟ اور نماز سے فارغ ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

زکوٰۃ کس طرح دینی چاہیئے؟ کتنے مال میں زکوٰۃ ہے؟ گائیں۔ اونٹ۔ بکری۔ بھیڑ۔ وغیرہ تعداد میں کتنے ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ کتنا سونا ہو اور چاندی جس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے؟

حج کا طریقہ کیا ہے؟
بیاہ شادی کا طریقہ کیا ہے؟

میت کو کس طریقہ سے دفن کرنا چاہیئے؟
کتنے کپڑوں میں دفن کیا جائے؟ قبر کتنی اونچی ہونی چاہیئے؟

کیا آپ یہ سب چیزیں قرآن سے ثابت کرسکتے ہیں؟ نور دکھلائیے اور جن جانوروں کا نام اوپر لکھا ہے ان کے متعلق آپ کا قرآن کیا کہتا ہے؟ حرام ہیں یا حلال؟

بس جناب جس مذہب پر آپ ہیں وہ مذہب آپ کا ناقص ہے۔
اور جس مذہب پر میں ہوں میرا مذہب بھی ناقص ہے۔ بس دونوں برابر ہیں۔ آپ کا قرآن کہتا ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

(احزاب)

"رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لئے اچھا نمونہ ہیں"۔

آپ مجھے بتلاسکتے ہیں کہ آپ کے نبیؐ نے کس طرح نماز پڑھی؟ کتنی رکعتیں کتنے رکوع اور کتنے سجدے؟ کس طرح جہاد کیا؟ کس طرح روزہ رکھے؟ کس طرح بیاہ شادی کی؟ کس طریقہ سے دنیا کے ساتھ معاملات برتے؟ جب یہ چیزیں قرآن شریف میں نہیں ہیں تو اس آیت پر آپ لوگوں کا کس طرح عمل ہے؟ اور اس آیت کا مقصد کیا ہوا؟ حدیث کو تو

ملتان کی گھڑیاں واقعی قابلِ قدر ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ مانتے نہیں کیونکہ الٹی ہیں۔
اور آپ کے خدا نے یہ آیت کیوں نازل کی؟!
کیونکہ آپ کا خدا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی حدیث سے تو منع کرتا ہے۔ پھر یہ
کیوں فرمایا؟
"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"
اور کیوں جناب "وَمَا آتَاكُمُ
الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوا" ــــ کا کیا مقصد ہے؟ اس
آیت کے نزول سے کیا فائدہ؟ مجھے سمجھائیے
تو سہی؟

اہل قرآن ــــ پنڈت جی آپ نے جو
باتیں فرمائی ہیں بالکل صحیح ہیں۔ میرے پاس
ان باتوں کا صحیح جواب کوئی نہیں ہے ــــ
نہ لیجئے گا

ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود

اس مثال کے مطابق تو جواب دیتے چلا
جاؤں گا۔ لیکن حقیقت کو میں نہیں چھوڑ سکتا۔
آپ کی باتیں سنکر مجھے خود خیال آرہا ہے۔ کہ
واقعی میرا مذہب بھی ناقص ہے۔ جیسے کہ شب و روز
کی عبادت اور اس کے طریقے اور جنازے
کے طریقے عید، بقرعید وغیرہ سب قرآن
میں نہیں ہیں۔
پھر واقعی آپ میں اور ہمارے میں
ـــ کوئی فرق نہیں ہے۔
حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے شہر
میں مولانا اسلم جیراجپوری ہیں انہوں نے ہم
کو گمراہ کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ حدیثوں کو
نہیں ماننا چاہیے۔ کیونکہ اس میں اختلاف بہت
ہے۔ اور قرآن میں چونکہ اختلاف نہیں ہے۔
اس لئے قرآن شریف عمل کے لئے کافی ہے۔
حدیث رسول کو تاریخ کے طور پر تصور کیا جائے
نہ کہ عمل کے لئے۔

پنڈت جی ـــ اب آپ مجھے اچھے لگنے
لگ گئے ہیں۔ کیونکہ آپ انصاف پسند آدمی
ہیں۔ آپ ضرور اپنے دل میں سوچتے ہوں گے
کہ یہ کیسا پنڈت ہے۔ جو کہ اپنے مذہب کی
طرف رغبت نہیں دلاتا۔ بلکہ اسلام ہی پر مجھے
پختہ کر رہا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میں نے ان مذہبوں کی
جانچ پڑتال میں کافی وقت خرچ کیا ہے۔ اور میں
اپنے مذہب سے کافی دنوں سے بدظن ہو چکا ہوں
مسلمانوں کے فرقوں میں مجھے مذہب اہلحدیث
بہت پسند ہے۔ اور یہی سچا مذہب معلوم
ہوتا ہے۔

میں شب و روز اسی جستجو میں ہوں کہ
کسی اہلحدیث مولوی، عالم، جید سے ملاقات
کروں اور مسلمان ہو جاؤں۔

اب میرا یہ خیال ہے۔ کہ آپ بھی میرے

لٹن کی گھڑی اپنا ثانی نہیں رکھتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہو کر مذہب اہلحدیث کو اختیار کریں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ آپ نے مولانا اسلم جیراجپوری کا ذکر شد و مد سے کیا ہے کہ وہ حدیث کو اس لئے نہیں مانتے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے۔ اب میں آپ کو اس کے متعلق بھی عرض کر دیتا ہوں کہ

آپ کے قرآن شریف میں بھی اختلاف ہے۔ دیکھئے ۲۳ ویں پارے سورہ یٰس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اور سورہ نور میں فرماتا ہے۔

"يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝"

دونوں آیتوں میں کس قدر اختلاف ہے

دونوں آیتوں میں قیامت کا ذکر ہے۔ ایک آیت میں تو ہے کہ ہم منہ پر مہر لگا دیں گے منہ پر مہر لگنے سے زبان بند ہو جائیگی۔ دوسری آیت میں ہے کہ زبانیں گواہی دیں گی۔

اب آپ سوچئے! جب زبانیں بند ہونگی تو گواہی کس طرح دیں گی۔ دونوں آیتوں میں تعارض ہے۔ اور اختلاف۔

سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ اور سورہ حجر میں فرماتا ہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن کوئی انسان و جن اپنے گناہ کے متعلق نہیں پوچھا جائیگا ـــــ اور دوسری آیت میں ہے کہ ہم سب سے سوال کریں گے ان کے عملوں کے متعلق۔

دیکھئے کتنا زبردست اختلاف ہے۔

اہل قرآن ـــــ اچھا پنڈت جی صاحب اب تو مجھے اجازت دیجئے! جب آپ مسلمان ہونے کے لئے تشریف لے جاؤ گے تو مجھے بھی اپنے ہمراہ لے لینا۔ اور آج ہی سے میں آپ کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں اہلحدیث ہوں۔ اور حدیث کو مانا کروں گا انشاء اللہ اور چکڑالویت سے میری توبہ۔

پنڈت جی ـــــ بھائی جان مجھے کہیں ضرورت نہیں جانے کی میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ غسل کرنے کے بعد

"اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ" اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں قرآن و حدیث کو مانوں گا اور آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے اسی مذہب اہلحدیث پر قائم رکھے اب میں آپکو اجازت دیتا ہوں آپ جا سکتے ہیں فقط

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

شرع کا دوسرا رکن ہے

(از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی)

حضرت قتادہؒ اور امام شافعیؒ سے مروی ہے۔

"حکمت" سے مراد اس جگہ سنّت نبوی ﷺ ہے۔

جو کہ ارکان شرع کا دوسرا رکن اور اصولِ دین میں سے بہترین اصل ہے

(تفسیر فتح العزیز ج ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صداقتِ حدیثِ رسولؐ

(از جناب مولانا الحاج عبید اللہ صاحبؒ دہلوی)

برادرانِ اسلام!

السلام علیکم

عرض یہ ہے۔ کہ آج کل یہ جو ہوا پھیلی ہوئی ہے۔ کہ صرف قرآن شریف کو ماننا چاہئے۔ حدیث قابلِ عمل نہیں ہے۔ کیونکہ ظنی ہے یقینی نہیں ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل احادیث پر غور و خوض سے کام لیویں۔

میں آپ کے سامنے وہ حدیثیں پیش کرتا ہوں جن کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔ اگر یہ حدیثیں قابلِ عمل نہیں ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمودہ نہیں ہیں جیسا کہ آپ حضرات کا خیال ہے کہ

حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ تو اس خیال کے تحت مشاہدہ غلط ہونا چاہیئے تھا لیکن برعکس معاملہ ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَفَعَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرَی الْہِلَالُ قَبَلًا فَیُقَالُ لِلَیْلَتَیْنِ۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں سے ایک علامت یہ بھی ہے۔ دیکھا جائے گا چاند پس کہا جائیگا کہ دو راتوں کا چاند ہے۔ حقیقت میں ہو گا پہلی رات کا چاند لیکن بوجہ بڑا ہونے کے دوسری رات کا سمجھا جائے گا۔

چنانچہ یہ علامت بالکل ظاہر ہے۔ آج کل ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَہْلِ النَّارِ لَمْ اَرَہُمَا قَوْمٌ مَعَہُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِہَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ

وقت کی حفاظت کیلئے لنڈن کی گھڑی خریدیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ
كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ
لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ
رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ
مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو گروہ اہل نار میں سے ہیں۔ میں نے ان کو ابھی دیکھا نہیں وہ میرے بعد آئیں گے)

۱۔ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے ان کوڑوں کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے۔

۲۔ وہ عورتیں ہوں گی جو باوجود کپڑے پہننے کے ننگی ہوں گی۔ مردوں کو اپنی طرف جھکائیں گی اور خود مردوں کی طرف جھکیں گی۔ ان کے سر خراسانی اونٹ کی کوہان کی طرح جھکتے ہوئے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔ اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور تک پہنچتی ہے۔

۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ
الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ آلِ كِسْرٰى الَّذِيْ
فِي الْأَبْيَضِ۔

(رواہ مسلم)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت میں ۔ کسریٰ کے خزانہ پر فتح پائیں گے۔"

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے کسریٰ کے خزانے کو حاصل کیا۔

۴۔ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ
أَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ
وَيَفْشُوَ الزِّنَا وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ
وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ
حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً
قَيِّمٌ وَّاحِدٌ۔

(جامع ترمذی)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کی علامتیں بیان فرماتے ہیں کہ علم اٹھ جائے گا۔ جاہلیت کا زور ہو جائے گا۔ زنا پھیل جائے گا۔ شراب پی جائے گی۔ عورتوں کی کثرت ہو جائے گی۔ مردوں کی کمی ہو جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا والی ایک مرد ہو گا۔

اب آپ غور فرمائیں کہ یہ پیشین گوئیاں صحیح ہو رہی ہیں یا نہیں۔ زنا بکثرت پھیل رہا ہے یا نہیں؟ ——— شراب خوری کا بازار گرم ہے یا نہیں؟ ——— جہالت کا زور و شور ہے یا نہیں؟

لٹس کی گھڑی کا ایک مرتبہ ضرور تجربہ کیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی کثرت ہے یا نہیں!
آپ کے عقیدہ کے بموجب یہ پیشین گوئیاں
صحیح نہیں ہونی چاہیئے تھیں۔ کیونکہ حدیثیں (نعوذ باللہ
من ذالک) بناوٹی ہیں۔

۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ
اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ
یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ
یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ
یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ۔

دوسری روایت میں ہے۔
"اِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ"۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ایسی نکلیگی جس کے
نوجوان، سفیہ احلام ——— قرآن مجید پڑھیں گے
قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا باتیں
بڑی اچھی کہیں گے لیکن اسلام سے بالکل کورے ہونگے۔
اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان
سے۔ یہی خارجی لوگ ہیں۔"

۶۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ
یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ
اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ
اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ
خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰی۔ عُلَمَاءُ هُمْ
شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ
عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ
رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ"۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور پیشین گوئی
کے ارشاد فرماتے ہیں کہ
"قریب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا
لوگوں پر نہیں باقی رہے گا اسلام سے کچھ
مگر نام۔ اور نہیں باقی رہے گا قرآن
سے کچھ مگر رسم کے طور پر۔ مسجدیں پکی ہونگی
اور ہدایت سے خالی ہوں گی۔ آسمان کے
نیچے جو کچھ ہے سب سے بدتر علماء ہوں
گے۔ فتنے علماء میں سے نکلیں گے اور
ان ہی میں واپس لوٹ جائیں گے۔"

یہ پیشین گوئی بالکل سچی ہو رہی ہے۔ آج مسلمانوں
میں اسلام کا نام ہے کام نہیں ہے۔ قرآن رسماً
پڑھا جاتا ہے۔ عمل کے طور پر نہیں۔ مسجدیں بڑی
خوبصورت بنائی جا رہی ہیں۔ لیکن نمازیوں سے
خالی ہیں۔ ہدایت کے کام نہیں ہوتے۔ بلکہ گمراہی
کے طریقے بتلائے جاتے ہیں۔
(اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ)

اکثر علماء بھی اس وقت سب چیزوں سے بدتر
ہو چکے ہیں۔ حق کو ناحق کر رہے ہیں۔ ناحق کو حق
کر رہے ہیں۔

ان پیشین گوئیوں نے چکڑالویوں کی شکوک و

ملٹن کی گھڑیاں اعلیٰ قسم کی ہوتی ہیں تجربہ کر لیجئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شبہات کی ناک کاٹ دی ہے۔

یہ پیشین گوئیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو حدیثیں ہیں واقعی قابلِ عمل ہیں۔ ظنی نہیں ہیں۔ بلکہ یقینی ہیں جو حضرات حدیثوں کو ظنی کہہ کر ناقابلِ حجت ٹھیراتے ہیں وہ خود ظنی ہیں۔

وہ صحیح طور پر یہ نہیں بتلا سکتے ہیں کہ واقعی وہ اپنے باپ کے نطفے ہیں۔ اگر یقیناً کہیں۔ کہ ہم واقعی اپنے باپ کے نطفے ہیں تو اس کا ثبوت دیں۔ اگر کہیں کہ ہماری والدہ کہتی ہیں تو والدہ کا کیا اعتبار؟ کوئی یقینی بات تو نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ والدہ نے کسی کے ساتھ مل کر نسبت ان کے باپ کی طرف کردی ہو

بہرحال نتیجہ صاف ہے۔ کہ وہ بھی ولدالحرام ہوئے۔ یقینی طور پر کوئی ثبوت نہیں کہ وہ ولدالحلال ہیں۔

وہ ولدالحلال ہونے کا یقینی ثبوت دیں۔ پھر بعد میں وہ حدیث رسولؐ کے خلاف لب کشائی فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

حفظ

والسلام

صحیفہ اہلحدیث کراچی کے مستقل خریدار بن کر حدیث نمبر مفت حاصل کیجئے ۝

لمٹن کی گھڑیاں بڑی عجیب وغریب ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن
حدیث کی روشنی میں

(از جناب مولٰنا محمد رفیق خانصاحب کرنالوی)

ناظرین کرام!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض ہے کہ بذریعہ صحیفہ اہلحدیث کراچی عاجز کو معلوم ہوا ہے کہ اکثر احباب اور علمائے ملت نے اس حدیث نمبر کے لئے جو آپ کے ہاتھ میں موجود ہے۔ شانِ حدیث عیاں کرنے کے لئے قسما قسم کے مضامین رقم فرما کر دفتر صحیفہ اہلحدیث کو روانہ کئے ہیں۔

یہ پڑھکر مجھ نااہل کو بھی تمنا ہوئی کہ حبیب خدا کی محبت کے نشے میں مست ہو کر کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قدر دانی کے سلسلے میں بھی لکھوں۔ تاکہ ذریعہ نجات ہو کر قربِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نصیب ہو۔

آپ حضرات میرے بے ڈھنگے فقرات کا خیال نہ فرماویں۔

میں خود جانتا ہوں کہ مجھ کمترین میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ بازارِ حسن میں، خزانۂ عزیز تعو۔ کی موجودگی میں سوت کی صرف ایک انٹی سے ہی حسن و جمال کے مالک، سردارِ ملائکہ کے خریدنے کی لاحاصل کوشش کروں۔

میری تمنا بس یہی ہے کہ میں بھی خریداروں میں نام لکھوا کر امیدوار شفاعت ہو جاؤں۔ خداوندِ فردوس سے دست بستہ عرض ہے کہ اے مولا! تو یہ میری تمنا قبول فرما لے آمین

ملٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم

امداد بحر سر مطالب! کو بجلی گھر

تصور کیجئے! اور یہ ظاہر ہے کہ قمقمے کے بغیر روشنی نہیں ہوتی۔ اور نہ بٹن دبائے بغیر قمقمے روشن ہوں۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو قمقمے جانئے! اور عمل کو روشنی۔ اعتقاد کو بٹن اور محدثینؒ کو بٹن دبانے والے۔

اب سوچئے!

کہ محدثینؒ نے قمقمے لئے۔ اصل اور نقل کو جانچا۔ بڑھیا سے بڑھیا کی تلاش کی۔ ہر فٹ ہونے کی جگہ پر فٹ کر دیا۔ خوب تسلی کر لینے کے بعد بٹن دبا کر بجلی گھر روشن کر دیا۔

قرآن حکیم!

قرآن حکیم ببانگ دہل۔ ڈنکے کی چوٹ

"وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝" (پ۔ س انعام)

کی صدا لگا رہا ہے۔ جو بالکل سچ اور حق ہے یعنی اعیان موجودات وکل کائنات۔ اول و آخر۔ ظاہر و باطن۔ خورد و کلاں۔ زیر و زبر کا ذرہ ذرہ اس میں مذکور ہے۔ مگر صاحب دل اور بصیرت کی آنکھ رکھنے والا چاہیے۔

وہ کون سا ایسا بیش قیمت موتی ہے جس کی پیداوار قرآنی سمندر سے نہیں۔

میاں سب کچھ اس میں موجود ہے۔ عارف غوطہ خور بقدر عرفان حقائق کے موتی اس سے نکالتے ہی رہتے ہیں۔

اُمت مرحومہ میں بحر فرقانی سے جواہرات چننے کے لئے کسی ذات و برادری۔ کالے اور گورے کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ جس پر کرم ہو جائے۔ اور فضل رب کے دروازے کھل جائیں ——!

احکام شرعیہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن حکیم کی یوں شہادت موجود ہے۔

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝"

(پ۲۷۔ س نجم)

"الٰہی اشارے کے بغیر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ فرماتے ہی نہیں"

پھر شرع محمدیؐ اور حدیث نبویؐ میں شبہ کا دخل کیا۔ اور شک کی گنجائش کیسی؟!

معلوم ہوا کہ حضورؐ کا فرمان سب حق اور بجا ہے ——!

قرآن حکیم متن اور حدیث اُس کی شرح

یوں سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم متن اور حدیث اُس کی شرح۔ تفصیل۔ اور کامل تفسیر ہے۔

یا یوں سمجھ لیجئے کہ خدا کامل۔ اُس کا کلام کامل۔

امین کی گھڑی خرید کر اپنے روپے کی حفاظت کیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل بندے اور مکمل انسان ۔

دیگر جمیع مخلوق غیر کامل اور ناقص۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ناقص کا بغیر کامل کی پیروی کے منزل تک پہنچنا دشوار تو کیا ناممکن اور محال ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ بغیر حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی حقائق۔ رموز و نکات کا جاننا ہوا میں قلعے کی تعمیر کرنا ہے۔

سچائی کا ڈنکا:۔

اب ذرا قرآن مجید کی گہری اور ٹھوس ۔ تبلیغ پر دل سے توجہ فرماویں اور ہوش و گوش سے سنیں ۔ کس خوبصورتی سے بحر و بر، شجر و مکاں ۔ در و دیوار سے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ڈنکا بجنے کی دل کش آواز آرہی ہے۔

یعنی شرق و غرب۔ شمال و جنوب ۔ عرش تا فرش ، تحت الثریٰ وغیرہ سے یہی صدا بلند ہوتی سنائی دیتی ہے۔

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝"

(پ ۲۲ ۔ س احزاب)

"میرے پیارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کو دنیا میں یوں نہیں بھیجا ۔ بلکہ تمام ذریاتِ انسانی کو جنت الفردوس کی خوشخبری اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے انگاروں سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے"۔ تم سب کو بذریعہ اعلان خبر کردو! کہ میری ہی پیروی سے تم خدا کے پیارے ہوگے۔

ارشاد ہوا:۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الآیہ"

(پ ۳ ۔ س آل عمران)

کہہ دیجئے! کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو (ہر حکم میں) میری تابعداری کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔

یعنی اگر عاملِ قرآن ہونے کا دعویٰ ہے تو عاملِ حدیث بھی بنو۔ جس قرآن کو واجب التسلیم جانتے ہو ۔ اسی طرح حدیث کو بھی واجب التسلیم خیال کرو اور دل و جان سے مانو کہ حدیث بالکل قابلِ اتباع و عمل ہے۔

فرمانِ خدا:۔

ہمارے لئے فرمانِ خدا بھی یہی ہے کہ۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا
اَعْمَالَكُمْ ۝"

(پ ۲۶ ۔ س محمد)

یعنی اے ایمان والو! تابعداری کرو! اللہ تعالیٰ کی (حکم قرآن مانو) اور تابعداری کرو رسول کی (حکم حدیث مانو) اور (اے منکرین حدیث) اپنے اعمال کو

ملٹن کی گھڑیاں اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہر جگہ مشہور ہیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برباد نہ کرو۔"

آیتِ مذکورہ سے یہی صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ قرآنِ پاک کی طرح حدیثِ پاک بھی واجب التعظیم و تسلیم ہے۔ ورنہ

"اعمال برباد۔ گناہ لازم"

اگرچہ اس قسم کی آیات سے قرآنِ حکیم لبریز ہے مگر محض اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نمونۃً ہی پیش ہے۔ سہ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ دَلِیْلٌ ھُوَ اللّٰہ

مُحَمَّدٌ دَلِیْلٌ صَرِیْحٌ عَلَی اللّٰہ

یعنی کل موجودات کی موجد، خبر گیراں، نگراں، خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات، اللہ کی شریعت کی تصریح کرنیوالے ہیں۔

یا یوں جانئے! کہ کل کائنات کا پتہ دینے کے لئے قرآنِ حکیم ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ حدیث بالتصریح سمجھانے والے ہیں۔

دلیلِ دعویٰ :۔

ہم دلیلِ دعویٰ کی مضبوطی اور استحکامِ مسئلہ کے لئے ذیل میں چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین سے التماس ہے کہ انہیں بغور پڑھیں اور سوچیں۔

۱۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔

توحید کی اصل، وحدانیت کی بنیاد، اسی کلمہ طیبہ پر ہے۔ صاحبِ دل، اہل بصیرت غور فرماویں کہ وہ کون ساماں کا لال ہے جو قرآنِ حکیم سے یہ پورا کلمہ مِنْ وَعَنْ استنباط کرے اور دریائے معارفِ قرآنی سے غوطہ لگا کر یہ جملہ بتمامہ نکال لائے۔

ہم نے مانا کہ یہ کلمہ قرآن میں ہے اور یقیناً ہے۔ گٹھلی موجود۔ جڑ موجود۔ شاخیں اور پتیاں موجود پھول اور پھل بھی موجود۔

مگر ظہور کہاں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذاتِ گرامی۔ الٰہی کلام کے لئے۔ زمینِ عرفان اور ظہورِ مطالب کی کان ہیں۔

۲۔ اور سنئے!

اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ"۔

(پ ۶ س مائدہ)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے مونہوں کو دھولیا کرو۔ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک"۔

قرآنِ حکیم کی یہ آیت وضو کے بارے میں ہے بظاہر اس آیت میں منہ اور ہاتھ دھونے کا ہی

اگر وقت کی قدر چاہتے ہیں تو ملٹن کی گھڑی خریدئیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذکر ہے۔ اور وہ بھی بے ترتیب۔

اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمادیں کس طرح دھوئیں ——— کتنی بار دھوئیں ——— کچھ مذکور نہیں۔

پھر ہاتھوں کا (آیت کے ظاہری الفاظ کے خلاف) تین بار دھونا۔ کلی کرنا (اسی شمار سے) ناک میں پانی دینا۔ منہ پر چھینٹے لگانا وغیرہ کہاں سے سیکھا؟ اور کون سی آیت سے اخذ کیا ——؟

یہ مجھے مسلم ہے۔ ہاں۔ ہاں اس پر مجھے کامل یقین ہے کہ طریقۂ وضو بھی قرآنِ حکیم میں ترتیبِ محمدیؐ کے مطابق موجود ہے۔ پر مبصّر نایاب اور صاحبِ ہوش کم۔ قرآن مجید کی عرفانی کان سے سنہری مطالب، و زریں معانی نکالنے والے عنقا صفت اور در پردہ ہیں۔ ایسے بزرگانِ ملت کا شواذ محض معدوم نہیں کالعدم تو ضرور ہے۔ پھر بجز حدیثِ پاک کے قرآنِ پاک کا کون مُفسّر ہو!

نیز حدیث سے بے بہرہ رہنے والوں کا "فَاتَّبِعُوْنِیْ" پر عمل ممکن ہی نہیں۔

(فافھم و تدابر)

پس صاف معلوم ہو گیا کہ فرقانِ حمید کو سمجھنے کے لئے عقل حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھنی ہو گی۔

۳- اور سنئے! حکم ہوتا ہے۔

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" الآیہ

"یعنی نماز پڑھا کرو"۔

یہ تاکید کتابِ الٰہی کے تقریباً ہر پارے میں پائیں گے۔ مگر باوجود اس قدر تاکید کے بھی تفصیل مذکور نہیں۔

کیسے پڑھا کریں؟ کس لباس میں؟ کہاں۔ اور کتنی پڑھا کریں؟ رکوع۔ سجدہ کی تعداد اور طریقہ کیا؟ قیام۔ قومہ۔ جلسہ وغیرہ کی ترکیب کیا ہے؟ نماز کب، کس وقت شروع کی جاوے اور کس وقت ختم کی جاوے۔ کچھ مذکور نہیں۔ نماز کی مکمل کاروائی دریافت کرنے کے لئے بھی پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حدیث کا محتاج ہونا پڑے گا۔

۴- اور سنئے!

"وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" الآیہ

(حکم ہوتا ہے) کہ "زکوٰۃ دو"

یہ حکم بھی قرآنِ پاک میں بکثرت موجود ہے۔ اور آٹھویں سپارے میں اس کے مصارف کا مختصر سا بیان بھی مذکور ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو کافر بھی فرمایا گیا ہے دیکھو (پ ۲۴ - س حم سجدہ)

مگر باوجود سخت تاکید کے بھی یہ کہیں نہیں فرمایا کہ کتنے دن بعد؟ کتنے مال پر؟ کتنی۔ کس قدر کیا؟ اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنے کے لئے بھی حدیثِ پاک ہی کا دامن تھامنا ہو گا۔ ورنہ دوزخ تیار ہے۔

لالٹین کی گھڑی ہی سے آپ مطمئن ہو سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سنئے!

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ؕ

(پ۲۔س بقرہ)

"اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ"۔

آیت کو پڑھ لیا۔معنی معلوم ہوگئے۔ مگر یہ سارے قرآن شریف سے نہ معلوم ہوسکا۔کہ پہلے لوگوں پر کس طرح فرض تھے؟ وہ کس وقت سحری کھاتے تھے۔کس وقت افطار کرتے تھے؟ کیا تعداد ان کے لئے ٹھیرائی گئی تھی۔اب ہم پر کتنے روزے فرض ہیں۔ دس۔پندرہ، بیس، یا کم و بیش صرف ہم کو بھی یوں کہدیا گیا ہے۔کہ دن گنتی کے ہیں۔

مکروہ ہیں کتنے؟ کیا تعداد ہے؟ ہرگز مذکور نہیں۔پھر روزوں میں کیا کھائیں! کیا نہ کھائیں وہ چیزیں جو روزہ کو توڑ دیں یا فاسد کردیں یا مکروہ کردیں۔ہرگز مفصل مذکور نہیں۔

تمام مذکورہ حالات و مسائل کا پتہ بھی رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی چوکھٹے یعنی حدیثِ پاک سے لگے گا۔

۶۔اور سنئے!

"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا"

"یعنی جو لوگ خانہ کعبہ کے سفر کی وسعت رکھتے ہیں ان پر حج فرض ہے"

آیت مذکورہ کو سمجھ لیا۔حج کی فرضیت معلوم ہوگئی۔لیکن اس کی ادائیگی کی مفصل تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔

کوئی ہے جو مکمل طُرُقِ حج قرآنِ پاک ہی سے مفصل بیان کرے۔

حج کے جمیع طُرُق بھی حدیثِ پاک ہی بیان فرماکر قرآنی معارف سے آگاہ کریگی۔

ورنہ کیا۔ سفر کیا۔مناسک و شعار۔ پابندی سے ادا کئے پیسہ بھی خرچ ہوا۔اور رہا کورا کا کورا۔وہی مثال ہوگی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اور سنئے:۔

"کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ" الایۃ

"جہاد تم پر فرض ہے"۔

حکمِ خداوندی پڑھ لیا۔حکمِ عالی پر ہمارا ایمان ہے۔ یہ حکم صحیح۔درست اور حق ہے۔ مگر جہاد کرنے کا ڈھنگ۔ہتھیاروں کا استعمال۔جنگ وصلح کے دعوت نامے۔ جنگ کی ابتداء اور انتہا، جنگی لباس۔ ایلچی سے برتاؤ کے آداب وغیرہ وغیرہ

لندن واچ کمپنی کی گھڑیاں ہر اعتبار سے لاثانی ہوتی ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مفصل مذکور نہیں۔ اس عقدہ کشائی کے لئے بھی احادیثِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سہارا لینا ہوگا۔ ورنہ حکمِ قرآنی کی تعمیل نہ ہوسکے گی۔ اور اس فرض سے بھی محروم رہنا ہوگا۔

۸۔ اور سنئے!

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الآیہ

(پ ۱۔ س بقرہ)

"اور جب کہا رب تیرے نے (اے محمد) تحقیق میں بنانے (پیدا کرنے) والا ہوں زمین میں خلیفہ"

اس آیت میں تمام اہل اسلام کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام انسانِ اول کا بیان ہے بالاتفاق وہ اللہ کے نبی اور رسول تھے۔

مگر آیت بظاہر اُن کی نبوت کا مطلق پتہ نہیں دیتی۔

اگر کوئی صاحب مردِ میدان بنیں اور حضرت آدمؑ کی نبوت و رسالت کا ثبوت قرآنِ پاک سے دیں تو ہم حسبِ طاقت انعام دینے کو حاضر اور تیار ہیں۔

مذکورہ آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا ہے۔ مگر کس کا خلیفہ! ان سے پہلے کون بادشاہ، کس کی رعایا، اور آبادی تھی! ہرگز مذکور نہیں۔ پھر یہ تو اول انسان مانے گئے ہیں۔ حکومت کس پر کرتے تھے!

اس کا جواب قرآن پاک کی بجائے مفصل حدیثِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی تلاش کیجئے۔

۹۔ اور سنئے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ

(پ ۲۸۔ س جمعہ)

اے ایمان والو! جب جمعۃ المبارک کی نماز کے لئے اذان ہو تو دوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلے آؤ۔

جمیع اہل اسلام متفق ہیں کہ آیت مذکورہ جمعۃ المبارک کے لئے ہی حکم دیتی ہے، مگر بغور ساری آیت پڑھ لیجئے۔ جمعہ فرض ہے یا واجب۔ مستحب یا سنت۔ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ کیوں کر پڑھیں۔ خطیب کا منبر پر خطبہ پڑھنا۔ قوم کا دل و جان سے راغب ہو کر کان لگا کر سننا۔ خطبہ ایک یا دو۔ خطبہ میں کیا پڑھا جائے؟ پڑھنے پر ثواب اور تارک پر سزا وغیرہ وغیرہ کا ہرگز ہرگز ذکر نہیں۔

اگر جمعۃ المبارک کی فرضیت والی آیت پر عمل درکار ہے تو حدیث شریف پر عمل کیجئے!

www.kitabosunnat.com

آپ کو سب گھڑیوں سے بہتر لٹن کی گھڑی معلوم ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

۱۰۔ اور سنئے!

حکم ہوتا ہے۔

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔

یعنی کھاؤ اور پیو! اسراف نہ کرو! (پ۔ س اعراف)

الفاظ مذکورہ پر ایمان ہے۔ مگر کیا کھائیں۔ کیا پئیں۔ اور کیا اسراف ہے؟

ہماری آنکھیں قرآن پاک میں اس کا بھی مفصل ذکر نہیں پاتیں۔

الفاظ مذکورہ کی مکمل تصریح بھی حدیث مصطفیٰ ہی کرے گی۔

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

غرضیکہ ہزار ہا مسائل ہیں جن پر عمل بغیر حدیث کے نہیں ہو سکتا۔ جن کی تعداد شمار سے باہر ہے۔

مختصر یہ کہ ختنہ۔ عقیقہ۔ پیدائش۔ موت۔ وغیرہ کا مکمل حال قرآن سے کہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔

ختنہ کی ترکیب کیا ہو۔ عقیقہ کا کھانا کتنا ہو۔ لڑکی اور لڑکے کا معیار۔ کس کو کھلائیں! تقسیم کا ڈھنگ۔ میت کا نہلانا۔ کفن دینا کتنی چادریں ہوں! کس رنگ کی ہوں۔ موٹی ہوں یا باریک؟ لمبائی چوڑائی کیا ہو۔ قبر کھودنے کا طریقہ کتنی گہری ہو! کتنی چوڑی ہو۔ لحد کیسی ہو! کس طرح اُتارا جائے۔ گھروالوں کی دل جوئی کیسے ہو! ایصالِ ثواب کا ڈھنگ۔

کھانے کے طریقے، ٹھنڈا کھائیں۔ یا گرم۔ ہاتھ دھو کر کھائیں یا کیا!

الحتصر جملہ آدابِ طعام میں سطحی نظر والا قرآن پاک سے استنباط کرے یہ بھی محال ہے ——!

بیانِ مذکورہ سے ثابت ہوا۔ کہ بغیر حدیث کے قرآن پر عمل ہرگز نہ ہو سکے گا

لہٰذا منکرِ حدیث سے عرض ہے کہ دوڑئیے! قرآن حدیث کی روشنی میں۔ ورنہ وہی مثال صادق آئے گی ؎

گئے دونوں جہاں سے خدا کی قسم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

فقط

والسلام

صحیفہ اہلحدیث کی توسیع اشاعت میں آپ بھی حصہ لیں اور ثواب حاصل کریں۔

گھڑی خریدتے وقت لفٹن کا نام دیکھ لیجئے صدا!

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ مصطفیٰ

حلال ـــــ اور ـــــ حرام

(از جناب مولانا محمد رفیق خاں صاحب کنالوی ۔)

"یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ
مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ" پ ۶ س نساء

ترجمہ

حبیب خدا سے پوچھو بات ہے ایمان کی
حدیث مصطفیٰ تشریح ہے قرآن کی

ناظرین کرام! آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض
کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ بندہ اس عنوان
کے تحت چند ایسے جانوروں کا بیان کرنا چاہتا ہے
جو سب کے نزدیک حلال ہیں ۔ مگر قرآن پاک
نے اُن کو مفصل حلال نہیں کیا
یا وہ جانور ہیں جو سب کے نزدیک حرام ہیں
مگر قرآن پاک نے ان کو مفصل حرام نہیں کیا
مجھے امید ہے اس مضمون کو پڑھ کر آپ کو
خوب واضح ہو جائے گا کہ واقعی محض قرآن ہی کو

ماننا اور حدیث کو تسلیم نہ کرنا ، محض کم فہمی یا کفر ہے
اور بدنصیبی ہے ۔
اور محض قرآن پاک ہی کے ماننے اور حدیث
پاک ترک کرنے سے حلال و حرام کی تمیز بھی ناممکن
و محال ہے ۔
اس بات کی صداقت کے لئے آپ مندرجہ
ذیل مثالوں پر غور فرما دیں ۔
اول دیکھئے ! یَآ اَیُّھَا النَّاسُ
کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا

ان چار حرفوں میں آپ کا قیمتی وقت پوشیدہ ہے ۔ ل م ش ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طیبًا ۔ الآیہ

(پ۲ ۔ س بقرہ)

"اے جہان کے تمام انسانو!
کھاؤ اس چیز سے جو بیچ زمین کے ہے
حلال و پاک"

اب اس حکم عام کی موجودگی میں دیکھنا یہ ہے کہ زمین میں رہنے اور بسنے والی مخلوق جس قدر بھی ہے کیا وہ سب کی سب حلال و پاک ہے؟ مثلاً ہر قسم کی جڑی بوٹیاں ۔ نشہ آور، اور غیر نشہ آور، سبزیات، پھل پھول ۔ مٹی پتھر ۔ لوہا ۔ تانبا ۔ پیتل وغیرہ ہزاروں قسم کی دھاتیں اور ہزاروں قسم کے جانور

چارپائے ۔ دوپائے ۔ سبزی خور مثلاً ہاتھی ۔ اونٹ ۔ گھوڑا ۔ بھینس ۔ گدھا ۔ خچر ۔ مرد ۔ عورت وغیرہ

یا گوشت خور درندے ۔ مثلاً شیر ۔ چیتا ۔ بھیڑیا ۔ ریچھ ۔ گیدڑ ۔ لومڑی وغیرہ

یا سبزی اور گوشت دونوں چیزیں کھانے والے مثلاً بلی ۔ کتا ۔ بندر وغیرہ

یا اُڑنے والے جانور ۔ مثلاً تیتر ۔ کبوتر ۔ بٹیر ۔ مینا ۔ کوئل ۔ پپیہا ۔ فاختہ وغیرہ

یا گھروں میں رہنے والے مرغ

یا اُڑنے والے گوشت خور ۔ مثلاً چیل ۔ کوا ۔ گدھ ۔ باز ۔ شکرا وغیرہ

یہ سب ایسے جانور ہیں جن کا حلال و حرام قرآن پاک میں مذکور نہیں ہے ۔ حالانکہ ان میں بعض جانور حلال و طیب ۔ اور بعض حرام مطلق ہیں ۔

اسی طرح دیگر مذکورہ چیزوں کا بیان بھی حلت و حرمت کے متعلق بھی قرآن پاک میں مفصل نہیں ان سب جانوروں کی حلت و حرمت دیکھنے کے لئے **حدیث پاک** کا ہی محتاج ہونا پڑے گا ۔

۲ ۔ اور دیکھئے! دوسری آیت اسی مضمون کی اور سنئے! فرمایا ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ۔

(پ۲ ۔ س بقرہ)

"اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ
جو کچھ کہ میں نے تمہیں دیا ہے"

غرض ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے وہ کھاؤ ۔ لیکن پاکیزہ ہو ۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں میں کیا پاکیزہ ہے ۔ اور کیا ناپاک؟ یہ بھی ذکر نہ فرمایا ۔ ہمیں کیا معلوم سب پاک ہیں یا ناپاک ۔

اوپر والی آیت میں تمام انسانوں کو زمین کی چیزیں کھانے کا حکم تھا ۔ اور اب صرف ایمان والے اپنی زیر ملکیت والی چیزیں کھائیں اس کا حکم ہو رہا ہے ۔ مگر تفصیل نہ اوپر نہ یہاں ۔ صاحب دل جان سکتے ہیں کہ تفصیل کے لئے

لطن وایچ کمپنی صدر کراچی پاکستان ۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہی کی ضرورت ہے۔ اور بغیر
عامل بالحدیث ہوئے حرام و حلال کی
تمیز نہ ہوگی۔

۳۔ اور دیکھئے! فرمانِ باری
تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ
فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔
(پ۸۔ س انعام)

ترجمہ:۔ اور پیدا کئے جانوروں میں سے
بوجھ اٹھانے والے اور زمین کو لگے ہوئے
کھاؤ اس چیز سے کہ رزق دیا ہے تم
اللہ تعالیٰ نے۔

قسم اوّل:۔
یعنی بوجھ اٹھانے والے سے ہاتھی، گھوڑا،
خچر، گدھا وغیرہ مراد ہیں۔ اور

قسم دوم:۔
یعنی زمین سے لگے ہوئے سے۔ بھیڑ۔ بکری
یا چھوٹے ہر دودھ پلانے والا جانور مراد ہے
لیکن ظاہری الفاظ سے تو صاف معلوم
ہوتا ہے کہ بوجھ اٹھانے والے مذکورہ جانور
اور زمین سے لگے ہوئے جانور جو بھی ہوں بھیڑ،
بکری، گیدڑ، کتا، بندر، بلی، بجو، لومڑی سب
کے کھانے کا حکم ہو رہا ہے ۔۔۔ کیونکہ
حکم عام ہے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ
فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ
میں کھلے الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ
کہ مذکورہ بالا چند جانوروں کے سوا حلال جانوروں
کی حلت اور حرام جانوروں کی حرمت کوئی
بھی ماں کا لال قرآنِ پاک سے نہ
دکھا سکے گا۔

پھر خود ہی سوچئے اگر یہ حلال و حرام پرکھنے
کی کسوٹی سوائے حدیث پاک
کے اور کیا ہے۔

۴۔ دیکھئے! مذکورہ آیتوں سے
ملتی ہوئی ایک آیت اور بھی پڑھئے
ارشاد ہوتا ہے۔

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَ
الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا۔
(پ۱۴۔ س نحل)

یعنی گھوڑے۔ خچر۔ گدھے
تمہاری سواری کے لئے ہیں۔

اس آیت سے اتنا ثبوت ملا کہ ان تینوں کے
خاص نام لے کر بتایا گیا ہے کہ یہ بوجھ اٹھانے
اور سواریوں کا ۔۔۔ کام دینے کے لئے ہیں۔
مگر حلال و حرام کا ذکر تک نہیں۔

مگر ان میں ایک جانور گھوڑا ہے جو حلال
و طیب ہے۔ اور خچر و گدھا حرام مطلق
اور ذکر تینوں کا یک جا۔

منکرِ حدیث اگر گھوڑے کو بھی خچر و گدھے

ملتی کی گھڑی خرید کر اپنا روپیہ بچائیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی طرح حرام یا مکروہ جانتا ہے تو مرد میدان بنے اور قرآن سے دکھائے!

۵۔ اور دیکھئے!

ایک جانور گوہ ہے جسے عربی میں ضب کہتے ہیں وہ بھی آیتِ اول کے حکم کے مطابق زمین ہی میں رہتی ہے۔ وہ حلال و طیب ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے اکثر نے بشوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کھایا ہے۔ مگر قرآن میں اس کی حلت وحرمت کا مطلق ذکر نہیں۔

منکرِ حدیث اگر اس جانور کو حرام خیال کرتا ہو تو وہ قرآن میں دکھائے۔ ورنہ حدیث شریف مانے اور کھائے۔

۶۔ اور دیکھئے!

پروں سے اڑنے والا ایک جانور ہے جسے ٹڈی کہتے ہیں وہ بھی متفق علیہ حلال ہے۔ اس کا کھا لینا درست اور بالکل درست ہے۔ مگر کوئی آئے اور ہمیں بتائے کہ اس کی حلت قرآن پاک کی کس آیت سے نکلتی ہے!

اور اگر منکرِ حدیث اس جانور کی حلت کا انکاری ہے تو قرآن پاک سے اس کی حرمت دکھائے!

۷۔ اور دیکھئے!

فرمانِ الٰہی ہے۔

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ الآية" (پ۲ س بقرہ)

ترجمہ:۔ "سوائے اس کے نہیں کہ تم پر مردار اور خون حرام کر دیا ہے۔"

آیت مذکورہ سے ہر قسم کے مردے اور خون حرام ہیں۔

مگر مچھلی سمندر، دریا، نہر، تالاب وغیرہ سے نکال اور ہو گئی وہ مردہ۔ منوں کھا گئے اور ڈکار بھی نہ لیا۔ ثبوتِ حلت بظاہر نہ معلوم۔

کیوں صاحب! نظر ظاہری تو مری ہوئی مچھلی کی حلت کو روا نہیں رکھتی، کیونکہ ظاہر قرآن اس کی حرمت پر دال ہے۔

فرمائیے تو سہی! یہ مردار کس سہارے سے کھا جاتے ہیں۔ یہ لحم طیب کھانے کے حق دار تو صرف اہلحدیث ہیں۔ کیونکہ حدیث اسے نام لے کر حلال کرتی ہے۔ جو قرآن پاک کی صحیح شرح ہے۔ منکرین حدیث کا اس میں کیا حق ؟

دوسرے:۔ خون کے متعلق اعلان ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ مگر گردہ، پھیپھڑہ اور کلیجی بھی خون ہی کی ہوتی ہے۔ وہ کیوں کھاتے ہیں۔ آیت کے ظاہری الفاظ تو ان کو حرام ٹھیراتے ہیں۔

یہ نعمتیں بھی اس کے لئے حلال ہیں جو حدیث مانے ورنہ کسی کا گردے ——— کلیجی ——— وغیرہ کھانے کا بھی کوئی حق نہیں۔

لغو کی گھڑیاں ہر اعتبار سے لاثانی ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۔ اور دیکھیے!

"أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ"

(پ ۷ سورۃ مائدہ)

"حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار دریا کا۔ اور کھانا اس کا فائدہ ہے واسطے تمہارے۔ اور واسطے مسافروں کے۔"

دیکھیے! جناب آیت مذکورہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دریا کا کل شکار حلال ہے۔ خواہ اس میں کچھ بھی ہو۔ دریائی گھوڑے، انسان، کتے، سانپ، کچھوا، مگر وغیرہ بڑے سے بڑا اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا قرآن شریف دریا کے کسی جانور کا استثناء نہیں کرتا۔

لہٰذا تمام دریائی جانوروں کو کھائیے!

۹۔ اور دیکھیے!

ایک جانور خرگوش ہے جو جنگلوں اور کھیتوں میں اکثر پایا جاتا ہے۔ از حد بھولا، ڈرپوک اور سیدھا سادہ۔ اس کا کھانا بھی حلال ہے۔

مگر منکرین حدیث اس کی حلت کا ثبوت قرآن پاک سے نہ دے سکیں گے۔ اور اگر وہ اس کی حلت کے انکاری ہیں تو حرمت ثابت کریں۔

۱۰۔ اسی طرح:۔

ایک جانور جنگل کا رہنے والا ہرن جو نہایت ہی ہوشیار ہے۔ جب وہ دوڑنے پر آتا ہے تو دشمن کے سر سے اونچا اچھال کر چھلانگیں لگاتا ہوا فوراً ہی غائب ہو جاتا ہے۔

وہ بھی بالاتفاق حلال و طیب ہے۔ مگر اس کی حلت کا ثبوت بھی قرآن پاک میں تلاش کرنا اندھے کا سوئی دیکھنا ہے۔

منکرین حدیث سے پوچھنا چاہیے کہ وہ اس جانور کا گوشت کونسی آیت سے حلال و جائز ٹھہراتے ہیں؟

نوٹ:۔

زمین اور سمندروں میں رہنے والی لاتعداد مخلوق سے بطور نمونہ چند جانوروں کے نام مذکورہ بالا سطروں میں آپ نے دیکھے ہیں جن میں کچھ حلال ہیں

مگر قرآن میں ان کی حلت مذکور نہیں ہے۔

اور کچھ مطلق حرام ہیں ان کی حرمت بھی قرآن پاک میں مفصل مذکور نہیں ہے تمام چیزوں کی حلت و حرمت کا مفصل بیان حدیث شریف میں ہے۔

اب انصاف کیجئے کہ حدیث پر عمل کئے

ملتان کی گھڑیاں اعلیٰ قسم کی ہوتی ہیں تجربہ کر لیجئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بغیر عاملِ قرآن کیوں کر ہو سکتا ہے؛

؎

"این خیال است و محال است و جنون"

صحیح بات یہ ہے کہ اتباعِ محمدی میں

اتباعِ خداوندی کا راز مضمر ہے۔

اللہ العالمین نے فرمایا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (پ۵ س نساء)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یوں تو خدا کے پوجنے والی اور قومیں بھی ہیں۔ مگر قومِ مسلم کا امتیازی نشان اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فقط والسلام

شعر

ہمیں اور بخشش ہے اُن کی غلامی!
خدا اور کیا دے بشر اور کیا لے

رباعی

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

حالیؔ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جسطرح قرآن مجید کی تابعداری فرض ہے اسیطرح

حدیث کی تابعداری فرض ہے

(از حضرت مولانا الحافظ حمید اللہ صاحب میرٹھی سراوے والے)

مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ "باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ" میں عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ

"یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں مومن ہوتا کوئی تم میں کا جب تک کہ اس کی خواہش میری شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔"

یعنی سچا مسلمان وہی ہے جو ہر کام میں اور ہر حال میں شریعت کا تابعدار ہو۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کے پانچویں رکوع میں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

یعنی کسی مسلمان مرد کو یا کسی مسلمان عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یا اس کا رسولؐ کوئی کام مقرر کر دے پھر اس کو اپنے دل کا یا مرضی کا کچھ اختیار باقی رہے؟ اور جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلا کھلا گمراہ ہے۔ یعنی اس کی گمراہی میں کچھ شک نہیں ہے۔

اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ کوئی حکم خواہ کلام الٰہی سے ہو خواہ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کو نہ مانے۔

اور سورۃ حشر کے پہلے رکوع میں ہے۔

ہمیشہ ملتان کی گھڑی خرید فرمائیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا
نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

یعنی جو کچھ تم کو رسولؐ دے وہ تم لے لو۔ اور جس چیز سے تم کو ہٹائے اُس سے ہٹ جاؤ۔

اور سورۂ آلِ عمران کے چوتھے رکوع میں ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ۔

"یعنی کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو میری حکم برداری کرو۔"

اور سورۂ "نور" کے نویں رکوع میں ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ
اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

یعنی پس چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اُس کے رسولؐ کی کہ پہنچ جاوے اُن کو کوئی مصیبت یا پہنچے اُن کو عذاب دردناک۔

پس ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم برداری کی تاکید فرمائی۔ اور اُن کی نافرمانی سے ڈرایا ہے۔ اور یہ تفریق اور تفصیل نہیں فرمائی کہ اُن کا جو حکم قرآن کے ذریعہ سے ہو وہ واجب التعمیل ہے۔ بلکہ ایسی تفریق اور تفصیل کو رد فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ نساء کے اکیسویں رکوع میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا
بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا۔

"یعنی تحقیق جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے حکم میں فرق کریں۔ اور یوں کہیں۔ کہ اس کو مانیں گے اور اس کو نہ مانیں گے۔ اور چاہتے ہیں کہ وہ درمیانی راہ اختیار کریں۔ سو ایسے لوگ پکے کافر ہیں"

یعنی کافر تو کلام اللہ کو بھی نہیں مانتے اور رسولوں کے کلام کو بھی نہیں مانتے۔ اور مسلمان دونوں کو مانتے ہیں۔

ان لوگوں نے یہ بات نکالی کہ کلامِ الٰہی کا ماننا تو ضروری ہے۔ اور رسولوں کے کلام کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ طریقہ اوسط بہتر اور افراط وتفریط سے پاک ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اپنے خیال میں بہت اچھے طریقہ پر ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں۔ کیونکہ رسولوں کے حکم اور فیصلوں کی تابعداری کا حکم اللہ تعالیٰ ہی نے

ملٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو دیا ہے۔ جو اس کو نہ مانے وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بن سکتا۔

اور مشکوٰۃ صفحہ ۲۹ "باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ" مقدام بن معدیکربؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔

اَلَا إِنِّیْ أُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ أَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی أَرِیْكَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۔۔۔ الخ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے لوگو! خبردار رہو کہ مجھ کو قرآن بھی ملا ہے اور اس کی مانند اور بھی ملا ہے۔ خبردار رہو! شاید کوئی متکبر اور بے پروا شخص اپنے تخت پر بیٹھا ہوا یوں کہدے۔ کہ بس اس قرآن پر عمل کرو۔ جو کچھ اس میں حلال ہے اس کو حلال سمجھو! اور جو کچھ اس میں حرام ہے اس کو حرام سمجھو۔ حالانکہ تحقیق جس چیز کو حرام کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی ویسی ہی حرام ہے جس کو اللہ پاک نے حرام کر دیا۔ الخ

حدیث کے چھوڑنے کے واسطے ایسے حیلے بہانے درست نہیں۔ کہ عمل کرنے کو قرآن کافی ہے۔ حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ یا شاید یہ حدیث منسوخ ہوگی یا یہ حدیث ہوتی تو فلاں مولوی صاحب یا امام صاحب اس پر کیوں عمل نہ کرتے۔

اور اس زمانہ میں بعض لوگوں نے یہ حیلہ بنایا ہے کہ حدیثیں دو سو برس بعد لکھی گئی ہیں۔ اور ان میں راویوں کا دخل ہے لہذا ان کا اعتبار کرنا درست نہیں ہے۔

مگر ان لوگوں کو یہ شرم نہیں آتی کہ حدیثوں کے دو سو برس بعد لکھے جانے کی خبر ان کو کس طرح ہوئی؟ یہ بھی تو کسی راوی سے ہی پہنچی ہوگی پھر اس کا اعتبار کیوں ہوگیا؟

حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ ہی ہے۔ اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کو حدیثوں کے یاد رکھنے کی اور دوسروں کو پہنچا دینے کی تاکید کرنا اور جن کے حافظے ہیں کمزور ہوں ان کو لکھ لینے کی ہدایت کرنا۔ پھر حضرات صحابہؓ کا اس حکم و ہدایت کی بخوبی تعمیل کرنا پھر آئندہ

لمٹن کی گھڑی خرید کر ہمیشہ مسرور رہیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تابعین و تبع تابعین ہیں اس عمل درآمد پر نہایت اہتمام و کوشش کرنا ایسی پکی حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس کو کوئی جرح باطل نہیں کرسکتی۔

اور اگر کسی روایت کی وجہ سے نہیں کہتے۔ بلکہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مؤطا اور بخاری مسلم وغیرہ دوسری تیسری صدی میں لکھی گئی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ

اگر امام مالکؒ و بخاریؒ وغیرہ سے پہلے حدیثوں کے پڑھنے لکھنے کا سلسلہ نہ ہوتا تو یہ بات کسی قدر چل سکتی تھی۔

اور جب کہ یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے بخوبی ثابت ہے۔ تو ہرگز نہیں چل سکتی!

پس حدیث کا ماننا اور اس پر عمل کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآن کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

باقی رہا یہ عذر کہ بعض حدیث ضعیف یا موضوع ہوتی ہے۔ یہ شبہ کیونکر رفع ہو۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ

اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ حدیث کے پرکھنے والوں نے کامل تحقیقات کرکے قوی اور ضعیف اور صحیح اور موضوع اور ثابت، اور منسوخ وغیرہ ہر قسم کی حدیث کو جدا جدا کرکے ایسے طور پر بیان کردیا اور لکھ دیا کہ بفضلہ تعالیٰ کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ اور تحقیقات کو اس حد تک پہنچایا جس سے آگے کوئی درجہ تحقیق و تلاش کا نہیں ہے۔

اور سند اور روایتوں کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ایسا مضبوط ہے کہ جو حدیثیں صحت کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں اور وہ ہزاروں ہیں ان کے واسطے کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر خامی نہیں نکال سکتا۔

اگر کسی کو کچھ حوصلہ ہے تو مرد میدان بنے۔ اور ہزاروں میں سے تین چار ہی حدیثوں کی سند میں کچھ خامی نکال کر دکھلادے۔

مقلدوں کی بات تو ہم کہتے نہیں مگر اہلحدیث میں سے اکثر لوگ اور خصوصاً یہ عاجز حبیب اللہ بہت خوشی سے اس جانچ کے واسطے مستعد ہے۔ مگر امید نہیں کہ حدیث کے منکروں میں سے کوئی اس کام پر مستعد ہو۔

سبب اس کا یہ ہے کہ ان میں سچائی اور نیک نیتی نہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ دنیا جس کی کچھ حقیقت بھی نہیں۔ نہ اس کے واسطے کوئی وعدہ ہے اس کے معاملے اور مقدمے کیسے پیچیدہ ہوں ان میں تحقیق کرکے بال کی کھال نکال لیتے ہیں۔ اور دین جس کے لئے اللہ رب العالمین نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔

دنیا کی سب سے بہترین گھڑی ململ کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"

"یعنی جو لوگ ہماری راہ کی تلاش میں کوشش کریں گے ہم ان کو اپنی راہ سمجھا دیں گے"

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ"

یعنی البتہ تحقیق چھوڑے جاتا ہوں میں تم کو ایسے دین پر جو آفتاب یعنی سورج کی طرح روشن اور چمکتا ہوا ہے۔ اس کا رات اور دن برابر ہے"

یعنی اس میں روشنی ہی روشنی ہے۔ اس میں ابھی تک شک و شبہ چلا جائے نہیں ہرگز نہیں بلکہ سمجھ لو اور یاد رکھو کہ جتنے شک اور شبہے اور حیلے اور بہانے ہیں۔

یہ سب اپنے دلوں کا کھوٹ ہے ورنہ قرآن وحدیث کی راہ بے شک ایسی ہے صاف اور کھلی ہوئی ہے کہ اس میں کسی طرح کا ایچ پیچ نہیں۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ

فقط

(خطبات التوحید)

آج ہی پانچ روپے ارسال فرما کر سال بھر تک

صحیفہ اہلحدیث کا مطالعہ کرنے کے علاوہ تین روپے کی قیمت

کا حدیث نمبر مفت حاصل کریں

مینیجر

لفظوں کی گھڑی ہی پائیداری اور خوبصورتی میں لاثانی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

توقیرِ حدیثِ نبوی

(از حضرت علامہ عبد اللہ بن مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"إذا جاء عن النبي صلى الله وسلم فعلى الرأس و العين وإذا جاء عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم نختار من قولهم"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حدیث جس وقت ہمارے پاس پہنچے گی تو سر آنکھوں پر۔ (یعنی ہم اسی پر عمل کریں گے) اور اصحاب نبوی کی حدیث کی موجودگی میں بھی ہم رائے قیاس کو چھوڑ کر اسکو ترجیح دیں گے۔

(مقدمہ، شرح وقایہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی روشنی میں

فضائلِ قرآن!

(از جناب مولانا حافظ عبدالقہار صاحب دہلوی)

قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

۱۔ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔

(بخاری شریف)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

تمام کلاموں سے افضل کلام (قرآن مجید) کلامُ اللہ ہے!

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔

(ترمذی۔ دارمی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدائے تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ جس شخص کو قرآن خوانی کا شغل دعا و ذکرِ الٰہی سے مانع ہو میں اس کو مانگنے والوں سے بہت اچھا دیتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی بزرگی دوسرے کلاموں پر ایسی ہے۔ جیسی اللہ تعالیٰ کی بزرگی تمام مخلوقات پر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سُبحان اللہ! کلام اللہ کی بزرگی اس کی عظمت کیا عمدہ طریقہ سے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

قرآن شریف خدا کا کلام ہے

۳۔ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ "فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ" اَیْ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ کَلَامُ الرَّحْمٰنِ۔"

(دارمی شریف)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ "ایماندار لوگ تو جانتے ہیں کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے"

قاریٔ قرآن کے والدین کی تاج پوشی اور اس کی ضیاء

۴۔ عَنْ مُعَاذِ الْجُھَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْہِ اُلْبِسَ وَالِدَاہُ تَاجًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ضَوْءُہٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِھٰذَا۔

(مشکوٰۃ - احمد - ابوداؤد)

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ
۵ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی دنیا کے آفتاب کی روشنی سے بہت اچھی ہوگی۔ جب کہ یہ فرض کرلیا جائے کہ آفتاب تمہارے گھروں کے اندر روشن ہے پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا۔ تو اس عاملِ قرآن کا کیا درجہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ جب عاملِ قرآن کے والدین کو وہ درجۂ اعلیٰ جو حدیث میں مذکور ہوا عنایت ہوگا۔ تو اس قاری و عامل کے درجہ کا کیا ٹھکانا ہے

معزز دوستو! اپنی ننھی اور بھولی بھالی پود یعنی اولاد کو شروع ہی سے قرآنِ پاک کی صحیح تعلیم دلاؤ۔ اور حدیث کی روشنی میں اس کے بنانے کی سعی کرو۔ تاکہ تم اور تمہاری اولاد انعاماتِ الٰہیہ کے مستحق ہوں۔

قاریٔ قرآن کی شفاعت اس کے دس اہل بیت کے حق میں

۵۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْھَرَہٗ فَاَحَلَّ حَلَالَہٗ وَحَرَّمَ حَرَامَہٗ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَشَفَّعَہٗ فِیْ عَشَرَۃٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ

اگر آپ کو وقت کی قدر ہے تو ملٹن کی گھڑی خریدیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔

(ترمذی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ تو داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں اور اس کے گھر والوں میں سے ان دس شخصوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی جو (موحدین بمقتضائے بشریت خطا و قصور کے سبب) دوزخی ہوں گے۔

قرآن شریف کی ہر آیت پر درجے

۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضٰى عَنْهُ فَيُقَالُ اقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً۔

(ترمذی ج)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن قرآن رب کی جناب میں عرض کریگا۔ کہ میرے پڑھنے والے کو مزین کر۔ پس اسے تاج کرامت پہنا دیا جائے گا۔

پھر قرآن کہیگا اے رب اور زیادہ کر پس اسے کرامت کا جوڑا پہنا دیا جائیگا۔

پھر قرآن کہیگا کہ اے رب اس سے راضی ہو جا۔ پس اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیگا۔ اور فرمائے گا ایک ایک آیت پڑھتا جا اور درجے حاصل کرتا جا۔

حضرت مولانا الحافظ الحاج اخی واستاذی ابو محمد عبدالستار صاحب امام جماعت غرباء اہلحدیث ومفسر قرآن، شیریں بیان۔ خدا آپ کی عمر، علم، صحت، عمل میں برکت دے آمین۔ تفسیر "احسن التفاسیر مع فوائد ستاریہ" کے ص ۱۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید بڑی جامع کتاب ہے اس میں علم عجائب مخلوقات۔ علم ملکوت ارض وسماوات کا۔ علم اشیاء افق اعلیٰ اور تحت الثریٰ کا۔ علم بدء خلق کے علاوہ نام مشاہیر انبیاء ورسل وملائکہ اور اخبار امم سابقہ و ملل سالفہ کا موجود ہے۔

اسی طرح اسماء آلات وضروب ماکولات، ومشروبات ومنکوحات اور جمیع دقائق کائنات اس میں مذکور ہیں۔ جو شخص جتنا بروفق طریق

لمٹن کی گھڑی آپ کی بہترین ساتھی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلف غور و خوض
کریگا اتنے ہی معارف
ومعلومات کا انکشاف
اس پر ہوتا جائے گا۔
اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب
ہر شی پر مشتمل ہے
خواہ بطریق دلالت
النص ہو۔ یا بطور اشارۃ
النص۔ ارشاد خداوندی
ہے۔
"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"
(پ۱۴۔ س نحل)
"یعنی اے نبی ہم نے تم پر یہ کتاب
نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا
بیان ہے"
دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے۔
"مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ
مِن شَيْءٍ"
(پ۷۔ س انعام)
خازن و جامع ترمذی و دارمی
میں مرفوعاً آیا ہے۔
قَالَ كِتَابُ اللهِ فِيهِ نَبَأُ
مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ
وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ
لَيْسَ بِالْهَزْلِ" الحدیث
"یعنی فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید)
میں تمہارے ماقبل و مابعد کی خبریں
موجود ہیں۔ تمہارے آپس کے
فیصلہ جات مذکور ہیں۔ یہ حق و باطل
میں فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔
(بشرطیکہ اس کو نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بتائی ہوئی تفسیر
حدیث نبویؐ کے مطابق
لیا جائے)
یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط
رسی ہے یہ ذکر حکیم
ہے۔ یہ صراطِ مستقیم
ہے۔ اس کے عجائبات
منقضی نہیں ہوتے۔ اس سے
علماء کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ بار بار
پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا۔ جس
نے اس سے روگردانی کی وہ ہلاک
و برباد ہوا" (فوائد ستاریہ)
دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے
پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
تاکہ ارشاداتِ نبویؐ کے مطابق انعاماتِ ایزدی
سے مالا مال ہوں۔ فقط والسلام

لندن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"حدیث دین ہے!"

کرم دھلوی

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

هٰذَا الْحَدِيْثُ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔

یہ علم حدیث دین ہے۔ اس دین کو حاصل کرتے وقت اپنے استاد کو دیکھ لیا کرو۔

(ترمذی شریف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تدوینِ حدیث

(حضرت علامہ محمد یوسف صاحب کلکتوی)

"صحیفہ اہلحدیث" کراچی مجریہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۵۱ء میں ایک مضمون "طلوعِ اسلام" کا درج کیا گیا ہے

جس میں حدیث شریف کے دین ہونے پر سوال کیا گیا ہے کہ جس طرح قرآنِ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں لوگوں کو یاد کرایا۔ اور ایک مستند مجموعہ کتاب کی شکل میں چھوڑا۔ اس طرح حدیث کو کیوں نہ حفظ کرایا۔ اور کتابی شکل کیوں نہ دی؟

تمام مضمون کا ماحصل یہ ہے۔

"طلوعِ اسلام" کے مضمون نگار نے آخر میں بڑی فیاضی کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ کہ

"اگر کوئی شخص ساری دنیا میں سے اس کا جواب دے گا۔ تو طلوعِ اسلام کے صفحات اُس کے مضمون درج کرنے کے لئے موجود ہیں

آخر میں کچھ کمزوری بھی دکھائی گئی ہے۔ فرماتے ہیں ـــــ کہ

صرف اس سوال کا جواب ہونا چاہیئے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں نہ ہوں۔

ہم انشاء اللہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں ہرگز وقت ضائع نہ کریں گے۔ صرف تمہیدی اور بنیادی حل کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ آئندہ چل کر یہ مضمون تمام دنیا کے سامنے ایسا حل ہو جائے کہ آئندہ کسی سائل کو سوال کی نوبت ہی نہ پہنچے۔ اور جتنے شبہات احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ سب کا جواب ہو جائے۔ اور دیکھ لے کہ جس طرح قرآن مجید واجب الاتباع ہے۔ اسی طرح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُمت پر واجب الاتباع ہے؟!

سوالات

احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کا ایک حصہ یا جزوِ دین؟ آپ کے

آپ کی تیسری شریکِ زندگی ملتان کی گھڑی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا؟

۱۔ کیا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کا مجموعہ کتابی شکل میں قوم کے حوالے نہیں کیا؟

۲۔ کیا اس لیے کہ صحابہ کرامؓ کو حفظ کرنے کا حکم نہیں دیا؟

۳۔ کیا اس لیے کہ کسی کو حدیث کے لکھنے کا حکم نہیں دیا؟

۴۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبیؑ اپنی امت کو علاوہ کتاب کے اپنی احادیث بھی کتابی شکل میں مدون کرائے؟

۵۔ کیا یہ لازم ہے کہ ہر نبی صرف کتاب اللہ کے احکام پیش کرے۔ اور اس کے رموز و تفاسیر و مطالب و متعلق احکام خود بیان نہ کرے جس کو ہم آج کی اصطلاحات میں حدیث رسول کہتے ہیں۔؟

۶۔ کیا قوم کی ہدایت صرف کتاب اللہ ہی پر ہوتی ہے۔ یا پیغمبر بغیر کتاب اللہ کے اور کسی ذریعہ (وحی سے جس کو الہام یا القاء یا وحی کہتے ہیں) ہدایت کرتا ہے؟

۷۔ کیا اختلاف احادیث جو ظاہری طور پر کسی حدیث میں نظر آتا ہو یہ مانع ہے قبول حدیث سے؟

۸۔ کیا بسبب رواۃ حدیث کہ فلاں صحیح ہے یا فلاں ضعیف ہے۔ یا فلاں مجروح ہے۔ یا فلاں میں تشیع ہے، یا فلاں کاذب تھا۔ یا فلاں کو نسیان تھا وغیرذالک۔ یہ احادیث کے رد کی وجہ ہے؟

۹۔ کیا وہی اعتراض جو احادیث پر وارد ہوتے ہوں خواہ کوئی بھی کیسا ہی ہو وہی اعتراض اگر قرآن مجید پر منکرِ قرآن پیش کرے یا آپ کا خصم بطور الزام کے پیش کرے۔ تو قرآن پاک کو رد کیا جائے گا؟

۱۰۔ کیا جس مجموعہ مستند کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ یہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے؟

۱۱۔ کیا جو حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلا دیے تھے صرف ایک رکھا تھا۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستند اور کتابی شکل میں صحابہؓ کو دیا تھا۔ یا جو جلا دیے گئے۔ ان میں سے کوئی تھا۔ یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں میں اور مختلف لغات میں صحابہ کو دیے تھے۔ آخر وہ کیوں جلائے گئے، اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا۔ اور وہ کونسی لغت و زبان صحیحہ کی بنا پر رائج الوقت قرار دیا گیا؟

۱۲۔ پھر اس کا کیا ثبوت کہ موجودہ قرآن یہ وہی ہے اور ہو بہو وہی ہے جس کو رسول اللہ

اس وقت کی بہترین گھڑی ملٹن کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کے سامنے بطورِ تلاوت پیش کیا تھا۔ یا جبرائیلؑ نے حضور صلعم پر اس کو پیش کیا تھا۔

جب تک ان بارہ۱۲ سوالوں کا مفصل جواب نہ دیا جائیگا۔ اُس وقت تک آپ کے سوال کا حل نہیں ہوگا۔

میں پورے یقین اور وثوق سے کہوں گا کہ میری تشفی اگر آپ کر دیں گے۔ تو پھر ہر ایک حدیث یا مجموعۂ احادیث یا مطلق احادیث کے دینی حصّہ ہونے کا ثبوت قرآن ہی سے پیش کروں گا۔

وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ

فقط

والسلام

دین

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اُس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جناب حالیؒ

لندن کا نام دنیا میں سب سے زیادہ مشہور ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بانیٔ پاکستان نے کیا کہا؟

جب بانیٔ پاکستان سے سوال کیا گیا کہ پاکستان میں کون سا دستور العمل نافذ کیا جائے؟ تو کہا ۔ کہ پاکستان کا نظامِ حیات تیرہ سو سال قبل مرتب کیا جا چکا ہے ۔ اب کسی نئے نظام کی ضرورت نہیں ۔

اسی نظریہ کے ماتحت نہایت مسرت کے ساتھ پاکستان کے مسلمان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ فارسی تصنیف "**منصبِ امامت**" کا اردو ترجمہ شائع ہو گیا ہے ۔ جس کے مطالعہ کا مسلمانوں کو بے حد شوق تھا ۔

اس کتاب میں انبیاء ، اولیاء اور ائمہ اسلام کے درجات و مراتب کی تشریح کرکے بعد میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مسلمان حکمران ، اولیاء اور ائمہ اسلام اپنی اپنی حیثیت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور نائب ہیں ۔ اور ان پر اپنے اپنے مناصب سے متعلق کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں ۔ اور ان کے ماتحت یا تابدار عوام پر ان کی متابعت کرنا کیونکر ضروری و لابدی ہے ۔ یعنی اسلامی سلطنت کے ہر قسم کے راعی اور رعایا کے دستورِ زندگی کا کتاب و سنت کی روشنی میں ایک سیاسی تمدنی اور معاشی فارمولا بتایا گیا ہے ۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے ۔ کتاب مجلد ہے ۔ سفید کاغذ ہے ۔ روشن طباعت و کتابت ہے ۔ قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ۔

مفصل فہرست کتب مفت ۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ لکھیئے !

پتہ :-

مکتبہ شعیب بنس روڈ کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدثین رحمہم اللہ علیہم

(از حضرت مولانا وحید الزماں صاحب فاروقی لکھنوی)

احوال امام بخاریؒ

نام ونسب ان کا ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے۔

قد و قامت ان کا میانہ تھا۔ نحیف یعنی دُبلے آدمی تھے۔

اور حالتِ طفولیت میں دونوں آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ اس سبب سے ان کی والدہ کو نہایت ملال تھا۔ خواب میں حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کو دیکھا۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی۔ اور یہ تیری گریہ وزاری کا بدلہ ہے۔

صبح کو جب اُٹھیں دیکھا کہ آنکھیں لڑکے کی روشن ہیں۔

اور جب دس برس کے تھے مکتب میں جہاں حدیث کو سنتے یاد کر لیتے۔ اور اسی سن میں شغل حدیث کا اُن کو تھا۔

اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا میں سنا کہ وہ محدث تھے۔ اور "داخلیؒ" ان کا نام تھا۔ بخاریؒ نے ان کے پاس آمد ورفت شروع کی۔

ایک روز "داخلیؒ" اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے ——— کہ یکایک ان کی زبان سے نکلا۔

"سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ"

اسی وقت بخاریؒ نے کہا کہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے نہیں سنا۔

داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو مبارکباد دی۔ پھر بخاریؒ نے کہا کہ اصل نسخے میں دیکھنا چاہیئے سو داخلیؒ گھر میں گئے اور اصل نسخہ لائے۔ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا میں نے تو غلط پڑھا اب
کیا ہے؟
کہا بخاریؒ نے کہ صحیح
"سُفْیَانُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ
عَنْ اِبْرَاھِیْمَ" ہے۔
داخلیؒ حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جس میں
پڑھتے تھے صحیح کیا۔

اور جب سولہ برس کے ہوئے تمام کتابیں
حدیث کی آپ کو یاد تھیں۔

حامد بن اسمٰعیلؒ ایک بزرگ کہ بخاریؒ کے
زمانہ میں تھے کہتے ہیں کہ
بخاریؒ حدیث کے اُستادوں کے پاس
بلا دوات وقلم کے جاتے تھے۔ تو ہم لوگوں
نے کہا کہ تم کو کیا فائدہ ہے اس سے۔ جو تم سنتے
ہو بھول جاتے ہو گے۔
اسی طرح سب لوگوں نے اُن کو کہنا شروع
کیا۔ سولھویں دن بخاریؒ نے کہا کہ
تم نے مجھے تنگ کیا ہے۔ اب جو تم نے
لکھا ہے اُس کو سامنے لاؤ؛ اور میری یاد کو اس
سے مقابلہ کرو۔ اس عرصہ میں پندرہ ہزار
حدیثیں سب لوگوں نے لکھی تھیں۔ بخاریؒ نے
سب یاد سے پڑھنا شروع کیں۔ اور ایسا خوب
یاد تھا کہ میں نے اپنی حدیثوں کو اُن سے صحیح
کر لیا۔ پھر کہا بخاریؒ نے کہ کیا تم جانتے ہو
کہ میں بے فائدہ محنت کرتا ہوں۔
تو ہم لوگوں نے اُس روز سے جانا کہ یہ شخص
شدنی ہے۔ اس کی برابری کوئی نہ
کر سکے گا۔ اور

صحیح بخاری تصنیف کرنیکا سبب

یہ ہے کہ ایک روز
اسحٰق بن راہویہؒ کی مجلس
میں یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی جُدا صحیح حدیثوں کو جمع
کر دے تو کیا خوب ہو۔ کہ بلا خدشہ لوگ اس پر
عمل کرنے لگیں۔

بخاریؒ کے دل میں یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ
حدیثیں اُن کے پاس تھیں۔ اُن کا انتخاب کرنے
لگے۔ جو حدیث نہایت صحیح پائی اُس کو لکھا اور
باقی کو ترک کیا۔

اور معمول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی
تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت
نماز پڑھتے۔ اور دعا کرتے کہ
یاالٰہی مجھ سے خطا نہ ہو وے۔

آخر اسی طرح سولہ برس کامل محنت کر کے
مسجد (نبوی) کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی قبر شریف کے بیچ میں صحیح بخاری
مرتب ہوئی۔

اور انتقال کیا بخاریؒ نے "خرتنگ" میں۔ کہ
ایک گاؤں ہے دو فرسخ سمرقند سے وقت
نماز عشاء کے۔ اور دن عیدِ فطر بعد نماز ظہر
کے سال دو سو چھپن (۲۵۶ھ) ہجری میں انکو

اپنے احباب کو بھی ملّت کی گھڑی خریدنے کی دعوت دیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دفن کیا۔ (انا للہ الخ)

اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر آپ کی تھی۔

بیان مسلمؒ کے احوال کا!

ان کے باپ کا نام حجاج ہے۔ اور کنیت ان کی ابوالحسین اور لقب ان کا عساکر الدین ہے۔ نیشا پور جو ایک شہر ہے خراسان میں وہاں کے رہنے والے ہیں۔

ابوزرعہ رازیؒ اور ابو حاتمؒ نے جو اجلّہ محدثین میں سے ہیں اُن کی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہے۔

اور صحیح مسلم اُن کی نہایت عمدہ کتاب ہے۔ تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہے۔

اور بعضوں نے اس کو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہے۔ کہا حافظ ابو علی نیشاپوریؒ نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں۔ (یعنی بعد کتاب اللہ کے)

ابو حاتم رازیؒ نے کہ اجلّہ محدثین میں سے ہیں مسلمؒ کو خواب میں دیکھا۔ اور ان کا حال پوچھا مسلمؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہے۔ جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کسی کی غیبت نہیں کی۔ اور نہ کسی کو مارا۔ اور نہ کسی کو بُرا کہا۔

اور پیدا ہوئے تھے سال دو سو دو (۲۰۲ھ) میں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو سو چار میں۔ اور بعضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور وفات ان کی یکشنبہ کو شام کے وقت اور دو شنبے کے دن پچیسویں تاریخ کو رجب میں سال دو سو اکسٹھ میں مدفون ہوئے (انا للہ الخ)

اور وفات ان کی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انہوں نے اس کو نہ پہچانا۔ اور اپنے گھر آکے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا۔ اور لوگوں نے سامنے ان کے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ حدیث نہ ملی اور خرمے تمام ہو گئے۔ اور یہ ان کے انتقال کا سبب ہوا۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

احوال ابوداؤدؒ کا۔

نام ان کا سلیمان بن اشعث بن اسحٰق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہے۔ اور سجستان معرب ہے سیستان کا۔

اور سیستان ایک ملک ہے سندھ اور ہرات کے بیچ میں متصل ہے قندھار کے۔

اور وہ جو ابن خلکانؒ نے کہا ہے کہ سجستان ایک قریہ ہے قریب بصرے کے خطا ہے۔

لٹن کا خریدنا ہمیشہ کا اطمینان ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تولد اُن کا ۲۰۲ھ ہجری میں ہوا۔
اور اکثر بلادِ اسلام میں مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق اور خراسان وغیرہ میں "سیر" کی اور "علم حدیث" کو بخوبی جمع کیا۔
حفظِ حدیث اور عبادت اور تقویٰ اور صلاح میں ایک فردِ کامل تھے۔ اور آپ ایک دامن کشادہ رکھتے تھے۔ اور ایک تنگ لوگوں نے اس حال کو اُن سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ دامن کشادہ واسطے کتابوں حدیث کے ہے۔ اور دوسرے دامن کے کشادہ رکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اسراف ہے ــــــ!
اور موسیٰ بن ہارون کہ ایک بزرگانِ وقت میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ابوداؤدؒ دنیا میں واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں واسطے جنت کے۔
اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امام احمدؒ کے پاس گئے انھوں نے اُس کو دیکھ کر بہت پسند کیا۔
اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے۔ اور کل حدیثیں اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔
اور التزام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہووے یا حسن۔
اور اسی واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ معتبر ہے۔
اور وفات ابوداؤد کی سولھویں تاریخ میں شوال سے سال دو سو اور پچھتر ہجری میں ہوئی۔ اور بصرے میں مدفون ہوئے اور عمر آپ کی تہتر سال کی ہوئی۔

احوال ترمذیؒ

کنیت ان کی ابوعیسیٰ ہے اور نام و نسب محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک سلمی۔
اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے
اور ترمذیؒ شاگرد ہیں بخاریؒ کے اور مسلمؒ اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہیں۔
برسوں طلبِ علمِ حدیث میں صرف کئے اور یہ کتاب ان کی عمدہ تصانیف سے ہے۔ کئی فائدوں پر بہ نسبت اور کتابوں کے زیادہ مشتمل ہے۔
اوّل ترتیب اس کی خوب ہے۔ دوسرے تکرار کم ہے۔ تیسرے ہر مقام پر مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہیں۔
چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور توثیق راویوں سے بھی تعرض ہے۔
اور ان کو خلیفہ بخاریؒ کا کہتے ہیں
اور تورع اور زہد اور خوف ان کا بے حد تھا خوفِ الٰہی سے برسوں روئے آخر اندھے ہو گئے۔
اور ایک حکایت عجیب ان کی یہ ہے کہ
مکہ کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی۔
اور پہلے اُس شخص سے دو جز حدیث کے لکھے تھے

لٹن کی گھڑیاں صحیح وقت بتانے میں لاثانی ہوتی ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور فرصت قرأت کی نہیں پائی تھی۔ ترمذیؒ نے اُس وقت اُن سے قرأت طلب کی۔ شیخ نے قبول کیا۔ اور کہا کہ وہ جزء نکالو۔ یکایک ترمذیؒ نے جو ان کو تلاش کیا تو وہ نہ ملے۔ اور گم ہوگئے تھے۔ وہ جزء سفید کاغذ سادہ کے نکال کے حدیث اُن سے سُننے لگے۔ شیخ کی نگاہ جو اس کاغذ پر جا پڑی۔ غصے ہو کے بولے۔ کہ کیا تم مجھ سے ہنسی کرتے ہو۔ ترمذیؒ نے کہا کہ نہیں۔ میں نے ان جزوں کو گم کیا۔ لیکن احادیث سب مجھے اُن جزوں کی یاد ہیں۔ شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو۔ ترمذیؒ نے اول سے آخر تک پڑھ دیا۔ اور کہیں نہ بھولے اور سب حدیثیں سنادیں۔ شیخ نے کہا۔ کہ اس کا مجھے یقین نہیں آتا۔ سابق سے تم نے یاد کرلی ہوں گی۔ ترمذیؒ نے کہا۔ کہ امتحان فرمایئے۔ شیخ نے چالیس حدیثیں غریب نکال کے ان کو ایک بار سنادیں۔ ترمذیؒ نے ان حدیثوں کو پھر بعینہٖ ایک جا بھی نہ بھولے اور سنا دیا۔

اور ایسے ایسے امتحان ان کے حافظے کے اکثر ہوا کرتے تھے۔

اور کہتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا۔ پہلے اس کتاب کو علماء حجاز کے سامنے پیش کیا۔ سب نے پسند کیا۔ بعد اس کے علماء عراق کے سامنے، وہ بھی خوش ہوئے۔ بعد اس کے میں نے اس کتاب کو رواج دیا۔

اور وفات ان کی ترمذ میں دوشنبہ کی رات کو ۷۲ ویں رجب میں سال دو سو اناسی (۲۷۹) ہجری میں ہوئی۔

احوال النسائیؒ

نام ان کا ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہے طرف "نسا" کے کہ نام ایک شہر کا ہے۔

خراسان میں پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ (۲۱۴ھ) ہجری میں۔ اور بڑے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے پایا شافعی ہوگئے۔ اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک روز افطار کرتے۔

نہایت قوی اور زبردست تھے۔ چار بیویاں تھیں۔ ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے۔ اور لونڈیاں بھی بہت تھیں۔

اور پہلے ایک کتاب حدیث کی لکھی۔ اور نام اس کا سنن کبریٰ رکھا۔ جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر نے اُن سے پوچھا۔ کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں سب صحیح ہیں؟ انہوں نے کہا کہ صحیح بھی ہیں حسن بھی ہیں۔ سب قسم کی حدیثیں ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجئے جس میں سب حدیثیں صحیح ہو دیں تب انہوں نے اُس کو خلاصہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اُس کا مجتبیٰ رکھا۔ اور اس کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں۔ اور وہ جو سنن نسائی جو اس زمانہ میں مشہور ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی سنن صغریٰ ہے۔
اور سبب اُن کی وفات کا یہ ہوا۔ کہ حضرت علی مرتضیٰ کے مناقب میں ایک کتاب انہوں نے تصنیف کی۔ بعد فراغت کے اُنہوں نے چاہا۔ کہ اس کتاب کو جامع دمشق میں بیان کریں۔ کہ وہاں کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہیں۔ کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین معاویہؓ کے مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے؟ فرمایا۔ کہ معاویہؓ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاویں۔ اُن کے مناقب کہاں ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک ان کے مناقب میں سے کچھ صحیح نہیں۔ اسی طرح کچھ کہا۔ کہ عام لوگوں نے ان کو تشیع کی طرف منسوب کیا۔ اور لاتیں مارنا شروع کیں۔ کچھ چوٹ اُن کے فوطوں میں پہنچی کہ اُس کے سبب سے آپ نیم جان ہو گئے۔ خادم اُن کو اُٹھا کے گھر میں لائے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو اسی وقت مکہ معظمہ میں لے چلو کہ یا تو وہاں جا کے مروں یا راستے میں مر جاؤں۔ غرض مکے میں پہنچے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں مدفون ہوئے وفات اُن کی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر میں سال تین سو تین (۳۰۳ھ) میں ہوئی۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ راہ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اور وہاں سے لاش ان کی مکے میں لے گئے

(انا للہ الخ)

احوال ابن ماجہؒ

نام ان کا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہے۔
اور "ربعی" نسبت ہے طرف "ربیع" کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے۔ اور "قزوین" نام ایک شہر کا ہے۔ عراق عجم میں۔ اور یہ کتاب ان کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ اور صحاح ستہ میں بقول راجح داخل ہے۔ اور جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہؒ رازی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اس سنن کو دیکھ کے کہا۔ کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی۔ اکثر کتابیں فن حدیث کی بیکار ہو جاویں گی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار میں بےنظیر ہے۔ اور ابو زرعہؒ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی۔ اور کہا کہ غالب ہے کہ اس میں کوئی حدیث نہایت ضعیف، موضوع نہ ہو گی۔ اور اس سنن میں تیس کتابیں (یعنی عنوان) ہیں ان میں ایک ہزار پانچ سو باب ہیں۔ اور سب حدیثیں اس کی چار ہزار ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ "ماجہ" ان کی ماں کا نام تھا۔ اور عبد اللہؒ دادا۔ ان کے صحابی تھے۔ ۲۰۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور بہت مشائخ حدیث سے استفادہ کیا۔ اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے۔ اور وفات انکی دوشنبہ کے روز ۲۷۳ھ ہجری میں، ۲۲ ویں تاریخ رمضان میں ہوئی۔

(مقدمہ نور الہدایہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدح النبی وحدیثہ

(از جناب مولانا عبدالغفور صاحب مدرس دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

ترجمہ در نظم	عربی نظم
حدیث دوست ہے واللہ شہد سے شیریں	حَدِیْثُ حِبِّیْ لِیْ اَحْلٰی مِنَ الضَّرَبِ
طرب فزا ہے وہی ذکر پے بہ پے رنگیں	یَزِیْدُ وَاللّٰہِ مِنْ تَکْرَارِہٖ طَرَبِیْ
کسی کو یوں تو حسینوں سے بس محبت ہے	اِنْ اَعْجَبَتْ غَیْرَنَا حَسْنَا اِذَا بَرَزَتْ
جنہیں لباس مزین میں صد نزاکت ہے	مَعْ دَلِّھَا فِیْ حِسَانِ الثَّوْبِ وَالنُّخَبِ
مگر مجھے تو حدیثوں کی یاد بھاتی ہے	فَاِنَّنِیْ وَمَلِیْكُ الْاَرْضِ یُطْرِبُنِیْ
اسی شراب کی مستی مجھے جھلاتی ہے	تِذْکَارُہٗ فَاَھُزُّ الرَّأْسَ کَالْعَذَبِ[1]

[1] اغصان الشجرة - ۱۲ منہ

ملتان کا نام یاد رکھئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَا أَعْجَبَ اللَّيْلَ فِيهِ مُعْجِبٌ سَهَرِي — وہ شب کہ جس میں کروں میں حدیث کو ازبر

أَعِي حَدِيثًا نَفِيسًا أَعْجَبَ الْعَجَبِ — عزیز تر ہے وہ اور اس کا جاگنا بہتر

مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ يَمْضِي فِي تَدَارُسِهِ — وہ وقت خوب ہے شاگرد و مولوی کیلئے

بَيْنَ الْمُعَلِّمِ وَالتِّلْمِيذِ بِالْكُتُبِ — تمام تر جو درس حدیث میں گزرے

يَا حَبَّذَا مُهْجَةٌ فِي نَيْلِهِ تَلِفَتْ — وہ جان جان ہے جو اخذ حدیث میں جائے

فَقُلْتُ مبتهجا ذا الفوز بالارب — اسی سے اصل تمنائے قلب بر آئے

إِنْ كَانَ لِلنَّاسِ دُرٌّ أَوْ لَهُمْ ذَهَبٌ — کسی کو لؤلؤ و زر ہی کی حرص ہوتی ہے

فَإِنَّ لِي ذَاكَ أَبْهَى الدُّرِّ وَالذَّهَبِ — مرا حدیث ہی سونا حدیث موتی ہے

أَوْ كَانَ عِنْدَهُمْ أَنْوَاعُ مَرْتَبَةٍ — اگرچہ سب کو بہت کچھ ہیں مرتبے حاصل

فَإِنَّ لِي دَرْسَهُ مِنْ أَفْضَلِ الرُّتَبِ — مجھے تو درس حدیثی ہے درجہ کامل

إِنْ كَانَ لِلنَّاسِ مَطْلُوبٌ يَسُرُّهُمُ — اگرچہ اپنے مقاصد میں ہیں مسرور ہیں سب

فَذَا دَرْسُكَ عِنْدِي أَطْيَبُ الطَّلَبِ — مگر مجھے ہے انہیں پاک لذتوں کی طلب

بہترین قسم کی گھڑی اسٹن واچ کمپنی کی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قُرُبُ الالٰہ لقد سُنَّت لہٗ طُرُق — بہت سی راہیں ہیں نزدیکی خدا کے لئے

لٰکنہٗ فاعلموا من احسن القُرُب — یہی حدیث ہے لیکن قریب تر سب سے

اللہ یعلم انّی منتھی املی — خدا گواہ یہی دل میں آرزو ہے نہاں

نشر الحدیث ببذل النفس والنشب — حدیث کی وہ اشاعت ہو گونج اُٹھے جہاں

فیا لہٗ من حدیث بالصاحبہ — مجھے ہر دوست سے الفت حدیث دوست سے بھی

کلاھما من کریم الاصل والنسب — کہ اصل مجھکو ہر دونوں سے رغبتِ قلبی

وکیف لا وھو منسوب الی بشر — بھلا حدیث سے کیونکر نہ ہو مجھے اُلفت

ینمی الی خیر امٍ ثم خیر اب — اُسے رسولِ کریم النسب سے ہے نسبت

اعزّ فی قومہ بالصدق موتمن — امینِ قوم ہیں اور صدق کا ہے صد اعزاز

نورٌ من اللہ یھدی الناس خیر نبی — خدا سے ان کو ہدایت کا مل گیا اعجاز

محمدٌ قد حنا من امرہ شجرٌ — شجر بھی ذاتِ محمدؐ کے سامنے خم ہے

وجاءہٗ جملٌ یشکو اذی التعب — سنیں وہ شکوہ شتر کا یہ شان کیا کم ہے

وقت کی پابندی کیلئے لمٹن کی گھڑی خرید لیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَانشقَّ مِن قولِہٖ ذالبدرُ فِی فلکٍ
وہ جن کے اک اشارہ سے شق ہوا تھا قمر

حتّٰی رَاٰہُ اُناسٌ غیرَ مُحتجبٍ
تو لوگ دیکھ رہے تھے وہ جلوہ گیں منظر

رمَی الحصاۃَ اِلَی الکفّارِ فانہزموا
وہ کافروں پہ جو مشتِ غبار پھینکا تھا

یدعونَ اِذ ھربوا بالویلِ والحَرَبِ
لگے تھے کرنے ہلاکت کا اپنی واویلا

صاحت بہٖ نخلۃٌ اِذ بانَ واضطربت
جو تابِ ہجر سے روتا تھا نخلۂ نبوی

حتّٰی اِذا ضمَّہا اَنَّت اَنینَ صبیٍ
لگایا سینہ سے تو چپ رہا وہ مثلِ صبی

قاموسُ علمٍ صراعُ القومِ منجدُہم
وہ بحرِ علم تھے اور قوم کے انیس و نجیب

مصباحُ رشدٍ لِکُلّ منتہی الاَرَبِ
وہ شمعِ رشد و ہدایت تھے آرزوئے غریب

کہفُ الیتامٰی ومقصودٌ لِاَرملۃٍ
یتیم کے تھے وہ ناصر تو بیوگاں کی شفیق

عِندَ المؤونۃِ ہشٌّ غیرَ مکتئبٍ
مدد کے وقت میں تھے سب کے وہ معین رفیق

غشمشمٌ بطلٌ فِی الفزعِ مقتحمٌ
بوقتِ خوف بھی تھے وہ شجاعِ شیر صفت

عِندَ الحفیظۃِ مقدامٌ اخو غضبٍ
دمِ حفاظتِ عزت بھی سب پہ تھی سبقت

لمٹن کی گھڑی سے آپ کبھی دھوکا نہیں کھائیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ اَتَتْهُ بِفَصْلٍ قَوْمِهٖ لَرَأَتْ — جو فیصلہ لاتا تھا ان کے پاس کبھی

قَدْ اَوْضَحَ الْاَمْرَ بَيْنَ الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ — سلجھ ہی جاتی تھی بس صدق و کذب کی گتھی

صَحِيْحُ رَأْيٍ مُصِيْبٍ خُلْقُهٗ حَسَنٌ — صحیح رائے تھی واللہ خلق اچھا تھا

مَشْهُوْرُ عَدْلٍ عَزِيْزٍ مُسْنَدُ الْعَرَبِ — وہ معتمد تھے ہوا عز و عدل کا شہرا

جَادٍ لِذِی الْفَقْرِ مَوْصُوْلٌ بِذِیْ رَحِمٍ — سلوک کرتے فقیروں سے، رشتہ داروں سے

مُتَابِعُ السِّلْمِ مَقْطُوْعٌ عَنِ الْعَتَبِ — کفیل امن تھے اور دور فتنہ کاروں سے

مَرْفُوْعُ عِزَّتِهٖ مَحْفُوْظُ عِفَّتِهٖ — بلند درجہ تھا، محفوظ انکی عفت تھی

عَدُوُّهٗ بَيْنَ مَوْضُوْعٍ وَمُضْطَرِبٍ — ہمیشہ دہر میں دشمن کو ان کے ذلت تھی

خُلَاصَةُ الْاَمْرِ اَنِّیْ مَا وَجَدْتُ لَهٗ — خلاصہ یہ کہ مماثل نہیں ملا اُن کا

مُمَاثِلًا فِیْ سَجَايَا الْاِنْسِ يَا بِاَبِیْ — ہمارے باپ ہوں قربان ان پہ اے مولا

صَلّٰی عَلَيْهِ اِمَامُ الرُّسْلِ خَاتِمُهُمْ — برین امام رسل رحمت غفور بود

وَسَلَّمَ اللّٰهُ لَا يَخْتَصُّ بِالْحُقُبِ — سلام آنچہ ناظم بر آں حضور بود

لمٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منکرینِ حدیث
کی
ایک تنقید کا محققانہ جواب

(از جناب مولانا الحاج عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری شیخ الحدیث۔)

۱۔ ایک کتاب "تاریخ اسلام" مولوی معین الدین صاحب نے لکھی ہے۔ اور مولانا سید سلیمان ندوی نے اس پر ریویو کیا ہے

یہ کتاب دار المصنفین اعظم گڈھ سے طبع ہوئی ہے۔

اس میں لکھا ہے کہ کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے رسول اللہ نے محمد بن مسلمہ کو مقرر کیا۔ اُس نے دھوکہ دیکر اُس کو قتل کر دیا۔

اس پر رسالہ "طلوعِ اسلام" نے سخت تنقید کی ہے یہاں تک لکھ دیا کہ یہ بالکل جھوٹی اور مکروہ روایت ہے جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے اخبار "الحدیث" میں بحوالہ بخاری پڑھا ہے۔ آپ اس واقعہ کو صحیح طور پر لکھدیں کہ کس طرح ہے۔ آیا تاریخ میں ہے یا حدیث کی کسی کتاب میں۔ اور ایسا فعل جائز ہے؟

۲۔ سلام بن ابی الحقیق کو خیبر میں عبد اللہ انصاری نے رسول اللہ کے ایماء پر قتل کیا۔ کیا یہ قتل جائز تھا، کیونکہ حالتِ امن میں ہوا، یا حالتِ جنگ میں ہوا۔ ان دونوں روایتوں پر "طلوعِ اسلام" دہلی نے

لے "طلوعِ اسلام" دہلی کی اشاعت کے زمانہ میں یہ سوال آیا تھا۔ اُسی وقت اس کا جواب سائل کو بھیجدیا گیا تھا۔ اب عام ناظرین کے افادہ کے لئے سوال مع جواب کے شائع کیا جارہا ہے۔ ۱۲ منہ

ملٹن کی گھڑی اپنا ثانی نہیں رکھتی تجربہ گواہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سخت اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں یہ دونوں اور پر والے واقعات جھوٹے ہیں۔

عبارت "طلوعِ اسلام" جلد ۳۔ شمارہ ۲
ذوالحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق فروری ۱۹۳۷ء

"خلفاء بنی امیہ و بنی عباسیہ کا ایک دستور یہ بھی تھا۔ کہ کبھی کبھی وہ اپنے دشمنوں کو مخفی تدبیروں سے قتل کرا دیا کرتے تھے۔ اور اس کو اپنی بساطِ سیاست کی ایک اچھی چال سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کے حامیوں اور حاشیہ نشینوں نے ایسی روایتیں بنائیں کہ اس قسم کے قتل کو رسالت مآب کا فعل ثابت کردیں۔ تاکہ ان سلاطین کو اپنی کارروائی کے جواز کی سند مل جائے۔ اس کتاب میں یہ روایتیں درج ہیں ص۲۲ پر۔ کعب بن اشرف کے متعلق لکھا ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کی خدمت محمد بن مسلمہ کے سپرد کی۔ جنہوں نے اس کے گھر جاکر بلطائف الحیل اس کو قتل کر ڈالا پھر ص۵۲ میں سلام بن ابی الحقیق کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ آں حضرت کے ایماء سے ایک انصاری عبداللہ نے خیبر میں جاکر اُس کو قتل کیا۔

ان مکذوب اور مکروہ روایات کی بناء پر رحمۃ للعالمین پر خفیہ قتل کرانے کا الزام وہی شخص رکھے گا۔ جو تنقیدی عقل سے عاری ہو۔ اور راویوں کی دسیسہ کاری اور مقامِ نبوت سے قطعاً ناآشنا ہو۔"

جواب

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اصل واقعات معتبر کتاب کی روشنی میں کچھ تفصیل سے لکھ دوں۔ تاکہ نفس واقعہ جو صحیح طور پر ثابت ہے آپ کے سامنے آجائے —— پھر تنقید نگار کی تنقید سے بحث کروں گا۔ وباللہ التوفیق

واقعہ قتل کعب بن الاشرف

ربیع الاول ۳ھ

جو جستہ جستہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و فتح الباری وطبقات ابن سعد مطبوعہ لیڈن۔ و سیرۃ حلبیہ و سیرۃ ابن ہشام و تاریخ الخمیس و ابوداؤد۔ و ترمذی و دیگر کتب "سیر" و "مغازی" میں مذکور ہے۔

کعب بن اشرف یہودی شاعر کا باپ اشرف قبیلہ "طے" سے تھا۔ قتل کا ارتکاب کرکے انتقام کے ڈر سے مدینہ چلا آیا۔ اور بنو نضیر کا حلیف ہو کر اس قدر عزت اور رسوخ پیدا کیا کہ ابو رافع سلام بن ابی الحقیق مقتدائے یہود کی لڑکی عقیلہ سے شادی کی۔ اس کے بطن سے کعب مذکور پیدا ہوا۔

اس دو طرفہ رشتہ داری کی وجہ سے کعب یہود اور عرب سے برابر کا تعلق رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ مالداری کی وجہ سے عرب کے تمام یہودیوں کا رئیس بن گیا۔

ملٹن کی گھڑیاں بڑی عجیب و غریب ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہودی علماء اور مذہبی پیشواؤں کے وظیفے اور تنخواہیں مقرر کیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اور بنو قریظہ اور بنو قینقاع اور بنو نضیر کے یہودی علماء اس سے اپنی تنخواہیں لینے آئے۔ تو اُن لوگوں سے اُس نے آں حضرتؐ کے متعلق رائے دریافت کی۔ ان لوگوں نے کہا یہی وہ نبی آخر الزماں ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ اور جس کی بشارت توریت اور انجیل میں دی گئی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں نبی منتظر کے جو نشانات اور علامات واوصاف بتائے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔

کعب نے ان کے وظیفے دینے سے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میرے ذمہ اور بھی بہت سے حقوق ہیں۔

اب یہودی علماء چپ ہوئے۔ کعب کے پاس گئے اور کہا۔ کہ ہم نے جواب دینے میں عجلت سے کام لیا ہے۔ ہم کو غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ توریت و انجیل کی مراجعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ یہ وہ نبی نہیں ہے جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔

کعب نے ان کو اپنا ہم خیال پاکر ان کی مقررہ تنخواہیں جاری کر دیں۔

اس کو اسلام سے سخت بغض وعداوت تھی۔ بدر کی لڑائی میں عظماء مکہ اور سرداران قریش مارے گئے اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ مژدۂ فتح لے کر مدینہ آئے اور مقتولین بدر کے نام لے لے کر گنانے لگے۔ تو یہ ان کی تکذیب کرتا اور کہتا کہ اگر صنادید قریش مار ڈالے گئے ہیں تو اب زندہ رہنا بیکار ہے۔ زندگی سے بہتر موت ہے۔ تو پھر جب اس کو ان کے مارے جانے کا یقین آگیا۔ تو باوجود معاہد ہونے کے تعزیت کے لئے مکہ گیا۔ اور کشتگان بدر کے پُر درد مرثیئے جن میں انتقام کی ترغیب تھی اور کافروں کی تعریف اور عام مسلمانوں کی ہجو لوگوں کو جمع کرکے نہایت درد سے روتا اور پڑھتا اور رُلاتا۔ مدینہ واپس آیا۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں برملا اشعار کہتا اور لوگوں کو آں حضرت اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ اور ان اشعار میں مسلمان خواتین کی عزت وناموس پر ناپاک حملے کئے۔ اپنی شاعری کے ذریعہ تمام مکہ اور عرب قبائل میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑکا دی۔
ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ میں ستر یا چالیس یہودیوں کو لے گیا تاکہ آں حضرت کے خلاف قریش مکہ سے معاہدہ کرے۔

چنانچہ وہاں ابو سفیان سے ملا اور اپنی غرض بیان کی۔ ابو سفیان نے کہا۔ کہ تمہارا کیا اعتبار؟ تم اہل کتاب ہو اور محمدؐ بھی (بخیالِ خویش) اہل کتاب ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تمہاری سازش ہو۔ پس جب تک تم ہمارے ان بتوں کو سجدہ نہ کر لو۔ ہم کو اطمینان نہیں ہوگا۔ اور ہم تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف معاہدہ نہیں کریں گے۔

ان یہودیوں نے ان بتوں کو سجدہ بھی کر لیا۔ اور اپنی طرف سے ان کو ہر طرح کا اطمینان دلایا۔

پھر کعب ابو سفیان کو حرم میں لے گیا۔ سب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر معاہدہ کیا۔ کہ ہم ضرور بدر کا انتقام لیں گے

ملٹن کی گھڑی آپ کو وقت کی پابندی سکھائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پر بھی کعب نے اکتفا نہ کیا۔ بلکہ قصد کیا۔ کہ چپکے اور دھوکے سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرادے۔

فتح الباری میں ہے کہ کعب نے آں حضرتؐ کو دعوت میں بلایا۔ اور یہودیوں کو متعین کر دیا کہ جب آپؐ تشریف لائیں تو دھوکے سے آپ کو قتل کر دیں۔ آپ دعوت میں تشریف لے گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آں حضرتؐ کو اس کی نیتِ بد سے مطلع کر دیا۔ اور آپؐ کو اپنے پروں سے چھپا لیا۔ آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور کسی کو آپؐ کے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔ فتنہ انگیزی کا زیادہ اندیشہ ہوا۔ تو آپؐ نے بعض صحابہؓ سے شکایت کی۔ اور فرمایا۔ کہ

کون شخص کعب کو قتل کرنے کا شرف حاصل کرے گا — ؟ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو بیحد ایذائیں پہنچائیں۔ نقضِ عہد کر کے مشرکوں کی مدد کی۔ اور کھلم کھلا ہماری ہجو کر رہا ہے۔ اس کی شرارتیں حد سے ...... متجاوز ہو چکی ہیں۔

محمد بن مسلمہ انصاری نے عرض کیا۔ میں تعمیلِ حکم کو حاضر ہوں۔ وہ میرا ماموں ہے۔ میں اُس کا سر قلم کروں گا۔

آپؐ نے فرمایا سعد بن معاذ رئیس "اوس" سے مشورہ کر لو۔

بعد مشورہ محمد بن مسلمہ نے جاتے وقت عرض کیا

إِئْذَنْ أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ

یعنی اجازت دیجئے کہ اپنے اور آپؐ کے متعلق مصلحتِ وقت کے مطابق اس کے ساتھ کچھ تعریضی[1] کلمات کہوں!

آپ نے اجازت دیدی۔

محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ چار آدمی ہوگئے۔ جن میں ایک کعب کے رضاعی بھائی ابونائلہ بھی تھے۔ یہ جماعت کعب کے یہاں پہنچی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا۔

"إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَقَدْ عَنَّانَا" وفی طبقات ابن سعد "إِنَّ قُدُوْمَ هٰذَا الرَّجُلِ عَلَيْنَا مِنَ الْبَلَاءِ حَارَبَتْنَا الْعَرَبُ وَرَمَتْنَا عَنْ قَوْسٍ وَّاحِدَةٍ"

ان جائز اور غیر قبیح تعریضی کلمات کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ آپ نے شریعت کے آداب و قواعد کی تعلیم کے بوجھ سے ہم کو مشقت و تکلیف میں ڈال دیا۔ لیکن یہ تکلیف و صعوبت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہے اس لئے اگرچہ ظاہر میں زحمت ہو لیکن باطن رحمت ہونے کی وجہ سے ہم کو محبوب اور عزیز ہے۔

محمد بن مسلمہؓ نے یہ بھی کہا کہ محمدؐ ہم سے زکوٰۃ مانگتے ہیں (مصارف میں تقسیم کرنے کے لئے) اور

---

[1] تعریض ایسے کلمے کو کہتے ہیں جس کا اصلی معنیٰ درست اور صحیح ہو اور محلِ اعتراض و شک نہ ہو۔ لیکن مخاطب کا ذہن اس طرف نہ جائے۔ بلکہ کچھ اور سمجھے۔ اور یہ شرعاً جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے کسی صاحبِ حق کا حق نہ مارا جائے۔ ۱۲ منہ

ہمیشہ ہلٹن کی گھڑی خریدیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس کھانے کو نہیں ہے (کیونکہ ہر شخص صاحبِ نصاب و مقدور نہیں ہے) آپ کو پناہ دینے کی وجہ سے سارا عرب ہمارا دشمن ہو گیا ہے۔ اور سب ہمارے خون کے پیاسے ہو گئے۔ ان کو آنا تو ہمارے لئے (بظاہر) زحمت اور مصیبت بن گیا۔

کعب ان کلمات کو آں حضرت کی شکایت اور نکتہ چینی سمجھ کر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ابھی کیا ہوا اس سے زیادہ پریشانی اُٹھاؤ گے۔ اور اُس سے خود اُکتا جاؤ گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اُن کے مشن کا کیا حشر اور انجام ہوتا ہے۔

ہم تم سے قرض لینے آئے ہیں۔

کعب نے کہا اچھا قرض کے لئے اپنی عورتوں کو رہن رکھدو۔

محمد بن مسلمہ وغیرہ نے کہا۔ تمہارے حسن وجمال کی وجہ سے ہم کو اپنی بیویوں پر اعتماد اور ان کی وفاداری کا یقین نہیں ہے۔

اُس نے کہا اچھا اپنے بچوں کو گرو رکھو۔

انہوں نے کہا اس سے تو تمام عرب میں ہماری بدنامی ہو گی۔ یہ ہمارے بچوں کے لئے سخت ننگ وعار کا باعث ہو گا۔ ہم اپنے ہتھیار گرو رکھیں گے۔ اور تم جانتے ہو کہ آج کل ہتھیار کی ہمکو کیسی ضرورت ہے۔ یہ لوگ ایک معین تاریخ کا وعدہ لے کر واپس چلے آئے۔

اور تاریخِ معینہ پر رات کو کعب کے پاس گئے۔

محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ہمراہیوں سے کہدیا تھا کہ میں اس کے سر کے بال سونگھوں گا۔ اور جب دیکھو کہ میں نے اس پر پورا قابو لیا ہے تو تلوار سے اُس کا کام تمام کر دینا۔

ان لوگوں نے آواز دیکر کعب کو قلعہ سے باہر بلایا۔ کعب نے نئی شادی کی تھی۔ خوشبو سے معطر ہو رہا تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے سر کے بال سونگھنے کی خواہش ظاہر کی۔

اُس نے سر جھکا دیا اور کہا میرے نکاح میں عرب کی معطر ترین حسین وجمیل عورت ہے۔ ان لوگوں نے قابو پا کر اس کو قتل کر دیا۔ اور سر کاٹ لائے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدیا۔ آپ بے حد مسرور ہوئے۔

صبح کو یہود آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آج رات ہمارے سردار کو خفیہ طور پر مار ڈالا گیا۔ آپ نے اُس کی شرارتیں اور غداریاں اُن پر ظاہر کیں۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔

اس قدر مفصل واقعہ سے چند حقائق سامنے آ گئے۔

۱۔ کعب نے نقضِ عہد کیا۔

۲۔ قریشِ مکہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برانگیختہ کیا۔

۳۔ آپؐ کی اور عام مسلمانوں کی علانیہ ہجو کی۔

۴۔ مسلم مستورات کی عزت و آبرو پر ناپاک

ان چار حرفوں کو یاد رکھیے۔ ل ۔ م ۔ ٹ ۔ ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حملے کئے۔

۵۔ آپؐ کو قتل کرا دینے کی سازش کی۔

۶۔ آپؐ نے اعلانِ جنگ کرکے میدانِ جنگ میں علی الاعلان اُس سے اور اُس کی قوم سے لڑائی کرنے کی بجائے بلطائف الحیل اُس کو قتل کرا دیا۔ کہ اِس فتنہ گر اور مفسد کا فتنہ و فساد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اور اُس کی پوری قوم سے تعرض نہیں فرمایا۔ کہ وہ لوگ اُس کے تابع تھے۔ اور اصل سرغنہ یہی تھا۔

واقعہ قتل ابورافع سلام بن ابی الحقیق

رمضان سنہ ۶ھ ماخوذ از صحیح بخاری — و فتح الباری۔ و طبقات ابن سعد و سیرتِ حلبیہ و دیگر کتبِ سیر و مغازی۔

ابورافع سلام یہودی خیبر کے ایک قلعہ میں تھا۔ اور رئیس التجار و تاجر الحجاز کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ بھی آنحضرت کو بحد اذیتیں پہنچاتا تھا۔ غطفان اور دوسر قبیلوں کو آں حضرت سے جنگ کرنے پر برانگیختہ کیا تھا اور بے شمار مال و دولت سے ان کی آپ کے خلاف جنگ میں مدد کی تھی۔

غزوہ خندق کے موقعہ پر عرب کے بڑے بڑے مشہور قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اسی نے اُبھارا تھا۔ اس کی ان فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے چند خزرجی انصاریوں کی خواہش پر آپ نے عبد اللہ بن عتیک انصاری وغیرہ پانچ چھ آدمیوں کو اس کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اور یہ حکم دیا کہ کسی عورت اور بچے کو ہرگز نہ قتل کرنا۔

یہ لوگ شام کو خیبر گئے۔ عبد اللہ یہودیوں کی زبان سے واقف تھے۔ ساتھیوں کو قلعے سے باہر رہنے کا حکم دیا۔ اور خود قلعہ میں داخل ہو گئے۔ جب رات زیادہ گذر گئی۔ اور سلام کے مصاحب اپنے اپنے کمروں اور گھروں میں چلے گئے اور وہ اپنے بالا خانہ میں کواڑ بند کرکے بیوی بچوں کے ساتھ سو رہا تھا۔ تو عبد اللہؓ نے اس کے بالا خانہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

سلام کی بیوی نے پوچھا کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا۔

اس کی بیوی نے سلام سے کہا یہ آواز عبد اللہ بن عتیک انصاری کی ہے۔

سلام نے کہا پاگل ہو گئی اس وقت یہاں عبد اللہؓ کیسے پہنچے گا؟

بہر کیف عبد اللہؓ نے ہدیہ دینے کے حیلے سے دروازہ کھلوایا۔ سلام کی بیوی نے دروازہ کھول دیا۔ یہ کمرہ میں داخل ہو گئے۔ اور اندر سے تالا لگا دیا۔

کمرہ تاریک تھا۔ سلام کو پکارا اور اس کی آواز سن کر آواز کی سمت بڑھے۔ اور قریب پہنچکر اس پر تلوار سے وار کیا۔ لیکن حملہ ناکام رہا۔ یہ چھپ گئے۔ اور چند لمحہ کے بعد آواز بدل کر فریادرس کی صورت میں قریب آئے۔ اور کہا ابورافع کیا بات ہے؟ اُس نے کہا کسی نے تلوار سے مجھ پر حملہ کر دیا۔ یہ آواز کی سمت بڑھے اور دوسرا حملہ کیا۔ یہ حملہ بھی ناکام رہا۔ پھر چھپ

لمٹن واچ کمپنی الفنسٹن اسٹریٹ صدر کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے اور چند لمحوں کے بعد قریب آکر تیسرا حملہ کر دیا۔ اور اس دفعہ اس کو ختم کر دیا۔ بالاخانہ کا دروزاہ کھول کر باہر نکلے۔ چاندنی رات تھی۔ زینہ سے اُترتے ہوئے انہوں نے سمجھا زمین تک پہنچ گیا ہوں۔ لیکن ابھی بہت اوپر تھے۔ وہاں سے زمین پر گر پڑے۔ پاؤں ٹوٹ گیا۔ لیکن اس قتل کی خوشی میں ابتدا میں تکلیف نہیں محسوس ہوئی۔ صبح کو جب زخم ٹھنڈا ہوا تو راستہ چلتے ہوئے تکلیف محسوس ہوئی۔

آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچکر مژدہ سنایا۔ اور تکلیف ظاہر کی۔ آپؐ نے لعابِ دہن لگادیا۔ پاؤں ٹھیک ہوگیا۔ اور تکلیف و کرب جاتا رہا۔ یہودیوں نے تعاقب کیا۔ لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے محفوظ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

اس واقعہ سے بھی چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ ابورافع نے نقضِ عہد کیا۔
۲۔ آں حضرت کو اذیتیں پہنچاتا تھا۔ عام مشرکین اور قریشِ مکہ سے بہت زیادہ۔
۳۔ مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ کو برانگیختہ کرتا تھا۔
۴۔ ان کی مالی امداد کی تاکہ سامانِ رسد کی قلت نہ ہو۔
۵۔ غزوۂ احزاب یعنی خندق کی لڑائی کا یہ بہت بڑا سبب تھا۔
۶۔ اعلانِ جنگ کرکے میدانِ جنگ میں اس سے اور اس کی قوم سے لڑائی کرنے کی بجائے چند جان نثاروں کو بھیجکر اُس کو قتل کرادیا گیا۔ تاکہ فتنہ کی جڑ کٹ جائے۔

دونوں واقعوں کے سامنے آجانے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ "تاریخ اسلام" میں ان واقعات کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے قطعًا صحیح اور درست ہے۔ یہ واقعے صرف تاریخی ہی نہیں ہیں بلکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی مروی ہیں جن کی روایات میں شبہ اور کلام کی گنجائش ہی نہیں۔

کما لا یخفی علی اصحاب الحدیث

حدیث اور کتب حدیث کے متعلق طلوعِ اسلام کے تنقید نگار کا عقیدہ

"طلوعِ اسلام" کی تنقید کی حقیقت

اور اس کے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے مناسب یہ ہے۔ کہ تنقید نگار کا عقیدہ اور مذہب و مسلک بابت کتب حدیث بیان کر دیا جائے

۱۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے تنقید نگار کے نزدیک حجتِ شرعی صرف قرآن کریم ہے۔ یعنی شرعی حکم صرف قرآن سے ثابت ہو سکتا ہے۔ حدیث سے جب تک متواتر نہ ہو جن کی تعداد اُس کے خیال میں دو تین سے زائد نہیں ہے۔ کوئی شرعی حکم نہیں ثابت کیا جاسکتا۔ یا یوں کہیئے۔ کسی چیز کی حلت و حرمت، جواز و عدم جواز امر و نہی، محض قرآن سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اور مسلمان پر صرف قرآن کی اطاعت ضروری ہے۔ اور وہ اُسی کا مکلف ہے۔ حدیث پر عمل کرنا ضروری

آپ کو جب کبھی گھڑی خریدنی ہو تو ملٹن کی گھڑی خریدیئے۔!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث حجت شرعی اور دینی نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲۔ قرآن کی تفسیر حدیث سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی تفسیر کے لئے قواعد عربیہ اور عقل و درایت کافی ہے۔

۳۔ قرآن جس امر و نہی کے بیان سے خاموش ہے۔ اور اس نے اس سے تعرض نہیں کیا ہے۔ نہ اثباتاً نہ نفیاً وہ حدیث سے نہیں ثابت کیا جا سکتا پس جو حکم قرآن میں مذکور نہ ہو لیکن حدیث میں موجود ہو ہم اس کے پابند نہیں ہو سکتے۔

(ان امور کی وجہ سے تنقید نگار کو اگر اہل قرآن کہا جائے اور عدم حجیت حدیث بلکہ انکار حدیث کی وجہ سے اس مسئلہ میں خوارج کا ہمنیال ہونے کے سبب اس کو خارجی کہا جائے۔ تو غالباً بے موقعہ نہیں ہوگا)

۴۔ روایات حدیثیہ کی صحت معلوم کرنے کے لئے راویوں کی عدالت و ثقاہت ضبط و اتقان سے بحث کرنے سے پہلے ان روایتوں کو عقل و درایت کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری ہے۔ اگر عقل کے موافق ہونگی تو صحیح سمجھ کر قبول کر لی جائیں گی مگر حکم شرعی اب بھی ان سے نہیں ثابت ہو سکتا۔ اور اگر خلاف عقل ہوں گی تو مکذوب اور مکروہ ہوں گی۔ اور راویوں کی دسیسہ کاریوں پر محمول کی جائیں گی۔ خواہ وہ رواۃ محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک کتنے بڑے سچے اور ثقہ ضابط و عادل صاحب مروت و تقوی کیوں نہ ہوں۔

تنقید کی تشریح اور تجزیہ

اب ہم اپنے الفاظ میں تنقید کی تشریح کرتے ہیں۔ تاکہ تنقید نگار کا مقصد واضح ہو جائے۔ اور جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱۔ یہ روایتیں جن میں یہ دونوں واقعے بیان کئے گئے ہیں، بحیثیت فن روایت صحیح ہیں۔ ان میں کلام صرف عقل و درایت کی رو سے ہے یعنی تنقید نگار ان واقعات کو محض عقل و درایت کی رو سے غلط قرار دیتا ہے۔ اور صاحب "تاریخ اسلام" کو تنقیدی عقل سے عاری سمجھتا ہے۔

۲۔ یہ روایتیں عقل و درایت کے خلاف اس لئے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مخالفین کو مخفی طور پر قتل کرانے کا الزام قائم ہوتا ہے۔ نبی کا اپنے مخالف کو خفیہ قتل کرانا عقلاً سخت معیوب ہے۔ اور شان نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ روایتیں مکذوب اور مکروہ ہیں۔

۳۔ اس صورت میں مناسب بلکہ حق یہ تھا کہ آپ کعب بن اشرف اور سلام بن ابی الحقیق کی جنگ کا اعلان کرتے۔ اور میدان جنگ میں لڑائی کر کے ان دونوں کو قتل کراتے۔ بلطائف الحیل قتل کرانا شان نبی سے بعید ہے۔

۴۔ قرآن اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ نبی اپنے

ملٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخالفین اور اپنے دشمنوں کو مخفی طور پر قتل کرا دے۔ یعنی قرآن اس کے بارے میں خاموش ہے۔ اور حدیث سے یہ چیز ثابت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے بھی یہ واقعات غلط ہیں۔

۵۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر کتب سیر و مغازی کے راویوں اور مصنفین نے سلاطین بنی امیہ اور بنو عباس کی حمایت میں واقعات گھڑ لئے ہیں۔ تاکہ ان سلاطین و ملوک کو اپنے فعل کے جواز کی سند اور دلیل مل جائے بنا بریں ان واقعات کے جو اسباب و علل بیان کئے گئے ہیں وہ بھی گھڑ لئے گئے ہیں۔

تنقید کی تنقید اور اس کا چند وجوہ

جواب اول:۔ کسی روایت یا کسی شرعی حکم کی صحت کے لئے عقل کو معیار قرار دینا اور محض درایت پر اعتماد کرنا غلط ہے۔ کیونکہ عقل انسانی بے حد متفاوت المراتب و مختلف الدرجات ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہی شخص کی عقل مختلف زمانوں میں متفاوت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں صحت روایت کی کسوٹی کس شخص کی اور کس درجہ کی عقل قرار دی جائے گی۔!

جب کہ ایک عقل ایک چیز کو درست اور جائز بتاتی ہے۔ اور دوسرے شخص کی عقل اسی چیز کو غلط اور مضر بتاتی ہے۔ یا ایک ہی واقعہ کو ایک شخص ایک زمانہ میں موافق عقل قرار دیتا ہے۔ اور دوسرے زمانہ میں خلاف عقل، مثلاً انہی دونوں واقعوں کو لے لیجئے کہ اب تک ان کو پوری امت عقلاً اور نقلاً درست سمجھتی رہی لیکن آج تنقید نگار کی عقل جو سکریٹریٹ میں طاغوتی حکومت کی ملازمت کی شکل میں جسم و روح، عقل و دماغ، ہاتھ و قلم فروخت کر دینے کو غالباً

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کے خلاف نہیں سمجھتی۔ ان دونوں واقعوں کو خلاف شان نبوت یقین کرتی ہے۔

ہمارے نزدیک نبی کا اپنے دشمن کو جو اس کے خفیہ قتل کرا دینے کا قصد کر چکا ہو، مخفی تدبیروں سے قتل کرا کر فتنہ کی جڑ کو کاٹ دینا نہ خلاف عقل ہے نہ شان نبوت سے بعید۔ اور اس کے منافی پھر اگر عقل ہی معیار صحت ہے تو بہت سے قرآنی احکام جو ہماری عقلوں سے بالاتر اور مخالف درایت ہیں قلمزد کرنے پڑیں گے۔ قرآن کہتا ہے۔

۱۔ لَا تَأْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَأْسِیْ
(س طٰہٰ۔ پ۱۶)

۲۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (س قیامہ۔ پ۲۹)

۳۔ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

کیا بڑے بھائی کی داڑھی نوچنی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچنا موافق عقل اور موافق شان نبوت ہے؟

....

اور کیا خضرؑ کا ایک نابالغ بچے کو متوقع اور موہوم امر کی وجہ سے قتل کر ڈالنا عین شان نبوت یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یا ولایت ہے؟

اور کیا مابعد الموت قیامت کے واقعات اور قرآن کی بیان کردہ تفصیلات کو ہر کس و ناکس کی عقل قبول کر لیتی ہے؟ وغیر ذالک

دوم:۔ قرآن فرماتا ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

(پ۲۔ س بقرہ)

اور فرمایا وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ (پ۲۔ س بقرہ)

اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ و فساد ختم کرنے کے لئے کعب اور ابو رافع کو قتل کرا دیا۔ تو یہ تو حکم قرآنی کی تعمیل ہوئی۔

اور فرمایا۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

(پ۱۰۔ س توبہ)

اگر ابو رافع اور کعب کو نقض عہد کے باعث حربی ہو جانے کی صورت میں قتل کر دیا گیا۔ تو یہ تو حکم ربانی کی تعمیل ہوئی۔

سوم:۔ تنقید نگار کبھی تو اپنے مخالف کو بلطائف الحیل قتل کرانا خلاف عقل و منافی شان نبوت سمجھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اعلان جنگ کر کے علانیہ لڑائی میں قتل کرنا چاہیئے۔ اور کبھی نفس قتل کرا دینے ہی کو معیوب اور بعید از شان نبی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کو سلام ابو رافع کے قتل کرا دینے پر بھی اعتراض ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کا قتل بلطائف الحیل نہیں ہوا تھا۔

لیکن یہی تنقید نگار آج جس چیز کو خلاف عقل اور خلاف شان نبوت قرار دیتا ہے۔ اسی کا شیخ (۱۸) برس پہلے اسی کو صحیح اور عین شان نبوت بتا اور لکھ چکا ہے۔ چنانچہ سرگروہ اہل قرآن حافظ اسلم جیراجپوری استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی لکھتے ہیں۔

چونکہ اسلام کی ترقی سے یہود کا دنیاوی اثر اور اقتدار نیز ان کی دینی عظمت کا سکہ اٹھتا جاتا تھا۔ اس لئے کعب مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ جنگ بدر کے بعد اس نے مکہ معظمہ میں جا کر کشتگان بدر کے دردناک مرثیئے بنا کر سناتے اور قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے آمادہ کیا۔ وہاں سے آکر اپنے اشعار میں مسلمانوں کی ہجو اور بے حرمتی کرنے لگا۔ اور در پردہ اس فکر میں پڑا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرا دے۔ آں حضرت کو ان باتوں کی اطلاع ہوتی رہتی تھی۔ اس وجہ سے رات کو باہر کم نکلتے تھے۔ اس کی فتنہ انگیزیوں سے مجبور ہو کر ربیع الاول ۳ھ میں محمد بن مسلمہؓ کو مع دو صحابیوں کے بھیجا۔ انہوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔

(تاریخ الامت ج۱)

غور کیجئے! ۱۳۴۰ھ میں جو واقعہ صحیح اور موافق عقل تھا اور اس کے اسباب بھی نفس الامری اور واقعی تھے ۱۳۵۸ھ میں غلط اور مکذوب، مکروہ، خلاف عقل اور منافی شان نبی ہو جاتا ہے۔ اور راویوں کی دسیسہ کاری

لمانش کی گھڑی آپ کو کبھی دھوکا نہیں دے گی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا نتیجہ بن جاتا ہے۔ اور اس کے اسباب وعلل راویوں کی من گھڑت باتیں ہو جاتی ہیں۔

"این چہ بوالعجبی است"

"تاریخ امت" میں سلام ابورافع کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "تاریخ الامت" "تاریخ الامم الاسلامیہ للعلامۃ الخضری کا مختصر ترجمہ یا اسی سے ماخوذ ہے۔ اور اس میں بہت سے غزوات وسرایا مذکور نہیں ہیں۔ اس لئے صاحب تاریخ الامت نے بھی ان غزوات وسرایا کو چھوڑ دیا ہے۔

چہارم:۔ ان دونوں واقعوں کے راویوں (جن کا جھوٹ بولنا کبھی ثابت نہیں اور ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک نہایت سچے اور ثقہ اور صاحب تقوی ودیانت ہیں) کی طرف بلاوجہ وسند جھوٹ کی نسبت کرنی اور ان واقعوں کو ان کی دسیسہ کاری بتانا سخت ظلم اور جہالت ہے۔

حدیث کے موضوع ومختلق ہونے کے جو قرائن وعلامات محدثین نے بتائے ہیں یہاں ان میں سے کوئی دلیل وقرینہ موجود نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو (از ص۱۰۱ ۔ تا ص۱۰۵) موضوعات ملا علی قاری وقواعد التحدیث ۔

اور جن بعض محدثین ابن الجوزی ۔ خطیب بغدادی نے عقل ودرایت کا اعتبار کیا ہے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ واقعہ عام عقول سلیمہ کے خلاف نہ ہو صرف ایک آدھ عقل کے نزدیک خلاف ہونے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اور درایت وعقل کی طرف مراجعت بھی اس وقت ہوگی جب روایت سنداً کمزور ہو۔

پنجم:۔ قرآن (وحی متلو) کے علاوہ حدیث (وحی غیر متلو) کے حجت شرعی ہونے پر بجز خوارج واہل قرآن کے ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ کوئی صحابی اور تابعی اس کا مخالف نہیں ہے۔ صحابہ برابر حدیث سے مسائل واحکام کا استخراج کرتے تھے۔

حجیت حدیث پر بے شمار حدیثی دلائل کے علاوہ قرآنی آیات بھی بکثرت موجود ہیں۔ اجمالاً چند آیات ذکر کر دی جاتی ہیں۔ استدلال کی کیفیت اور طریق استدلال کی توضیح وتشریح کا یہ موقعہ نہیں ہے۔

۱۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ الآیہ (پ۳ ۔ س آل عمران)

۲۔ "مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (پ۲۸ ۔ س حشر)

۳۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ" الآیہ (پ۵ ۔ س نساء)

۴۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ الآیہ (پ۵ ۔ س نساء)

۵۔ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

پائداری اور خوبصورتی دونوں چیزیں لمنٹ میں ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عذاب الیم ۝ (پ۱۸ - س نور)

۶- یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۔ الآیۃ ۔

(پ۵ - س نساء)

۷- وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون ۔

(پ۱۴ - س نحل)

۸- وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا الآیۃ۔

(پ۲۲ - س احزاب)

۹- سیقول السفھاء من الناس ما ولھم الآیۃ۔ (پ۲ - س بقرہ)

۱۰- وما ینطق عن الھوی ۝ ان ھو الا وحی یوحی ۝

(پ۲۷ - س نجم)

(تلک عشرۃ کاملۃ)

حدیث کے حجت شرعی اور واجب العمل ہو جانے کے بعد ان دونوں واقعوں کے صحیح ہونے میں اور نبیؐ کے اپنے خون کے پیاسے دشمن کے خفیہ قتل کرا دینے کے جواز میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

ششم: اگر نبی کا اپنے مخالفین سے میدان جنگ میں مقابلہ کرنا اگرچہ مدافعانہ سہی اور دشمنوں کے قافلۂ تجارت سے تعرض کرنا معیوب اور خلاف انسانیت و منافی شان رحمۃ للعالمین نہیں ہے۔ تو فتنہ و فساد کے سرغنوں کی زندگیوں کو ختم کرا دینا بھی تاکہ مخلوق خدا چین و امن سے زندگی گزارے منافی شان نبوت نہیں ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ سن کر آپؐ نے مکہ والوں سے ان کے خون کا انتقام لینے کے لئے شرکاء صلح حدیبیہ سے بیعت لی ـــــ اگر آدمی کے خون کا بدلہ لینے کے لئے پورے مکہ والوں سے لڑائی ٹھان لینی عقل کے موافق ہے تو اپنی جان کے اور مسلمانوں کے دشمن کو قتل کرا دینا بھی موافق عقل ہے۔

ہفتم: ـ "النبی الخاتم" کے مصنف کی عبارت ہیں۔

"یہی یہودی جن کا خون ہر زمانہ، اور ہر ملک میں تقریباً ہر صدی میں ارزاں رہا ہے۔ اور اب تک ہے (اور آئندہ بھی رہے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔ "واذ تأذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیمۃ من یسومھم سوء العذاب) جب خون کے مستحق ہو چکے تھے اور ہر اعتبار سے ہو چکے تھے۔ لیکن ان کے ہزاروں کے خون کو صرف کعب بن اشرف اور رافع بن حقیق دو ہی آدمیوں کے خون سے کیوں محفوظ کر دیا گیا۔ بہت بڑا ذخیرہ شر ہے جس

لٹن کی گھڑی خرید کر اپنے وقت کی حفاظت کیجئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ سے کسی عظیم و جلیل شر کا سدِّ باب ہوتا ہو۔ قصاص میں زندگی ہے۔ آخر اس قانون میں کیا ہے۔ بلاشبہ ان دونوں کی موت میں ان تمام یہودیوں کی زندگی کی ضمانت تھی جو ان کے بعد زندہ رہے۔ پھلے۔ پھولے۔ ورنہ جو منصوبہ ان دونوں نے پکایا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ عرب سے یہودیوں کا اُسی وقت نام و نشان جاتا رہتا۔ جیسا کہ ہمیشہ اسی قسم کے بد باطن یہودیوں نے اپنی قوم میں ہر ملک میں ہر زمانہ میں زندگی تلخ کی ہے۔

جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ بنی قُریظہ کی چھوٹی جماعت اگرچہ انہی کی شریعت ان ہی کے حُکم سے مٹائی گئی لیکن اسی کے ساتھ کیا اس چھوٹی جماعت کی موت میں عرب کے سارے یہودیوں کی زندگی مستور نہ تھی۔ سنگدل اور ظالم ہے وہ جرّاح جس نے ایک اُنگلی کے لئے پورے جسم کو سڑنے دیا۔

فقط

(محدّث)

حدیث نمبر اور قرآن شریف کی تفسیر مفت حاصل کرنیکا طریقہ

یہ ہے کہ آپ پانچ روپے ارسال فرماکر صحیفہ اہلحدیث کے مستقل خریدار بن جائیے!

(منیجر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سندِ حدیث

کرم دہلوی

حضرت العلامہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَلْاِسْنَادُ عِنْدِیْ مِنَ الدِّیْنِ لَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔

سندِ حدیث میرے نزدیک دین ہے۔ اگر یہ سلسلۂ اسناد نہ ہوتا تو ہر شخص اپنی من مانی کرتا، جو چاہتا کہتا۔

ترمذی شریف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقویۃ الایمان

مع

تذکیر الاخوان

حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے نام نامی و اسمِ گرامی سے شاید ہی کوئی مسلمان ناواقف ہو۔ آپ کی مجاہدانہ زندگی اور اسلامی تصنیفات نے آپ کو بقائے دوام بخشا۔ آپ کی تمام تصانیف میں سے بہترین تصنیف تقویۃ الایمان ہے جس میں آپ نے توحید و سنت کا اثبات، اسلام کی خوبیاں، اسلامی احکام کی حکمتیں اس انداز سے بیان کی ہیں کہ کفر و شرک اور رسوماتِ جاہلیت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دی ہیں

غرض اس کتاب نے اسلامی دنیا میں ایک نہایت بلند مقام حاصل کیا اور کفر و شرک کی سرحدوں میں کھلبلی مچا دی۔ یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ ہم نے اس کو شائع کرنے کا تہیہ کیا ہی تھا کہ چند حصہ داران ادارہ الاشاعت نے ہماری توجہ ساتھ ہی ساتھ تذکیر الاخوان کی طرف بھی مبذول کرائی چونکہ کاغذ کی گرانی تھی۔ مگر بحمد اللہ نصرتِ ایزدی نے ناشرین کا ساتھ دیا اور دونوں کتابیں چھپ کر تیار بھی ہو گئیں۔ اور فروخت بھی ہو گئیں۔ چند نسخے ادارہ میں موجود ہیں لہذا عاشقینِ رسول آج ہی طلب کریں۔ ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ ساتھ ہی ساتھ شاہ صاحب کی سوانح عمری بھی موجود ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے مدلل اور دلنشین جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ قیمت ہر دو کتاب مجلد صرف دو روپے

پتہ:۔

www.kitabosunnat.com

ادارہ "الاشاعت" محمدی مسجد آرٹلری میدان نمبر ۱ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ نبوی کی تدوین

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی —)

ہجرت کی پہلی صدی تک احادیثِ نبوی کے گنجینے مقدس سینوں میں مدفون رہے اور عام طور سے علیحدہ علیحدہ ہر شیخ کے پاس تحریری یادداشت کا مجموعہ تھا۔

قرنِ اول کے خاتمہ پر جب صحابہؓ کے بعد پہلی نسل (تابعین) پیدا ہو رہی تھی، خلیفہ عمر بن عبدالعزیز المتوفی ۱۰۱ھ سریر آرائے خلافت ہوئے، حضرت عمر بن عبدالعزیز جس شان کے خلیفہ تھے اسی شان کے محدث۔

چنانچہ علامہ ذہبی نے حفاظ میں آپ کو جگہ دی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی یہ علمی جلالت کیا کم ہے کہ امام مالکؒ مؤطا میں ان کے فتاویٰ سے استدلال کرتے ہیں۔

احادیث کی تدوین بصورتِ کتاب مخصوص کی ابتدا اسی خلیفہ اعظم کے اشارہ سے ہوئی ہے۔ اور سب سے پہلے مدونِ حدیث ابوبکر بن حزم المتوفی ۱۲۰ھ ہیں۔

ابوبکر بن حزم کے بعد محمد بن الشہاب الزہری استاذ ائمہ حدیث دوسرے مدونِ حدیث ہیں۔ ربیع بن صبیح اور سعد بن عروبہ تیسرے درجہ پر ہیں۔

پہلا نسخہ جو ابوبکرؒ کے ہاتھ سے تیار ہوا تھا، عموماً مشتمل بر فتاویٰ صحابہؓ تھا۔

امام زہریؒ کا نسخہ حدیث الباب وفصول پر منقسم نہ تھا۔ ربیع اور سعد کے نسخوں کا ہر باب علیحدہ تھا۔

۱۴۳ھ ایک نئے دور کی بنیاد ہے۔ خلافتِ امویہ مٹ کر خلافتِ عباسیہ قائم ہوئی ہے۔ اس کے پس و پیش عہد میں سینکڑوں مجموعہائے حدیث مدون ہو گئے۔ مؤطا کی تالیف کا بھی یہی زمانہ ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اکثر صحابہؓ بغرض تعلیم وارشاد وجہاد وغیرہ تمام بلادِ مفتوحہ میں پھیل گئے تھے۔

گھڑی خریدتے وقت ماسٹ کا نام یاد رکھیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابرؓ مکہ میں۔ حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوذرؓ شام میں۔ عقبہ بن عامرؓ مصر میں۔ بریدہؓ خراسان میں، حضرت علی و عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ میں۔ وقس غیرذالک

لیکن صحابہؓ کا گروہِ عظیم جن میں اکابر و اجلّہ فقہاء رواۃ شامل تھے مدینہ ہی میں رہا۔

یہ مقدس گروہ جہاں تھا اپنے مرئیات و مسموعات کی روایت کرتا رہا۔

ان کے بعد ان مقامات و بلاد کے علمائے تابعین ان کے مرویات و علوم کے وارث ہوئے۔

دوسری صدی کے اواخر تک یہ علوم روایۃً و تحریرًا اسی طرح منتشر رہے۔

ان کا مرکزِ اول مدینہ اور مراکزِ ثانیہ مکہ معظمہ، کوفہ، بصرہ، اور شام کے ملک تھے۔

امام شافعیؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے معلومات کے لحاظ سے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ و امام بخاریؒ نے تحریر و تدوین میں ان کو یک جا کیا۔

امام مالکؒ کا عہد وہ ہے جب یہ معلومات تمام بلادِ اسلامیہ میں منتشر تھے۔ اسی لحاظ سے امام مالک کے عصر میں جن مجموعہائے حدیث کی تدوین ہوئی وہ صرف اپنے حدودِ ملکی کے اندر محدود تھے۔

ابن جریجؒ نے "مکہ" میں۔ اوزاعیؒ نے "شام" میں۔ سفیان ثوریؒ نے "کوفہ" میں — ابوسلمہ حمادؒ نے "بصرہ" میں ہیشم نے "واسط" میں معمرؒ نے "یمن" میں۔ ابن مبارکؒ نے "خراسان" میں جریر بن حمیدؒ نے "ری" میں حدیثیں جمع کیں۔

لیکن مرکزِ نبوت و مہبطِ وحی کی حدیثوں کی جمع و ترتیب جو علوم نبوی کا سب سے بڑا گنجینہ تھا۔ جس سعادت انداز کی قسمت میں تھی وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اس فصل کے تمام معلومات کیلئے مقدمۂ فتح الباری دیکھو۔

فقط

والسلام

ہر قسم کی کتابوں کے لئے اس پتہ کو نوٹ فرمالیجئے!

مکتبہ شعیب

آرٹلری میدان نمبر ۱ کراچی پاکستان

لمٹن کی گھڑی ہر لحاظ سے بے مثل ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موطا امام مالک

(از حضرت مولانا الحافظ الحاج عبداللہ صاحب مولوی فاضل)

(روپڑی)

روزنامہ زمیندار کی اشاعت مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۰ء میں مذکورہ بالاعنوان کے تحت خلیل الرحمٰن صاحب ایم۔ اے کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں امام مالک اور ان کی کتاب مؤطا کے کچھ حالات لکھے تھے۔ اس کے بعض مقامات پر عزیز زبیدی صاحب نے چند اعتراضات کئے جو زمیندار ۲۸ جنوری ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئے۔

پھر "زمیندار" ۲۲ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۵۲ء میں "ائمہ اربعہ کی کتب پر ایک نظر" کے عنوان سے خلیل الرحمٰن صاحب کا دوسرا مضمون شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے زبیدی صاحب کے اعتراضات کے جواب دیئے۔

چونکہ دونوں صاحبوں کے مضامین میں کچھ مسامحات ہیں اس لئے ہمارا خیال ہوا کہ اس پر محاکمہ لکھ دیا جائے۔

"زمیندار" ۲۸ جنوری ۱۹۵۲ء کا پرچہ جس میں زبیدی صاحب کے اعتراضات شائع ہوئے ہیں نہ مل سکا۔ خلیل الرحمٰن صاحب نے اس کا خلاصہ لیا ہے شاید اصل دیکھنے سے کچھ اور حالات کھلتے۔ اب مجبوراً اس خلاصہ پر اکتفاء کرتے ہوئے محاکمہ لکھا جاتا ہے۔

خلیل الرحمٰن صاحب نے پانچ مقامات ذکر کئے ہیں جن پر زبیدی صاحب کو اعتراض ہے۔

مقام اول:۔

(خلیل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں)

میں نے لکھا تھا کہ حدیث کے مدوّنِ اول امام شہاب[1] زہری المتوفی ۱۲۴ھ ہیں۔ لیکن جناب زبیدی صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث کے مدوّنِ اول حضرت ابوبکر بن محمد بن حزم المتوفی ۱۲۰ھ ہیں۔ البتہ اس مرتب کردہ نسخہ میں زیادہ تر صحابہؓ کے آثار، فتاوے، عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور قاسم بن محمد

[1] خلیل الرحمٰن صاحب کی عبارت میں اسی طرح ہے۔ صحیح "ابن شہاب" ہے۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن ابی بکر کی مرویات تھیں۔ لیکن شہاب زہری کے نسخہ میں آثار کے ساتھ ساتھ مرفوع احادیث کا بھی اچھا خاصہ ذخیرہ تھا۔ مگر وہ ابواب پر منقسم نہیں تھا۔ ہاں ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ کے نسخے ابوابؒ منقسم تھے۔

(حیات امام مالک از مولانا سلیمان صاحب ندوی)

پہلے تو زبیدی صاحب کے دعوے کا زور اور ثبوت کا استحکام ملاحظہ فرمائیے۔

سید سلیمان صاحب ندوی کی کتاب "حیاتِ مالکؒ" کا سہارا لیکر تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں امام زہریؒ پر ابوبکر بن حزم کے تقدم کی کیا سعی لاحاصل فرمائی۔ ان کے ثبوت کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔

پھر کہتے ہیں کہ حدیث کے مدوّنِ اول شہاب زہریؒ ہیں یا ابوبکر بن محمد بن حزم؟ وہ تو خود ہی فرماتے ہیں کہ۔

"ابوبکر محمد بن حزم کے نسخہ میں زیادہ تر صحابہ کے آثار، فتاوے، عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد بن ابی بکر کی مرویات تھیں لیکن ابن شہاب زہری کے نسخے میں آثار کے ساتھ ساتھ مرفوع احادیث کا بھی اچھا خاصہ ذخیرہ تھا۔"

اس کے علاوہ محترم زبیدی صاحب میرے دعوئے کی تردید میں اور کوئی دلیل نہیں لائے۔ یہاں ان کی تردید بھی تائید بن گئی۔

زبیدی صاحب نے ابوبکر بن حزم کا سنِ وفات سنہ [illegible]ھ تحریر کیا ہے۔

یہ غلط ہے ان کی وفات باختلاف اقوال ۱۱۰ یا ۱۱۷ یا ۱۲۰ یا ۱۲۶ ہجری میں ہے۔ مگر آخری قول کو حافظ ابن حجر غلط بتلاتے ہیں۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری الخزرجی ثم النجاری المدنی سلیمان بن عبدالملک کے حکم سے سنہ ۹۶ھ میں مدینہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔ تاریخ ابن خلدون کی تیسری جلد کے صفحہ ۷۰ پر مرقوم ہے کہ

"حضرت عمر بن عبدالعزیز کی شہادت کے بعد جب یزید بن عبدالملک نے خلافت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لے لی تو ابوبکر بن حزم کو والیٔ مدینہ سے معزول کر کے ان کی جگہ عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو والیٔ مدینہ مقرر کیا۔"

غرضیکہ ابوبکر بن حزم والیٔ مدینہ سے سنہ ۱۰۱ھ میں معزول ہو چکے تھے

ابن حزم مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ انہوں نے اپنے اراکین متعلقین کی سہولت کے لیے کچھ مسائل قدیما غیر مرتب طور سے اپنے آغاز کار کے وقت قلمبند کر لئے تھے۔ ان کی نیت جمع احادیث و روایات کی نہ تھی۔ اسی لئے انہوں نے اس مجموعہ کی کوئی حفاظت نہ کی اور وہ ان کے زمانہ ہی میں ضائع ہو گیا۔

تہذیب التہذیب جلد پنجم صفحہ ۱۶۴ پر علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

امام مالکؒ نے ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم سے ان کی کتابوں کے بارے میں
پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ضائع ۳
ہو گئیں"۔

مقدمہ کے مطابق ابوبکر بن حزم نے ان مسائل
قضا کو روایت و تحدیث کی حیثیت سے نہیں جمع کیا تھا۔
اسی لئے نہ اس کی خود حفاظت کی اور نہ اپنے صاحبزادہ
کو اس کی اجازت دی۔ حالانکہ ان کے صاحبزادے
کی عمر ان کی وفات کے وقت ۴۵ سال تھی۔ اور ان کا
شمار اپنے والد کے عہد میں ہی مدینہ کے علمائے کرام
میں ہوتا تھا۔ انہوں نے بھی اس مجموعہ کا کوئی خیال نہ کیا۔
اس کے بعد کوئی یہ دعویٰ کرنا کہ حدیث کے مدون اول
ابوبکر بن حزم ہیں کس قدر غلط ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں تخت
خلافت پر متمکن ہوئے۔
صحیح البخاری باب "کیف یقبض العلم"
میں تحریر ہے کہ
عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک حکمنامہ مدینہ طیبہ
کے قاضی ابوبکر بن حزم کو بھیجا۔ جس میں لکھا کہ مجھے
ڈر ہے کہ علماء کے گذر جانے سے علم بھی دنیا سے
گذر جائے گا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جو کچھ حدیثیں ملیں انہیں لکھ لو۔ لیکن بجز
احادیث نبویہ کے اور کچھ نہ لکھا جائے۔
ابوبکر بن حزمؒ مدینہ کے قاضی تھے ان کے پاس
اتنا وقت کہاں تھا کہ اتنا بڑا کام سرانجام دے سکتے۔
اس کے کچھ زمانہ کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

شہید کر دیئے گئے۔ اور ابوبکر بن حزم فوراً ہی اپنے
عہدہ سے معزول ہو گئے۔
چنانچہ جس عنوان سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
نے ان کو حکومت کے اقتدار کے تحت جمع احادیث
کا حکم دیا تھا اقتدار حکومت ہاتھ سے جانے کی وجہ
سے وہ اس طرح حدیثیں جمع نہ کر سکے۔ اسی لئے معزولی
کے بعد جمع حدیث کا خیال ہی دل سے
نکال دیا۔

محاکمہ

یہ تو دونوں صاحبوں کو تسلیم ہے کہ ابوبکر نے
پہلے تدوین کی۔
اور یہ بھی تسلیم ہے کہ اس میں آثار صحابہؓ
زیادہ تھے۔ اور مرفوع احادیث تھوڑی ہیں۔ جو صرف
عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ
کی مرویات تھیں۔
اختلاف سن وفات اور اس بات میں
ہے کہ ان کی نیت جمع احادیث و روایات
کی نہ تھی۔
سنہ وفات جو کچھ خلیل الرحمٰن صاحب لکھتے
ہیں وہی صحیح ہے یعنی ۱۱۰ھ یا ۱۱۷ھ یا
۱۲۰ھ ہے۔
نیت جمع احادیث کی نہ تھی۔ اس میں غلطی پر
ہیں۔ کیونکہ ابوبکرؒ تقریباً ۶ سال قاضی رہے۔ تقریباً
چار سال حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے پہلے

لٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ اور قریبًا سوا دو سال ان کی خلافت
کے بعد۔

اگر مسائل قضا اچھی سہولیت سے، سے لکھے ہوں گے
تو عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت سے، پہلے لکھے
ہوں گے۔ خلیفہ کے حکم کے بعد تو تدوین احادیث
لازمی ہے۔ کیونکہ خلافت کا حکم تھا۔ جس کی تعمیل
سے چارہ نہ تھا۔

خود آگے چل کر خلیل الرحمٰن صاحب
لکھتے ہیں کہ

امام زہریؒ کتابت حدیث
کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، مگر
خلافت کے حکم سے مجبور
ہو کر تدوین کی تو کیا معاذ اللہ
ابو بکر بن حزم باغی تھے؟
خاص کر جب عمر بن عبدالعزیزؒ
جیسے نیک خلیفہ کا حکم دیں جو
عمر ثانی کہلاتے ہیں۔

اس بارے میں خلیل الرحمٰن صاحب نے
بڑی ڈبل غلطی کھائی ہے۔

ہاں اگر یہ خیال ہو کہ قضا سے فرصت
نہیں ملتی تھی تو یہ دوسری غلطی ہے۔ کیونکہ وہ خیر قرون
کا زمانہ تھا۔ نیک لوگوں کا غلبہ تھا۔ اول تو تنازعات
ہی کم ہوتے۔ اگر کہیں ہوتے تو اکثر آپس ہی میں
طے ہو جاتے تھے۔ اور اسی لئے عمر بن عبدالعزیزؒ
نے ان کے نام حکم بھیجا ——— ورنہ وہ نہیں،
جانتے تھے کہ قاضی کو فرصت نہیں۔

اور پھر باہر جانے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ
مدینہ علم کا خزینہ تھا۔

چنانچہ آگے چل کر خود ہی خلیل الرحمٰن
صاحب لکھیں گے کہ

مدینہ میں بارہ ہزار صحابہؓ تھے۔ جن میں سے دس
ہزار مدینہ میں رہے۔ اور دو ہزار ادھر ادھر
پھیل گئے۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرفوع حدیث
تھوڑی کہنا یہ بھی غلطی ہے۔ کیونکہ عمر بن عبدالعزیز
کی خلافت کا زمانہ قریبًا سوا دو سال ہے۔ تو اتنی
مدت ایسے خزینۂ علم میں رہکر کمی کے کچھ معنٰی نہیں ہاں
زہریؒ سے تھوڑی مراد ہوں تو ——— پھر
ٹھیک ہے۔

رہی یہ بات کہ مجموعہ ضائع ہو گیا۔ تو اس کا
مطلب واضح ہے۔ کہ

وہ دربار خلافت کے حکم سے لکھا تھا تو وہیں
پہنچنا تھا۔ اولاد کو نہ ملا تو ان کے لئے ضائع
ہی ہو گیا۔

خلیل الرحمٰن صاحب نے غور نہیں کیا۔ ورنہ
ایسی باتیں معمولی توجہ سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔
(واللہ الموفق)

مقام دوم:۔

(خلیل الرحمٰن صاحب) میں نے اپنے مقالہ میں
لکھا تھا کہ امام زہریؒ کو حدیثوں کا لکھنا خود

عمدہ اور بہترین گھڑی ملٹن واچ کمپنی کی ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گوارا نہ تھا۔ بلکہ انہیں اس کے لئے مجبور کیا گیا تھا۔ محترم زبیدی صاحب قیاس آرائی فرماتے ہیں ـــــ کہ

"امام زھری کا تامّل محض اس عظیم الشان کام کی ذمہ داریوں کی بنا پر تھا .... ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ جس چیز کو امام زھری ناجائز سمجھتے ھوں اسے محض حکومت کی دل جوئی اور دباؤ کی بنا پر کرتے جائیں۔ پھر صحابہؓ کی موجودگی میں اتنی بڑی جسارت کریں یہ ناممکن ہے۔"

خوب بہت خوب۔ ابھی تو زبیدی صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام زہریؒ کا دور صحابہؓ کا دور تھا یا تابعین کا۔

جملہ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ روئے زمین پر سب سے آخری صحابی حضرت ابوالطفیلؓ عامر بن واثلہ تھے۔ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں ۱۰۲؁ھ میں وفات پائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زبیدی بھی انہی خوش عقیدہ لوگوں میں سے ہیں جن کے نزدیک صحابہؓ اس قدر طویل العمر تھے کہ ساتویں صدی ہجری تک ان سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔ مثلاً تذکرۃ الموضوعات کے صفحہ ... پر ہے۔

(۱) جبیر بن حرب۔ حافظ ابن حجرؒ کے قول کے مطابق ان کے لئے یہ مشہور تھا کہ وہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔ امیر عبدالکریم کا بیان ہے کہ میں نے امام ناصر کے ساتھ ۵۷۳؁ھ میں ان کی زیارت کی تھی۔

(۲) ابوعبداللہ نقلی۔ پانچویں صدی ھجری میں تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ آنحضرت سے مصافحہ کیا ہے۔ اس لئے لوگ ان سے تبرکاً مصافحہ کیا کرتے تھے۔

(۳) قیس بن تمیم گیلانی۔ ان کی پیشانی پر ایک نشان تھا۔ جس کی نسبت مشہور کیا گیا تھا کہ حضرت علیؓ کے خچر نے لات ماری تھی ـــ چھٹی صدی ھجری میں ان سے احادیث روایات کی جاتی تھیں۔

۴۔ بابا رتن ھندی۔ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ حضرت فاطمہ کی رخصتی میں شریک ھوئے تھے۔ یہ ھندوستان میں رہتے تھے۔ اور ۶۳۲؁ھ میں وفات پائی۔

غرضیکہ مؤرخین کا تو اس پر اتفاق ہے کہ آخری صحابی عمر بن واثلہ[۱] نے ۱۰۲؁ھ میں

[۱] خلیل الرحمٰن صاحب کے مضمون میں اسی طرح ہے۔ صحیح "عامرؓ" ہے۔ ۱۲ منہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

یہ بھی محقق ہے کہ امام زہریؒ نے سنہ ھ کے بعد مدینہ میں آکر سب سے پہلے احادیث جمع کیں۔ اس کے بعد کوفہ اور بصرہ چلے گئے۔

پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ زبیدی صاحب فرماتے ہیں کہ صحابہ کی موجودگی میں امام زہریؒ جمع احادیث سے انکار کی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔

ماشاء اللہ کیا خوش عقیدگی ہے۔ میں یہ حکم تو نہیں لگا سکتا کہ زبیدی صاحب کو احادیث کے سلسلہ میں بہت کم معلومات حاصل ہیں لیکن وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ

ا۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے روایت کی یک قلم مخالفت کر دی تھی۔ امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ نے تقریباً ۵۰۰ احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ لیکن بالآخر اس کو جلا کر خاک کر دیا۔

اس سے زیادہ صحیح مجموعہ اور کس کا ہو سکتا ہے ؟

ب۔ روایت حدیث کو روکنے کے لئے خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی سختی سے کون واقف نہیں۔ انہوں نے تمام مجموعوں کو اپنے سامنے لانے کا حکم دیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو یہ کہتے ہوئے جلا دیا کہ کیا اہل کتاب کی رہتے ہو۔

(مختصر جامع بیان العلم ص ۳۳)

"توجیہہ النظر" کے صفحہ ۱۰ تا ۱۸ پر مرقوم ہے کہ

ایک بار ابوسلمہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے جو کثرت روایات کے لئے مشہور ہیں۔ پوچھا کہ کیا تم اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان کے زمانے میں بیان کرتا تو وہ مجھے پیٹ ڈالتے۔

ج:۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم روایات کو خود مسترد کر دیا کرتے تھے۔

"توجیہہ النظر" میں ص ۱۰ تا ص ۱۸ پر مرقوم ہے کہ

ایک بار حضرت علیؓ کے بیٹے محمدؒ اپنے والد سے ایک پرچہ لیکر جس میں آں حضرت کا حکم زکوٰۃ کے متعلق لکھا ہوا تھا ان کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے معاف رکھو۔

د:۔ خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے متعلق "مختصر جامع بیان العلم" کے ص ۳۳ پر مرقوم ہے کہ

عبداللہ بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں ہر اس شخص کو جس کے پاس حدیث لکھی ہوئی ہو۔ عہد دلاتا ہوں کہ یہاں سے واپس جانے کے بعد اس کو مٹا ڈالے کیونکہ گذشتہ اقوام اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے اپنے علماء کی روایات کی پیروی کی۔ اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔

اسٹن کا نام یاد رکھئے ——!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایاتِ حدیث کے متعلق چار مقتدر صحابہؓ اور خلفاء کے نظریات تو میں اوپر واضح کر چکا ہوں۔ کیا زبیدی صاحب کو اس سے بھی زیادہ کچھ درکار ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اپنے مقالہ میں یہ لکھا تھا کہ امام زہریؒ کو حدیثوں کا لکھنا خود گوارا نہ تھا ——— بلکہ انہیں اس کے لئے مجبور کیا گیا تھا۔

اس کے ثبوت کے لئے "توجیہ النظر الی اصول الاثر" الشیخ طاہر بن الجزائری اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ حدیثیں انہوں نے خود لکھی نہیں بلکہ خلفائے بنی امیہ نے اپنے حکم سے لکھوائی تھیں۔

حافظ ابن عبداللہ کی مشہور کتاب "مختصر جامع بیان العلم" کے صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں کہ

"ہم کو حدیثوں کا لکھنا گوارا نہ تھا۔ بلکہ ان خلفاء نے مجبور کر کے لکھوایا۔"

محاکمہ

اس مقام میں خلیل الرحمٰن صاحب نے زبیدی صاحب پر بہت زیادتی کی ہے۔ اور بے جا حملے کئے ہیں۔

حدیث لکھنے کا حکم عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف سے ۹۹ھ میں ابوبکر بن محمد بن حزمؒ کے نام جاری ہوا جو مدینہ کے قاضی تھے۔ اسی حکم کے تحت زہریؒ بھی آجاتے ہیں۔ کیونکہ ابوبکرؒ اور زہریؒ کا زمانہ ایک ہے۔ اور یہ دور صحابہؓ کا زمانہ تھا۔ کیونکہ وفات کے لحاظ سے آخری صحابی (جیسا کہ خلیل الرحمٰن صاحب خود لکھتے ہیں) ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ تھے۔ جو ۱۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

پس زبیدی صاحب کا کہنا ٹھیک ہے۔ کہ اس وقت صحابہ موجود تھے۔

نیز مختصر جامع البیان صفحہ ۳۸ میں ہے کہ زہریؒ فرماتے ہیں کہ

كنا نكره كتاب العلم حتى اكرهنا عليه هؤلاء الامراء فرأينا ان لا نمنعه احدا من المسلمين

کہ ہم کتابتِ علم کو مکروہ جانتے تھے یہاں تک کہ ان امراء (بنو امیہ) نے ہمیں اس پر مجبور کر دیا پس اب ہماری رائے یہ ہوئی کہ ہم کسی کو مسلمانوں کو منع نہ کریں۔

اس سے بھی زبیدی صاحب کی تائید ہوتی ہے کہ امام زہریؒ کا تامل محض اس عظیم الشان کام کی ذمہ داریوں پر تھا۔

یہ زبیدی صاحب کی قیاس آرائی نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے زید بن ثابتؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے جمعِ قرآن کا حکم دیا تو فرمانے لگے۔ اگر پہاڑ ایک جگہ سے دوسری

ملٹن کی گھڑی خرید کر اپنے روپے کی حفاظت کیجئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جگہ نقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے جمع قرآن سے سہل تھا۔ ملاحظہ ہو

(مشکوٰۃ شریف)

اور کچھ یہ وجہ بھی ہے کہ یہ لوگ حفظ پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اور ڈرتے تھے کہ اگر کتابت کا سلسلہ شروع ہوگیا تو کتابت پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہیں حفظ کرنے میں سستی پیدا نہ ہو جائے۔

چنانچہ مختصر جامع بیان العلم کے صفحہ ۳۲ میں ہے۔ کہ

امام مالکؒ امام زہریؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قوم کا زور صرف حفظ پر تھا۔ اگر کوئی شخص کچھ لکھتا پھر اس کو مٹا دیتا۔

اور صفحہ ۳۲ میں ہے کہ

امام مسروقؒ تابعی نے علقمہؒ تابعی کو کہا۔ کہ مجھے کچھ مناسب حدیثیں لکھ دیں۔ علقمہؒ نے کہا۔ کہ آپ کو معلوم نہیں کہ کتابت مکروہ ہے۔ مسروقؒ نے کہا میں صرف حفظ کرنا چاہتا ہوں۔ پھر جلا دوں گا۔

چونکہ ان کے حافظے بلا کے تھے اس لئے ان کو اپنے حافظوں پر بڑا اعتماد رہتا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی مختصر جامع بیان العلم میں ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں

جب میں مدینہ کی منڈی سے گذرتا ہوں تو اس ڈر سے کان بند کر لیتا ہوں کہ کہیں کوئی فضول بات کان میں داخل نہ ہو جائے۔ خدا کی قسم کوئی بات میرے کان میں داخل نہیں ہوئی۔ کہ پھر بھول جائے۔

اور امام شعبیؒ تابعیؒ سے بھی اسی کے قریب مروی ہے۔

اور ابن عباسؓ کی بابت لکھا ہے۔ کہ عمر بن ابی ربیعہ کا (طویل) قصیدہ صرف ایک ہی دفعہ سننے سے ان کو حفظ ہوگیا۔

ایسا عرب میں عام تھا اور اس قسم کے حافظے ان لوگوں کا خاصہ تھا۔ ایسا آج کل مشکل ہے۔
ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴ تا صفحہ ۲۵۔

لیکن باوجود اس کے آہستہ آہستہ ان لوگوں کا رجحان کتابت کی طرف ہو گیا۔ کیونکہ کتابت آخر کتابت ہی ہے۔ جو ذخیرہ علم کتابت سے ہو سکتا ہے وہ محض حافظہ سے مشکل ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے روایت ہے کہ

ہم (حلال و حرام کو اہم سمجھکر) صرف حلال و حرام کی احادیث لکھتے۔ اور امام زہریؒ جو سنتے لکھتے ۔۔۔ پس جب امام زہریؒ کی طرف دنیا کو محتاجی ہوئی تو اس وقت یہ پتہ لگا کہ وہ سب لوگوں سے بڑے عالم ہیں۔
(ص ۳۸)

اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کا مجموعہ احادیث کو جلانا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کا مقصد روایت کا دروازہ بند کرنا تھا۔ کیونکہ روایتیں تو وہ خود لیتے تھے۔ مگر ان پر کسی کی شہادت

یہ چار حروف آپ کے دفتر کو بچائیں گے۔ ل۔م۔ث۔ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیتے تاکہ روایت پختہ ہو جائے اور باوجود سختی کے یہی حال حضرت عمرؓ کا تھا۔ چنانچہ صحاح وغیرہ میں موجود ہے۔

پس حضرت ابوبکرؓ کا مجموعہ کو جلانا اسی قسم سے ہے۔ جیسے اوپر امام مالکؒ وغیرہ کے قول میں بیان ہوا۔

مجھے خلیل الرحمٰن صاحب پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے "مختصر جامع بیان العلم کے یہ مقامات دیکھتے ہیں پھر غفلت کی ہے۔ خاصکر امام زہریؒ کے متعلق اتنا لکھنا کہ

"ان امرار نے ہمیں مجبور کر دیا"

اور اس کے ساتھ کا فقرہ کہ

"اب ہماری رائے ہے کہ کسی کو نہ روکیں"

اس سے چشم پوشی کرنا اس کا کیا نام رکھا جائے۔ خیانت رکھا جائے یا مغالطہ دہی۔ جو تجویز ہو مگر ہے بڑی جسارت خدا بچائے۔

ایسے ہی جامع بیان العلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں بھی غفلت کی ہے۔ اسی کے ص۳۷ میں حضرت عمرؓ کا فرمان ذکر کیا ہے۔ کہ

"قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ"

"یعنی علم کی حفاظت کتابت سے کرو۔"

پس لوگوں کے جن مجموعوں کو حضرت عمرؓ نے جلایا وہ غیر محقق تھے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ کا کہنا کہ مجھے حدیث یاد ہے اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ شہادت کے بغیر روایت نہیں لیتے تھے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ اپنے اعتماد پر سناتے ہر جگہ شہادت ضروری نہیں ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب میں کسی سے حدیث سنتا ہوں تو اس سے حلف لیتا حضرت ابوبکرؓ نے حدیث سنائی ان سے حلف لینے کی ضرورت نہیں۔

مطلب تو ان سب روایتوں کا ایک ہی ہے کہ یہ لوگ روایات میں احتیاط بہت کرتے تھے۔

اب نتیجہ اسکا یہ ہونا چاہئے کہ انکی معرفت جو روایات پہنچی ہیں۔ یا انکے زمانہ کی مرویات ہیں انکا پایہ نہایت بلند ہو اور ان پر پورا اعتماد کیا جائے۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ کے ص۸ میں ہے۔

"معاویہؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کے زمانہ کی روایات کو کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں بڑی سختی کی تھی"۔ لیکن خلیل الرحمٰن صاحب اس سے الٹا نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ فن حدیث غیر معتبر ہو گیا۔ گویا "برعکس نہند نام زنگی کافور" والا معاملہ ہے۔

ابھی اور سنئے خلیل الرحمٰن صاحب حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے لوگوں کو کہا کہ حدیث لکھی ہوئی جلا دو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ خلیل الرحمٰن صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس زکوٰۃ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم لکھا ہوا بھیجا اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت علیؓ حدیث کے معتبر ہونے اور لکھنے کے قائل تھے۔

اسکے علاوہ صحاح ستہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس لکھا ہوا صحیفہ موجود تھا جس میں زکوٰۃ اور دیت وغیرہ کے مسائل تھے اور حضرت عثمانؓ کا یہ کہنا کہ معاف رکھو یہ کوئی انکار کی دلیل نہیں بلکہ ایسا مطلب حدیث میں اختلاف کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور مطلب میں اختلاف معمولی بات ہے اصل بات یہ ہے کہ خلفاء کا عوام پر حدیث کے بارے میں سختی کرنا یہ احتیاط کی بنا پر تھا۔ حکومت اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیتی اور انتظام کرتی۔ چنانچہ حضرت علیؓ وغیرہ نے کیا۔

میں کہتا ہوں کہ حکومت کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ ایسا ہی کرتے تھے۔ مختصر جامع البیان میں ہے کہ

عبداللہ بن مسعودؓ نے کسی دوسرے کی روایتیں مٹا دیں اور خود لکھتے۔ چنانچہ معنؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے مجھے کتاب دکھائی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ میرے والد کی لکھی ہوئی ہے۔

اسی بنا پر حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں جو روایتیں مٹائیں وہ اور کتابوں کی تھیں خلیل الرحمٰن صاحب یہ سب کچھ دیکھ کر پردہ پوشی کر رہے ہیں۔

اب اس مقام میں بڑی سرکار کا حکم سن لیجئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ — یعنی علم کی حفاظت کتابت سے کرو" اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "أُقَيِّدُ الْعِلْمَ قَالَ قَيِّدِ الْعِلْمَ"

کہ میں علم لکھوں فرمایا لکھو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ مجھے صحابہ نے روکا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتا ہے۔ آخر وہ بشر ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا لکھ۔ پھر اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔

خدا کی قسم اس سے جو نکلتا ہے وہ حق ہے۔ گویا قرآن مجید کی آیت کریمہ۔ "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ" (آپ خواہش سے نہیں بولتے۔ وہ وحی الٰہی ہوتی ہے) کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص صحابہ کو

لندن کی گھڑی دنیا بھر میں مشہور ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وحی الہٰی قرآن مجید میں بند نہیں بلکہ حدیث بھی وحی ہے ۔

مقام دوم : ۔ خلیل الرحمٰن صاحب یہاں امام مالکؒ کے مجموعہ کا سبب تخفیف مختلف فیہ ہے ۔ میں نے لکھا تھا کہ امام صاحب جب تک زندہ رہے اپنے مجموعہ احادیث کو مختصر کر دیتے تھے ۔ یہاں تک کہ چار ہزار روایتوں میں سے انکے انتقال کے وقت صرف ایک ہزار روایتیں باقی رہ گئیں تھیں اس تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ امام صاحب حدیث کو ظنی ہی سمجھتے تھے ۔

زبیدی صاحب کے نزدیک یہ بھی محل نظر ہے ۔ زبیدی صاحب نے میرے مضمون کا غور سے مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ موطا کی سبب سے مستند شرح زرقانی کے مقدمہ میں اسکی صراحت موجود ہے ۔ اس کے حوالے سے ہی میں نے بھی اسے اپنے مقالہ میں درج کیا ہے ۔ لیکن خود کوئی سبب بتا نہ سکے ۔ آخر آپ خود ہی تحریر فرماتے کہ امام صاحب نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک یہ کانٹ چھانٹ کیوں جاری رکھی ۔ اگر میری بیان کی ہوئی علت پر اعتراض کیا تو اسکے ساتھ ہی اس تخفیف اور تنقیح و تبدیل کا کوئی سبب خود ہی تو بتایا ہوتا ۔

محاکمہ امام بخاریؒ کے پاس چھ لاکھ احادیث تھیں ۔ انکو چھانٹ کر سولہ سال کے عرصہ میں بخاری شریف تیار کی کوئی بڑی بات نہیں کہ امام مالک نے پہلے کچھ ذخیرہ کر لیا ہو پھر اس سے چھانٹتے رہے ہوں ۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اور زندہ رہتے تو اور چھانٹتے یہ غلط ہے اور تاریخ سے ناواقفی ہے ۔ کیونکہ شارحین وغیرہ نے موطا کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے اس میں ذکر ہے ۔ کہ موطا نام ہی اس وقت رکھا جب مہر لگ گئی ۔ چنانچہ وجہ تسمیہ لکھی ہے کہ مدینہ کے بڑے بڑے ستر علماء کی تصدیق کے بعد یہ نام رکھا ۔ کیونکہ موطا کے معنی متفق علیہ کے ہیں ۔ پس اب کانٹ چھانٹ کی حد ہو گئی اور معاملہ ختم ہو گیا ۔

مقام چہارم خلیل الرحمٰن صاحب میں نے لکھا تھا کہ امام مالک حدیث کو ظنی ہی سمجھتے تھے ۔ اور اس کے متعلق یہ آیت پڑھا کرتے تھے ۔ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝

ترجمہ ۔ ہم تو صرف گمان رکھتے ہیں کہ ہمکو یقین حاصل نہیں ہے ۔

محترمی زبیدی صاحب کو اسکی صحت سے بھی انکار ہے وہ سید سلیمان ندوی

لمٹن کی گھڑی کلائی پر بہت خوبصورت لگتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب حیات مالک کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ آپ جب کسی قیاسی مسئلہ کو بیان فرماتے تو یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

میں اپنے دعوی کے ثبوت میں موصوف کی توجہ علامہ حافظ ابن عبداللہ کی مستند کتاب مختصر جامع البیان کے صفحہ ۱۲۳ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جس کے مطالعہ کے بعد موصوف کو معلوم ہو جائیگا کہ امام مالکؒ آیت کو حدیث کے لئے پڑھا کرتے تھے یا قیاسی مسئلہ کیلئے۔

محاکمہ امام مالکؒ کا آیت ان نظن الا ظنا پڑھنا انہی روایتوں کے متعلق تھا جنکی کانٹ چھانٹ کی۔ کیونکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ باقی متفق علیہ ہیں۔

مقام پنجم میں نے لکھا تھا کہ خلیفہ منصور نے امام مالکؒ سے درخواست کی تھی کہ مؤطا کو قانون عام بنا دیا جائے۔

لیکن امام صاحب کو یہ گوارا نہ ہوا کیونکہ خبر احادیث حجت نہیں جس کی رو سے کوئی بات کسی پر لازم کی جائے۔ جناب زبیدی صاحب کو اس سے بھی انکار ہے بڑے لطف کی بات ہے کہ زبیدی صاحب میری علت کی تو تردید فرماتے ہیں۔ لیکن اپنی طرف سے کوئی سبب بیان نہیں فرماتے۔

میں تو کم از کم یہی سمجھتا ہوں اور اس کی تائید میں شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی دیار مصریہ کی تفسیر القرآن کی جلد اول کے صفحہ ۱۳۸ کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

"انما یجب العمل باحادیث الاحاد علی من وثق بها ولكن لا یجعل تشریعا عاما"

ترجمہ۔ اخبار احاد پر عمل اس کے لئے واجب ہے جو ان پر وثوق رکھتا ہو۔ وہ قانون عام نہیں بنائی جا سکتیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ موصوف خوش عقیدہ کی بنا پر خبر احاد کو یقین سے بھی بڑھکر کچھ سمجھتے ہیں۔ امام اوزاعی المتوفی ۱۵۷ھ کا ہی زمانہ نے کیا بگاڑا جنکا عقیدہ تھا کہ "قرآن اس سے زیادہ حدیثوں کا محتاج ہے جس قدر حدیثیں قرآن کی محتاج ہیں" یا امام یحیی ابن کثیر کو ہی اپنے اس اعلان سے کون روک سکا۔ کہ "حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ قرآن حدیث پر قاضی نہیں"۔ مختصر جامع العلوم ص ۲۲۲

محترم زبیدی صاحب کے اعتراضات اس قدر وزنی معقول اور قابل توجہ تو نہ تھے جن کے لئے مجھے قلم اٹھانا پڑتا۔ تاہم انکی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے میں نے یہ چند سطور تحریر کی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ موصوف کے اطمینان و تشفی کیلئے کافی ہے۔

ملٹن کی گھڑی عمر بھر آپکا ساتھ دے گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محاکمہ امام مالکؒ کے نہ منظور کرنیکی وجہ یہ نہیں کہ وہ حدیث کو حجت نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ مسجد نبوی میں بیٹھے روضہ نبوی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک کی بات مقبول بھی ہو سکتی ہے اور مردود بھی۔ مگر صاحب اس قبر کی۔ اس سے بڑھکر اور سنئے امام مالکؒ کے نزدیک اجماع اہل مدینہ حجت ہے۔
ملاحظہ ہو بخاری مع فتح الباری پارہ اخیر

خیال فرمائیے جو محدود اجماع کو حجت سمجھے وہ حدیث کو کیسے حجت نہ سمجھیگا خاصکر جب ان کی جمع کردہ احادیث پر اجماع ہو چنانچہ ابھی بیان ہوا۔

پھر یہاں بھی خلیل الرحمن صاحب نے صفائی نہیں برتی۔ امام مالکؒ نے جو خود وجہ بیان کی وہ نقل نہیں کی۔ وہ انتشار صحابہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ سارے شہروں کیلئے اگر مؤطا کو قانون بنا دیا جائے تو جیسے اس میں صحابہ کی روایات اور آثار ہیں۔

اسی طرح دوسرے شہروں میں جو صحابہ پہنچے انکی روایات اور آثار وہاں ہونگے اور ہو سکتا ہے کہ وہ روایتیں مجھے نہ پہنچی ہوں اور میں نے اپنی روایات سے کچھ مسائل استنباط کئے ہوں جو انکے خلاف پڑھتے ہوں اور اسی طرح صحابہ کا مسائل میں اختلاف ہو۔

چنانچہ ایسا ہوا اور یہی وجہ اختلاف ائمہ کی ہوئی خاصکر ائمہ اربعہ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے رسالہ "انصاف" میں اور دیگر علماء نے اپنی دیگر تصانیف میں اس کی خوب تفصیل کی ہے۔

پس ایسے حالات میں مؤطا کو عام قانون کس طرح بنا سکتے تھے۔

یہی تو امام صاحب کی دیانت داری ہے۔ کوئی اور ہوتا تو اسکو خوش قسمت سمجھتا۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بندے ایسا نہیں کر سکتے۔

خلیل الرحمن صاحب نے باوجود اتنی ناواقفی کے طنزاً کلام بہت کی ہے اور زندیق کو خوش عقیدہ بناتے بناتے سلف تک پہنچ گئے۔

جس پر یہ شعر صادق آیا ہے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

حالانکہ اصل قصور اپنا ہے۔ قرآن مجید کے زیادہ محتاج ہونیکا مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن کے سمجھنے میں حدیثوں کے زیادہ محتاج ہیں۔ قرآن کی طرف

لٹھ کی گھڑی ہر موسم میں آپ کا ساتھ دے گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مجازی نسبت سے آپ طعن و تشنیع پر اتر آئے۔ حالانکہ حقیقت واضح ہے اور حقیقت واضح ہونیکی صورت میں ایسے مسامحات کی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ محصلین کی شان لفظی بحث سے بلند ہے۔ اور یہی معنی احادیث کے قاضی ہونیکے ہیں یعنی قرآن مجید کی تفسیر میں نزاع ہو تو حدیث سے فیصلہ ہوگا۔

کیونکہ حدیث قرآن مجید کی اصل تفسیر ہے۔

خلیل الرحمن صاحب نے تفسیر القرآن کے حوالے سے شیخ عبدہ کا نظریہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ

حدیث جس کے نزدیک صحیح ہوگی اس کے لئے حجت ہے۔ قانون عام نہیں

لیکن اس میں بھی خلیل الرحمن صاحب کو ڈبل غلطی لگی ہے یہ نظریہ برابر کی صورت میں ہے۔ مثلاً

عالم کا قول عالم کے لئے حجت نہیں لیکن جاہل کے لئے حجت ہے۔ کیونکہ جاہل کیلئے مسئلہ معلوم کرنے کا کوئی اور راستہ ہی نہیں۔

اسی طرح عربیت میں سیبویہ کا قول خلیل پر حجت نہیں۔

اسی طرح باقی ائمہ عربیہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے۔

مگر ہمارے لئے انکے اقوال حجت ہیں کیونکہ پرانی عربی اور پرانے محاورات ہمیں انہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی راستہ ہی نہیں۔

ابن ماجہ شریف اردو

صحاح ستہ کی آخری کتاب ابن ماجہ شریف ہے یہ کتاب عربی میں آپکو کم از کم تیس روپے کی ملے گی۔ مگر ہم آپکی خدمت میں مکمل مجلد اردو صرف دس روپے میں پیش کر رہے ہیں۔ آج ہی پتہ ذیل پر آرڈر دیکر طلب کیجئے۔

یہ کتاب چار ہزار احادیث سے مرتب کی گئی ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علیؓ سے مروی احادیث تقریباً سب ہی اس کتاب میں ہیں۔ کاغذ سفید روشن کتابت، اور اعلی طباعت ہے۔ ہدیہ صرف دس روپے۔

پتہ:- مکتبہ شعیب آرٹلری میدان لٹن روڈ کراچی

بہترین گھڑی لٹن واچ کمپنی سے خریدیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

"یعنی مسئلہ معلوم نہ ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو۔"

اور حدیث شریف میں ہے۔

"اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ"

"جہالت کا علاج سوال ہے۔"

گویا جیسے ہائی کورٹ کا فیصلہ اس ملک کے لئے اور پریوی کونسل کا فیصلہ حکومت کے تمام ملکوں کے لئے قانون عام ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہاں سمجھ لینا چاہیئے۔

گویا یہ ائمہ بھی ہمارے لئے ہائی کورٹ یا پریوی کونسل ہیں۔ ایسے ہی فن حدیث کی حالت ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ

صحت حدیث کا اصل مدار — راویوں کے حالات پر ہے۔ اور — راویوں کے حالات یا تو اس زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ یا ان کے قریب والوں کو اور وہ ائمہ محدثین ہیں۔ اور ہم ان کے خوشہ چیں ہیں۔

پس صحت و ضعف کا جو کچھ وہ فیصلہ کر چکے اس کے علاوہ ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ معاملہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ آخر میں ان پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا"

چنانچہ اصول حدیث کی پرانی کتاب "مقدمہ ابن الصلاح" میں اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔

خلیل الرحمن صاحب نے اپنے پہلے مضمون — "موطا امام مالکؒ" میں ابن حزمؒ کی طرف نسبت کیا ہے کہ وہ "رجم زانی" کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔

یہ بھی خلیل الرحمن صاحب کی غلطی ہے "رجم" کی کئی روایتیں ہیں۔ کسی خاص روایت پر اعتراض باقی روایتوں پر اثر انداز نہیں۔ نفس حدیث میں کوئی شبہ نہیں۔ اسی لئے وہ رجم زانی کے قائل ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے "یہ کلمات" جناب خلیل الرحمن صاحب کے لئے ایسے ہی نافع ثابت ہوں گے جیسے مشکوٰۃ "باب علامات النبوۃ" میں حدیث ہے۔

ایک ماہر طبیب ضماد نامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ سمجھ کر آپ کے علاج کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ مگر آپ کا کلام سنکر اپنا علاج کرا کے چلا گیا۔ یعنی مسلمان ہو گیا۔

ایسے ہی امید ہے زبیدی صاحب کے اطمینان و تشفی کی بجائے انشاء اللہ خلیل الرحمن صاحب کی تسلی و تشفی ہو جائیگی۔ اور چونکہ ذریعہ اس کا زبیدی صاحب بنے ہیں اس لئے اس کا سہرا انہی کے سر پر ہو گا یعنی معالج وہی ٹھیریں گے۔ فقط

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

گھڑی خریدتے وقت ایشین کا نام یاد رکھئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ "حدیث نمبر" مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صحیفہ اہلحدیث کے

چار مستقل خریدار بنا کر انکی سالانہ قیمت دفتر میں بھجوا دیجئے۔ آپ کی خدمت میں "حدیث نمبر" مفت پیش کر دیا جائے گا۔

منیجر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستند مجموعہ

از جناب محترمہ رُقیہ بی بنت علامہ خلیل عرب

سنت کے لفظی معنٰی دستور۔ یا طریقہ ہیں۔

حضرت لبید[1] بن ربیعہ جو (اسلام لانے سے پہلے عرب کے مشہور شعراء جاہلین میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے معلقہ[2] میں فرماتے ہیں ؎

مِنْ مَّعْشَرٍ سَنَّتْ لَهُمْ اٰبَاؤُهُمْ
وَلِكُلِّ قَوْمٍ سُنَّةٌ وَاِمَامُهَا

"موصوف اس جماعت یا گروہ سے تعلق رکھتا ہے جن کے آباء و اجداد نے تمام اچھے اور باعزت کاموں کا طریقہ و دستور بنا دیا تھا۔ اور ہر قوم کا ایک طریقہ اور اس طریقے کا ایک امام یا لیڈر ہوا کرتا ہے۔"

لیکن اسلام میں سنت کے خاص مفہوم کو سامنے رکھکر یہ کہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ اسلامی فکر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ بڑے سے بڑے امام یا لیڈر کو انسانی زندگی کے لئے طریقہ و

---

[1] لبید بن ربیعہ مخضرم ہیں۔ یعنی انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے ہیں عرب کے بڑے مشہور شاعر تھے۔ قرآن کی بلاغت سے متاثر ہو کے کہ شعر کہنا ترک کر دیا اور مسلمان ہو گئے۔ ۱۲ منہا

[2] معلقہ اس قصیدہ کو کہتے ہیں جسے مشہور شعراء جاہلین نے بے حد پسند کیا ہو اور فصاحت و بلاغت کی قدر دانی میں اسے کعبہ میں آویزاں کیا گیا ہو۔ اسلام سے پہلے ادب جاہلی کی بڑی قدر تھی۔ ۱۲ منہا

لندن کی گھڑی ایک مرتبہ تو ضرور خریدیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

دستور بنانے کا اختیار دیا جائے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سارے جہانوں میں اس ہماری دنیا اور اس کی تمام مخلوقات میں اور خاص طور پر انسانوں میں جو الٰہی قانون قائم، ثابت اور غالب ہے۔ وہ سنۃ اللہ[له] ہے

اور اسی سنۃ اللہ سے تمام انسانوں کو باخبر اور ہم آہنگ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسول بھیجے۔ اور اسی سلسلے کی آخری کڑی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرامین و قوانین نافذ کرنے کے لئے تمام انسانوں سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے عقیدے، فکر، اخلاق، معاشرت اور اپنے جملہ قسم کے معاملات میں الٰہی قوانین کی تابعداری قبول کریں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قوانین الٰہیہ کے خود تابع رہیں اور دوسرے ان کی اتباع کریں۔

پھر جس طریقے اور دستور سے یا جس نمونے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی اتباع کی ہے۔ یا جس طریقے کو اس مقصد کے لئے پسند کیا ہے۔ اس طریقے کو سنتِ محمدی کہتے ہیں۔

مثلاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ

"تم اسی طریقہ سے نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ۔

(احزاب)

مسلمانو! کہ تمہارے لئے محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کا امیدوار ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے یہ امر لازم ہے کہ وہ اپنے عبادات، اخلاق، معاشرت و معاملات اسی طریق پر انجام دے جو طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہو۔

سنتِ نبوی کے وسیع مفہوم کے لئے قرآن کریم نے حکمت کا لفظ کی جگہ استعمال فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر رسول کو اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ دو چیزیں

له سنت کی مضبوطی اور حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۚ (فاطر) ۱۲ س

ملتان کی گھڑی پائدار ہوتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عطا فرمائیں۔
ایک کتاب اللہ۔ اور دوسرے فرامینِ
الٰہیہ کی تنفیذ کا طریقہ۔
اسی طریقے کو لفظِ سنت سے تعبیر
کرتے ہیں۔ اور یہاں وہ عملی حکمت ہے جو نبی اور
رسول کے سوا کسی کو میسر نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

۱۔ وَآتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
۲۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ
الْحِكْمَةَ
۳۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ
مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ۔
۴۔ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ
أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔

ترجمہ ۱۔ اور ہم نے ان کو کتاب اور حکمت دی
۲۔ اور (محمد صلعم) انہیں کتاب اور
حکمت سکھاتے ہیں۔
۳۔ (اے محمد صلعم کی بیویو!) تمہارے گھروں
میں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں
اور حکمت انہیں یاد کرو۔
۴۔ جس کسی کو حکمت دی گئی تو (گویا) اُسے بہت
بڑی خیر دیدی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔
اَلَا وَاِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَ
مِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ
الْغَائِبَ "

"خبردار ہو کر سنو! مجھے کتاب دی گئی ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل دی گئی۔
خبردار ہو جاؤ۔ جو کوئی بھی یہاں حجۃ
الوداع، رسول اللہ کے آخری حج میں
حاضر ہو، میرا خطبہ سن رہا ہے وہ اس
تک پہنچا دے جو یہاں حاضر نہیں ہے۔"

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِينَ۔

"تم پر میرے طریقے اور میرے
خلفاء راشدین کے طریقے کو اختیار
کرنا لازم ہے۔"

اگر یہ کہا جائے کہ حکمت کے معنی محض
دانش یا عقل ہے۔ تو اس سے یہ حقیقت اور
زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام خود ایک
مستقل عقلیت اور بے مثال دانش و بصیرت
کا خزینہ ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
مشہور رسالہ میں جسے جمہور امت کے نزدیک
اصولِ فقہ میں پہلی تصنیف مانا جاتا ہے
فرماتے ہیں۔ کہ
"قرآن میں حکمت سے مراد حدیث
رسول ہے، یعنی سنت۔"
امام شافعیؒ کے علاوہ دیگر علمائے متقدمین کا بھی

لٹن واچ کمپنی۔ صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہی فیصلہ ہے۔ کہ

قرآن کریم میں اکثر جہاں کہیں حکمت کا لفظ آیا ہے اُس سے سنتِ محمدیؐ مراد ہے۔

اور ظاہر ہے کہ حکمتِ نبویؐ کے سوا قرآن کریم میں کس کی حکمت کو سراہا جاتا؟

حکمت کے لفظی معنیٰ فیصلہ کن اور مضبوط بات ہیں۔

تو اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ فیصلہ کن اور مضبوط بات کے اعتبار سے کوئی بات، اور کوئی طریقہ، محمدیؐ بات اور محمدی اصول کے برابر نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا سنتِ محمدیؐ کا مستند مجموعہ اُس مقدس عقلیت کا جامع ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کے لئے انسانی تاریخ میں حق و صداقت اور عدل و رحمت کا نسخ باب کرتی ہے۔

اور یہی عقلیت، انسان کو اس کی تمام معنوی اور مادی طاقتوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سیدھے صاف اور آسان راستے پر لے چلتی ہے۔

ہمارے سامنے چند مثالیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت کا لفظ عام تجربہ اور سمجھ داری کی مفید باتوں کے معنی میں استعمال فرمایا۔

چنانچہ حدیث کی کئی کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مثلاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔

بلاشبہ بعض اشعار پُر از حکمت ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو کی سی تاثیر رکھتا ہے۔

۲۔ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ۔

حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ (جہاں پائے اُسے لے لے)

۳۔ اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَۃٌ۔

(سچ ہے کہ) ایمان اہلِ یمن کا ایمان اور حکمت اہلِ یمن کی حکمت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں اغلب جہاں کہیں حکمت کا لفظ آیا ہے۔ اس سے عین سنتِ نبوی مراد ہے۔ اور یہ سنت نبوی الٰہی عطیہ ہے۔ جیسا کہ اوپر قرآن کریم کا حوالہ دیا گیا کہ ہم نے انہیں کتاب اور حکمت دی۔ لیکن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجربہ اور سمجھداری کی مفید بات کو بھی حکمت سے تعبیر کیا ہے۔

ہمارے سامنے اب یہ سوال آتا ہے کہ سنت اور حکمتِ محمدی کے ہم تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

ہر لحاظ سے لٹن کی گھڑی بے مثال ہے۔

اعلم انہ لا سبیل الی معرفۃ الشرائع والاحکام الا خبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت واحکام سے واقف ہونے کا رسول اللہ صلعم کی دی ہوئی خبر کے سوا۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ولا سبیل الی معرفۃ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بتلقی الروایات المنتھیۃ الیہ بالاتصال والعنعنۃ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کو جاننے کا اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ ان روایات کو حاصل کیا جائے جو ان تک متصل پہنچی ہیں۔ اور معنعن۔

معنعن روایت اس وقت درجہ صحیح کو پہنچتی ہے جب کہ وسائط میں ایک کی دوسرے سے ملاقات ثابت ہوجائے۔ اور اس میں تدلیس کا خطرہ نہ ہو۔

سواء کانت من لفظہ صلی اللہ علیہ وسلم او کانت احادیث موقوفۃ قد صحت الروایۃ بھا الخ

خواہ وہ روایتیں متصل آنحضرت کے الفاظ سے ہوں یا ایسی موقوف حدیثیں جن کا روایت کرنا صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہو۔

اور یہ معلوم ہے کہ حدیث کے معنیٰ بات۔ یا کلام کے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو حدیث رسول اللہ کہا جاتا ہے۔ اب فنِ حدیث سے رسول صلعم کا کلام اور آپ کے تمام کام۔ اور یہ کہ آپ حضرت کس کام سے خوش ہوئے اور کس سے ناخوش ہوئے۔ یا سکوت کا اظہار فرمایا۔ یہ سب مراد ہیں۔ زیادہ واضح الفاظ میں یوں سمجھئے کہ

جب یہ معلوم کرنا ہو کہ عقائد، اخلاق، معاشرت، معاملات جن میں حکومت — سیاست — معیشت۔ تجارت۔ زراعت۔ صنعت وحرفت ان تمام امور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق فکر یا ان کا قول اور ان کا طریقِ عمل یا ان کی خوشی ومرضی کیا تھی۔

ان ہی امور کے مجموعۂ معارف کو علم حدیث کہتے ہیں۔

یا یوں سمجھئے کہ سنت محمدی معلوم کرنے کا ذریعہ علم حدیث ہے۔

نوٹ :۔ اقسامِ حدیث — اور تدوینِ حدیث کے متعلق آپ کا مفصل مضمون "حقوقِ انسانی" میں درج ہے۔

مکتبہ شعیب متصل محمدی مسجد آرٹلری میدان نمبر بنس روڈ کراچی سے طلب فرما کر ملاحظہ کیجئے۔ قیمت للعہ/۵

لمٹس کی گھڑی کی بار بار مرمت کرانی نہیں پڑتی۔

www.KitaboSunnat.com

کالم اردو

عظمتِ حدیث وعملِ صحابہؓ

(از حضرت مولانا الحاج عنایت اللہ صاحب ناصح دھلوی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ. رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے پکڑی دلیل ساتھ سنت میری کے میری امت میں فساد کے وقت پس واسطے اُس مسلمان کے ہے ثواب سَو شہیدوں کا۔ روایت کیا اِس حدیث کو بیہقی نے۔

ف:۔ کیونکہ ایسے وقت میں نبیؐ زندہ کرنے اور رواج دینے نبیؐ کی سنت کو ظاہر کرنے میں بڑی مشقت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور لوگوں کی بدنامی اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور ہر ایک کی گالیاں سُنی پڑتی ہیں۔ اور مار وغیرہ بھی کھانی پڑتی ہے۔ اور فساد کے وقت دینِ حق پر عمل کرنے سے اور مُردہ سنت کو زندہ کرنے سے، اور مضبوط پکڑنے سے اُس پر تکلیفیں اُٹھانے سے برابر سَو شہیدوں کے ثواب ملتا ہے۔

اللہ کے ہاں یہ درجات موحد آدمی توحید والے کو ملتے ہیں نہ غیر اُس کے کو۔

یہ اُن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور مہربانی ہے کہ جن کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے اور مصیبتوں پر صبر دیتا ہے۔ پھر اُس پر اجر اپنے پاس سے مرنے کے بعد میں دیتا ہے۔ میرا رب کیسا غفورٌ رحیم ہے۔

مگر بے عمل، تارکِ فرائض، منکرِ حدیث کو جو بہتّر فرقہ میں داخل ہے وہ اِن درجات سے اللہ تعالیٰ کی بہشت سے محروم ہے۔

اِن بہتر گروہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے مقابلہ میں جہنم کو تیار کیا ہے۔ وہاں پہنچے ہی

لندن کی گھڑی خریدیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہش پرستی کا نشہ سب کا اُتر جائیگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی السَّرْحِ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ دَخَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ مَرْوَانُ یَخْطُبُ فَقَامَ یُصَلِّیْ فَجَاءَ الْحَرَسُ لِیُجْلِسُوْہُ فَاَبٰی حَتّٰی صَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَیْنَاہُ فَقُلْنَا رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کَادُوْا لَیَقَعُوْا بِکَ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاَتْرُکَهُمَا بَعْدَ شَیْءٍ رَاَیْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثُمَّ ذَکَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَمَرَہٗ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ۔

(جامع ترمذی)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن ابی سرح بیان کرتے ہیں کہ یقیناً حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ تو اُس وقت خلیفہ مروان منبر پر خطبہ بیان کر رہے تھے۔ پس ابوسعید خدری دو سنتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھے کہ سپاہی بھاگے ہوئے آئے۔ آپ کو بٹھانا چاہا یعنی آپ کو روکا کہ مت پڑھو خطبہ سنو نہ رُکے۔ پولیس نے خوب مارا (پیٹا) یہاں تک کہ آپ نے سنتیں دو پڑھ لیں جب جمعہ سے فارغ ہوئے۔ تو ہم آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تحقیق وہ آج آپ کو ختم کر دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان دو سنتوں کو کبھی نہ چھوڑتا۔ چاہے وہ آج مجھے مار ہی ڈالتے۔ کیوں کہ مجھے ان دو سنتوں کے پڑھنے کا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے۔ پھر آپؓ نے ذکر کیا کہ بیشک ایک شخص جمعہ کے روز مسجد میں آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کا خطبہ بیان فرما رہے تھے۔ پس آپؐ نے اس کو حکم کیا نماز پڑھنے کا۔ تو اُس نے دو رکعتیں پڑھیں اس حال میں کہ نبی علیہ السلام خطبہ بیان کر رہے تھے۔

ف:۔ یہ تو حدیث ہے اور نبی صلعم کا فرمان ہے۔ اور صحابہؓ کا عمل ہے۔ اور مسلمانوں کا دین ہے۔ بغیر اطاعت کئے اس دین محمدی کے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اور امت میں فساد کے وقت اور اس سنت پر عمل کر کے دکھانا مردہ سنت کو زندہ کرنا سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

بے عمل منکرین اگرچہ رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ خدا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بے عمل منکر حدیث رشتہ داری کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیث پر عمل کر کے دکھایا ہے تم بھی اب عمل کر کے دکھاؤ اور پکے سچے مسلمان بن جاؤ۔

ملتان کی گھڑی کا کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور تجربہ کیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِئْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ اِبْنٌ لَّهٗ وَاللّٰهِ لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهٗ دَغَلًا وَاللّٰهِ لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ قَالَ فَسَبَّهٗ وَغَضِبَ وَقَالَ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِئْذَنُوْا لَهُنَّ وَتَقُوْلُ لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عِنْدَ اَحْمَدَ فَمَا كَلَّمَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ

(ابوداؤد۔ وعون المعبود)

روایت ہے مجاہدؒ سے کہا اُس نے کہ کہا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دو تم عورتوں کو مسجد میں جانے کی رات کے وقت، یعنی عشاء یا تہجد کی نماز کے وقت۔ پس کہا ان کے بیٹے نے کہ خدا کی قسم ہے ہم اجازت نہیں دیں گے ان کو کیونکہ وہ بنا لیں گی اس کو بہانہ۔ قسم ہے اللہ کی ہم ان کو نہیں جانے دیں گے کبھی۔ کہا مجاہدؒ نے پس گالی دی اور بہت سخت ناراض ہوئے۔ اور کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہ میں بتاتا ہوں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اجازت دو عورتوں کو یعنی مسجد میں جانے کے لئے اور تو کہتا ہے کہ ہم نہیں اجازت دیں گے ان کو۔

اور ابن ابی نجیح کی روایت میں مجاہد سے یہ بھی کہا ہے مسند احمد میں پس نہیں کلام کیا بیٹے سے عبداللہ بن عمرؓ نے یہاں تک کہ وفات پائی۔ عون المعبود۔

ف:۔ دوسری ایک حدیث میں یہ آتا ہے۔ کہ مسلمان تین دن سے زیادہ غصہ و ناراضگی دوسرے مسلمان سے نہ رکھے۔ زیادہ تین دن سے ناراض رہنا مسلمان کو حرام ہے۔ جب تک آپس میں سلام کلام نہ کریں گے تو اُن کے نماز وغیرہ عمل آسمان پر نہیں چڑھتے۔ نہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے لکھنے کا کہ ان دونوں کے عمل لکھیں

مگر دین کی باتوں میں کینہ بغض رکھنا اور اُن سے بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے عمل کر کے دکھا دیا۔

بیٹے نے خدا اور رسول صلعم کا حکم نہ مانا۔ باپ مرتے مر گئے مگر ایک حدیث کے منکر بیٹے سے کلام نہ کیا۔

وہ تھے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم بردار۔ نہ کہ آج کل کے نام کے مسلمان ۔ کہ بے نماز، خدا کے فرائض نہ ادا کرنے والے کافروں کو گھروں میں رکھ چھوڑا ہے۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے کافروں کو

لٹن واچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھروں میں رکھنا اور اُن سے خوش
رہنا تو یاد رکھنا خدا کا دشمن بنتا ہے۔
اب اپنی اولاد کو خوش رکھلو۔ یا خدا کو
خوش کر لو۔ تم کو اختیار ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا اِلٰى جَنْبِهٖ اِبْنُ اَخٍ لَّهٗ فَخَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا وَقَالَ اِنَّهَا لَا تُصِيْدُ صَيْدًا وَّلَا تَنْكِيْ عَدُوًّا وَّاِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَيْنَ قَالَ فَعَادَ اِبْنُ اَخِيْهِ يَخْذِفُ فَقَالَ اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا۔

(جامع ترمذی)

روایت ہے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے تحقیق بیٹھا ہوا تھا اُن کی کروٹ میں یعنی عبداللہ کے پاس بھتیجا اُن کا۔ پس کنکری پھینکی اُس نے پس منع کیا اُس کو عبداللہ نے اور کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس کھیل سے اور فرمایا کہ تحقیق نہیں شکار کرتی یہ کنکری کوئی شکار۔ اور نہ یہ دشمن کو مار سکتی ہے۔ اور بے شک یہ کنکری توڑتی ہے دانت کو اور پھوڑتی ہے آنکھ کو۔ کہا راوی نے پھر دوبارہ کنکر یا پھینکی بیٹے بھائی اُس کے نے۔ پس کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میں تجھ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس شیطانی حرکت سے تو پھر کنکری پھینک رہا ہے۔ جا! نہیں کلام کروں گا تم سے کبھی۔

ف: ذرا انصاف سے دیکھو تو یہ ہے مسلمانی کہ اولاد کی اور رشتہ داروں کی کچھ پرواہ نہیں مگر اپنے ایمان کی اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی طرفداری مقدم رکھتے تھے۔

اب تم اپنے کام اور عمل و ایمان کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے ساتھ ملا کر دیکھ لو۔

پھر تم ہی بتاؤ ایمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم عمل و عقیدہ کی رُو سے مسلمان تھے۔ یا اس وقت تم اپنے عمل و عقیدہ کی رُو سے مسلمان ہوئے۔

اب تم انصاف کرو۔ ورنہ قیامت کو تو اللہ تعالیٰ خود انصاف کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں نیک توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط

والسلام

آپ کا قیمتی وقت ان حرفوں میں پوشیدہ ہے [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

قرآن کریم اور احادیث پیغمبر

(از حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی)

ہیں صرف آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض جگہ آئین و روشِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کر کے حالاتِ حاضرہ کی طرف آپ کو توجہ دلا سکوں گا۔ آپ کو بحیثیت مسلمان ہونے کے قرآن کریم اور احادیثِ پیغمبر صلعم اور سیرتِ صحابہؓ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ اگر اس کے بعد بھی آپ اپنے ذاتی خیالات یا دوسروں کے ڈالے ہوئے شبہات پر اڑے رہیں تو سنیئے۔ جس کے نام پر آپ مسلمان ہیں اس کا کیا فرمان ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝

(پ ۲۲۔ رکوع ۲)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول برحق کسی امر کو مقرر کر دے تو پھر ان کیلئے اپنے معاملات میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔"

اس آیت مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول صلعم کے عاصی پر "ضلالِ مبین" کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور اس پر کوئی پردہ نہیں کہ جب ہم خدا کی توحید پر ایمان لے آئے اور اس کے رسول صلعم کو پیغمبر برحق مان چکے اور قرآن مجید کو خدا کا کلام اور اس کا فرمان جان چکے تو اب اُن کے مقابلہ میں اپنی رائے اور کسی دیگر کے خیال کی پیروی اور تابعداری کے کیا معنیٰ!!

جناب! نصوصِ بیّنہ کے سامنے تو بڑے بڑے ائمہ عظام اور مجتہدین کرام کو بھی (جن کی طہارتِ نفس، حسنِ نیت و طویت، صلاحیتِ عمل، تعمیقِ نظر، اور وفورِ علم کے ہم بدل معترف ہیں۔) سر اٹھانے کی گنجائش نہیں۔ تو پھر ہماری تمہاری اور اس زمانے کے علماء کی کیا بساط ہے؟

فقط

(پیغام)

لمحوں کی گھڑی بڑی شاندار ہوتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

منکرِ حدیث کا

صحیح بخاری پر اعتراض

اور

اس کا جواب

(مجانبہ جناب علامہ محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی)

منکرِ حدیث نے صحیح بخاری کی حدیثوں کو غیر معتبر بنانے کے لئے حضرت ابراھیمؑ کے بارے میں حدیث پیش کی ہے۔ کہ آپ نے تین جھوٹ بولے۔

منکرِ با غض نے صحیح بخاری کی حدیث کا ذکر کر کے تو اعتراض کیا مگر قرآن مجید کی آیتوں کا ذکر نہ کیا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کفار کے بتوں کو توڑنے کا بیان ہے۔ کہ

جب وہ لوگ اپنے میلہ کو جانے لگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی جانے کے لئے کہا تو انہوں نے ستاروں میں نظر کر کے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ یا ابھی بیمار ہونے والا ہوں تو وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے پیچھے ان کے بت توڑ ڈالے۔

"فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ (الی قولہ) فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝"

(پ ۲۳ - ع ۶ - س صافات)

پھر جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا۔ کہ ہمارے بت کس نے توڑے؟ تو آپ نے فرمایا بڑے بت نے۔

"قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا"

ملتان کا نام شہرہ آفاق ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(پ ۷ - ع ۴)

لیجئے دو جھوٹوں کا ذکر تو قرآن مجید ہی میں آگیا۔ باوجودیکہ بیمار نہ تھے مگر تاروں میں نظر کرکے کفار پر بیماری ظاہر کی۔ اگر فی الواقع بیمار ہوتے تو تاروں میں دیکھ کر کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آپ نے بت توڑ کر بڑے بت کا نام لے دیا۔ پھر جو توجیہ یا تاویل وہ قرآن مجید کی کرے گا اسی قسم سے حدیث کی سمجھ لیجئے گا۔

اور سنیئے!

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۝ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ الآیۃ (پ ۷ - ع ۱۶)

"پھر جب ابراہیمؑ پر رات چھا گئی تو ایک تارے کو دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ کرے گا تو میں البتہ گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے۔

دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تارے، سورج، چاند کو خدا کہا۔ یہاں پر بتائیے تارے، سورج، چاند کو خدا کہنا سچ ہے۔؟ یا جھوٹ۔ معترض بری طرح پھنسا۔ اگر اس کو جھوٹ کہتا ہے۔ تو جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو سچ کہتا ہے تو جھوٹ بھی ہے اور مشرک بھی بنتا ہے۔

پھر لطف یہ کہ یہ جھوٹ بھی حقیقی ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ پیچھے انہوں نے اس کی تردید کر دی۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ ان کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا جو سچ نہ تھا۔ مگر تاہم ان پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں

لیجئے! معترض حدیث کے ماننے والوں کو تین جھوٹوں کا الزام دے رہا تھا۔ خود اسی پر پانچ ثابت ہو گئے۔ اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے

پھر جو تاویل یا توجیہ پانچ کی کرے اسی قسم سے ہماری توجیہ سمجھ لیجئے گا۔

بلکہ حدیث میں جن جھوٹوں کا ذکر ہے وہ حقیقی نہیں مجازی ہیں۔ یعنی ذو معنیٰ کلام ہے، توریہ ہے۔ اور قرآن مجید والے حقیقی ہیں۔

اور ہم تو اس سے زائد بتائے دیتے ہیں کہ حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ ان مقامات میں صورت کذب کی ہے۔ کذب حقیقی نہیں۔ ظاہر اور متبادر مفہوم ان کا کذب ہے کہ فوری مخاطب

معجون کی گھسڑی کا ایک مرتبہ ضرور تجربہ کیجئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس کو سمجھتا ہے وہ کذب ہے اور درحقیقت وہ کذب نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کو بہن کہا تو مخاطب نے حقیقی بہن سمجھا مگر ان کی غرض دینی بہن تھی۔

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"

بلکہ کتب سابقہ سے تو ان کی چچیری بہن بھی معلوم ہوتی ہے۔ مگر ظاہری صورت کلام کی کذب کی ہے اور گو اس پر مواخذہ نہ ہو مگر اہم بڑے لوگوں کو ایسے امور سے شرم آتی ہے۔

کہئے! اس پر کیا اعتراض ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ صرف معترض کی کج فہمی ہے۔

"إِنِّي سَقِيمٌ" اور "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ" چونکہ قرآن مجید میں ہے اس لئے میں نے ان کی توجیہ نہیں کی تاکہ معترض ہی خود بیان کرے۔

معترض نے ایک اور اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ مار دیا کہ ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔

میں کہتا ہوں کہ ہاں ایسا ہی ہوا ہے کہئے اس پر کیا اعتراض ہے؟

اس پر کوئی عقلی استحالہ پیش کیا ہوتا۔ یا قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہوتی جو اس کے مخالف ہوتی۔ مگر معترض سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔

کیا معترض نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے آدمیوں کی شکل میں آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بچھڑے کا گوشت بھون ان کے کھانے کو لائے۔

ان کے نہ کھانے سے خوف زدہ ہوئے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی ان کو دیکھکر قوم کی شرارت سے گھبرائے

(سورۃ ہود)

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا تو انہوں نے "إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا" کہا۔

(سورۃ مریم)

ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں گھر آ گیا۔ وہ پہچانے نہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم اور لوط علیہما الصلوٰۃ والسلام پہلے پہل نہ پہچانے۔

پھر اگر بے خبری کی حالت میں ایک اجنبی آدمی جان کر تھپڑ مار دیا تو کیا تعجب ہے۔

بہر حال یہ کوئی اعتراض نہیں محض ایک وہم ہے۔ فقط

(برہان)

گھڑی خریدتے وقت [illegible] کا نام ضرور دیکھ لیجئے!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احادیثِ طیبہ
سر اور آنکھوں پر

(از حضرت مولانا الحافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی)

اہلِ اسلام کی خدمت میں بحقِ اخوتِ اسلام عرض پرداز ہے۔ کہ اس دورِ پُرفتن میں طرح طرح کے فتنے نمودار ہو رہے ہیں۔ لہذا وہ اپنے ایمان اور اسلام کی دولت سے ہوشیار اور باخبر رہیں کہ کوئی اُچک کر نہ لے جائے۔

اللہ تعالیٰ ہر فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اس وقت جو ایک فتنہ نمودار ہے، وہ **انکارِ حدیث** کا فتنہ ہے۔ منکرینِ حدیث کا گروہ جو "فرقۂ قرآنیہ" کے نام سے موسوم ہے وہ اس فتنے کا بانی مبانی ہے۔ پہلے بھی یہ فتنہ اُٹھ چکا ہے۔ لیکن اس وقت میں اور پہلے میں یہ فرق ہے کہ پہلے فقط حدیثِ نبویؐ کے منکر تھے۔ لیکن اس وقت کے منکرینِ حدیث، حدیثِ نبوی اور صحابہ کرام اور امتِ محمدیہ کے چودہ قرون کے محدثینؒ اور مفسرینؒ کے استہزاء اور تمسخر پر بھی تُلے ہوئے ہیں۔ اور اُن علماءِ ربانیین کی تحمیق و تجہیل و تذلیل میں ان کا قلم رواں ہے کہ جن کی علماء اولین اور آخرین میں کوئی نظیر نہیں۔ جس کا جی چاہے امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کھول کر تمسخر کرے مگر یہ یاد رکھے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند
حلمِ حق با تو مواساہا کند
چوں ز حد بگذری رسوا کند

یورپ کے مؤرخین کا استہزاء و تمسخر تو خلافِ تہذیب ہے۔ مگر حضرات محدثینؒ کا استہزاء عینِ تہذیب ہے۔

خسرو پرویز نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کی ممتاز ترین گھڑی لمٹن کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نامہ والا نامہ چاک کیا اور اس کو پارہ پارہ کیا۔ اللہ نے اس کو پارہ پارہ کیا۔

خسرو پرویز کے نام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ارسال فرمایا تھا، وہ آپ نے خود اپنے دست مبارک سے نہیں لکھا تھا۔ اس لئے کہ آپ نبی اُمّی تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہؓ ہی سے لکھوایا جاتا تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جیسے کہ ہم کو حاصل ہوئیں اور تابعین کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی پہنچی ہیں۔ ان کو سر اور آنکھوں پر رکھنا اور بوسہ دینا چاہئے۔

ابولہب شقی بھی انکار کر کے گلی کوچوں میں یہی کہتا پھرتا تھا کہ

"اے لوگو! تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کوئی بات (حدیث) نہ سننا"

منکرین حدیث بھی آج گلی کوچوں میں یہی ڈھنڈورا پیٹتے پھر رہے ہیں، کہ یہ سب حدیثیں خرافات اور مفتریات کا انبار ہیں قابل اعتبار نہیں۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۔۔۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

اہل اسلام کا عقیدہ !

عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک تمام امت محمدیہ کے علماء و صلحاء اور عوام و خواص سب کا یہ عقیدہ رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا کہ حضور اکرمؐ کی ذات بابرکات آقائے نبوت و رسالت ہے۔ اور آپ کا وجود باجود تمام عالم کے لئے رحمت ہے۔ اور آپ کی حدیث اور سنت امت کے لئے حجت اور مشعل راہ ہے۔ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کیمیائے سعادت اور کلید جنت ہے۔ اور آپ کا عشق اور آپ کی محبت آخرت میں موجب شفاعت اور جنت میں باعث معیت و رفاقت ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝

(پ ۵ - سورۂ نساء)

"اور جو شخص اللہ رسولؐ کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام فرمایا ہے۔ (یعنی انبیاء علیہم السلام) اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں۔

موجودہ وقت میں لاثانی گستری انہی کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث کا عقیدہ

منکرین حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض قاصد اور ڈاکیہ کی سی ہے۔ اللہ کا پیغام پہنچا دینے کے بعد نبیؐ کو لوگوں سے کچھ کہنے سننے کا حق باقی نہیں رہتا خدائے تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینے کے بعد نبیؐ کی حیثیت عام انسان کی سی ہو جاتی ہے۔

گویا نبی اور امتی سب برابر ہو جاتے ہیں۔ کفار لئام ہمیشہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے یہی کہتے آئے۔

"قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔"

(س۔ یٰس۔ پ ۲۲)

"کفار نے انبیاء کرام سے یہ کہا۔ کہ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے آدمی"

یعنی ہم تمہاری کیوں سنیں اور کیوں تمہاری اطاعت کریں ؎

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ کہ منصب نبوت و رسالت کے اعتبار سے نبی کی کوئی دینی اور شرعی حیثیت نہیں۔ بلکہ نبی مسلمانوں کا امیر جماعت اور ناظم ہونے کی حیثیت سے واجب الاطاعت ہے۔

جیسے ہر زمانہ میں امیر کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی بھی اپنے زمانہ کا امیر اور حاکم ہوتا ہے۔ اسی حیثیت سے اس کی اطاعت واجب اور لازم ہوتی ہے۔

باقی نبی ہونے کی حیثیت سے نبی کا کوئی فعل اور قول حجت نہیں۔ صرف اللہ کا حکم واجب العمل ہے۔ "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ"۔ سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں۔ غیر اللہ کے حکم کو ماننا شرک ہے۔ کیا ان مدعیان قرآن کے قرآن میں یہ آیت نہیں؟

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ"

جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (نساء)

منکرین حدیث کا مقصود قرآن کریم کا اتباع نہیں۔ بلکہ توحید کی آڑ لے کر نبوت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں۔ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" کا اقرار "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے منافی اور مباین ہے؟

انکار حدیث کی اصل وجہ!

انکار حدیث کی یہ وجہ نہیں کہ حدیث ہم تک معتبر ذریعہ سے نہیں پہنچی۔ بلکہ انکار حدیث کی

لطیف دواچ کمپنی صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے۔ آزاد رہنا چاہتی ہے۔ نفس یورپ کی تہذیب اور تمدن پر عاشق اور فریفتہ ہے۔ اور انبیاء و مرسلین کے تمدن سے متنفر اور بیزار ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ اور ملتِ بیضاء اور احادیث نبویہ اور سنن مصطفویہ قدم قدم پر شہواتِ نفس میں مزاحم ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اولین مقصد نفسانی خواہشوں کو کچلنا اور پامال کرنا ہے۔ اس لئے کہ شہوتوں کو آزادی دینے سے دین اور دنیا دونوں ہی تباہ ہو جاتے ہیں

اس لئے منکرینِ حدیث نے ان دو متضاد راہوں میں تطبیق کی ایک نئی راہ نکالی وہ یہ کہ حدیث کا تو انکار کر دیا جائے جو ہماری آزادی میں سدِ راہ ہے اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآنِ کریم کا اقرار کر لیا جائے۔

کیونکہ قرآن کریم ایک اصولی اور قانونی کتاب ہے اس کی حیثیت ایک دستورِ اساسی کی ہے جو زیادہ تر اصول اور کلیات پر مشتمل ہے۔ جس میں ایجاز اور اجمال کی وجہ سے تاویل کی گنجائش ہے۔

اور احادیث نبویہؐ اور اقوالِ صحابہؓ میں ان اصول اور کلیات کی شرح اور تفصیل ہوا کرتی ہے تاویل کی گنجائش نہیں۔ اس لئے اس گروہ نے حدیث نبویؐ کا تو انکار کر دیا اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن کریم کو مان لیا۔ اور اس کے مجملات اور موجز کلمات میں ایسی من مانی تاویلیں کیں جس سے ان کے اسلام اور یورپ کے کفر اور الحاد میں کوئی منافات ہی نہ رہی۔ فذالک غایۃ طلبھم و نہایۃ طلبھم۔

منکرینِ حدیث سے ایک سوال!

منکرینِ حدیث یہ بتلائیں کہ جب نبیؐ کا قول حجت نہیں۔ تو نبیؐ کا یہ قول کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کیسے حجت ہوا۔ قرآن کا کلام اللہ ہونا بھی تو نبیؐ ہی کے قول سے معلوم ہوا جو ایک شخص کی خبر ہے اور خبرِ واحد ظنی ہوتی ہے۔ اور ظن حجت نہیں۔

نیز قرآنِ کریم کے راوی بھی وہی حضرات صحابہؓ و تابعینؒ ہیں جو آپ کے نزدیک حجت نہیں اور جو شکوک اور شبہات احادیث کی روایت میں پیش کئے جا رہے ہیں وہ شکوک اور شبہات قرآنِ کریم کی روایت اور سند میں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔

تو کیا قرآنِ کریم کی حجیت سے بھی دست بردار ہونے کا ارادہ ہے۔

فقط والسلام

(انوار)

لٹن کی گھڑی کے پرزوں پر موسم کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید اور حدیث شریف

آپس میں لازم ملزوم ہیں

(از حضرت مولٰینا الحافظ الحاج ابو محمد عبدُ الوہّاب صاحبؒ محدّث دہلوی)

ہر فرد بشر مرد ہو یا عورت اُس پر ایک امر کا دریافت کرنا ضروریات سے ہے۔ وہ امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کی طرف ایک ہی امام، پیشوا، پیر، رہبر محمد مصطفیٰ صلعم خاتم النبیین کو دو چیزیں دیکر بھیجا۔ تاکہ وہ امام، پیشوا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی بے مرضی سے آگاہ کر دے۔ جو چیز اُن کو جنت کے قریب کر دے وہ ان کو فرما دیں اور جو چیز ان کو جہنم سے بعید، دور کر دے وہ بھی انکو جتلا دیں۔ سو آنحضرت صلعم نے ویسا ہی کیا۔ کچھ قصور اور کوتاہی نہیں فرمائی۔ اور وہ دو چیزیں یہ ہیں ایک کلام خدا جس کو قرآن فرقان کہتے ہیں دوسرے کلام رسولؐ جسکو حدیث شریف کہتے ہیں یہ دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ حدیث شرح اور تفسیر قرآن کی ہے۔

(ھدایۃ النبی المختار)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حفاظ حدیث

(از جناب محترم مولانا محب اسعد عبدالحق صاحب ملتانی معلم دینیات)

آج کس انسان کو یہ عزت و شرف حاصل ہے جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ ان کے گیارہ ہزار سے قریب ایسے شاگردوں (اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا نام و نشان تحریری صورت میں تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ جن میں سے کم و بیش ہر ایک نے اقوال و افعال نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا ہے۔ یعنی جنہوں نے روایت حدیث کی خدمت سر انجام دی۔

اور یہی سبب ان کے تاریخی زندگی کا ہوا۔

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے جن اصحاب کی سب سے زیادہ روایتیں ہیں ان کو بیان کر دیا جائے تا کہ آپ معلوم کر سکیں کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مبلغ کون تھے؟

اور اس دولت کے سب سے بڑے سرمایہ دار کون تھے؟

حفاظ حدیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مفصل نقشہ صفحہ ۴۳۲ پر ملاحظہ ہو۔

گھڑی کیسے امن کا نامہ پیا دو نگیے سبا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	عدد حدیث	سنہ وفات
۱	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۵۳۷۴	سنہ ۵۹ ہجری
۲	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۲۶۳۰	سنہ ۷۳ ہجری
۳	انس بن مالک " "	۲۲۸۶	سنہ ۹۳ ہجری
۴	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۲۱۰	سنہ ۵۸ ہجری
۵	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۶۶۰	سنہ ۶۸ ہجری
۶	جابر بن عبداللہ " "	۱۵۴۰	سنہ ۷۸ ہجری
۷	ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	۱۱۷۰	سنہ ۷۴ ہجری
۸	عبداللہ بن مسعود " "	۸۴۸	سنہ ۳۲ ہجری
۹	عبداللہ بن عمرو بن عاص " "	۷۰۰	سنہ ۶۵ یا ۶۳ ہجری
۱۰	علی بن ابی طالب " "	۵۳۶	سنہ ۴۰ ہجری
۱۱	عمر بن الخطاب " "	۵۳۷	سنہ ۲۳ ہجری
۱۲	ام سلمہ (ام المومنین) " "	۳۷۸	سنہ ۶۲ ہجری
۱۳	ابوموسیٰ اشعری " "	۳۶۰	سنہ ۵۰ ہجری
۱۴	براء بن عازب " "	۳۰۵	سنہ ۷۲ ہجری
۱۵	ابوذر غفاری " "	۲۸۱	سنہ ۳۲ ہجری
۱۶	سعد بن ابی وقاص " "	۲۷۱	سنہ ۵۵ ہجری
۱۷	ابوامامہ باہلی " "	۲۵۰	سنہ ۸۶ ہجری

بہترین گھڑیاں اور ٹائم پیس اور گھنٹوں کے لئے لنڈن کا نام یاد رکھئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جن سے دو سو سے کم اور ایک سو سے زائد احادیث مروی ہیں ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ عبادہ بن صامت " "
۳۔ عمران بن حصین " "
۴۔ ابو درداء " "
۵۔ ابو قتادہ " "
۶۔ بریدہ بن الحصیب " "
۷۔ ابی بن کعب " "
۸۔ معاویہ بن ابی سفیان " "
۹۔ معاذ بن جبل " "
۱۰۔ ابو ایوب انصاری " "
۱۱۔ عثمان بن عفان " "
۱۲۔ جابر بن سمرہ " "
۱۳۔ ابوبکر الصدیق " "
۱۴۔ مغیرہ بن شعبہ " "
۱۵۔ ابو بکرہ " "
۱۶۔ اسامہ بن زید " "
۱۷۔ ثوبان " "
۱۸۔ سمرہ بن جندب " "
۱۹۔ ابو مسعود الانصاری " "
۲۰۔ جریر بن عبداللہ البجلی " "

ان کے علاوہ جنہوں نے ایک سو سے کم اور دس سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں وہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

اور جنہوں نے دس سے کم ایک حدیث تک روایت کی ہے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

علامہ ابن الجوزیؒ نے ان سب کو بالتفصیل "تلقیح" میں بیان کیا ہے۔

بعض الحاد پسند مسلمان اور عام طور پر مسیحی مشن ریز اس بنا پر کہ روایاتِ نبویہ کی تحریر و تدوین کا کام آں حضرت کی وفات کے نوّے برس بعد شروع ہوا۔ ان کی صحت اور وثوق میں شک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہم نے جس تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پوری روداد رکھ دی ہے اور ذیل بتلاتے ہیں کہ صحابہ کرام کس شوق کے ساتھ احادیث کو حاصل کرتے اور کس احتیاط کے ساتھ احادیث کو محفوظ رکھتے اور کس دیانتداری کے ساتھ انہوں نے آنے والی نسل کو امانتِ الٰہی سپرد کی۔

اس سے خود اندازہ ہو جائیگا کہ گو وہ تحریری صورت میں بہت بعد کو آئی ہیں لیکن ان کی صحت اور وثوق میں کوئی شک نہیں کرسکتا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وَاللّٰہِ مَا کُلُّ مَا نُحَدِّثُکُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْنَاہُ وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ یَکْذِبُ بَعْضُنَا

آپ کے وقت کی بہترین مصرف ماہنامہ المؤمن کی گھڑی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِحَدّثنا۔ (طبرانی کبیر)

خدا کی قسم! تمام وہ احادیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم روایت کرتے ہیں ضروری نہیں کہ آپؐ سے بذاتہ خود سنی ہوں۔ بلکہ ایک دوسرے صحابی سے بھی سن کر روایت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم میں سے کوئی شخص بھی ایک دوسرے کو جھوٹا نہیں بیان کرتا تھا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں

مَا كُلُّ الْحَدِيثِ سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا أَصْحَابُنَا عَنْهُ كَانَتْ تَشْغَلُنَا عَنْهُ رِعْيَةُ الْإِبِلِ۔ (مسند احمد)

تمام احادیث ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بذاتِ خود نہیں سنیں۔ ہمارے ساتھی آپ سے سنتے اور ہمیں بھی وہ احادیث بیان کر دیتے۔ ہم اونٹوں کے چرانے کے شغل میں مصروف رہتے۔

غرض بعض لوگ تو دور دراز مقامات سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ضروری احکام سیکھ کر چلے جاتے۔ اور یہ لوگ پھر دوسروں کو احادیث نبویہ پہنچا دیتے۔

بعض کھیتی باڑی، بعض اونٹ بکری کو چرانے میں مشغول رہتے۔ اور بعض تجارت اور دوکانداری میں مصروف رہتے۔ اور یہ لوگ پھر ان صحابہ کرامؓ سے سیکھ لیتے جنکو آپؐ کی خدمت میں زیادہ تر حاضر رہنے کا موقعہ ملتا۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں (کہ ابو ہریرہ بہت کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے اور باقی مہاجرین و انصار اس جیسی کثرت سے احادیث بیان نہیں کرتے) بات یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف رہتے اور میں ہر وقت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا اور میرے بھائی انصار بھی اسی طرح اپنے کاروبار میں شاغل رہتے۔ اور میں اصحاب صفہ میں سے ایک مسکین آدمی تھا۔ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اور یہ اسی کی برکت ہے۔ کہ میں اس دن سے کوئی حدیث بھی نہیں بھولا۔

(صحیحین، ترمذی)

حفظ و جمع حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت آخر میں عرض کی جاتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ صحابہ کرام نے ایک ایک حدیث کے حاصل کرنے اور اس کے محفوظ رکھنے میں کس کس قدر سعی کی ہیں — اور تکلیفیں برداشت کیں اور کس قدر سینکڑوں میل کے لیے سفر اختیار کیے۔

رضی اللہ عنہ [illegible]

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "باب الخروج فی طلب العلم" کے ذیل

آپ کا قیمتی لمحہ کی گھڑی میں مضمر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ان کے الفاظ میں اس طرح فرماتے ہیں۔

مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص کے پاس ایک حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کرتا ہے۔ اس شخص کے پاس پہونچنے کے لئے ایک اونٹ خریدا۔ اور ایک مہینہ کے بعد اس کے پاس علاقہ شام میں پہنچا اس کے مکان پر پہنچکر معلوم ہؤا کہ یہ شخص عبد اللہ بن اُنیس صحابیؓ ہیں۔ دربان کو میں نے اطلاع کی کہ اندر جاکر کہدو کہ جابرؓ باہر دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا جابر بن عبد اللہؓ ہے؟ میں نے کہا ہاں تو عبد اللہ بن اُنیس باہر آئے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ میں نے کہا کہ۔

"حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ إِنَّكَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ قَبْلَ أَنْ أَسْمَعَهُ"

مجھے ایک حدیث معلوم ہوئی تھی کہ آپ اسے رسول اللہ صلی اللہ سے روایت کرتے ہیں مجھے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ سے اس حدیث کو سننے سے پہلے فوت ہو جاؤں۔

جب صحابہ کرامؓ کے شوق کا یہ عالم ہو کہ ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کرنے اور محفوظ رکھنے کے لئے اس وقت کے ایک مہینہ کی صعوبتیں ان کو ہیچ دکھائی دیتی ہوں تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ایسے عاشقانِ حدیث کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث امتِ محمدیہ کے لئے محفوظ نہیں رہی ہوں گی؟

نہیں بلکہ امتِ محمدیہ کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے نبی کے اقوال وافعال ووقائع، و احوال ایسے محفوظ اور قلمبند ہیں کہ نہ تو دنیا کے کسی نبی نہ کسی مقنن اور نہ کسی فاتح کو یہ درجہ حاصل ہوا۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔

"وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"

عرب فطرتاً نہایت قوی حافظہ لوگ تھے اور وہ اس خاص وصف میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ سینکڑوں اشعار کے قصیدے زبانی یاد رکھتے تھے۔ بلکہ اپنے گھوڑوں اور گھوڑیوں کے نسب نامے بھی یاد رکھتے تھے ....

اس کے علاوہ فطرت کا قاعدہ ہے کہ

گھڑی خریدتے وقت المنٰ کا نام دیکھ لیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوی ہیں سے جس قوی سے زیادہ کام لیا جائے اسی قدر وہ قوت زیادہ ترقی پذیر ہوتی ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین عظام نے قوت حفظ کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔ وہ ایک ایک واقعہ اور ایک ایک حدیث کو اس طرح زبانی سنکر یاد کرتے تھے جیسے آج کل مسلمان قرآن مجید یاد کرتے ہیں۔

ایک ایک محدثؒ کئی کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ حدیثیں زبانی یاد کرتے تھے۔ اور اپنے حافظ میں محفوظ رکھتے تھے۔

اور گو بعد میں لوگ اپنی یادداشت کے لیے لکھ بھی لیتے تھے۔ مگر جب تک وہ زبانی یاد نہ رکھتے لوگوں میں ان کی عزت و وقار نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ خود اپنی تحریری یادداشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے۔ تاکہ لوگ ایسا نہ سمجھیں کہ ان کو یہ چیزیں یاد نہیں۔

علاوہ ازیں کہ عرب کا حافظہ فطرتاً نہایت قوی تھا اس لیے صحابہ کرام نے احادیث کو زیادہ تر اپنے سینوں میں محفوظ رکھا۔

مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر بھی انہوں نے احادیث کو عام طور پر تحریر میں لانا مناسب نہیں سمجھا۔

۱۔ شروع شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے علاوہ کسی اور چیز کو کتاب کی صورت میں رکھنے کی ممانعت کردی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

"لَا تَكْتُبُوا عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ"

"قرآن کے علاوہ مجھ سے اور کچھ نہ لکھو۔"

اور یہ اس لیے تھا کہ عام لوگوں میں قرآن اور غیر قرآن کا باہمی التباس نہ ہو جائے۔

چنانچہ جب قرآن کریم کا دوسرے کلام کے ساتھ ملتبس ہونے کا خطرہ جاتا رہا تو آخر میں آپ کسی کسی کو اجازت دے دیتے تھے۔ اس پر بھی اکثر صحابہؓ احادیث کو قلمبند کرنے سے اخیر دم تک احتیاط برتتے تھے۔

۲۔ اس لیے کہ ان کو خیال تھا کہ وقائع کے تحریری صورت میں آجانے کے بعد لوگوں کا پھر اعتنا، توجہ اور مشغولیت ان کے ساتھ باقی نہیں رہتی۔ اور لوگ تحریری مجموعہ کے موجود رہنے کے باعث حفظ اور زبانی یاد رکھنے کی محنت سے جی چرائیں گے۔

اور یہی واقعہ ثابت ہوا۔ چنانچہ جیسے جیسے علم کتابوں میں منضبط ہوتا چلا گیا اسی طرح سینوں سے گھٹتا چلا گیا۔

۳۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ ابھی تک عرب میں لوگ کسی واقعہ کو لکھکر اس کی مدد سے اپنے ذہن میں رکھنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ اور اپنی کمزوری کا یہ اعلان سمجھتے، جانتے تھے۔ اس لیے اس کو چھپاتے تھے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ زبانی یاد- داشت تحریری یادداشت سے زیادہ محفوظ

لٹن واچ کمپنی ۲ صدر کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔ کیونکہ تحریری یادداشت کی حفاظت غیروں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اس میں کمی بیشی کر دے۔

مگر جو نقوش دلوں کی لوحوں پر کندہ ہو گئے ان میں پھر تغیر و تبدل ممکن نہیں۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احادیث کی پہلی کتاب امام مالکؒ کی موطا اور ابن اسحاق کی کتاب "المغازی" ہے۔ اور یہ دونوں بزرگ ہمعصر تھے اور ان کی وفات بترتیب ۱۷۹ھ اور ۱۵۱ھ میں ہوئی ہے۔ اس لئے تحریر و تدوین کتب احادیث و سیر کا زمانہ دوسری صدی ہجری قرار دیتے ہیں۔

حالانکہ اس سے بہت پہلے تحریر و ترتیب اور تدوین احادیث کا پتہ چلتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے یہ پیش کرتے کہ عہد نبویؐ میں ہی احکام و فرائض اور سنن کا تحریری سرمایہ جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ نے خطبہ دیا تو ابوشاہ یمنی صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! "اُكْتُبُوا لِي"۔ حضورؐ مجھے یہ لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ

"اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ يَعْنِي الْخُطْبَةَ"

"ابوشاہؓ کو خطبہ لکھ دو" (بخاری)

۲۔ عمرو بن شعیبؒ کے دادا اور حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہم کو حضورؐ نے حدیث شریف کے لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۳۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ احادیث نبوی کو لکھا کرتے تھے (۴) عمرو بن حزمؓ کو حضورؐ نے حدیثیں لکھوائیں (۵) حضرت وائل بن حجرؓ کو حضرموتؓ جاتے وقت حضورؐ نے ایک نامہ لکھ کر دیا جس میں نماز، روزہ، سود، شراب وغیرہ کے احکام تھے۔ (۶) حضرت علیؓ کے پاس ان کی تلوار کی نیام میں مجموعہ احادیث کا ایک صحیفہ تھا۔ (۷) اہل یمن کو حضورؐ نے حدیثیں لکھوا کر بھیجیں۔ (۸) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہد خلافت میں آں حضرت کے فرمان صدقات کے متعلق تلاش کے لئے اہل مدینہ کے پاس قاصد بھیجا تو وہ مجموعہ احکام صدقات عمرو بن حزم صحابی کے لڑکوں کے ہاں سے مل گیا۔ (۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ابو رافعؓ سے آں حضرت کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس کی کتابوں میں ان کے انتقال کے بعد حضورؐ کا رئیس عمان کے نام لکھا ہوا خط بجنسہ نقل کیا ہوا ملا۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط لکھوا کر اور مہر ثبت کروا کر سلاطین عالم کے نام بھجوائے تھے ان میں سے ایک خط شاہ مصر کے نام تھا جو آج سے پہلے تیس پینتیس برس ہوئے لندن کی لائبریری میں ملا جس میں بعینہٖ آنحضرت کے خط کی وہی عبارت ہے اور اسی طرح دستخط ہیں جس طرح صحیح بخاری شریف اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمع وتدوینِ حدیث میں تابعین کی مساعیٔ جمیلہ

۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو تمام صحابہ میں سب سے زیادہ حافظ الحدیث سمجھے جاتے ہیں ان کے شاگرد ہمام بن منبہؒ نے ان کی روایتوں کا کچھ مجموعہ تیار کیا تھا جو صحیفہ ہمامؒ کے نام سے احادیث میں مشہور ہے۔ اور ناصر السنہ امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند جلد ۲ میں صفحہ ۳۱۲ سے صفحہ ۳۱۸ تک اس میں سے نقل بھی کیا ہے۔

۲۔ بشیر بن نہیکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ سے ان کی روایتوں کا ایک مجموعہ کتاب کی شکل میں لکھا اور پھر میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اس کتاب کی روایت کی اجازت چاہی انہوں نے مجھے اجازت دیدی (ترمذی کتاب العلل ص۲۳۹)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ ایک دفعہ ایک شخص کو اپنے مکان پر بلا کر لے گئے اور ان کو کچھ اوراق دکھائے اور کہا یہ میرے مرویات ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ان کے ہاتھ کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔

(فتح الباری ج۱ ص۱۸۴)

۴۔ حضرت انسؓ جن کی روایات تمام صحابہ میں تیسرے درجہ پر ہیں اپنے بیٹوں کو فرمایا کرتے کہ میرے بچو علم کو احاطہ تحریر میں لاؤ! (دارمی ص۶۸)

۵۔ اور تقریباً یہی الفاظ فاروقِ اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ کہ وہ فرمایا کرتے۔ لوگو! علم کو احاطہ تحریر میں لاؤ! (دارمی ص۶۸)

۶۔ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے رات کو روایتیں سنتا تھا تو پالان پر لکھتا تھا صبح کو پھر میں اس کو صاف کر لیتا تھا (دارمی ص۶۹)

۷۔ براء بن عازبؓ صحابی کے پاس بیٹھکر لوگ ان کی روایتوں کو لکھا کرتے تھے۔ (دارمی ص۶۹)

۸۔ نافعؒ جو حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں تیس برس رہے تھے وہ اپنے سامنے لوگوں کو لکھوایا کرتے تھے (دارمی ص۶۹)

۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمنؒ ایک کتاب نکال کر لائے اور قسم کھا کر کہا کہ یہ میرے باپ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (جامع بیان العلم ص۷۲)

۱۰۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عمرو بن حزم کے لڑکے کو بطور خط لکھا کہ تمہارے پاس جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کو لکھکر میرے پاس بھیجدو۔ مجھکو علم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (دارمی ص۶۸)

۱۱۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اہلِ مدینہ کو لکھا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرو۔ اور پھر اس کو قلمبند کرو مجھکو علم اور اہلِ علم کے رخصت ہو جانیکا خطرہ ہے (دارمی ص۶۵)

۱۲۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں عمر بن عبدالعزیزؒ کی اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام علاقوں میں یہ حکم بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو دیکھو اور اسکو کتاب کی شکل میں جمع کرو۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے سب سے پہلے جس بزرگ نے جمع حدیث کی خدمت سرانجام دی وہ ابن شہاب زہری ہیں۔ اور منتظم طریق پر تدوینِ حدیثِ نبوی کا یہ ابتدائی عہد ہے۔ (تدریب ص۴۵)

امام زہریؒ سنہ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوت ہوئے۔ انہوں نے جس محنت اور کاوش سے آں حضرت کے اقوال و افعال تلاش و جستجو کے بعد جمع کئے۔ اس کا اندازہ اس بیان سے کرتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ کے ایک ایک انصاری کے گھر جاتے جوان، بوڑھے، عورت، مرد جو مِل جاتا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں سے جاکر آں حضرت کے اقوال و حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے۔ (تہذیب۔ ترجمہ زہری)

ان اقتباسات اور حوالہ جات کے نقل کرنے سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ تحریری سرمایہ ہی اگر دنیا میں قابلِ وثوق ہوسکتا ہے تو خود عہدِ نبوی میں اور صحابہ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو جمع کیا۔ اور پچھلوں کے لئے یادگار چھوڑا اور صحابہ ہی کی زندگی میں تابعین نے ان تمام مرویات، واقعات، حالات اور اقوال کو جن کا کسی طرح بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق تھا ایک ایک سے پوچھکر ایک ایک کے دروازہ پر جاکر بوڑھے، جوان، مرد، عورت سب سے تحقیق کرکے ہمارے لئے خزانہ فراہم کردیا۔

امام زہریؒ کے علاوہ سعید بن المسیبؒ۔ عبید اللہ بن عبد اللہؒ عروہ بن زبیرؒ۔ حسن بصریؒ۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ۔ ہشام بن عروہؒ۔ قیس بن ابی حازم، عطار بن ابی رباحؒ، سعید بن جبیرؒ۔ ابوالزناد اور سینکڑوں ایسے تابعین ہیں جنہوں نے دیوانہ وار ہرجگہ گھوم کر روز و شب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال کی جمع و ترتیب، تعلیم و تدریس اور نشر و اشاعت میں مشغول تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں صرف اسی کام کیلئے وقف کردی تھیں۔ اس کے سوا دنیا کے ہر کام سے وہ کنارہ کش ہو گئے تھے۔ ....

تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد محدثین کرام کے عہدِ مبارک میں جس کا زمانہ عروج امام بخاریؒ کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ کس قدر ہزاروں کی تعداد میں اہل علم تھے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں صرف تلاش حدیث، جمع حدیث اور تعلیم و تدریسِ حدیث کے لئے وقف کردی تھیں۔

اس کا اندازہ آپ شاید اس سے بھی کرسکیں۔ کہ صرف مدینہ منورہ میں جن تابعین نے بڑے بڑے صحابہؓ کو دیکھا اور ان سے احادیث حاصل کیں ان کی تعداد ۱۳۹ ہے۔ طبقہ دوم کے تابعی جنہوں نے عام صحابیوں کو دیکھا اور ان سے احادیث حاصل کیں ان کی تعداد ۱۲۹ ہے۔ طبقہ سوم کے تابعین جنہوں نے متعدد یا کسی نے کسی صحابی کو دیکھا اور ان سے روایتِ حدیث کی ان کی تعداد ۸۷ ہے۔ کُل تعداد ۳۵۵ ہے۔

اسی پر آپ مکہ مکرمہ، طائف، یمن۔ بصرہ۔ کوفہ۔ مصر۔ شام وغیرہ کے تابعین کا اندازہ لگا لیجئے۔ جو اپنے اپنے شہر میں صحابہ کرامؓ کا شرفِ تلمذ رکھتے تھے۔ اور جن کا روز و شب کا مشغلہ ہی احادیثِ نبویہ کا جمع کرنا اور اس کی تعلیم و تبلیغ کرنا تھا۔ تابعینؒ نے نہ صرف اپنے اپنے شہروں میں صحابہ کرامؓ سے روایتِ حدیث کی بلکہ دور دور کا سفر کرکے سینکڑوں صحابہ کرام سے حدیث حاصل کی۔ حسن بصریؒ پانچ سو صحابہؓ کی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ایک سو بیس صحابہ کی شرفِ ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ شکر اللہ ماعلیھم وجزاھم عنا وعن جمیع المسلمین خیرًا۔ فقط والسلام

(بشکریہ اعلام المتقین)

گھڑی خریدتے وقت ملٹن کا نام ضرور دیکھ لیجئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے بعد

حدیثِ نبوی کا درجہ

(از جناب محترم معاصر مولانا الحاج عبدالمجید صاحب مدیر جریدہ الحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کہ قرآن کے بعد اگر کسی چیز کا درجہ ہے تو حدیث نبوی ہے۔ اور تمام علوم سے بہتر وافضل اور مفید تر اگر کوئی علم ہے تو وہ بھی علمِ حدیث ہی ہے۔

"عِلْمُ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْقُرْآنِ أَفْضَلُ الْعُلُوْمِ"

"قرآن مجید کے بعد علم حدیث ہی ہے۔ جو جملہ علوم سے افضل ہے"

مگر یہ جاننے کے باوجود کتنے مسلمان ہیں۔ جو علمِ حدیث کا شوق رکھتے ہیں؟ اور کتنے مسلمان بچے ہیں جو عربی مدارس میں حدیث شریف کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟ اگر آپ یہ اعداد و شمار معلوم کرنے کی کوشش فرمائیں گے تو حیرت و استعجاب انگشت بدنداں رہ جائیں گے کہ اس وقت ان کی تعداد دو فیصدی بھی نہیں ہے۔

آپ کو اس وقت علوم دنیوی حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں کالج اور ہزارہا سکول مل جائیں گے۔ مگر علوم دینی اور بالخصوص حدیث نبوی پڑھنے کے لئے چند مدارس کے سوا جو انگلیوں پر گنے جا سکیں کوئی کالج نظر نہ آئیگا۔

انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہمارے نوجوان اور ان کے والدین نہ روپیہ کی پرواہ کرتے ہیں نہ سفر کی۔ برلن، گلاسکو اور لندن یونیورسٹی کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے ساتوں سمندر پار بھی چلے جاتے ہیں۔

اور ہزاروں کی تعداد میں سالانہ فارغ التحصیل ہوکر آتے ہیں۔

مگر مدینہ یونیورسٹی کی سند حاصل کرنے کے لئے کبھی کسی نے سارى عمر تک خیال نہیں کیا۔

عام لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ شاید

ان حرفوں کو نوٹ کر لیجئے! ل۔ ھ۔ ٹ۔ ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث چند مسائل کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو صرف نماز، روزہ، اور حج زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق ہیں بس یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں۔ اور اپنی اولاد کو مروّجہ علوم ہی کے لئے مختلف سکولوں میں داخل کرتے پھرتے ہیں۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ احادیث صرف مسائلِ دینیہ اور احکامِ اسلامیہ کا مجموعہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں اخلاق، معاد، معاش، تمدن، تجارت، صنعت وغیرہ جملہ ضروریاتِ انسانی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اور حقیقت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خوبی سے ان چیزوں کو بیان فرمایا ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان آج تک اس خوبی سے بیان نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی کسی میں یہ طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ بجز تائید ایزدی کے ایسے جامع مانع اسباق دنیا کے سامنے پیش کرے۔

پس مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے۔ کہ وہ سب کی قیادت وامارت کو چھوڑ کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائیں۔ اور حضور کے احکام وارشادات پر کسی کے حکم کو ترجیح نہ دیں۔ مثل مشہور ہے کہ "کلام الملوک ملوک الکلام" "یعنی بادشاہ کا ــــ کلام سب کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے"

اگر یہ سچ ہے۔ اور یقیناً سچ ہے۔ تو پھر مسلمانوں کو حضورؐ کے کلامِ پاک "احادیث" پر کسی شاعر کسی ادیب۔ کسی ڈرامہ نویس اور کسی افسانہ نگار کے شعروں، ڈراموں، افسانوں کو ترجیح نہ دینی چاہیئے۔ اور ان سب کو پسِ پُشت ڈال کر پہلے قرآن کریم و کتبِ احادیث پڑھنی چاہئیں۔ اور اپنے بیوی، بچوں۔ عزیزوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں کو بھی پڑھانی چاہئیں۔ کیونکہ ہماری دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے۔ فقط

(ع۔ ث)

صحیفہ اہلحدیث کراچی کے چار خریدار بنا کر ان کی قیمت دفتر میں بھیج کر یہ "حدیث نمبر" مفت حاصل کیجئے! (مینجر)

اپنے قیمتی وقت کی حفاظت کیلئے ملٹن کی گھڑی خریدیئے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاریخ حدیث

(از جناب مولانا مقبول احمد صاحب مجاہد مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام ضلع لائلپور)

برادرانِ اسلام! چونکہ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات سے متاثر ہو کر بعض مسلمانوں کا بھی یہ خیال ہے کہ احادیثِ نبویہ کی تحریر و تدوین کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کئی سو سال بعد شروع ہوا ہے، کئی سو سال افعال و اقوال نبوی کا دفتر صرف زبانی روایتوں تک محدود رہا۔ اور اسی دوران میں بعض لوگوں نے حسبِ ضرورت کئی روایتیں وضع کرنی شروع کر دیں۔ اور جب کتابیں مدوّن ہونے لگیں۔ تو انہیں سنی سنائی باتوں کا نام کتبِ حدیث رکھ لیا گیا۔

تاریخ بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام نے احادیثِ نبویہ کی حفاظت کا قصد اس طریقہ پر کر رکھا تھا۔ کہ قرآنِ کریم کے بعد کسی دوسری آسمانی کتاب کو بھی اتنا مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ کہ وہ اس التزام سے محفوظ ہو۔ کہ جس التزام سے صحابہ کرام نے حدیثِ نبویؐ کو محفوظ کیا تھا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام نے تحریرِ حدیث کا کام جاری کر رکھا تھا اور وہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایتوں کو سنتے فوراً لکھ لیتے۔ چنانچہ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات سے صاف طور پر مل رہا ہے۔ بنظرِ غور ملاحظہ فرمائیے تاکہ آپ کا یہ شک بھی رفع ہو جائے۔

۱۔ مکہ معظمہ میں قبیلہ خزاعہ میں سے ایک شخص نے بنو لیث کا ایک آدمی مار ڈالا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی۔ تو آپ نے مکہ کی عزت و حرمت اور اس میں قتل و قتال کی ممانعت پر ایک خطبہ فرمایا۔ حاضرین میں سے ایک شخص ابوشاہ نے عرض کیا کہ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے! تو آپ نے فرمایا۔ "اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ" "ابوشاہ کو لکھ کر دیدو"۔ (بخاری)

۲۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو اپنی تمام احادیث لکھنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ "اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ"۔ (ابوداؤد)

"یعنی لکھ! خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میرے منہ سے نکلتا ہے وہ حق ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن خدیجؓ کو اپنی ساری حدیثیں لکھنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ راوی مذکور فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا" اِنَّا نَسْمَعُ مِنْکَ اَشْیَاءَ فَنَکْتُبُھَا قَالَ اُکْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ"۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند) یعنی جو کچھ ہم آپ سے سنیں وہ لکھ لیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لکھ لیا کرو۔

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے" جَمَعَ اَبِی الْحَدِیْثَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَتْ خَمْسَ مِائَۃِ حَدِیْثٍ" یعنی میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانچسو حدیثیں ایک کتاب میں لکھکر جمع کی تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

۵۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حدیثِ نبویہ کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ بلکہ جمع بھی کرلیں اور حکم دیا۔ قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ" یعنی حدیث کی کتابیں تیار کرو۔ (مستدرک حاکم)

۶۔ حضرت علیؓ نے اپنے منشیوں کو حکم دیا تھا کہ حدیثوں کو مع سند کے لکھو۔ (حاکم)

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کیطرف ایک کتاب لکھکر بھیجی۔ (نسائی)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتاب لکھوائی جس کا نام کتاب الصدقۃ تھا ابھی اپنے عاملوں کے پاس بھیجنے نہ پائے کہ آپ فوت ہوگئے۔ پھر اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عمل کیا۔ پھر اس پر حضرت عمرؓ نے عمل کیا۔ جب وہ فوت ہوگئے۔ تو یہ کتاب آلِ فاروق کے پاس محفوظ رہی۔ (ابوداؤد)

۹۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑی کتاب لکھ کر اہل یمن کو بھجوائی تھی۔ جس میں زکوٰۃ، دیات، احکام، کبائر، طلاق، عتاق، نماز، قرآن کو ہاتھ لگانے کے مسائل وغیرہ درج تھے۔ (زاد المعاد)

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو اسلام کے ضروری احکام سکھانے کے بعد فرمایا۔ اس کو اچھی طرح حفظ کرلو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو صحیح طور پر پہنچا دو۔ تاکہ وہ بھی یاد کرلیں۔ (بخاری شریف)

تلک عشرۃ کاملۃ

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ احادیث نبویہ کا تحریری سرمایہ عہد نبوی ہی میں محفوظ تھا۔ صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے اس کو جمع کیا تھا۔ اور پچھلوں کے لئے یادگار چھوڑا۔ اور صحابہ ہی کی زندگی میں تابعین نے ان تمام مرویات، واقعات، حالات اور اقوال کو جن کا بھی کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے تعلق تھا۔ ایک ایک سے پوچھکر سب سے تحقیق کرکے ہمارے لئے خزانہ فراہم کردیا۔ جزاہم اللہ خیراً۔ اور ہمیں سوچنے، سمجھنے، پڑھنے، سننے، عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین فقط والسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں حدیثِ نبوی

(از جناب مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری)

مقولہ مشہور ہے "الفضل ماشهدت به الاعداء" خدا تعالیٰ نے حق کے اندر ایسی کشش رکھی ہے کہ کسی نہ کسی وقت اس کی صداقت کی شہادت دینے پر مخالف بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے جہاں انکارِ حدیث پر قلم اُٹھائی، حدیثِ نبوی کی تردید کی، حدیث نبوی کے نقائص بیان کئے۔ وہاں خدا تعالیٰ نے آپ کے قلم سے حدیث اور اہلحدیث کی تعریف، تصدیق اور تائید بھی کرائی۔ آپ "طلوعِ اسلام" کے صفحات پر اپنے طالبِ علمی کے حالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مجھے اپنی طالب العلمی کے حالات کو منظرِ عام پر لانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔ صرف اس خیال سے ان کو لکھ رہا ہوں۔ کہ میرا یہ زمانہ اسلامی ہند میں ایک عظیم الشان مذہبی تحریک یعنی اہل حدیث کے آخری دور کی یادگار ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان دھندلے نقوش سے جن کو میں تحریر میں لا رہا ہوں اس تحریک کے تاریخ نگار کو کچھ مدد مل سکے۔

ہندوستان میں ترکِ تقلید کا خیال حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے پیدا ہوا۔ وہ قرآن کریم پر نظرِ غائر رکھتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کتاب سرتاسر ذہنی غلامی کے خلاف صدائے احتجاج ہے تو اہلِ علم کو تقلیدِ شخصی سے روکنے اور تحقیق کی طرف مائل کرنے کے لئے علمی کوشش شروع کی۔ کیونکہ اس ماحول میں جبکہ قرآن کے ترجمہ کرنے پر مسلمان تلواریں کھینچکر ان کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے تقلید کے خلاف کوئی عملی قدم اُٹھانا سخت دشوار تھا۔

رفتہ رفتہ علماء میں سے کچھ لوگ ان کی باتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی طرف توجہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے پوتے مولانا اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں خالص کتاب وسنت کی حامل ایک جماعت تیار ہو گئی۔ ان لوگوں کے حوصلے بلند تھے۔ اور انہوں نے پوری توجہ اعلاء کلمۃ الحق میں صرف کی۔

اس دور کے بعد جماعت کے بقا کے لئے علماء اہلحدیث نے علمی کوشش شروع کی۔ جن میں شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین عرف "میاں صاحب" خاص طور پر ممتاز ہیں۔

انہوں نے دہلی میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ جو نصف صدی سے زیادہ تک مسلسل جاری رہا۔ ان کے فیض سے ہندوستان میں ہزاروں علماء حدیث پھیل گئے۔ جنہوں نے گوشہ گوشہ میں کتاب وسنت کی اشاعت کی۔ اور تقلید کو مٹایا۔

میاں صاحب کے آخری زمانہ میں نواب صدیق حسن خانؒ نے بھوپال سے اس تحریک کی مالی اور علمی امداد کی۔ جس سے اس کو عظیم الشان تقویت پہنچی۔ ....

میری ولادت میرے وطن موضع جیراجپور ضلع اعظم گڑھ میں ۱۲۹۹ھ میں، ۸ ربیع الاول یوم جمعہ کو ہوئی۔ اس وقت میرے والد حج کو گئے ہوئے تھے۔ حجاج کا یہ قافلہ ہمارے دیار میں اب تک مشہور ہے۔ اس میں علاوہ دیگر نامور بزرگوں کے آٹھ مشہور علماء اہلحدیث تھے۔ جن میں مولانا عبداللہ صاحب جیراجپوری اور مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری بھی تھے۔ ان لوگوں نے علماء حرمین شریفین سے حدیث کی سندیں حاصل کیں۔ یہی وجہ ہوئی کہ واپسی میں دیر لگی۔

(طلوع اسلام اگست ۱۹۵۰ء)

؎ مولانا جیراجپوری کے والد ماجد مولانا سلامت اللہ صاحب بھی اہلحدیث تھے۔ انہوں نے میاں صاحبؒ سے حدیث پڑھی تھی۔ اور میاں صاحبؒ کا رنگ ان پر چڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ مولانا جیراجپوری (طلوع اسلام اگست ۱۹۵۰ء) کے ص ۴۶ پر لکھتے ہیں۔

"اس کے بعد دہلی میں میاں صاحب سے دو سال تک حدیث پڑھی۔ اور انہیں کا رنگ اختیار کیا۔ وطن میں واپس جانے کے بعد کتاب وسنت کی ترویج اور شرک وبدعت کے مٹانے میں مصروف ہوئے۔ جا بجا مواضع میں ان کی تلقین سے اہلحدیث کی جماعتیں پیدا ہو گئیں۔ قبر پرستی، پیر پرستی اور تعزیہ پرستی کو ضلع کے اکثر حصہ سے مٹا دیا۔ اس زمانہ میں جیراجپور میں جو لوگ ان سے حدیث پڑھتے تھے ان میں مولوی عبدالرحمن صاحب مبارکپوری بھی تھے" ۔۔ ۱۲ ص

منکر حدیث سے خطاب!

انکارِ حدیث کا فتنہ لیکے کھڑا ہے تو
اہلِ ضلالت کا قائد رہبر بنا ہے تو
غضب نازل ہو نہ کیوں تیرے قلبِ سیاہ پر
برگشتہ سنت حبیبِ خدا سے ہے تو

(مولانا محمد اسحٰق صاحب کوٹکپوری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منکرینِ حدیث

(از حضرت علامہ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی)

کراچی ۱۰ مئی۔ پیر الٰہی بخش کالونی میں ایک جلسۂ عام کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔
ان لوگوں کا اصل مقصد اپنے رجحانات کے مطابق ایک نیا اسلام تصنیف کرنا ہے۔ یہ حدیث کو اس لئے رد کرتے ہیں کہ قرآن کو اپنے مطلب کے معنی پہنا سکیں۔ یہ آئے دن نرالی باتیں نکال نکال کر سامنے لاتے ہیں۔ اور کھینچ تان کر انہیں قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔
ان کے طرزِ استدلال کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ پچھلے تیرہ سو برس میں پوری امت جاہلوں اور منافقوں اور اسلام کے خلاف سازش کرنے والوں سے لبریز رہی ہے۔ صحابہؓ یا تابعین (نعوذ باللہ) سب کے سب جاہل تھے یا منافق تھے۔ یہ تازہ مثال "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں ایک ایسے صاحب نے پیش کی ہے جو نہ تو قرآن کو جانتے ہیں۔ نہ حدیث سے واقف ہیں نہ اسلامی فقہ پر نظر رکھتے ہیں۔ نہ اسلامی تاریخ پر۔ ایک سطحی واقفیت سے بڑھ کر ان کو کوئی بصیرت حاصل نہیں۔ وہ لکھتے ہیں اور زبردستی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام از روئے قانون شراب کو پسند نہیں کرتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اعلانیہ شراب بکتی تھی۔ اور خلفائے راشدین نے شراب کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔
اب جو شخص علم اور واقفیت کی بنا پر ان کی جاہلانہ بات کو رد کرتا ہے۔ وہ جواب میں اس کی تواضع "ملا کی گالی" سے کرتے ہیں۔

ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے دراصل اسلام کو "ملا ازم" اور مسلمان کو "ملا" کا نام دیا ہے لیکن چونکہ یہ اسلام کو اسلام کہکر گالی نہیں دے سکتے اور مسلمان کو مسلمان کہکر گالی دیں، تو جانتے ہیں کہ یہاں ان کی کیا گت بنے گی اس لئے نام بدل کر دونوں کے بخار نکالتے رہتے ہیں۔

(ا - م - ۱۲ مئی ۱۹۵۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرترد ھاری

حدیث کی روشنی میں ماہِ رمضان المبارک

رؤیتِ ہلال: ماہ رمضان کا چاند دیکھکر روزے رکھنے چاہئیں اور ماہِ شوال کا چاند دیکھکر روزے ختم کرنے چاہئیں۔ اگر بادل گرد و غبار کی وجہ سے ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو پورے تیس کرلینے چاہئیں۔ (بخاری، مسلم)

ماہِ رمضان: یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اسمیں رحمت و جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ منادی ندا دیتا ہے۔ اے طالبِ خیر! بھلائیوں کی طرف متوجہ ہوجا۔ اور اے شر چاہنے والے! شر کو باز آجا۔ ماہِ رمضان کا ادب کرے ــــ اس مہینہ کے روزے رکھنے فرض ہیں۔ روزوں کا ترک کرنا کفر ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورت، بوڑھا اور دائم المریض روزے رکھنے سے عاجز ہو تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ مسافر اور بیمار قضا کرسکتا ہے ــــ ماہِ رمضان کا قیام، شب بیداری تطوع ہے۔ اس سے گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ آٹھ تراویح اور تین وتر پڑھنے سنتِ نبوی ہیں۔ (مشکوٰۃ، مرقات، ترغیب)

سحری و افطاری: سحری کھانا باعثِ برکت ہے۔ اہلِ کتاب اور مسلمانوں کے روزوں کے درمیان سحری امتیازی فرق ہے۔ صبح صادق تک سحری کھانے کی اجازت ہے۔ اتفاقاً کبھی سحری کھاتے کھاتے اذان شروع ہوجائے تو اپنی حاجت کیمطابق کھالے ــــ دل میں روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ افطاری میں جلدی کرنی چاہیئے۔ جو لوگ سورج غروب ہوتے ہی روزہ کھولدیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے ہیں۔ کھجور تر و خشک، دودھ، لسی، پانی وغیرہ پر روزہ افطار کرنا چاہیئے۔ بوقت افطاری یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ بِسْمِ اللهِ ـ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ـ افطار کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللهُ ـ (مشکوٰۃ ـ طبرانی ص۱۵۱)

احترامِ روزہ: جھوٹ بولنے، جھوٹ پر عمل کرنے، قصداً کھانے پینے، غیبت، قے اور جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بھول چوک سے کھانے پینے، خود بخود قے کے آنے، احتلام ہونے اور بھول چوک سے ممنوع چیزوں کے استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بشرطیکہ یاد آنے پر فوراً رک جائے۔ غسل کرنے، تیل و سرمہ لگانے، خوشبو سونگھنے، کان میں دوائی ڈالنے اور مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری، مشکوٰۃ وغیرہ)

لیلۃ القدر: یہ مبارک رات ماہ رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بڑھکر ہے۔ اس رات میں یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ـ (مشکوٰۃ)

اعتکاف: آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ معتکف کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جن مسجدوں میں اذان، جماعت ہوتی ہو اس میں اعتکاف ہوسکتا ہے۔ جمعہ کیلئے دوسری جامع مسجد میں جاسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ وغیرہ)

فطرانہ: ہر مرد و عورت، چھوٹے بڑے، امیر غریب، آزاد و غلام پر صدقۃ الفطر ایک صاع (جو تقریباً پونے تین سیر کا ہوتا ہے) گیہوں، جو، کھجور وغیرہ سے نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے (مشکوٰۃ وغیرہ)

نمازِ عید: سویرے نہا دھو، تیل خوشبو لگا حسبِ توفیق اچھا لباس پہنکر میدانِ عیدگاہ کو جانا چاہیئے۔ راستے اور عیدگاہ میں یہ تکبیریں آوازِ بلند کہنی چاہئیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ـ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ ـ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ـ نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہنی۔ ... جاتے وقت راستہ بدلکر آنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ، نیل الاوطار، خطبات التوحید وغیرہ) فقط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترانہ

صحیح بخاری شریف

جناب مولانا ابو البیان حمّاد صاحب

حمد کے لائق ہے ذاتِ باری — انسان کی جو کرتا ہے یاری
ہردم رہے بس یہ شغل جاری — مدح و ثنا و شکر گذاری
تفسیر و شرح ارشادِ باری
صحیح بخاری صحیح بخاری

وہ داعیِ حق وہ سب کا ہادی — وہ جس نے سوتی بستی جگا دی
کرنے لگا جب حق کی منادی — گونجی عرب کی ہر ایک وادی
وحیِ خفی وہ حسنات جاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

ہر ایک راوی کا صدقِ پیکر — عدل مجسّم شب تاب گوہر
چرخِ یقین کا تابندہ اختر — شانِ صحابہؓ اللہ اکبر
سلمانؓ و عوفؓ و بوذر غفاریؓ
صحیح بخاری صحیح بخاری

شمعِ فروزاں قرآں کی آیت — فانوس روشن ہر ہر روایت
فضلِ خدا ہے فہم و درایت — موقوف جس پر راہِ ہدایت
گلزارِ دیں کی فصلِ بہاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری جب ہاتھ آئی ہم نے اُسی سے بس لَو لگائی
بے شک مرادِ قلبی بر آئی اپنی متاعِ گم گشتہ پائی
جان سے بڑھکر ہم کو ہے پیاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

جو بعد قرآں لاریب افضل نقشہ دیں ہے جس میں مکمل
ہوتا ہے جس سے ہر مسئلہ حل جس نے مچائی دنیا میں ہلچل
مشتاق جس کی اُمت ہے ساری
صحیح بخاری صحیح بخاری

قراءت ہے جس کی وجہِ مسرت ملتی ہے جس سے قلب کو فرحت
جو بخشتی ہے گنجِ غنیمت اُس کے عمل کی ادنیٰ سی برکت
ہو جائے نوری جو بھی ہو ناری
صحیح بخاری صحیح بخاری

آئینِ نبویؐ ، دستورِ محکم اسنادِ اعلیٰ ، صحت مسلّم
کی راویوں نے ہر آن وہر دم سعی مسلسل اور جہد پیہم
باطل کے حق میں ایک ضرب کاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

دیں کی حقیقت جس نے بتائی شرک وبدی کی بنیاد ڈھائی
توحیدِ خالص ہم کو سکھائی بھٹکے ہوؤں کو راہ پہ لائی
زیست ہماری جس نے سنواری
صحیح بخاری صحیح بخاری

"حدثنا" سے گونجی فضائیں دلکش ترنم ، دلکش دعائیں
"قال رسول اللہ" کی صدائیں جو چاہیں آئیں برکات پائیں
فیضانِ بحرِ رحمت ہے جاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

ہے جس میں شانِ خارا گدازی نغمات جس کے ترکی نہ تازی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس پر فدا ہیں رومی و رازی   پیغامِ شوق میرِ حجازی
پیدا ہو جس سے تقویٰ شعاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

جس کی بدولت اقوامِ ذی شاں   عشرت بداماں سرتاجِ دوراں
ہر لفظ جس کا لعلِ بدخشاں   گویا جبینِ حور پہ افشاں
دور ہو جس سے ذلت و خواری
صحیح بخاری صحیح بخاری

یارب ہمیں توفیقِ عمل دے   مدت سے ہم سب بے کل ہیں، کل دے
باغِ بہشت و قصر و محل دے   نظمِ جہاں کو اب تو بدل دے
کلمات جس کے میزان میں بھاری
صحیح بخاری صحیح بخاری

فقط والسلام   تمت بالخیر والعافیہ

فللہ الحمد علی ذالک

اپنی صحت قائم رکھنے کیلئے ہمیشہ
زم زم برانڈ خالص گھی
ویسے مصالحہ جات استعمال کریں
زم زم پروڈکٹ کراچی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم

آئینہ محمدی ۳/
انعام محمدی ۳/
ارشاد محمدی ۳/
اذان محمدی ۳/
اشعار محمدی ۳/
برہان محمدی ۳/
توحید محمدی ۶/
تعلیم محمدی ۳/
تفسیر محمدی زیر طبع
جماعت محمدی ۶/
حج محمدی ۳/
حقوق محمدی ۳/
حیات محمدی ۳/
خطبۂ محمدی ۳/
خطبات محمدی ا، ۲، و ۳ زیر طبع
خطبات محمدی حصہ چہارم ۲ عہ/
" " پنجم ۲ عہ/
دلائل محمدی حصہ اول ۵/
دلائل محمدی حصہ دوم ۹/
درۂ محمدی ۴/
درود محمدی ۱۱/
دین محمدی فی حصہ ۲ عہ/
دین محمدی مکمل سات حصے تیرہ روپے ۱۳
ذمۂ محمدی ۸/

زکوٰۃ محمدی ۵/
سلام محمدی ۳/
سنت محمدی ۳/
صراط محمدی ۴/
صیام محمدی ۴/
صداء محمدی ۶/
صلوٰۃ محمدی ۴/
ضرب محمدی ۳/
عقائد محمدی ۳/
عقیدۂ محمدی ۳/
غنیۂ محمدی ۸/
فرمان محمدی ۴/
فتاوی محمدی
دین محمدی کا آخری حصہ ۲ عہ/
لؤلوء محمدی ۳/
میلاد محمدی ۵/
مشکوٰۃ محمدی ۱ عہ/
معراج محمدی ۳/
ملت محمدی ۵/
نور محمدی حرمۃ قوالی ۱۴/
وضوء محمدی ۵/
ہدایت محمدی ۶/
بلوغ المرام اردو ۲ عہ/
مشکوٰۃ شریف اردو مکمل مجلد ۱۸ عہ

اسماء الرجال اردو ۳ ہے/
شرح مقدمہ مشکوٰۃ اردو ۱ عہ/
چہل حدیث مترجم اردو ۴/
انتخاب صحاح ستہ مجلد اردو ۶ ہے/
مسلم شریف مکمل مجلد اردو ۶ ہے/
تجرید بخاری مجلد مکمل اردو مغہ/
" " " نسخ عربی ۱ روپیہ
بخاری شریف مترجم فی پارہ ۲ عہ/
انتخاب صحیحین اردو ۱ عہ/
مشکوٰۃ مترجم یعنی مظاہر حق مکمل ۴۵
ابوداؤد مکمل اردو ۹ ہے/
ابن ماجہ شریف اردو ۵ عہ/
ترمذی شریف مکمل مجلد اردو ۱۲ ہے/
فیصلہ قاتلان حسین رضہ ۴/
فیصلہ حدیث قرطاس ۴/
فیصلہ نکاح ام کلثوم رضہ ۴/
فضائل صدیق اکبر رضہ ۸/
البرہان المعقول فی ترجیع
بنات الرسول ۴/
قاتلان حسین کی خانہ تلاشی ۱۰/
الوسیلہ مغہ/
الوسیلہ مجلد ۸ ہے/
افادات ابن تیمیہ ۱۲ عہ/
احکام روزہ ۴/
احکام شہرات ۲/

احکام دارمی ۳/
آداب دعاء ۲/
ایک خواب اور تعبیر ۲/
معراج نبوی / رجب کی رجبی ۳/
حقوق والدین ۳/
حرمت زنا ۴/
گھر بیٹھے گنگا شادیکھ ۲/
گلشن غفاری ۱۲/
گیارھویں ۴/
رفع الیدین ۶/
مناظرہ آٹھ تراویح ۴/
مسائل زکوٰۃ ۶/
مناظرہ علم غیب ۳/
رہبر کامل مجلد ۱۲ عہ/
حدیث کی پہلی کتاب مترجم وتشریح ۱۰/
حدیث کی دوسری ۱۰/
حدیث کی تیسری ۱۰/
تفسیر ام القرآن ۱۲/
انگریز اور وہابی ۸/
دولت مند صحابہ ۸/
عشرۂ مبشرہ / دس جنتی صحابی ۱۴
ہندو شعرا کا نعتیہ کلام ۸/

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبلغین اسلام عہ/
اسوۂ حسنہ ۸/
آئینہ تصوف ۸/
سیرۃ امام شوکانی ۱۲/
حیات النبی ۸/
داستان مرزا ۸/

کتب ردِ مرزائیت

فسانہ قادیان عہ/
متفقہ فتاوے
بابۂ فرقۂ قادیانی ۳/
ختم نبوۃ فی الحدیث ۱۲/
ختم نبوۃ فی الآثار ۱۲/
پاکستان میں مرزائیت ۱۰/
دعاوی مرزا ۳/
محمدیہ پاکٹ بک ۳/
مصنفہ مولانا عبداللہ معمار امرتسری
حقیقت مرزائیت ۶/
مرزا صاحب کو موت کہاں آئی؟ ۲/
جھوٹی پیش گوئی ۴/
الشہاب ۱۰/
انتخاب الاربعین } ۸/
ایک ہزار روپیہ انعام }
حیات مسیح ۸/
محکمات ربانی قادیانی عہ/

مقدمۂ قادیانی مذہب مجلد ۲/
دوسری شہادۃ آسمانی عہ/
داستان مرزا ۸/
مراق مرزا ۴/
مذہب داڑکو (پنجابی)
نبوت داڑکو (")
فیصلہ مقدمہ بھاولپور مجلد ۱۲/
مسلم پاکٹ بک ۲/
بناسپتی امت ۶/
اغلاط ماجدیہ ۸/
قاعدہ اردو ۳/
پہلی اسلام معہ فرہنگ ۴/
دوسری " ۷/
تیسری " ۱۰/
چوتھی " ۱۰/
پانچویں ۱/
چھٹی ۱/
ساتویں ۱/
آٹھویں ۱/
نویں ۱/
دسویں اسلام معہ تاریخ
گیارھویں ۱/
بارھویں
تیرھویں

چودھویں
پندرھویں

تصانیف شہید دہلوی

تقویۃ الایمان ۸/
تذکیر الاخوان مجلد ۱/
منصب امامت " ۲/

کتب متفرقات

جلیل المناسک حج مجلد ۱۴/
بلاغ المبین مجلد شاہ ولی اللہ ۱/
تحفۂ عید ۱/
آمین ۶/
خطبات التوحید ۱/
فصل الخطاب ۲/
سیرۃ النعمان مجلد ۲/
حکایات صحابہ ۱/
" " مجلد ۲/
بلوغ المرام عربی مجتبائی ۲/
غنیۃ الطالبین اردو ۵/
" مجلد ۶/
بخاری کامل عربی نور محمدی
مسلم کامل عربی ۳/
تفسیر جلالین کلاں عربی
تفسیر احسن التفاسیر
خریداران صحیفہ کو مفت
قبض کشا گولیاں فی گولی ۱/

مسلک اہلحدیث ۴/
تعبان بجواب رضوان ۴/
آئینۂ عید الضحیٰ ۳/
ظفر المبین رد مقلدین مجلد ۳/
نمازِ مسنون مترجم جیبی سائز ۳/
ہدایۃ النبی نماز کی کتاب ۱/
قرآنی دعائیں مترجم و شرح ۳/
حزب المقبول مترجم مجلد خورد ۱۴/
" مترجم کلاں مجلد ۱۴/
علامات قیامت اردو ۸/
گناہ بے لذت مجلد ۱/
الدعاء والدواء ۱۲/
قصص الانبیاء کلاں ۳/
تذکرۃ الاولیاء کلاں ۳/
شیطان کی سوانح عمری مجلد ۲/
ابلیس کی ڈائری ۱۹۵۰ء ۳/
" ۱۹۵۱ء ۳/
تجارتی راز مجلد ۳/
ناموس ملت بردہ ۱۰/
دعوتِ جہاد ۸/
سیرۃ خاتم الانبیاء } ۱/
معہ چہل حدیث }
نیک بیبیاں مجلد ۱۴/
آداب النبی مجلد معہ معجزات رسول ۱/
اسوۂ حسنہ مجلد امام ابن قیم رح ۵/

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصیبت کے بعد راحت ۶/
حیات المسلمین [illegible]
ظہور امام مہدی آخرالزمان [illegible]
رہبر روزگار مجلد [illegible]
کالا پانی ۱۲/
فضائل سید المرسلین معہ تقاریظ علماء [illegible]
وہابی کی پہچان ۲/
رسالہ عقیقہ ۶/
اردو زبان کی تاریخ صفحات ۲/
القراۃ خلف الامام عربی مصنفہ امام بخاری ۵/
رہبر کامل مجلد [illegible]
انگریز اور وہابی ۸/
دس جنتی صحابہ یعنی عشرہ مبشرہ ۱۴/
حدیث کی پہلی کتاب مترجم مع تشریح ۱۰/
دوسری کتاب ۱۰/
تیسری کتاب ۱۰/
تاریخ مکہ معظمہ ۶/
خطبات شاہ اسمٰعیل شہید غزنی ۵/
دیوان گلشن ہدایت ۱۲/
تفسیر سورہ فاتحہ ۱۲/
تاریخ خواجہ اجمیری ۶/
عقائد صوفیہ ۵/

آداب القرآن ۶/
رانڈوں کی شادی ۴/
جمال القرآن تسہیل الفرقان ۶/
قصہ اصحاب فیل ۳/
تفسیر حقانی اردو کامل آٹھ جلد مجلد [illegible]
مفتاح العلوم فی شرح مثنوی مولانا روم مکمل ۱۷ جلد مجلد [illegible]
تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان مصنفہ وحید الزمان [illegible]
رحمۃ للعالمین ہر سہ حصہ مکمل [illegible]
خاتم النبیین [illegible]
مسلمانوں سے اللہ میاں کی باتیں [illegible]
حقیقت اسلام ۱۳/
حقیقت صوم و صلوٰۃ ۱۱/
حقیقت زکوٰۃ ۹/
حقیقت جہاد ۹/
حیاۃ النبی ۸/
دربار عمر کے فیصلے مجلد [illegible]
گاؤں والے ۵/

خدائی معمار ۹/
خوفناک طوفان یعنی طوفان نوح ۷/
جنت سے زمین پر حضرت آدم ۵/
پہلا خون قصہ ہابیل قابیل ۵/
یٰس شریف مترجم بامعنی عکسی ۱۴/
سورہ کہف مترجم بامعنی عکسی ۱۲/
حیات النبی ۹/

کتب سیرت

سیرت پاک مجلد اردو مع مسدس حالی و چہل حدیث [illegible]
سیرۃ خاتم الانبیاء مع چہل حدیث [illegible]
سیرت آنحضرت صلعم ۱۱/
سیرت ابوبکر رض ۱۰/
سیرت الصدیق ۷/
سیرت صدیق ۸/
سیرۃ الصدیق ۱۴/
سیرت عمر رض ۸/

سیرت فاروق رض ۶/
سیرت فاروق رض ۱۴/
سیرت فاروق رض [illegible]
سیرت الفاروق رض [illegible]
سیرت عثمان رض ۸/
سیرت عثمان رض ۱۰/
سیرت عثمان رض ۱۵
سیرت عثمان رض ۱۴/
سیرت علی رض ۱۱/
سیرت علی رض ۱۰/
سیرت علی رض ۵/
سیرت علی رض ۸/
سیرت علی رض [illegible]
سیرت امام حسن رض ۹/
سیرت امام حسین رض ۱۱/
سیرت امیر معاویہ رض ۸/
سیرت امام ابوحنیفہ رح ۱۱/
سیرت موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس ۱۳/
سیرت شاہ ولی اللہ ۸/
سیرت امام شوکانی ۱۲/
سیرت عبدالقادر جیلانی [illegible]
سیرت خواجہ اجمیری [illegible]
سیرت شاہ اسمٰعیل شہید ۸/
سیرت بلال مؤذن رسول ۸/
سیرت خالد بن ولید ۸/

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

سیرت محمد بن قاسم	۸/	خلفائے راشدین	۵/۸	اسلامی قانون	عہ/	یونانی دواسازی	۴/۲
سیرت ابوذر غفاری	۱۱/	مہاجرین رسول	۶/	مرتد کی سزا	۱۳/	اسرار باہ مکمل ۲ حصے	۱۲/
سیرت مجدد الفثانی	۸/	انصار رسول اول	۶/	حقیقت توحید	۱/۲	اسلام میں امامت کا تصور مجلد	۱/۸
سیرت فاتح چین	۱۳/	״ ״ دوم	۳/	مسدس حالی مجلد	۲/۶	محدثین کے حالات	۸/
سیرت فاتح اسپین	۱۳/	سیرت صحابہ	۸/	یسرنا القرآن	۸/	وجد و سماع ابن تیمیہ رح	۱۳/
سیرت حضرت عائشہ	عہ/	سیرت الصحابیات	۲/۸	شاہنامہ اسلام فی حصہ	۵/	شہادت حسین مولانا آزاد	۱۳/
سیرت حضرت فاطمہ	۸/	اسوۂ صحابہ اول	۳/۸	ازپارہ عم تا والمحصنات فی پارہ	۴/	تفسیر سورہ کوثر اردو	
سیرت حضرت خدیجہ	۸/	״ ״ دوم	۳/۸	قاعدہ بغدادی	۱/	ابن تیمیہ رح	۵/
سیر خواجہ معین الدین اجمیری	۹/	تابعین صحابہ	۵/۸	داڑھی کا فلسفہ	۴/	کرامات ابن تیمیہ رح	۵/
سیر خالد بن ولید سیف اللہ سپہ سالار	۶/۴	حقوق الزوجین	۱/۹	خطبات شاہ ولی اللہ و اسمٰعیل شہید مجلد	۶/۸	رحلت مصطفیٰ	عہ/
سفرنامہ حجاز حضرت مولانا		غیر مسلموں کے حقوق	۱۵/	سرخ لکیر مجلد	۱۲	رحلت خلفائے راشدین	۱۳/
عبدالوہاب صاحب مرحوم	۸/	حقیقت تقویٰ	۱۳/	المعراج	۶/	فتویٰ شرک شکن ابن تیمیہ رح	۶/

نوٹ: مفصل فہرست مفت، آرڈر دیتے وقت کتاب کی قیمت ضرور لکھیے جواب کیلئے جوابی کارڈ لکھیے ایک روپیہ سے کم وی پی نہیں ہوگی۔

ان کتب کے علاوہ ہر سائز کے قرآن مجید اور ہر قسم کی کتابیں مصری عربی فارسی اردو کی درسی غیر درسی کے منگوانے کا پتہ:۔

مکتبہ شعیب آٹلری میدان ۱ بنس روڈ متصل محمدی مسجد کراچی

ابلیس کا روزنامچہ بابت ۱۹۵۰ء مجلد

ابلیس روزانہ کیا کرتا ہے؟ کتنوں کو سیدھے راستے سے بہکاتا ہے صبح کہاں ہوتا ہے شام کو کیا کرتا ہے یہ سب کچھ اسکے روزنامچہ میں پڑھیے۔ جتنے کام کرتا ہے اپنے روزنامچہ میں بلاناغہ نوٹ کرتا رہتا ہے سنہ ۱۹۵۰ء میں اسنے دیا کیا۔ کتاب مجلد بہترین لکھائی ہے یکم جنوری سنہ ۱۹۵۰ء سے لیکر ۳۱ دسمبر سنہ ۵۰ء تک کا روزنامچہ چھپ گیا ہے۔ بڑا نصیحت آمیز اور دلچسپ روزنامچہ ہے آج ہی منگائیے۔ قیمت تین روپے محصول پارسل آٹھ آنے لگے گا۔ روزنامچہ بابت ۱۹۵۱ء قیمت تین روپے محصول پارسل دس آنے لگے گا۔ بابت سنہ ۵۲ء زیر طبع ہے

شیطان کی سوانح عمری مجلد

شیطان کا نام آپ روزانہ سنتے ہیں مگر اس کی مکمل ہسٹری سے آپ واقف نہیں اور یقیناً ناواقف ہونگے۔ مہربانی کرکے یہ کتاب شیطان کی سوانحعمری ضرور پڑھیے یہ مردود کیسے پیدا ہوا، کہاں پیدا ہوا، کس زمانہ میں پیدا ہوا، اسکے ماں باپ بہن بھائی کون تھے، آسمان پر کس نے بلایا تھا، وہاں کیا کرتا رہا، پھر کس طرح آسمان سے پھینکا گیا۔ اس نے اپنا مقدمہ خدا کے حضور میں کسطرح لڑا اور پھر دنیا میں پہنچکر اس نے ابتداء سے ابتک کیا کچھ کیا۔ اور آجکل کیا کر رہا ہے قرآنی حوالوں سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے قیمت فی جلد ۲/۸ محصول سات آنے

مکتبہ شعیب آٹلری میدان نمبر ۱ بنس روڈ کراچی

www.KitaboSunnat.com

خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلعم کی نماز کا مکمل نمونہ!

صلوٰۃ الرسول

تالیف

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی فاضل السنہ شرقیہ (پنجاب یونیورسٹی)

قرآن کے حکم اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ سے نماز کی فرضیت ثابت ہوتی ہے، اور مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ کے حکم سے نماز کے ادا کرنے کا طریقہ قاعدہ ضابطہ اور صورت و ہیئت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھنا امت پر واجب ہے چنانچہ خود رسول اکرم فرماتے ہیں صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (بخاری) نماز (ٹھیک اسطرح) پڑھو جس طرح تم (صحابہ نے آنکھوں سے اور بعد والوں نے احادیث میں) مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ بس قرآن اور حدیث کے حکم سے نماز امت پر رسول خدا کے طریقے قاعدے اور ضابطے کے مطابق پڑھنی ضروری اور واجب ہوئی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے رسولخدا کے سامنے نماز (بے قاعدہ) پڑھی تو حضور نے اسے فرمایا اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ نماز پھر پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے تین یا چار بار پھر پڑھی اور حضور نے ہر بار لوٹانے کا حکم دیا۔ بالآخر اس نے عرض کیا! حضور! مجھے نماز سکھاؤ۔ پھر آپ نے اس کی وہ غلطیاں نکالیں جن کے باعث اس کی نماز نہیں ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز حضور انور کے بتائے اور کر کے دکھائے ہوئے قاعدوں اور اصولوں کے مطابق پڑھی جائے تو قبول ہوتی ہے ورنہ منہ پر مار دی جاتی ہے پس ضروری ہوا کہ ہم اپنی نمازیں مسنون اصول و قواعد کے مطابق ادا کریں تاکہ قبول ہوں۔

عام مسلمان مسنون نماز ادا کرنے میں لاعلمی کی وجہ سے بڑی بڑی غلطیاں اور کوتاہیاں کر جاتے ہیں، اور بعض غلطیاں تو اس قدر خوفناک اور اصول شکن ہوتی ہیں کہ انکے ارتکاب سے نماز کے باطل ہو جانے کا خوف ہے۔ بس سب مسلمانوں کیلئے یہ بات ضروری ہوئی کہ وہ نماز کو مسنون قاعدوں اور اصولوں کے مطابق ادا کرنا سیکھیں۔ یہ بات رسول پاک کی سنت کے فدائیوں اور حضور انور کی نماز کی پیاری صورت کے شیدائیوں کے لئے مژدہ جانفزا ہوگی کہ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی فاضل السنہ شرقیہ نے ایک کتاب،

صلوٰۃ الرسول

کے نام سے نہایت تحقیق اور محنت سے تحریر فرمائی ہے۔ جو نہایت جامع مکمل اور مدلل ہے۔ اور مسلمانوں کو نماز کے مسنون قاعدوں، اصولوں، ضابطوں اور طریقوں کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

۱۔ صلوۃ الرسول خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ایک مکمل دستور العمل ہے۔

۲۔ صلوۃ الرسول نبی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کے جملہ اقوال وافعال اور تمام حرکات وسکنات کی جامع ہے۔

۳۔ صلوۃ الرسول ان اغلاط کی بھی پوری نشان دہی کرتی ہے جنکے ارتکاب سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۴۔ صلوۃ الرسول میں مسنون نماز کی شکل وصورت کیفیت وہیئت قواعد وضوابط اور سب اصول وفروع نہایت وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں

۵۔ صلوۃ الرسول میں قریباً ایکصد صحابہ رضی اللہ عنہم نے تمام مسائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کیا ہے۔

۶۔ صلوۃ الرسول سوا پانچ سو سے زائد صحیح حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

۷۔ صلوۃ الرسول میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت نہو۔

۸۔ صلوۃ الرسول کے تمام مسائل نہایت مدلل مع حوالہ کتب بیان کیے گئے ہیں۔

۹۔ صلوۃ الرسول ایک ایسا آئینہ ہے جس میں رسول اللہ علیہ وسلم کی نماز مکتوبہ ونافلہ کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ جلسہ استراحت اور قعدہ وغیرہ کے روئے زیبا اپنے پورے خط وخال اور حسن وجمال کیساتھ نظر آتے ہیں۔

۱۰۔ صلوۃ الرسول میں نماز اور اسکے متعلقہ بے شمار مسائل سے متعلق اس قدر مواد جمع کیا گیا ہے اور اتنی مفید اور ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں کہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ نماز کے موضوع پر آج تک ایسی کتاب اردو زبان میں شایع نہیں ہوئی۔ لہ

۱۱۔ صلوۃ الرسول میں چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا پورا پورا نمونہ دکھایا گیا ہے۔ اور نمونہ کے مطابق ہی پڑھی ہوئی نماز خدا قبول کرتا ہے، اس لیے تمام مسلمان مردوں عورتوں لڑکوں، لڑکیوں، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ اور طالب علموں، مساجد کے اماموں اور مقتدیوں، اور ہر اس مسلمان کو جو محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے شافع روز جزا علیہ التحیۃ والثنا کے قول وفعل اور سنت پاک کو جان، مال، اولاد، ماں باپ اور سارے جہان سے زیادہ محبوب جانتا ہو۔ اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے اور کوئی گھر اس بلند پایہ کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ اس کتاب میں موٹی موٹی ۱۰۴ سرخیاں ہیں اور ۲۷۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے ٹائیٹل دورنگا اور دیدہ زیب ہے۔ قیمت صرف دو روپیہ عمدہ لکھائی چھپائی ہے عربی عبارات پر اعراب لگادیے گئے ہیں اور بین السطور ترجمہ ہے۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ بھیجئے۔

قیامت آنیوالی ہے یقین نہ ہو تو مشہور کتاب علامات قیامت منگا کر پڑھ لیجئے جسمیں قرآن اور احادیث کے حوالوں سے قیامت کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ قیامت کب آئیگی؟ کسطرح آئیگی؟ کیا کیا ہوگا؟ پہاڑ کیونکر پھٹیں گے؟ زمین کیونکر شق ہوگی؟ آسمان کہاں جائیں گے؟ انسان اس وقت کہاں ہونگے؟ یاجوج ماجوج کا حال، امام مہدی کا ظہور، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا بیان وغیرہ وغیرہ سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت صرف آٹھ آنہ مفصل فہرست مفت

مکتبہ شعیب، آٹلری میدان عابنس روڈ، کراچی

لہ ہدایۃ النبی اس کے ہم پلہ ہے بلکہ اس سے بھی واضح ۱۲ ص

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ بے روزگار ہیں؟

اگر آپ بیکار ہیں، روٹی تک کمانے سے بھی بیزار ہیں، سیکڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد بیسیوں دفتروں اور پرائیویٹ فرموں کی چوکھٹوں پر ناک رگڑنے کے بعد نوویکنسی کی صدا سنکر بھی مایوس ہو چکے ہیں۔ اگر آپ واقعی مفلسی اور غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر آپ گرہست ہیں۔ یا بال بچے دار ہیں مگر بے روزگار و بے مددگار ہیں روٹی نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں تو اس خیال کو دل سے دور کریے اور کوئی ہنر سیکھئے تاکہ محنت کرکے دولت کما کر اپنے بال بچوں کا اور اپنا پیٹ پال سکو۔ اگر آپ کو کوئی ہنر نہیں آتا تو آج ہی اپنی پہلی فرصت میں اسکا فکر کیجیے یعنی مفلسی اور بے کاری سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمسے کتاب رہبر روزگار منگا کر پڑھیں۔ جس میں مصنف نے متواتر دو سال کی لگاتار محنت کرکے سیکڑوں انگریزی و دیگر ممالک کے کئی قسم کے فنون کو اکٹھا کرکے دیسی ہنر و فنون کا خزانہ جمع کرکے اس کتاب میں درج کر دیا ہے گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے ہمارے ہندوستان کے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نوجوانان ملک بے کاری کے گہرے بھنور سے نکل کر اب کئی ایک کارخانوں اور کیمیکل ورکسونکے مالک بنکر سیکڑوں بیکار نوجوانوں کو روٹی مہیا کر رہے ہیں۔ اور خود بھی عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں یہ کتاب ابتک چالیس ہزار چھپ چکی ہے اب صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ اس میں سینکڑوں نسخہ جات ایسے درج ہیں جو کہ کوڑیوں میں تیار ہوتے ہیں اور روپوں میں بکتے ہیں۔ آج ہی آرڈر دیجئے کتاب مجلد ہے قیمت دو روپے چار آنے　آرڈر دیتے وقت قیمت ضرور لکھئے جواب کیلئے جوابی خط لکھئے

مفصل فہرست مفت

ملنے کا پتہ

دکان نمبر ۱۱ بنس روڈ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر

ایک ہزار روپیہ انعام

مصنف کی طرف سے اس شخص کو دیا جائیگا جو مصنف کے پیش کردہ حوالے جو مصنف نے مرزا صاحب کی اصل کتابوں سے "ختم نبوت" میں تحریر کئے ہیں۔ غلط ثابت کرے یا انہیں کسی قسم کا ہیر پھیر یا الفاظ کی کمی بیشی یا کتر بیونت ثابت کرے کیونکہ مرزائی برادری کو یہ کہتے ہوئے ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ مسلمان مرزا صاحب کی کتاب کا جو حوالہ پیش کرتے ہیں وہ الفاظ کی کمی بیشی یا دھوکا دہی سے پیش کرتے ہیں لہذا مصنف صاحب بذریعہ اعلان ہذا مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ حوالے جو شخص غلط ثابت کرے وہ ایک ہزار روپیہ انعام لے۔ کیا ہے روئے زمین پر کوئی زندہ دل مرزائی؟ جو میدان میں کودے اور انعام حاصل کرے؟ رسالہ ختم نبوت عمدہ لکھائی چھپائی بہترین کاغذ۔ قیمت آٹھ آنے ۸/

مرزائیت کی تردید میں اور کتابیں

فسانہ قادیان ۱۲/ ، مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئی ۲/ ، موت مرزا ۲/ ، دعاوی مرزا ۲/ ، تحکمات ربانی ۱۲/

داستان مرزا ۸/ ، دوسری شہادت آسمانی ۱۲/ ، ختم نبوت فی الحدیث ۱۲/ ، ختم نبوت فی الآثار ۱۲/

مذہب راڈ کود (پنجابی میں) ۵/ ، تنقید قادیانی بابت فرقہ قادیانی ۳/ ، الشہاب ۱۰/ ، بنا النبی امتہ عرف علامہ اقبال کا پیغام ۶/

پاکستان میں مرزائیت ۱۰/ ، حیات مسیح ۸/ ، حقیقت مرزائیت ۶/ ، مقدمہ قادیانی مذہب مجلد ۱/۲

محمدیہ پاکٹ بک ۱/ ، مسلم پاکٹ بک ۱/۲ ، فیصلہ مقدمہ بہاولپور مجلد ایک روپیہ بارہ آنہ ، مراق مرزا ۴/

عقائد مرزا چار آنہ ، جواب کیلئے جوابی کارڈ لکھئے۔ مفصل فہرست مفت طلب فرمائیے۔

آرڈر دیتے وقت ہر کتاب کی قیمت ضرور لکھئے۔

ہر سائز کے قرآن مجید

اور ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ

مکتبہ شعیب ۱۱ الکریمی میدان اللہ بخش روڈ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

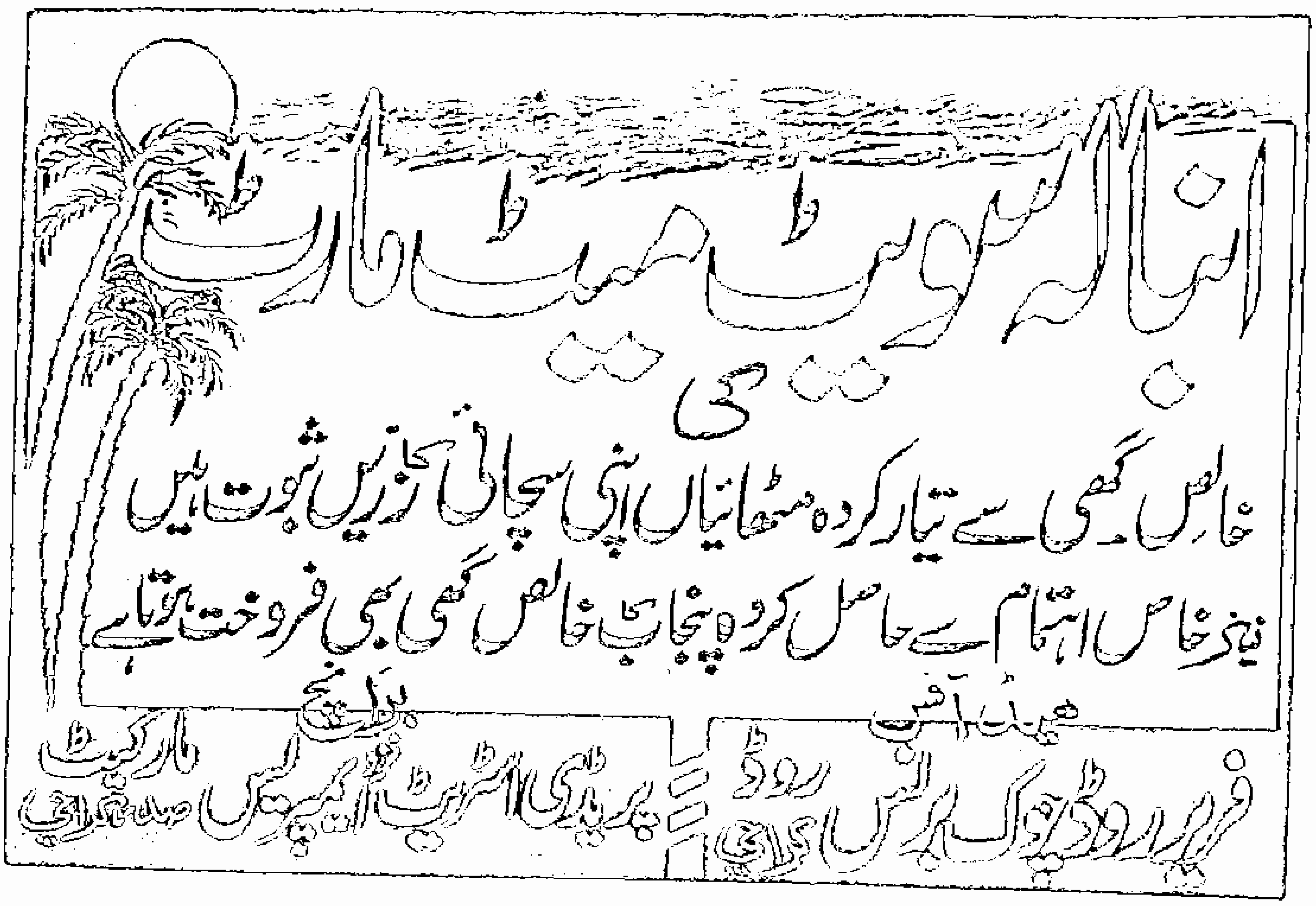

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

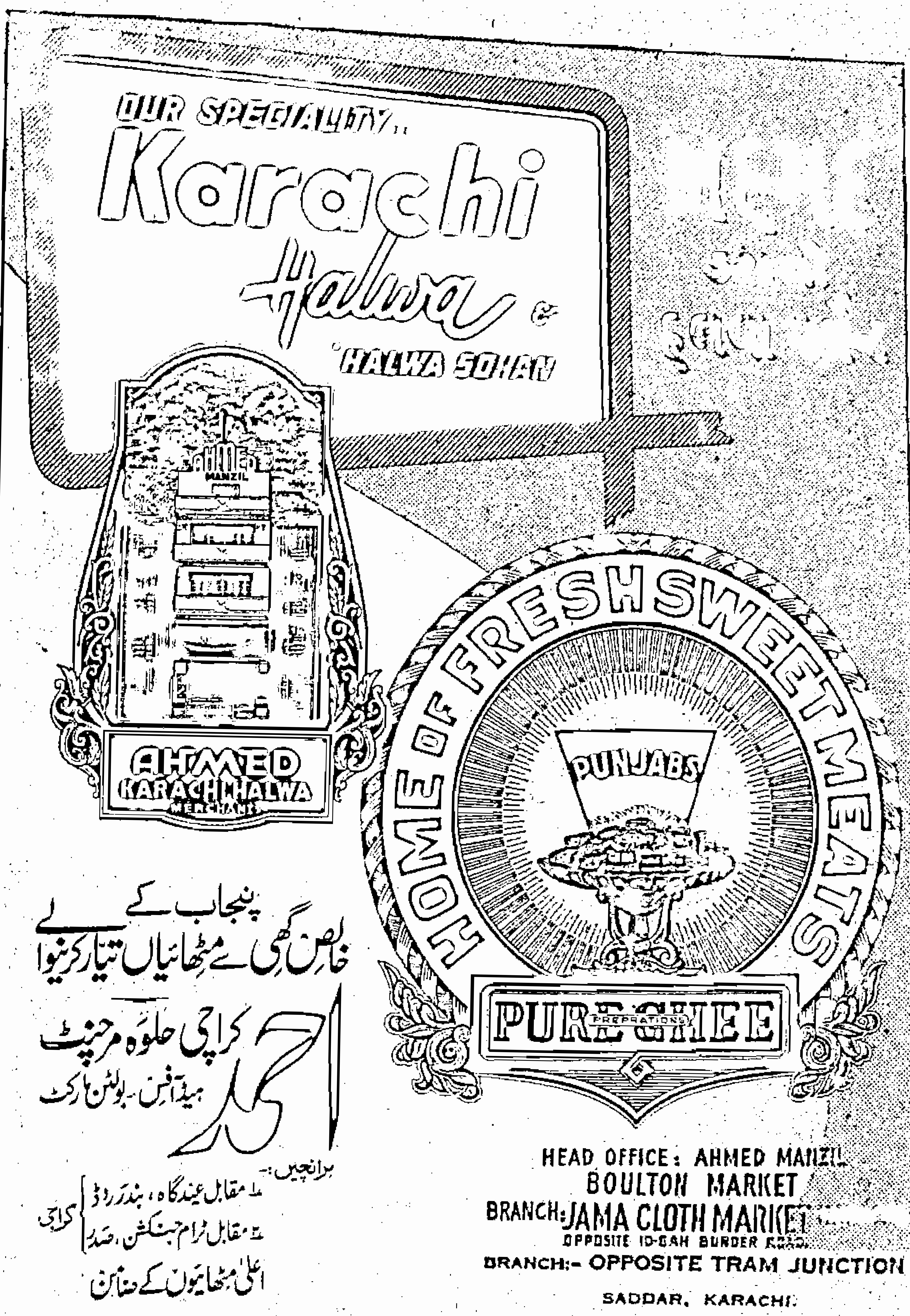

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب وقت کی پابندی اور
کام کی خوبی کا سوال ہو

اس وقت

گولڈن بلاک ورکس

ساؤتھ نیپیئر روڈ کراچی کو
یاد فرمائیے

جہاں سادہ و رنگین بلاک بہت جلد و بکفایت بنائے جاتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج

[illegible] لاکھوں مسلمان حج بیت اللہ شریف کیلئے مکہ معظمہ میں جاتے ہیں [illegible] تو مناسک حج کو عمدگی سے ادا ہی نہیں کر سکتے اور معلموں کے ذریعہ [illegible] ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب مولانا الحاج عبدالجلیل خان صاحب [illegible] کتاب جلیل المناسک تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب میں طریق ادائیگی فرائض حج تمام مناسک [illegible] کے طریقے اور دعائیں معہ ترجمہ لکھی گئی ہیں یہ کتاب سفر حج میں [illegible] وقت [illegible] آپ کی رہنمائی کریگی اس کتاب [illegible] [illegible] کاغذ [illegible] کتابت و طباعت دلکش نفیس دیدہ زیب جلد [illegible] قیمت ایک روپیہ

[illegible] ۱۹ [illegible] مارکیٹ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

Regd. S. No. 1189

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۱۸۹

پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کا حدیث نمبر

FORTNIGHTLY SAHIFA AHL-E-HADEES KA HADEES NUMBER

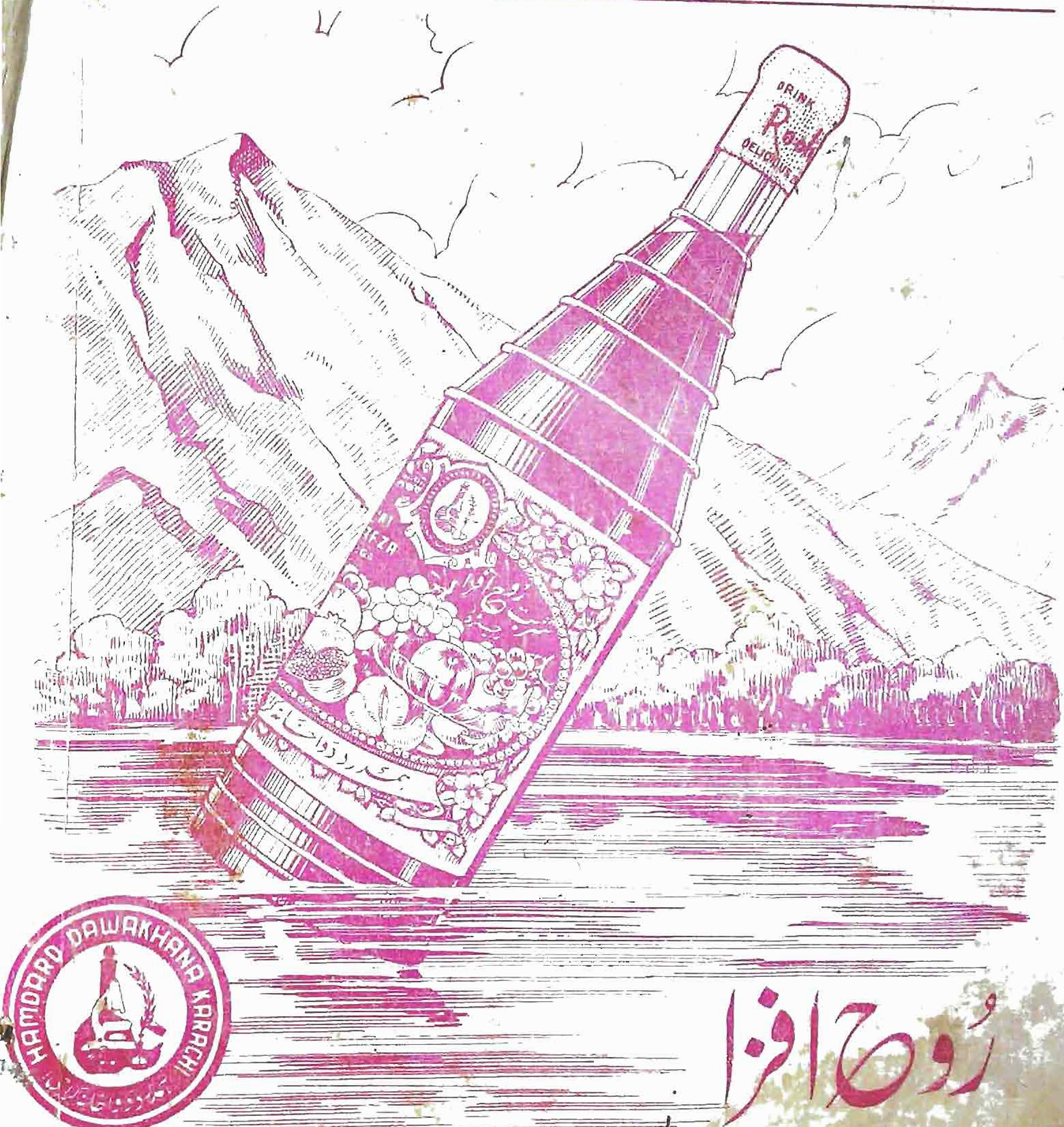

Printed at the Nazir Printing Press, McLeod Road, Karachi.